

الْفَرْقَةُ الْكَبْلَامُ كَالْبَيْتِ فِي الطَّعَامِ

اصطلاح لمطرب

مولانا مولوی مشینت اللہ صاحب دیوبندی

ترجمہ اردو

کافیہ

علامہ شیخ جمال الدین بن حاجت مرنوی رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

الْمَعْرِفَةُ فِي كَلَامِ الْبَيْتِ فِي الطَّعَامِ

ایضاح لمطرب

مولانا مولوی مشینت اللہ صاحب دیوبندی

مترجم اردو

کافیہ

علامہ شیخ جمال الدین بن حاجب متوفی ۱۰۴۲ھ

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

7241355

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحمد للہ علی نعمہ الوافیۃ والایۃ العافیۃ الکافیۃ والصلوۃ والسلام علی من بعثت بالادۃ الشافیۃ والمعجزۃ الہامیۃ وحمل

کواچی زبان کے قواعد سکھنے کی ضرورت نہیں وہ اپنی مادری زبان میں قواعد کی مدد سے سیکھ لیتا ہے صرف دوسری قوموں کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے وہ غیر مادری زبان حاصل کرنے کے لئے اس کے لئے اس کے قواعد کے محتاج ہیں یہی وجہ ہے کہ جب تک عربی خالص عربوں کی زبان رہی اندیشی کو عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برق کے شروع کرنے سے پہلے بصیرت کے لئے تین امروں کا جاننا ضروری ہے ایک اس کی تعریف کا۔ دوسرے اس کی غرض غایت کا اس پر کیا فائدہ ہے مرتب ہونے میں تیسرے اس کے موضوع کا یعنی اس امر کا جس کے عوارض ذیاتہ سے اس میں بحث کی جاتی ہے پس علم نحو کے شروع کر لے والے کو بھی بصیرت کے لئے سب سے پہلے ان تین امروں کا جاننا ضروری ہے۔ ایک اس کی تعریف کا جو علم حاصل یعرف بہ احوال و احوال من حیث الاعراب والبناء دوسرے اس کی غرض وغایت کا کہ اس کے جاننے کے بعد آدمی آخر کلمہ کے اعراب و بنا کی غلطی سے محفوظ رہتا ہے تیسرے اس کے موضوع کی معرفت اور وہ کلمہ و کلام من حیث الاعراب والبناء ہے۔ مصنف نے اپنی اس کتاب کو علم نحو کے موضوع سے شروع کیا ہے تاکہ موضوع کی معرفت اس کے عوارض و احوال سے پیشتر ہو جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے کلمہ کی تعریف کی اور کہا کہ کلمہ لفظ النہ او چونکہ مصنف نے ابتدا کتاب میں اللہ کی حمد کو ذکر نہیں کیا ہے اس لئے بادی النظر میں مصنف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انہوں نے حدیث محمد کل امر فی مال لم یدأ بحمد اللہ فوا قلع کے خلاف کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اصل ابتدا کے لئے کتابت شرط ہے بلکہ وہ عام ہے کہ کتابت سے جو یا تلفظ سے پس کلمہ مستبعد نہیں ہے کہ مصنف نے ابتدا کرتے وقت زبان سے الفاظ حمد ادا کر لئے ہوں اور صرف تلفظ پر اکتفا کیا جو دوسرے تسمیہ کے متن میں تمہید بھی ادا ہو جاتی ہے تمہید کے لئے الفاظ تمہید شرط نہیں ہیں۔ تیسرے احتمال ہے کہ مصنف نے کسر نفسی کے طور پر اللہ کی حمد کو درج نہ کیا ہو اور یہ خیال کیا ہو کہ یہ حکم کو مبہم بالشان کے لئے ہے اور میری یہ کتاب مبہم بالشان ہی نہیں مگر تسمیہ کے بعد اللہ کی حمد اس میں درج کی جائے۔

میں داخل نہ ہونے کو بھی ضرورت پیش نہ آئی مگر جب اسلامی فتوحات کی وجہ سے مجھوں نے عربی زبان کو اپنا شروع کیا اور قواعد کی غلطی کے مرتکب ہوئے تو بھی ضرورت محسوس ہوئی سب سے پہلے جس شخص نے نحو کے قواعد مرتب کئے وہ ابوالاسود دہلی ہیں یہ تابعین اور جاثاران علی میں سے تھے اور عربوں میں رہا کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ مسائل نحوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سکھے تھے اگر یہ روایت صحیح ہے تو نحو کے واضح و راسخ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں نہ کہ ابوالاسود علم نحو کی باقاعدہ تہذیب و تکمیل غلیل ابن احمد نحوی نے لفظ رشید کے ذمہ نہیں کی۔ اس کے بعد یہ شاکر ہیں علم نحو میں لکھی گئیں مگر علامہ ابن حاجب کی کتاب کا فیہ کو مشہور اور مقبولیت عامہ حاصل ہوئی دوسری کتاب کو تعصیب نہیں ہوئی مشرق و مغرب کے مدارس و کتابتیں صدیوں سے اس کی تعلیم و تعلم سے گونج رہے ہیں اور سالہا سال سے اس کا دستور تدریس جاری ہے حواشی اور شروع بھی مختصر و مطول عربی اور فارسی میں جس قدر اس کتاب پر لکھے گئے کسی دوسری کتاب پر نہیں لکھے گئے اور دو زبان میں اس کی بعض شرحیں ہیں۔ لیکن وہ کافیہ کی حیثیت کو سامنے رکھنے کے بعد ناتمام اور ناقص ہیں کافیہ کی خصوصیات اور امتیازی چیزوں کا ان میں اصلاً بیان نہیں بنا برین بعض دوستوں نے اہل افریقا یا کافیہ کی ایک مفید اور مکمل شرح اردو زبان میں لکھی جائے تاکہ طلبہ کو اس کے مطالب کے سمجھنے اور محفوظ رکھنے میں وقت نہ ہو اور کافیہ کی دشواریاں بھی ختم ہو جائیں مجھے اپنے ضروری مشاغل کی وجہ

سے فرصت نہ تھی عدم الفرصتی ہمیشہ وقت کو ناقتی رہی مگر جب تقاضا خدا سے گزر گیا تو مجبوراً تھوڑا سا وقت اس کام کے لئے نکالنا پڑا اور عربی و فارسی کی معتبر مختلف حواشی و شرح سے اردو زبان میں ایک مفید اور مستند شرح لکھنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ وہی والا تمام من اللہ اللہ خدا نے چاہا تو یہ ناچیز فرامی طلبہ مدارس عربیہ کے لئے نفع بخش اور مفید ثابت ہوں گی امید کہ اہل کرم حضرت عیوب جوئی اور نکتہ چینی سے درگزر فرما کر اس عاجز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔

کی ہوتی ہے افراد کی نہیں ہوتی۔ پس یہ لام اگر غیر جنسی ہوگا تو جو اس وقت اس کے مدخول سے افراد مراد ہونگے کلا یا بعضاً لہذا ماہیت کی تعلیل نہ ہوگی افراد کی ہونا ہوگی اور نہ ناجائز ہے اور وجہ ناجائز ہونے کی یہ ہے کہ تعلیل سے مقصود صحت یا الفح کا استعمال ہوتا ہے اور اس کے افراد غیر متناہی ہوتے ہیں نہ متناہی میں نہ متناہی استعمال نہیں ہو سکتا۔ بختناہی ماہیت کے کوہ متناہی سے زمانہ متناہی میں اس کا استعمال ہوتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ تعلیل ماہیت کی ہوتی ہے افراد کی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ ایک منطقی قاعدہ ہے کوئی نہیں ہے لہذا ان نجات پر بحث نہیں ہو سکتا جو کہ انکڑ میں لام کو بعد خارجی کا لینے میں کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے

تزدیک تعلیل لافراد جائز ہے نیز یہاں پر کلمہ مراد وہ کلمہ ہے جو تلووں کی زبان پر جاری ہوتا ہے اور اس کے افراد غیر متناہی نہیں کہ تعلیل لافراد ناجائز ہو چیکہ وہ بین قسوں اسم فعل حرف میں ضمیر سے پس انکڑ میں الف ولام عید خارجی لینے میں کوئی اشکال نہیں صحت دوم انکڑ نعت میں لینے سخن باقائدہ و کذا فی العراج کلمہ اور کلام کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان کا اشتقاق کلم بسکون لام سے ہے جس کے سینے زنجی کرنے کے ہیں اس لئے کہ نفس میں کلمہ اور کلام کی تاثیر ایسی ہی ہے جیسا کہ زعم کی ہوتی ہے بلکہ بعض کلمات کی تاثیر قواس سے بھی زیادہ ہوتی ہے کما قبل

جراحات اللسان لب الیام
دلائل یام ماجسرح اللسان

بصرف کلم میں اختلاف ہے کہ یہ جمع ہے یا اسم جنس بعض کہتے ہیں کہ یہ اسم جنس ہے اور ان کی دلیل قولہ تعالیٰ الیہ العید انکڑ الطیب ہے کلمہ ہے کہ اگر وہ جمع ہوتا تو اس کی صفت طیب نہ آتی بلکہ طیب تہا کے ساتھ آتی اور جو کلمہ اس کو جمع کہتے ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ تین سے کم پر اس کا اطلاق نہیں آتا اور اگر اسم جنس ہوتا تو ایک پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا تھا اور وہ اس آیت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ کلمہ کی صفت کو نہ کر لانے کی وجہ یہ ہے کہ جمع ایسی ہو کہ اس کے درمیان اور اس کے مفرد کے درمیان مادے فرق ہوتا ہو تو اس کی صفت میں تذکرہ و تاثیر برابر ہے نیز احتمال ہے کہ طیب کلمہ کی صفت نہ ہو بلکہ اس کا موصوف مخدوف ہوا یعنی انکڑ الطیب پس اس آیت سے جنسیت کلمہ پر استدلال صحیح نہیں صحت سوم تار انکڑ میں وصفت کیلئے ہے لیکن جب ہم اس

الکلام

متدا ۱۲

لہ قولہ انکڑ الیہ یعنی کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لئے وضع کیا گیا ہو اور معنی مفردہ میں کس معنی کے لفظ کا ہر اس کے جز پر دلالت نہ کرے۔ جانتا چاہیے کہ انکڑ میں تین جز ہیں ایک حرف تعلیل دوم صحت یا الفح اول (کلم) اسم سے تاہم چاہتے ہیں کہ ان تینوں جزوں کو طبعاً علیحدہ تین جزوں میں ذکر کریں (صحت اول) الف ولام کی دو قسمیں ہیں اسمی و حرفی۔ اسمی وہ ہے کہ جو اسم فاعل و اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے۔ اور معنی میں الذی کے ہوتا ہے اس کا مصلوہ اسم فاعل و اسم مفعول ہوتا ہے جس پر وہ داخل ہوتا ہے یہاں انکڑ میں الف ولام اسمی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اگر اس پر الف ولام داخل ہے نہ تو اسم فاعل ہے اور نہ اسم مفعول حالانکہ الف ولام اسمی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مدخول اسم فاعل و اسم مفعول ہو پس معلوم ہوا کہ یہ لام لام حرفی ہے۔ پھر لام حرفی کی چار قسمیں ہیں۔ جنسی۔ استغراقی۔ عید خارجی۔ عید ذہنی۔ اور وجہ یہ ہے کہ مدخول لام سے یا تو ماہیت مراد ہوگی یا افراد مراد ہوں گے اول کلام جنسی کہتے ہیں۔ جیسے ارجل خیر من المرأة۔ یعنی ماہیت رجل ماہیت المرأة سے بہتر ہے اور یہ معنی نہیں کہ افراد رجل۔ افراد المرأة سے بہتر ہیں۔ اور دوسری صحت میں جب مدخول لام سے افراد مراد ہوں۔ تو وہ حال سے خالی نہیں ہے تمام افراد مراد ہونگے یا بعض افراد اول کلام استغراقی کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ ان الانسان لعمی خسر الا الذین آمنوا۔ یہاں پر الانسان میں الف ولام استغراقی ہے اس لئے کہ اس لام کو اگر استغراق کے لئے نہ لیا جائیگا تو اشتناہ صحیح نہ ہوگا۔ متصل اور منقطع۔ کیونکہ اشتناہ متصل میں مستثنیٰ کا مستثنیٰ میں دخول یقینی ہوتا ہے اشتناہ منقطع میں مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ سے خروج قطعی ہوتا ہے اور یہ دخول اور خروج یقینی طور پر جب ہی سے ہو سکتا ہے کہ مستثنیٰ منہ میں مدخول لام سے تمام افراد مراد ہوں اور وہ مدخول استغراق و احاطہ تمام افراد کے ممکن نہیں پس لام حالت متذکرہ میں بقرہ اشتناہ ولام استغراقی ہوگا اور جب مدخول لام سے بعض افراد مراد ہوں تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں وہ بعض افراد خارج میں معین ہونگے یا غیر معین اول کلام عید خارجی کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ نفسی فرعون الرسل یعنی خرون نے اس رسول معین کی نافرمانی کی جس کا ذکر سابقاً آیت ناما اور ملنا لی خرون رسول میں آچکا ہے اور ثانی کوالف ولام عید ذہنی کہتے ہیں۔ جیسے قولہ تعالیٰ واخاف ان یا کلا الذین یہاں ذنب مذکر سے خارج میں کوئی فرد معین مراد نہیں ہے عید ذہنی حکم میں کلمہ کے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس کے ساتھ کلمہ کا معاملہ کیا جاتا ہے کما فی قول الشافعی و قد ادر علی الیوم یعنی جنسیت کلمہ صفت لایعنی اب اس تفصیل کے بعد اس امر کی تحقیق ضروری ہے کہ انکڑ میں لام حرفی کی ان قسموں میں سے کوئی قسم ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ لام لام جنسی ہے استغراقی اور عید خارجی کا نہیں اس لئے قاعدہ ہے کہ تعلیل ماہیت

تا کہ وحدت کے لئے پس گئے تو یہ اعتراض وارد ہوگا کہ جنسیت انکڑ میں کثرت اور عید کو چاہتی ہے اور وحدت اس کے منافی ہے لہذا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ انکڑ میں جنسیت بھی ہو اور وحدت بھی۔ دونوں میں منافات ہے پس اگر لام جنسیت کیلئے ہوگا تو وحدت کیلئے نہ ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ وحدت کی تین قسمیں ہیں شخصی۔ ذہنی۔ جنسی۔ ان تینوں میں صرف وحدت شخصی عید کثرت کے منافی ہے اور وہ یہاں مراد نہیں۔ پس لام کو جنسی اور وحدت کیلئے لینے میں کوئی منافات نہیں اور جب انکڑ میں تار کو وحدت کے لئے لیں گے۔ تو شخصیت کلمہ کو یہ کی صحیح ہو جائیگی انکڑ لغوی اور کلمہ شہادت و دیوے اعتراض ہو جائیگا اور یہ معنی ہونگے کہ جنس کلمہ اول اس کی ماہیت تلووں کے نزدیک یہ ہے لفظ وضع الخ ۱۲۔

ترکیب فعل ہونے کے وجہ سے چونکہ الفاظ نہیں اسلئے حروف ہجاء سے خارج ہے اسلئے داخل نہیں اس لئے اس کو معنی نہیں کہیں گے نیز معنی کے لئے ضروری ہے کہ وقت اطلاق لفظ کچھ جائیں غرض ترکیب جو کو وقت اطلاق حروف ہجاء خلافت۔ یا تا نا نہیں بھی جاتی ہے اسلئے اس کو معنی نہیں کہے علاوہ ازیں اگر غرض ترکیب کو حروف ہجاء کے معنی قسیم کیا جائے گا۔ تو قدیم ایٹیکا کا ہر ایک حرف ہجاء ایک دو سرے کے مرادف ہو جائیں اور تا نا خلافت سین پر اطلاق کرنا صحیح ہو گیا کہ ظاہر ہے کہ یہ نشان تراویح کی ہے کہ اس میں معنی ایک اور الفاظ متعدد ہوتے ہیں اور لازم باطل ہے پس غرض ترکیب کو حروف ہجاء کے معنی قرار دینا بھی باطل ہے (فائدہ) ہجاء نا جیسے کہ جب حروف کو ان کے اسما کے ساتھ شمار کیا جائیگا مثلاً کہیں ایاء و لام و ہیم وغیرہ تو ان کو حروف ہجاء کہیں گے اور جب وہ کسی کلمہ کا جز ہوں

تو ان کو حروف مابقی کہیں گے جیسے بار ضرب زید میں اس جب ان کے کوئی معنی ہوں تو ان کو حروف معانے کہیں گے جیسے ہریت زید میں ۱۱ لکھ قولہ مفرد اس میں رشتہ نصب بر تینوں اعراب جاری ہو سکتے ہیں

مفرد ہونے کی حالت میں یہ لفظ کی صفت ثابت ہے۔ اور اس وقت مفرد کے معنی ہونے کے لفظ مفرد ہے کہ اس کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرے لیکن اس صورت میں مصنف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لفظ کی پہلی صفت کو حمل لفظ مابقی اور دوسری کو مفرد دلائے ہیں دونوں کو ایک طرز پر نہیں لائے اسلئے کہ اس کی تکرر ہے جواب یہ ہے کہ لفظ کی پہلی صفت کو حمل لفظ مابقی اور دوسری کو مفرد دلائے ہیں اسلئے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وضع پہلے اور معنی کا مفرد اور مرکب ہونا بعد کو ہوتا ہے اور مجرد ہونے کی حالت میں مفرد معنی کی صفت ہے اور اس وقت مفرد کے معنی ہیں کہ معنی مفرد وہ ہے کہ اس کے جز پر لفظ کا جز دلالت نہ کرے لیکن اس صورت میں بھی مصنف پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معنی صفت افراد کے ساتھ پہلے متصف تھے ان کیسے وضع ہوئی جس سے معنی کا مفرد ہونا پہلے اور افراد کو ترکیب بعد میں ممکن ہوتی ہے جواب یہ ہے کہ یہاں معنی کو مفرد وضع سے پہلے مجازاً کہا گیا ہے جیسا کہ طالب علم کو مجازاً مملوئی کہہ دیتے ہیں نصب کی صورت میں دو احتمال ہیں یا تو یہ مفرد وضع سے حال واقع ہو گیا یا معنی سے جو کہ حقیقت

مفعول بہ ہے بواسطہ حرف جر کے اور یہ صورت بھی اشکال سے خالی نہیں اسلئے کہ حالت نصبی میں رسم خط میں الف لکھا جاتا ہے اور عامل ذوالحال اور حال کا زمانہ ایک ہوتا ہے اور یہاں ان دو احوال میں سے ایک بھی موجود نہیں نہ قدیم خط میں الف

ہے اور نہ عامل ذوالحال اور حال کا زمانہ ایک ہے جواب یہ ہے کہ قدیم خط میں الف اس وقت لکھا جاتا ہے جب کہ نصب کے سوا اس میں اند کوئی احتمال نہ ہو اور یہاں نصب کے علاوہ دو احتمال اند میں نیز عامل ذوالحال اور حال میں مشابہت بھی ہو سکتی ہے اندلعدم ذاتی مجرمانہ زمانی ہوگی اور اندلعدم تاخر ذاتی دونوں میں کوئی

کام زمانہ ایک بھی ہو اور وضع افراد پر مقدم بھی ہو لہذا اب کوئی اشکال نہیں کیونکہ اس وقت حال ذوالحال کا زمانہ بھی ایک ہو گیا اور وضع کا افراد پر مقدم باقی رہ کر تعریف میں مفرد کی قید لگانے سے تاخر اند مراد واقع ہو گئے اس لئے کہ نام معنی قیام و تمانینت پر دلالت کرتی ہے اسلئے کہ یہ ایک خبر دیا رہے نسبت بھی جاتی ہے نہ تمانینت کہتی ہے

لفظ وضع یعنی مفرد

۱۱ لکھ قولہ لفظ وضع یعنی نعت میں کسی چیز کے جیسے کہ اور دلائے کے میں يقال اكلت التمرة ونظمت الفواة یعنی میں نے کھو یا کھانے کو کھیا یا اور کھل کو کھینک دیا اور اصطلاح نعت میں لفظ یا تینفظ بالاسان من حرف فصاعداً کہتے ہیں یعنی جس کو انسان لفظ کر کے وہ لفظ ہے خواہ ایک حرف ہو یا زیادہ پس اس صورت میں لفظ کی یہ تعریف محدود اور غیر کو بھی شامل ہوگی اس لئے کہ انسان ان دونوں کا لفظ بھی کر سکتا ہے محدود کا لفظ تو ظاہر ہے کہ انسان کر سکتا ہے اور غیر ستر کا لفظ اس صورت میں ہوگا جب کہ اس کو غیر بار زشتا انت ہو وغیرہ سے تعبیر کیا جائے پھر انسان کا یہ لفظ عام ہے کہ ابتداً اس سے مفرد ہو یا کسی دوسرے کا کلام ہو جس کو انسان لفظ کرے اس وقت الفاظ الیاء اور جنہ کی بھی شامل ہوگا پھر کی تعریف میں لفظ یا لا بشر اک ہے کہ پہلے اور موضوع اند مفرد مرکب سب کو شامل ہے اور باقی قیدیں اس میں استرازی اور مابا لا بشر کے درج ہیں پس ترکیب ممکنہ بقولہ اور لفظ اپنے صفت وضع سے مل کر خبر ہے لیکن اسی ترکیب پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مبداء اور خبر کے ہمین تذکرہ اور تانیث میں مطابقت ہونی چاہیے اور یہاں مبداء اور مفعول اند خبر مذکر ہے جواب یہ ہے کہ مبداء اور خبر کے ہمین مطابقت اس وقت ضروری ہوتی ہے جب کہ خبر شقی ہر اور اس میں کوئی ایسی خبر ہو جو کہ مبداء کی طرف راجع ہے نیز وہ خبر مذکر و تانیث میں برابر ہو اور یہاں خبر آؤ پند مذکر و تانیث میں برابر نہیں مگر نہ تو وہ شقی ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی خبر ہے جو مبداء کی طرف راجع ہو پس اس وقت مبداء اور خبر کے درمیان مطابقت ضروری نہ ہوتی ۱۱ لکھ قولہ وضع امر وضع نعت میں معنی نداء اور اصطلاح میں ایک شی کو دوسری شی کی ساقاں اس طرح پر عرض کرنے کو کہتے ہیں کہ جب شی اول یعنی مفعول کا احساس یا اطلاق کیا جائے تو شقی ثانی یعنی مفعول لکھی جائے مگر کی تعریف میں اس قید سے مہلات جیسے جتن اور وہ الفاظ جو بالطبع دلالت کرتے ہیں جیسے ارح خارج ہو گئے اسلئے کہ وضع اور تخصیص ان میں نہیں پائی جاتی اور ابھی تک اس میں الفاظ موضوع مفرد و امر کہ لکھ اور غیر کلامیہ سب داخل ہیں ۱۱ لکھ قولہ معنی یا بقدر لفظ یا تو بوزن مفعول اسم مکان ہے یعنی جائے قصد یا مہمندی ہے معنی میں مفعول کے اور یا یا اسم مفعول کا صیغہ سے داخل معنی یا تھا قاعدہ میوہ دولیاء سے بدل گیا اور تمانینت یا کی کو سے مفعول کو کس سے بدل گیا پھر خلافت قیاس ایک یا کو مفعول کو یا کو مفعول کو فخر سے بدل گیا پھر یا کو الف سے اور الف کو التمانینت سے لکھن کی قید سے حرف ہجاء یا تا نا وغیرہ خارج ہو گئے اسلئے کہ ان کی وضع غرض ترکیب کیلئے ہے معنی کیلئے نہیں اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ غرض ترکیب حروف سے مقصود ہوتی ہے اور جو شقی کسی سے مقصود ہوتی ہے وہ معنی ہے نہ اند غرض ترکیب کو معنی سے خارج کرنا درست نہیں جواب یہ ہے کہ معنی اصطلاح میں وہ ہیں جو کہ لفظ سے قصد کے جائیں اور لفظ میں داخل ہوں۔ غرض

دفعہ دوا یعنی سکھین مرکب اور شداد یا کاجوہ سے اس صورت میں عطف پہلے اور کم بعد میں ہوتا ہے دوسرے تقسیم کل الی الحزبیات۔ جیسے الانسان زید و عمر و محمد
اس صورت میں حکم پہلے اور عطف بعد میں ہوتا ہے اور تقسیم کا اطلاق اسکے اقسام میں سے انفرادی ہر قسم پر کیا جاتا ہے اور چونکہ یہاں تقسیم کی یہ دوسری صورت
یعنی تقسیم کل الی الحزبیات ہے لہذا حکم پر مقدم ہے۔ عطف حکم پر مقدم نہیں کیونکہ ہر حکم کا ترتیب ہوا اور اس کا دوسرا درجہ میں ضروری سمجھا جائے ۱۲۔ قولہ
فانما لان تدل انما تکتب میں منحصر ہونے کی دلیل ہے اور چونکہ مابین النفی والاثبات دائرے اس لئے دلیل حصر کہتے ہیں لیکن یہاں پر ایک سوال وارد
ہوتا ہے اور وہ یہ کہ دلیل دعویٰ کی فرج ہے

اور دعویٰ حصر کا کیا نہیں کیا لہذا بدو دفعہ کے
کے دلیل لغو ہے جواب یہ ہے کہ مصنف نے کلمہ
کی تین قسمیں بیان کر کے جب سکوت اختیار کیا
تو چونکہ محل بیان میں سکوت بیان ہوتا ہے اس
لئے معلوم ہوا کہ کلمہ اقسام ثلاثہ میں منحصر ہے ورنہ
اگر کوئی اور قسم ہوتی تو محل تقسیم میں اس کا بھی
اظهار کیا جاتا کہ یا یہ کیا جائے کہ دلیل حصر سے
پیشتر عبارت مقدم ہے اسی مختصر انکشافی ہذا
الاقسام الثلاثہ پھر اس دلیل حصر پر یہ اعتراض
وارد ہوتا ہے کہ ان حرف شبہ بالفعل مبتدا اور

وہی اسم وفعل وحرف لثما اما ان تدل علی
بتدا ۱۳ خبر ۱۲
لے من صفتہا ۱۳

معنی فی نفسہا اول والثانی الحرف والاول اما ان
بتدا ۱۴ خبر ۱۳

یقترن باحد الاثنتہ الثالثہ اول والثانی الاسم
لے اثنی وعمل مستقبلی ۱۵

خبر بدو اعل ہوتا ہے اول کو اسم ان اودثانی کو خبر
ان کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خبر مبتدا کی مبتدا پر
محمول ہوتی ہے پس ان کی خبر بھی ان کے اسم
پر محمول ہوگی لیکن یہاں ایسا نہیں اس لئے کہ ان کا
اسم غیر متصل ہے اور ان تدل خبر ہے جو کہ بتاویں
مصدر ہے مصدر کا محل ذات پر نہیں ہو سکتا اور
جواب یہ ہے کہ ان تدل ان کی خبر نہیں ہے بلکہ
وہ مخدوف ہے اسی لاناہما شامنا ان تدل پس
اس وقت مصدر کا محل ذات پر لازم نہیں آتا
پھر اگر کوئی یہ کہے کہ دلیل کی شق ثانی ان لاندل
میں جیسا کہ مطلق دلالت کی نفی ہوتی ہے وضع کی
بھی ہو جاتی ہے اس لئے کہ وضع خاص اور
دلالت عام ہے اس لئے کہ وہ بدو دفعہ کے
دوال اربعہ یعنی خطوط عقود نصب اشارت میں
پائی جاتی ہے اور قاعدہ کے انتقالے عام
انتقالے خاص کو مستلزم ہوتا ہے پس جب مطلق
دلالت کی نفی ہوگی تو وضع کی بھی ہو جائیگی اور
جب وضع کی نفی ہوگی تو کلمہ کی بھی ہو جائیگی

۱۵۔ قولہ وہی اسم وفعل وحرف ہی خبر کو کیونکہ راجح ہے اور یہ کلمہ کی تولیف کے بعد اس کی تقسیم کا بیان ہے کہ
تین قسمیں اسم فعل حرف میں منحصر ہے اب اگر کوئی کہے کہ ہی مبتدا اور اسم وفعل وحرف اس کی خبر ہے انتقاد دے کہ
جب اسمائے اشارہ اور ضمیر مبتدا ہوں تو مذکر و تانیث میں رعایت خبر کی ہوتی ہے مذکر جرح اور مشاوارہ کی پس رعایت
خبر سے اس ضمیر کو مذکر لانا چاہئے نہ ہی اسم وفعل وحرف مونث کیوں لائے۔ جواب یہ ہے کہ ہی مبتدا کی خبر مخدوف
ہے اسی ہی قسمتہ الی اسم وفعل وحرف اور وہ چونکہ مونث ہے لہذا ضمیر کو مونث لانے میں خبر کی رعایت ہوتی نہ
کہ راجح کی پھر اگر کوئی کہے کہ مخدوف خبر کا قرین بتایا جائے تو کیا جائیگا کہ مصنف نے چونکہ اول کلمہ کی تولیف کی اور
اس کے بعد تقسیم کو شروع کیا لہذا معلوم ہوا کہ یہ جملہ تقسیم کلمہ میں ہے اور لفظ مقسمہ خبر مخدوف ہے فائدہ
ہر تقسیم میں تین چیزیں ضروری ہیں ایک مقسم دوسرے قسم تیسرے قسم عرض تحت العام کو اس عام کی قسم ولس عام
کو جس کے تحت میں وہ خاص ہے قسم کہتے ہیں اور معنی تقسیم کر اس عام کی تحت ہیں وہ سب ایک دوسرے کی تقسیم ہوتی
ہیں جیسا کہ یہاں پر کلمہ مقسم اول اسم وفعل وحرف اس کی قسمیں اور ہر قسم ان اقسام میں سے ایک دوسرے کی قسم
ہے پھر اس تقسیم پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ ہی اسم وفعل وحرف میں وادعا لفظ ہے اور وہ مطلق راجح
کے لئے آتا ہے اور یہ معنی ہیں کہ کلمہ اسم وحرف فعل کا مجموعہ ہے تو چونکہ یہ مجموعہ خارج میں موجود نہیں ہے
لہذا کلمہ کا خارج میں محذوم ہونا اور تقسیم کا عین ہونا لازم آتا ہے جواب یہ ہے کہ یہاں پر کلمہ عطف پر مقدم ہے عطف
حکم پر مقدم نہیں اور یہ معنی ہیں کہ کلمہ اسم ہے کلمہ فعل ہے کلمہ حرف ہے پس اس صورت میں جب کہ ہر ذریعہ علیہ
علیہ حکم ہے تو اب کوئی اعتراض نہیں مقسم اپنے اقسام کے ضمن میں پایا جائیگا لہذا کلمہ کا خارج میں محذوم
ہونا اور تقسیم کا عین ہونا لازم نہ آئے گا پھر اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں کلمہ عطف پر مقدم
ہے عطف حکم پر مقدم نہیں تو کیا جائیگا کہ تقسیم وہ طرح پر ہوتی ہے ایک تقسیم کل الی الحزب جیسے الکعبین علی و

اس لئے کہ کلمہ کی تولیف میں وضع ماخوذ ہے پھر جب کلمہ کی نفی ہوگی تو اب مصنف اپنے قول اثانی الحرف میں کس چیز کی تقسیم کرتا ہے
اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ مطلق دلالت وضع سے عام ہے لیکن ان لاندل میں جس دلالت کی نفی ہے وہ مطلق دلالت نہیں بلکہ خاص ہے
یعنی دلالت فی نفسہا پس اس صورت میں دلالت فی نفسہا کی نفی ہو کر مطلق دلالت کی نفی نہ ہوگی اور جب مطلق دلالت کی نفی نہ ہوگی
تو وضع کی بھی نہ ہوگی اور کلمہ کی تقسیم صحیح ہو جائے گی ۱۶۔

پس اب محسوس اومالی ہونے کی حیثیت سے اس کی طرف اشارہ درست ہو گیا۔ باقی اس جگہ اشارہ بعید لانے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ عبارت لطافت اور سادگی کے اعتبار سے فصاحت اور بلاغت میں انتہا کو پہنچ گئی ہے اس لئے اس کا یہ بعد رتبی بمنزلہ بعد سادگی کے ہو کر صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کی طرف اشارہ کے لئے سوائے ہذا کے ذلک کا لفظ استعمال کیا جائے پس یہی وجہ ہے کہ مصنف نے دفتر علم بذلک کہا اور دفتر علم ہذا نہ کہا ۱۲

۱۳ قولہ الکلام الجہب مصنف مگر کی تعریف اور اس کی تقسیم سے خارج ہو گئے تو اب یہاں سے کلام کو بیان کرتے ہیں کہ کلام اصطلاحاً مخاطبہ میں دو مخاطب

ہے کہ جو دو مکملوں کو اسناد
کئے ساتھ متضمن ہے
اسناد ایک مکمل کو دوسرے
کی طرف اس طرح پر نسبت
کئے کہ کہتے ہیں کہ مخاطب
کو پورا پورا فائدہ حاصل
ہو اس تعریف میں نامور
ماہر الاشراف ہے جو بہلات
اور کلمات معرودہ اور
مرکبات کلامیہ اور غیر
کلامیہ سب کو شامل ہے
اور نقصان الخ بمنزلہ فضل
کے ہے کہ اس سے کلمات
جیسے جنس اور کلمات
معرودہ جیسے زید عمرو
بکر وغیرہ خارج ہو گئے
اور بالاسناد کی قید سے
مرکبات غیر کلامیہ جیسے غلام
زید وغیرہ نکل گئے صرف
مرکبات کلامیہ میں باقی
رہے خواہ خبریہ ہوں
جیسے زید قائم یا انشاء
ہوں جیسے افراب اب
اگر کوئی کہے کہ کلام کی
تعریف میں متضمن اسم
فاعل اور متضمن اسم
مفعول دونوں ایک
ہیں سوائے کہ کلام وہ ہے
جو دو مکملوں کو اسناد کے

والاول الفعل وقد علم بذلك حدًا كل واحد

مفعول مالم یسم فاعله ۱۲

کے بذیل حصر ۱۳

منها الکلام ما تضمن کلیمتین بالاسناد

۱۴ من اقام الفاعل ۱۲ مبتدا ۱۳ خبر

۱۵ قولہ وقد علم الخ یعنی دلیل حصر کے کہ کہ تین قسموں اعم وفعل وحرف میں سے ہر ایک کی تعریف معلوم ہو گئی اس لئے کہ دلیل حصر میں ادا اور اسکے ساتھ تردید کی گئی ہے اور ہر تردید میں دو شقوں کو بیان کیا ہے
پس تردید اول کی شق ثانی سے حرف کی تعریف سمجھ جاتی ہے کہ حرف وہ کہ جسے چاہئے ذاتی معنی پر دلالت
نہ کہے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسرے کو محتاج ہو اور تردید اول کی شق اول اور تردید ثانی کی شق
اول سے فعل کی تعریف سمجھ جاتی ہے کہ فعل وہ کہ جسے چاہئے ذاتی معنی پر دلالت کیے اور باعتبار وضع
کے تینوں مذاہب میں سے کوئی زبان اس میں پایا جائے۔ پس یہ تمام مصنف کی کمال ذہنیت پر دلالت کرتا
ہے کہ اس مختصر عبارت میں لطائف انسانی کو بتایا کہ تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ذکی متوسط۔ غبی۔ ذکی تو دلیل حصر
سے اعم فعل حرف کی تعریف معلوم کر سکے ہیں اور متوسط اس سبب پر متنبہ ہو سکے ہیں اور غبی کے لئے صرف
ہے کہ ہر ایک کی تعریف کو بہر لغت بیان کیا جائے۔ چنانچہ آئندہ چلی کہ مصنف نے اعم فعل حرف میں سے ہر ایک
کی تعریف کو بہر لغت بیان کیا اور اگر کوئی کہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مصنف نے دفتر علم بذلک حرف نہ
کہا حالانکہ دونوں میں تزامن ہے جواب یہ ہے کہ دونوں میں تزامن نہیں علم اور معرفت میں فرق ہے معرفت
اور ادراک جزئیات اور علم اور ادراک کلیات مرکبات سے اور دلیل حصر میں چونکہ لاء اور اسکے ساتھ تردید کی گئی
ہے لہذا وہ قفیلہ شرطیہ منضم ہوئی حیثیت سے مرکبات تصدیقی سے ہے اور اس کے مناسب علم ہے نہ کہ
عرفن جیسا کہ اوپر گذرنا کہ ادراک مرکب علم ہے معرفت نہیں اور اگر کوئی کہے کہ ذلک اعم اشارہ شادایہ محسوس بعید کے
لئے وضع کیا گیا ہے اور دلیل حصر میں کی طرف ذلک سے اشارہ ہے وہ نہ محسوس ہے اور نہ بعید ہے بلکہ معقولات
میں سے ہے اور مغربیہ اسکا ذکر ہو چکا ہے پھر اس کی وجہ کیا ہے کہ مصنف مدق اضطرار نے اس کی طرف ذلک
سے اشارہ کیا جواب یہ ہے کہ محسوس کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی وجہ سے اومالی۔ محسوس حقیقی وہ ہے
کہ مدک بالحمس ہوا اور محسوس اومالی وہ ہے کہ باوجود مدک بالحمس نہیں مگر کثرت و تواتر
اور قراظہر مدک وجہ سے اس وجہ میں ہے کہ اس کی نسبت یہ دعویٰ کیا کہ وہ محسوس کی طرح پر ہے
صحیح ہو پس دلیل حصر بھی اسی قسم کی ہے کہ اگرچہ وہ محسوس نہیں مگر مثل محسوس معرودہ ہے۔

۱۶ ساتھ متضمن ہوا کہ متضمن میں کلام ہے جو تا ہے کہ وہ کہ متضمن کے سوا اور کوئی شئی نہیں۔ مثلاً زید قائم کلام ہے کہ دو مکملوں کو اسناد
کیا ساتھ متضمن ہے اور بن دو مکملوں کو متضمن ہے وہ بھی یہی دو کے زید اور قائم ہیں پس اس وقت متضمن اسم فاعل اور متضمن اسم مفعول دونوں ایک ہو گئے حالانکہ وہ
دونوں جدا جدا ہیں۔ جواب یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے متضمن اسم فاعل دو کلمے میت اجتماعیک ساتھ ہیں دو متضمن اسم مفعول بدوین میت اجتماعیک کے انفراداً دو کلمے
ہیں یا یہ کہا جائے کہ متضمن اسم فاعل تو یہ اسناد کے دو کلمے ہیں اور متضمن اسم مفعول بدوین اسناد کے دو کلمے ہیں۔ پس متضمن باکسر اور متضمن بالفتح ایک نہ ہونے ۱۱۲ الخ

کیوں دلالت نہیں کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل معنی مصدری۔ اقران۔ الزامان۔ نسبت الیٰ داخل تین چیزوں سے مرکب ہے جن میں سے صرف معنی مصدری مستقل اور باقی غیر مستقل ہیں اور چونکہ مستقل اور غیر مستقل سے جو مرکب ہوتا ہے وہ غیر متصل ہوتا ہے اس لئے فعل کے مجموعہ معنی مطابقی غیر متصل ہوتے ہیں فعل جو غیر معنی مستقل پر مطابقت دلالت نہیں کرتا ابتدا وہ فعل اسم میں ماضی ماضی فی نفسہ کے قید سے خارج ہو گیا۔ اب اس کے استخراج کیلئے کسی دوسری قید کا لگانا لایق تھا باعث ہو گا۔ جواب یہ ہے کہ قریب اسم میں کو یہی قید سے فعل التزام خارج ہوتا ہے مگر جو یہی تعریفات میں دلالت التزامی اور

فغنی کا اعتبار نہیں اس لئے قیہ ثانی کا اضافہ کرنا پڑا کہ فعل سے بمراحت استراخ ہو جائے۔
 فاعلا (۱) اور جو مذکور ہو ہے مستقل اور غیر مستقل کا مجموعہ غیر مستقل ہوتا ہے یہ مکمل ہر مستقل اور غیر مستقل کے مجموعہ کا نہیں۔ بلکہ اس مرکب کا ہے جس کی ترکیب کسی ایسے غیر مستقل سے ہو جو امر اجنبی اور محتاج ہو۔ پس یہ اعتراض کہ کلام کا ایک جز اسناد ہے اور وہ غیر مستقل ہے لہذا مستقل اور غیر مستقل سے مل کر کلام بھی غیر مستقل ہو جائے گا صحیح نہیں اس لئے کہ کلام میں اسناد کی احتیاج کسی امر اجنبی کی طرف نہیں ہے بلکہ مسند اور مسند الیہ کی طرف ہے۔ جن سے اسناد استخراج کی جاتی ہے بخلاف فعل کے کہ اس کا ایک جز یعنی نسبت الی فاعل امر اجنبی یعنی فاعل کا محتاج ہے پس فعل کے مجموعہ معنی مطابق مستقل اور غیر مستقل سے مل کر غیر مستقل ہوتے اور کلام غیر مستقل نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ اس کی کمی وجہ ہے کہ دلیل حصر میں تو صفت نے فی نفسہ کیا۔ ضمیر مومنین کی لائے اور بیان تعریف اسم میں فی نفسہ کیا ضمیر مذکر کی لائے حالانکہ دونوں جگہ ضمیر سے مراد مکمل ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ یہاں ضمیر کو مذکر لانے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ فی نفسہ کی ضمیر جیسا کہ ماحولہ کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد مکمل ہے اسی طرح معنی کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے اور یہ اعتراض کہ فی نفسہ کی ضمیر معنی کی طرف فاعل کے لئے میں ظرفیہ مشبہی لفظہ لازم آتی ہے باطل ہے

وَلَا يَتَأْتِي ذَلِكَ إِلَّا فِي أَسْمَاءٍ أَوْ أَسْمٍ وَفَعِلَ الْأَسْمَاءُ

دَلَّ عَلَى مَعْنَى فِي نَفْسٍ غَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِأَحَدِ الزَّمَنَةِ الثَّلَاثَةِ

[illegible]

کہ الٰہی عجب کہتے ہیں۔ الٰہی نفسِ عاشق کذا۔ یعنی گھر کی قیمت باعتبار مجر د گھر مونس کے بدون لحاظ امر آخر کے یہ ہے پس اعتبار سے تعریف اسم فی نفسہ کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے اعتبار سے بدون لحاظ امر آخر کے دلالت کرے اور تینوں ذائقوں میں سے

کوئی زمانہ اس میں نہ پایا جاوے ۱۲ *

وَمِنْ خَوَاصِّ دُخُولِ اللَّامِ وَالْجَرِّ وَالتَّنْوِينِ وَالْإِسْنَادِ إِلَى الْأَضَافَةِ

أقسام التقنين

ان میں سے توین رزم فعل میں پائی جاتی ہے جیسے قول
 الشاعر وقولہ ان احببت لعدا صابن اود باقی چار
 قسمیں اسم کے ساتھ شخص میں اسلئے کہ تو دو ممکن تنیکر عذر
 متقابلہ جن کے لئے توین آتی ہے خواص اسم میں سے ہیں
 پس لامعا لہ توین بھی خواص اسم سے ہوگی اور چونکہ
 قاعدہ ہے لکن ترک حکم شکل لہذا مصغف نے مطلق توین
 کو خواص اسم میں سے شمار کیا اور یہ خیال بغیر کسی کہ
 اسم توین سے رزم فعل میں پائی جاتی ہے ۱۲
 قولہ والا سناد الیہ یرفع ہے اور اس کا معطف
 دخول اللام پر ہے اور یہ معنی ہیں کہ اسم کے خواص
 میں سے مسند الیہ ہونا ہے اس لئے کہ واضح نے
 فعل کو مسند کے لئے وضع کیا ہے پس اگر فعل مسند الیہ
 ہوگا تو خلاف وضع لازم آئے گا لہذا معلوم ہوا کہ مسند
 الیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے ۱۳ قولہ والا سناد

الحق قولہ دین تراحد انہو یہ تعریف اسم کے بعد اس کے خواص کا بیان ہے خواص جمع خاصہ کی ہے اور وہ وہ ہے جو ایک شے کے سوا دوسری شے میں نہ پایا جائے۔ خاصہ کی دو قسمیں ہیں۔ شاطو اور غیر شاطو۔ وہ ہے جو تمام افراد شخص بہا میں پایا جائے جیسے کتابت بالقوہ کہ انسان کا خاصہ ہے اور اس کے تمام افراد میں پایا جاتا ہے اور غیر شاطو وہ ہے کہ مختص مباح کے تمام افراد میں نہ پایا جائے بلکہ بعض میں پایا جائے۔ جیسے کتابت بالفعل کہ انسان کا خاصہ ہے اور اس کے تمام افراد میں نہیں پایا جاتا۔ اب یہاں مصنف کے قول کا خاصہ پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔ فقیر کا اعتراض کی یہ ہے کہ اس جگہ اجتماع حدیث لازم آتا ہے اس لئے کہ خواص خواص کی جمع ہے جو بعینہ جمع کثرت حاصل کے زیادہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور تبصیحہ ہے جس سے خاصوں کا تئیل ہونا سمجھ میں آتا ہے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسم کے خالص سے کثرت سے بھی ہوں اور قلیل بھی۔ بان دونوں میں منافات ہے جواب یہ ہے کہ یہاں اجتماع حدیث لازم نہیں آتا اس لئے کہ خاصہ کی جمع کثرت لانے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسم کے خالص سے کثرت سے ہیں اور تبصیحہ لاکر یہ بتانا مقصود ہے کہ یہاں اسم کے بعض خاصے ذکر کئے جائیں گے کہ اسم کے خاصوں میں سے ایک نام تفریق کا داخل ہوتا ہے اس لئے کہ اسم تفریق معنی مستقل مطابق کے تعین پر دلالت کرتا ہے اور یہ معنی اسم کے سوا کسی اور میں نہیں پائے جاتے کیونکہ حرف کے معنی دوسرے سے مستقل جی نہیں اور فعل اگر یہ معنی مستقل پر دلالت کرتا ہے لیکن وہ معنی مطابق نہیں بلکہ لغتی میں علیہ کہ یہاں گزرنیکا ہے کہ فعل بقیہ معنی متعددی کے مستقل سے نہ کہ بافتہ و مجموعہ معنی مطابق کے۔ پھر یہاں پر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ مصنف نے دخول الاما کو اور دخول اللام والاقتدا نہ کیا۔ کیونکہ اس سے اس امر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ میرے نزدیک سیبویہ کا مذہب مختار ہے کہ حرف تفریق دراصل لام ہے حمزہ کو بدو بحال ہوئے ابد البکون کے اس پر داخل کیا گیا ہے بخلاف خلیل ابن احمد کے وہ حرف تفریق مجموعہ الف لام کو گستا ہے اور بخلاف میر کے کہ اس کے نزدیک حرف تفریق حرف حمزہ ہے اور لام کو اس میں حمزہ استعمال اور حمزہ تفریق کے مابین فرق کر کے لئے لایا گیا ہے اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ تینوں مذہبوں میں سے مذہب سیبویہ کے اختیار کرنی کیا وجہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ الف و دال کلام میں گرجا تا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرف تفریق حرف الف نہیں اور نہ مجموعہ الف و لام ہے و نہ الف و دال کلام میں نہ گزرتا کہ اس سے مذہب خلیل پر ترجیح ملارہے اور مذہب میر و پر اصل کا محرف ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے پس ثابت ہو گیا کہ اصل تفریق میں لام ہے جو ہر حال میں باقی رہتا ہے ۱۲ قول یعنی جو بھی اسم کا خاصہ ہے اس لئے کہ وہ اثر ہے حرف ہر کا بحر و رہ لفظ ہو جیسے مروت پر زید یا بحر و رہ تقدیر یا جیسے غلام زید میں اور حرف ہر کا داخل ہونا خواہ حرف جلفظ ہو یا تقدیر

یہ بھی مروج ہے اور یہ معنی ہیں کہ تقدیرِ حزنِ حرمِ مصافحہ ہونا اسم کا خاصہ ہے اس لئے کہ اضافت کو تریف، تخصیص اور تحفیف لازم ہے اور یہ تینوں اسم کے ساتھ تخصیص ہیں پس اگر اضافت غیر اسم کا خاصہ ہو تو لازم اضافت کا غیر اسم میں ہونا یا یا جائے گا اور یہ محال ہے یا مصافحہ الیہ ہونا بھی خواص اسم میں سے ہے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ فقط مصافحہ ہونا اسم کا خاصہ ہے اس لئے کہ فعل مصافحہ الیہ ہوتا ہے جیسے نور تھما یا یوم بیعہ الصاقین صدقہم اور بعض دونوں کو اسم کا خاصہ بتاتے ہیں اور جن مثالوں میں فعل مصافحہ الیہ ہے ان کو تاویل مصدر کرتے ہیں اسی یوم نفع الصادقین ♦ ♦

یہ ہے کہ اختلاف آخرہ میں باہم موصولہ اور وہ حال سے خالی نہیں یا تو اس سے مراد علی الخصوص حروف و حرکات ہیں یا عام مراد ہے اگر حروف و حرکات مراد ہیں تو حال اور معنی متفقین کا تفریق اعراب سے خارج ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ یہ دونوں از قبیل حروف و حرکات نہیں ہیں اور اعراب کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اندر قبیل حروف و حرکات ہو۔ اور عرب عام مراد ہو تو حال اور معنی متفقین دونوں کی قید سے خارج ہیں اس لئے کہ اس میں باوجود سمیت کے واسطے ہے اور متبادہ سمیت سے سمیت قریبہ ہے پس حال اور معنی متفقین جو کہ اختلاف کا سبب بعید ہیں لہذا ان سے احتراز ہو جائیگا ۱۱۔ قول المعقودۃ الخ یہ اسم ناقص کا صیغہ ہے اور معنی میں یکہ بعد بخیر کے لئے ہے یعنی یہ عرب کا آخر اس وجہ سے مختلف ہوتا ہے کہ وہ اختلاف ان معانی پر جو عرب پر یکے بعد دیگرے آتے ہیں دلالت کرنے والے معانی ہیں۔ فاعلیت بمعنویت اضافت عرض اعراب کی انواع مختلف کی وضع اس لئے ہے کہ ان سے معانی مختلف یعنی فاعلیت اور معنویت اور اضافت کے

و حکمہ ان یختلف آخرہ باختلاف العوایل لفظاً او

تقدیراً اعراباً یا مختلف آخرہ بلیلک علی المعانی المعقودۃ

علیہ انواع دفع ونصب جرف الرفع علم الفاعل والنصب علم المفعول

حائس اب اگر کوئی کہے کہ معقودۃ متعدی ہے اس کے صلہ میں علی نہیں آتا پھر کیا وجہ ہے کہ مصنف اس کے صلہ میں علی لائے ہیں جواب یہ ہے کہ اس مقام میں مصنف نے صنعت تضمنین کو اختیار کیا ہے۔ صنعت تضمنین یہ ہے کہ جب کسی جگہ فعل یا مشبہ فعل کے ساتھ کوئی ایسا حرف ہو کہ اس فعل یا مشبہ فعل کے ساتھ اس کا نہ ہو سکتا ہو تو وہیں مناسب محل کے کسی مصدر سے ایسا مشتق نکال لے ہیں کہ اس کے واسطے سے اس حرف پر کا تعلق فعل یا مشبہ فعل کے ساتھ ہو سکے پس وہ مشتق ترکیب میں اس مذکورہ حال واقع ہوتا ہے اور حرف جراس کے متعلق واقع ہوتا ہے تاکہ بواسطہ اس حال مقدمہ کے اس کا تعلق مذکور سے صحیح ہو جائے اس لئے کہ حرف جزو حال کے متعلق ہوگا اور حال ذوالحال کے متعلق ہوگا۔ اور جزو متعلق متعلق شئی اس شئی کے متعلق ہوتا ہے لہذا وہ حرف جزو بواسطہ حال مقدمہ کے مذکور کے متعلق ہو جائیگا پس یہاں واقعہ کو درود مصدر سے کہ مناسب محل ہے اخذ کر کے علی کو اس کے متعلق کیا اس کے بعد فاعلہ کو معقودۃ سے حال کیا تاکہ تبادلہ مذکور علی کا تعلق معقودۃ سے صحیح ہو جائے ۱۲۔ قولہ وانواع انو یعنی انواع اعراب کے دفع نصب جریں اب اگر کوئی کہے کہ اگر وجہ ہے مصنف نے یہاں انواع کا اور اقسام یا اسکے ہم معنی کوئی دوسرا لفظ کیا جواب یہ ہے کہ اس لفظ کے اختیار کرنے میں اس امر کی طرف توجہ ہے کہ دفع نصب جریں سے ہر ایک کے تحت میں ہذا و متعدیہ میں چنانچہ دفع کے تحت میں الف و واو و ہاء اور نصب کے تحت میں یا الف فتح کسرو اور جر کے تحت میں یا فتح کسرو سے ہیں اگر مصنف انواع کے بجائے اقسام یا اس کے مثل کوئی دوسرا لفظ لکھتا تو یہ

فائدہ حاصل نہ ہوتا لفظ انواع سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ انواع جمع نون کی سے اور وہ اس کی کو کہتے ہیں جو افراد متفق المتعانی پر محمول ہوتے ہیں پس لفظ انواع کہنے سے معلوم ہوا کہ دفع نصب جریں سے ہر ایک کے تحت میں افراد عدیدہ ہیں پھر اصطلاح سخاۃ میں ام عرب کی حرکات دفع نصب جریں سے اول اسم مبنی کی حرکات ضم۔ فتح کسرو تعبیر کرتے ہیں یا فتح فتح کسرو کا استعمال زیادہ تر حرکات بنائیں میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی حرکات اعراب میں بھی ہو جاتا ہے ۱۳۔ قولہ فارغ علم الفاعلیہ یعنی دفع اسم کے فاعل ہو سکی ملامت ہے خواہ فاعل حقیقتہ ہو یا محکم فاعل حقیقی تو ظاہر ہے کہ کہتے ہیں اور فاعل علمی مبتدأ و خبر اور اسم کان و خبر الخ لفظی معنی اور اسم ما و لا شایہ ۱۲۔ قولہ والنصب علم المفعول یعنی نصب اسم کے مفعول ہونے کی ملامت ہے خواہ مفعول حقیقتہ ہو یا حکم مفعول حقیقی تو ظاہر ہے کہ کہتے ہیں اور مفعول علمی تفسیر شنیہ وغیرہ میں ۱۲۔

۱۔ قولہ و حکمہ انو یعنی ام عرب پر جزو ترتیب میں ہے وہ یہ ہے کہ اس کا آخر اختلاف عوایل سے مختلف ہوتا ہے اب یہاں پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ شفا ان ذیل اور ذیبت زید ادا ناقارب زید ہیں زید عرب ہے اور باجوہ اختلاف عوایل کے اس کا آخر مختلف نہیں جواب یہ ہے کہ وہ عوایل جن کی وجہ سے عرب کا آخر مختلف ہوتا ہے۔ اپنے عمل میں مختلف ہونے چاہتیں اور یہاں ان مثالوں میں سب ایک اعراب یعنی نصب کے خواہاں ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ ضربت زید میں زید عرب ہے اور اس میں یہ حکم عرب کا نہیں پایا جاتا کیونکہ یہاں مرسے سے عوایل مختلف الفعلی و داخل نہیں چر جائیگا اس کا آخر اختلاف عوایل سے مختلف ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ بطرح خاصہ کی دو قسمیں ہیں شاطہ اور غیر شاطہ اسی طرح حکم عرب کی بھی دو قسمیں ہیں شاطہ اور غیر شاطہ پس یہ حکم جواب پر مذکور جو حکم غیر شاطہ میں سے ہے لہذا اگر تمام افراد عرب میں نہ پایا جائے تو کوئی حرف نہیں ۱۱۔ قولہ لفظاً اور تقدیراً یعنی آخر عرب کا یہ اختلاف کبھی لفظی ہوتا ہے جیسے جازید و ذیبت زید و مرتب پرید میں اور کبھی تقدیری ہوتا ہے جیسے جاز و موسی و ذیبت و موسی و ذیبت و موسی میں لفظاً اور تقدیراً یہ یا تو تفسیر متفقین کی نسبت سے جو فاعل کی طرف ہے یا کان محدود کی خبر ہے ای قطعاً کان الاختلاف او تقدیراً یا یہ مفعول مطلق محدود کا مصنف الیہ ہے ای مختلف اختلاف لفظاً او تقدیراً پس اختلاف مصدر کو مختلف کر کے مصنف الیہ کو اس کا قائم مقام کیا اور جو اعراب کی مفعول مطلق کا تھا۔ یعنی نصب وہ مصنف الیہ کو دیدیا اس نصب کو اصطلاح میں نصب بنزع غافض کہتے ہیں ۱۱۔ قولہ لاعراب الخ یعنی اعراب وہ حرف و حرکات ہیں جن کے سبب عرب کا آخر مختلف ہوتا ہے اب اگر کوئی کہے کہ اعراب کی یہ تفریق عامل اور معنی متفقین پر بھی صادق آتی ہے پس چاہئے کہ ان کو بھی اعراب کہا جائے حالانکہ وہ دونوں اعراب نہیں ہیں جواب

فائدہ حاصل نہ ہوتا لفظ انواع سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ انواع جمع نون کی سے اور وہ اس کی کو کہتے ہیں جو افراد متفق المتعانی پر محمول ہوتے ہیں پس لفظ انواع کہنے سے معلوم ہوا کہ دفع نصب جریں سے ہر ایک کے تحت میں افراد عدیدہ ہیں پھر اصطلاح سخاۃ میں ام عرب کی حرکات دفع نصب جریں سے اول اسم مبنی کی حرکات ضم۔ فتح کسرو تعبیر کرتے ہیں یا فتح فتح کسرو کا استعمال زیادہ تر حرکات بنائیں میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی حرکات اعراب میں بھی ہو جاتا ہے ۱۳۔ قولہ فارغ علم الفاعلیہ یعنی دفع اسم کے فاعل ہو سکی ملامت ہے خواہ فاعل حقیقتہ ہو یا محکم فاعل حقیقی تو ظاہر ہے کہ کہتے ہیں اور فاعل علمی مبتدأ و خبر اور اسم کان و خبر الخ لفظی معنی اور اسم ما و لا شایہ ۱۲۔ قولہ والنصب علم المفعول یعنی نصب اسم کے مفعول ہونے کی ملامت ہے خواہ مفعول حقیقتہ ہو یا حکم مفعول حقیقی تو ظاہر ہے کہ کہتے ہیں اور مفعول علمی تفسیر شنیہ وغیرہ میں ۱۲۔

جمع کے مابین از روئے عرابت مسافرت نامدار و رحلت ہے اندازہ پیدا ہوا جیگی پس لامحالہ بعض مفرد کو بھی اعراب بالمحرف دیا گیا تاکہ مسافرت فی الجملہ جاتی رہے اور مابین مفرد اور تنزیہ اور جمع کے الفت تدبیراتی ہے دوسرے جہز اعراب بالمحرف اصل ہے مگر اعراب بالمحرف اس سے اقویٰ ہے اس لئے کہ وہ خود علت سے ہوتا ہے اور ایک حرف علت کو یا کہ دو حروف کے قائم مقام ہے پس اگر اصل کو اعراب بالمحرف نصبت اور ہر فرع کو اعراب بمحرف قوی دیں تو مزیت فرع کی اصل پر لازم آئے گی اور یہ ظلمات اصول ہے لہذا اس مسئلے کے بعض اصل کو بھی اعراب بمحرف دیں تاکہ فی الجملہ جاتی رہی ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب بعض کو اعراب بالمحرف دینا تھا تو اس کے لئے چھ اسموں کو کیوں خاص کیا حوت سے کہ تنزیہ اور جمع میں عرب محرف آتے ہے اور ہر ایک کی حالت عرب میں ہیں پس ہر حالت کے مقابلہ میں ایک مفرد ہونا چاہیے تاکہ تنزیہ اور جمع کے ساتھ مفرد کی مناسبت باقی رہے پھر اگر کوئی کہے کہ ان ہی چھ اسموں کی خصوصیت کیا ہے دوسرے چھ اسموں کو اعراب کیوں نہیں دیا گیا تو حوت سے کہ یہ نسبت دوسرے اسموں کے ان چھ مفردوں کو تنزیہ اور جمع کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے چنانچہ تنزیہ اور جمع کے مفہوم میں ہر طرح پر کہ تعدد ہے ان چھ مفردوں کے مفہوم میں بھی تعدد ہے مثلاً اب من الان کو کہتے ہیں اور لفظ الغیاس دیگر اسموں کے مفہوم میں بھی تعدد ہے پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ ان چھ اسموں کے علاوہ بھی تو بعض اسماء ایسے ہیں کہ ان کے مفہوم میں تعدد ہے مثلاً زوج من لہ ازوجہ کو کہتے ہیں پس ان کے ترک کرنے کی کیا وجہ ہے جواب یہ ہے کہ یہاں تعدد فی المفہوم کافی نہیں بلکہ یہ بھی بھٹا ضروری ہے کہ آخر حرف اعراب بالمحرف کی صلاحیت کھتا ہے یا نہیں جس جب کسی اسم کا آخر حرف علت نہ ہو یکے

غیر المنصرف بالضمۃ والفتحة ابوک و اخوک و
حکوک و هنوک و فوک و ذومال مضافۃ الی غیر

یاء المتکلمہ بالواو والالف الیاء

۱۔ قولہ غیر المنصرف بالفتحة والضمۃ یعنی اسم غیر منصرف کا اعراب حالت رفعی میں منکر کیا تھا اور حالت نفی میں جری میں فتح کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جاسی احمد و رثیت احمد و مرثت باعداد ممکن ہے کہ یہاں کسی کو یہ خبر پیدا ہو کہ غیر منصرف تو اسم منصرف کی فرع ہے اس کو اعراب بالفرع دینا چاہیے تھا اعراب بالمحرف کیوں دیا جاتا ہے حوت ہے کہ اعراب جری میں حالتوں میں دو حرکتوں کیساتھ ہوتا ہے اس اعراب کی فرع ہے جو جن حالتوں میں ہیں حرکتوں کے ساتھ ہوتا ہے لہذا غیر منصرف کو اصل اعراب نہیں دیا گیا بلکہ وہ اعراب دیا گیا جو کہ فرع ہے باقی رہا اعراب بالمحرف وہ اس لئے نہیں دیا گیا کہ اس کا آخر حرف علت نہ ہو بلکہ وجہ ہے اعراب بالمحرف کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور اعراب بالمحرف کے لئے لازم ہے کہ صرف اس کی صلاحیت نہ ملے جیسا کہ اقبل کرنا اور اگر کوئی کہے کہ غیر منصرف میں جو حرکتوں کیوں تابع کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آئندہ بحث غیر منصرف میں آئیگا کہ اس کو حمل کے ساتھ مناسبت ہے ورنہ ہر کسرہ اور تنوین نہیں آتے لہذا اس پر بھی کسرہ اور تنوین نہ آئے کہ پس جو حرکتوں تابع کیا گیا اس پر کسرہ نہ آئے ۲۔ قولہ لکوک الخ یہاں سے مصنف اسماء متکلمہ کے اعراب کر مایاں کرتے ہیں دیکھئے کہ یہ چھ اسم ایسے ہیں کہ ان کی اضافت جب آئے متکلمہ کے سوا کسی اور ظرف پر تو ان کا اعراب حالت رفعی میں واؤ کے ساتھ اور حالت نفی میں الف کے ساتھ اور حالت جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جاسی ابوک رثیت اباک مرثت ابیک مکران اسمائے متکلمہ کا اعراب موقوف ہو گا جب کہ وہ کبرہ ہوں مصغره نہ ہوں موعده ہوں متنیج اور مجموعہ نہ ہوں مصنف ہوں غیر مصنف نہ ہوں اور یہ اضافت بھی یا حکم کے سوا کسی دیگر ظرف ہو لیکن اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جب یہ چھ اسم مفرد ہیں تو ان کا اعراب بالمحرف ہونا چاہیے تھا اعراب بالمحرف کیوں دیا جاتا ہے جواب یہ ہے کہ مفرد اور تنزیہ اور جمع کے درمیان اتحاد ذاتی ہے اس لئے کہ تنزیہ اور جمع مفرد ہی سے بنتے جاتے ہیں پس اگر ہر مفرد کو اعراب بالمحرف اور تنزیہ اور جمع کو اعراب بالمحرف دیں تو اس صورت میں مفرد اور تنزیہ اور

کو اور باقی دو دوسری شرطیں یعنی مکبرہ موعده ہونے کی مایاں نہیں کیا اس لئے کہ یہ دونوں شرطیں مثالوں سے بخوبی سمجھ میں آتی ہیں مضافات پہلی مدثرطوں کے کہ وہ مثالوں سے واضح نہ تھیں پس ان کو مایاں کر دیا اور وجہ ان کے واضح نہ ہونے کی یہ ہے کہ اکثر مثالوں میں کاف خطاب کی طرف اضافت ہے اور یہ معلوم نہیں کہ اس اضافت سے کیا مراد ہے عام اضافت یا خاص اگر خاص مراد ہے یعنی کاف خطاب کی طرف اضافت تو یہ مقصود مصنف کے خلاف ہے اس لئے کہ مقصود یہ ہے کہ یا متکلمہ کی طرف مضاف نہ ہو عام ازیکہ وہ اضافت کاف خطاب کی طرف ہو یا اس کے غیر کی طرف اور عام مراد ہے تو یہ بھی ظان مقصود ہے اس لئے کہ اس وقت یہ مثالیں یا حکم کی طرف مضافت کو بھی شامل ہوں گی اور یہ خلاف مقصود ہے پس لامحالہ مصنف عام نے ان شرطوں کو کہ مثالوں سے واضح نہ تھیں بیان کر دیا اور کہا تھا مضافاتی غیر یا متکلمہ۔

کے ہیں یہ معنی صحیح ہیں اور حقیقت معنی صحیح اس لئے نہیں کہ صحیح معنوی کے لئے مفرد ہی ہے کہ وہ افراد میں معین پر دلالت کرے اور عشرون یا تیسوں بلا زیادت و نقصان افراد معین پر دلالت کرے جس میں محسوس ہوا عشرون اور اس کے نظائر معنی صحیح نہیں ہیں اور صحیح حقیقی اس لئے نہیں کہ صحیح معنوی وہ ہے جس کے معنویں و دائروں لاحق کر کے بنایا گیا ہو اور یہاں عشرون اور اس نظائر میں کوئی مفرد نہیں جس کے آخر میں دائروں لاحق کر کے بنایا گیا ہو اور اگر کوئی کہے کہ ان سب کا مفرد علیحدہ علیحدہ ہے جس کے آخر میں دائروں زیادہ دیا گیا ہے مثلاً عشرون کا مفرد عشرون اور تارن کا تارن ہے اور علی ہذا تقیاس دیگر اسامی کو ان کا بھی اسی طرح ایک مفرد ہے پس ثابت ہو گیا کہ یہ سب صحیح حقیقت ہیں جواب یہ ہے کہ عشرون کے

البشئ وكل مضافاً الى مضمروا ثنائان اثنتان

بِالْألف والياءِ جمع المذكر السالم وأولوا عشرون

پیشہ ۱۲

صفت ۱۲ جمع زومین غیر لفظ ۱۲

صفت ۱۲ جمع زومین غیر لفظ ۱۲

١٢٢
وأخواتها بالوآء والياء

۱۔ **قولہ** اثنی عشری اور محضات مثنا کا اعراب یہ ہے کہ حالت رخصی میں الف اور حالت نصبی اور جری میں یاء
یعنی مفتوح ہوئی ہے محضات ثمنی یہ ہیں کلا اکتفا بشرطیکہ غیر کی طرف منصف ہوں اور اثنان اور اثنان اور جو مرکب
کلا وکل کو تثنیہ کے ساتھ معنی مثا بہت ہے اور حقیقت کے اعتبار سے وہ مفرد ہیں لہذا مصنف نے کلا میں معرب
یا اعراب تثنیہ ہوئی کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ غیر کی طرف منصف ہوئے کلا کو انصاف لازم ہے اور اس میں دو
اقتدار ہیں باعتبار رخصی کے تثنیہ اور باعتبار لفظی اور حقیقت کے وہ معرب ہے پس جب اسکی اضافت غیر کی طرف
ہوگی جو کہ اسم ظاہر کی فرع ہے تو اس وقت جانب فرع یعنی معنی کی رعایت ہوگی اور اعراب بالفرع یعنی اعراب الخوف
و یا جائیگا جیسے جاری کلا جا و دیت کلیہا و دیرت بکلیہا اور جب اس کی اضافت اسم ظاہر کی طرف ہو تو چونکہ
ظاہر نسبت اسم معرب کے اصل ہے لہذا اس صورت میں لفظ کلا کے لفظ کی رعایت ہوگی جو کہ اصل ہے اور اعراب
بالمرکب تقدیر کی ہوگا جیسے جاری کلا الرحمن و دیرت کلا الرحمن بحرہ علیکم کہ ہر مرکب کلا اور کثرت دونوں کا ہے مگر
چونکہ کثرت کلا کا باطل و محتمی ہے اس لئے مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا اور تبصرہ یعنی کلا کے ذکر پر التفات کی خلاف
اثنان و اثنان کے کہ وہ دونوں میں دو مستقل وزن ہیں لہذا ان دونوں کو ذکر کیا پھر اثنان اور اثنان کو موصوت
اور معنی کے اعتبار سے تثنیہ ہی مگر حقیقت کے اعتبار سے مفرد ہیں اس لئے کہ تثنیہ حقیقی وہ ہے جس کے مفرد کے آخر
میں احد دونوں لاحق کیا گیا ہو پس چونکہ ان کا کوئی مفرد نہیں لہذا یہ تثنیہ حقیقی نہیں ہوئے یہاں تثنیہ کی
تین قسمیں ہیں حقیقی جیسے جلعان صوبی جیسے اثنان و اثنان معربی جیسے کلا وکل ۱۲ **قولہ** جمع اندک اسام
الجمیع یعنی جمع مذکر سالم اور اس کے محضات کا اعراب حالت رخصی میں واؤ کے ساتھ اور حالت نصبی اور جری میں یاء
ما قبل کسود کے ساتھ ہوتا ہے۔ محضات جمع مذکر سالم ہیں اولاً اور عشرون تا تسون ان میں اول تو معنی میں جمع کے ہے
اور میں فیروز لفظ وکل سے موصوت اور حقیقت کے اعتبار سے وہ جمع نہیں اور عشرون تا تسون صورت میں جمع

اور نصب کو جبر کے تابع کیا اور باہین متنبہ اور
 جبر کے اس طرح پر فرق کیا کہ متنبہ میں یار کے ماقبل کو مفتوح اور جبر میں یار کے ماقبل کو کسور کیا۔ دربر مفسر نہیں کیا اس لئے کہ جمع تہیل ہے اور تہیل
 بمنزلہ خفیف ہے اور اس کے مناسب تہیل سے یہی جمع میں ماقبل یار کو کسور دیا اس لئے کہ وہ ثقیل ہے اور متنبہ چونکہ پست جمع کے کثیر ہے اور
 کثرت صورت ثقل سے لہذا اس میں ماقبل یاد کو فتور یا جبر کا خف الحکات ہے اس کے بعد وزن جمع کو مفتوح اور متنبہ کو کسور کیا کہ ثقیل کا ایک دم سے
 خفیف ہونا اور خفیف کا ایک دم سے ثقیل ہونا لازم نہ آئے۔

میں نہیں ہوتا اور نسلی میں فقط حالتِ رُفنی میں اعرابِ تقدیری ہوتا ہے۔ ۱۱۔ قولِ کقاض: قاض سے مراد ہر وہ اسمِ ممکن ہے جس کے آخر میں یا ماقبل مکتوب ہو خواہ وہ یا التماسے سا کہیں کی جیسے محذوف ہو کہی جو جیسے قاض یا محذوف نہ ہوئی جو جیسے القاضی ہیں ایسے اسم کا اعراب حالتِ رُفنی اور جری میں تقدیری ہوتا ہے اس لئے کہ ضمیر اور کسرہ یا درپیش میں بخلاف حالتِ نسلی کے کہ اس میں یا درپیش آتا ہے اور وہ قلیل نہیں جیسے جانی القاضی و قاضِ دہیث القاضی و قاضیا و مرث القاضی و قاض ۱۲۔ قولِ درخوشی اس سے مراد ہر وہ جمع مذکر سالم ہے جو کہ اسلیم کی طرف صفات ہوئیں ایسے اسم کا اعراب حالتِ رُفنی میں تقدیری ہوتا ہے نہ کہ حالتِ نسلی اور جری میں اس لئے کہ حالتِ رُفنی میں یاں واؤ تھا جو ما سے بدل گیا جیسے جانی نسلی (اصل میں مکملوں سی) تھا فون کو اضافت کی وجہ سے گرا یا مسکری ہوا جیسا کہ ادب یا دونوں ایک جگہ جمع ہوئے پہلا ساکن سے لہذا تعلقہ مسدود و دو گویا ہے کیا گیا اور ماقبل یا ضمیر کو کسرہ سے اور حالتِ جری میں کہ وہ یا کے ساتھ ہے اور کیا

التقدير فيما تعذر كعصا وغلاري مطلقاً و

استثقل كقاض رفعا وجرا ونحو مسلي

رفعاً واللفظي فيما عداه غير المنصرف

۱۔ قولہ التقدير احرار ہاں سے مصنف اعراب لفظی اور اعراب تقدیری کا بیان کرتے ہیں اعراب تقدیری کی معنویت کم ہیں اس لئے اولاً اسکا ذکر کیا تاکہ کسر و اختصار کی بنا پر معلوم ہو کہ ماضی اور اعراب تقدیری کے اعراب لفظی کی معنویت میں بھرا اعراب تقدیری کے دو عمل ہیں (۱) اس صوب میں آتا ہے کہ جہاں اعراب لفظی کا استعمال نہ ہوتا ہے (۲) اس جگہ آتا ہے کہ جہاں اعراب لفظی کا ظاہر میں انقیال ہو اعراب لفظی کے متغیر اور محال ہو جاتی صورت ہے کہ اسم مرکب کی آخری حرف جو کہ اعراب کا محل ہے حرکت اعرابی کو قبول نہ کر سکے جیسے عصا اور غلامی اور اعراب لفظی کے انقیال ہونے کی یہ صورت ہے کہ اسم مرکب کی حرف اخیر اگر حرکت اعرابی کو قبول نہ کر سکی صلاحیت رکھتا ہے جو زبان پر اس کا تلفظ درست نہ ہو جیسا کہ تاقض میں اعراب حالت رنخی اور جبری میں انقیال ہے ۲۔ قولہ مطلقاً یہاں اعتبار نہ کر کے یا تو معمولی مطلق ہے فعل محذوف کا ماضی مطلق مطلقاً اور اس وقت مطلقاً مقصد ہے اور یا باسم محذوف کا صیغہ ہے اور باعتبار ترکیب کے عصا اور غلامی سے یا صرف غلامی حال رائج ہے پس اس جملہ کا تعلق یا تو فقط غلامی کی بنا ہے نہ مرکب کا یا عصا اور غلامی سے اگر صرف غلامی کے ساتھ ہو تو اس صورت میں مصنف کا مقصد اس سے ان بعض

نجات کے مذہب کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ غلامی پر کسر و حالت جبری میں بلکہ اعراب لفظی کے ہے اور وجہ رد اس کی یہ ہے کہ کسر و غلامی پر عامل کے آنے سے پہلے آئے اور بعد زوال عامل کے باقی رہتا ہے لہذا یہ حرکت اعراب پر نہیں ہو سکتا کیونکہ حرکت اعراب پر کیے ضروری ہے کہ بعد داخل ہونے عامل کے داخل ہو اور بعد زوال عامل کے زائل ہو جائے ورنہ لازم آئے گا کہ مرتبہ بڑے میں بعد زوال عاملی کے دالی کا کسر و باقی رہے اور اس کوئی قائل نہیں اور پر تقدیر رنخی جب کہ اس کا تعلق عصا اور غلامی دو نوں کے ساتھ ہو تو یہ معنی ہو سکتا کہ امر عصا اور غلامی کا تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے بخلاف تاقض اور علی کے کہ یہاں اعراب تقدیری یا بعض حالات کے ساتھ مقید ہے مثلاً تاقض میں حالت رنخی اور جبری میں اعراب تقدیری ہوتا ہے حالانکہ بعض

مقسم ہے اور مقسم تقریفات اقسام میں معتبر ہوتا ہے غرض جب کسی اسم محرب میں یا تو اسباب منع صرف میں سے
دو سبب پائے گئے ہوں اور ان کی شرائط موجود ہوں ایک سبب قائم مقام دو سبب کے پایا جائے تو اس وقت
اس پر ایک خاص اثر مرتب ہوگا۔ یعنی کسرہ اور تنوین نہیں آئیں گے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

کر کے معذرتا ہے اور کلام عرب میں عجم کلام عرب کی فرع ہے اس لئے کہ اصل ہر زبان کی ہے کہ اس زبان کے ساتھ دوسری زبان کا لفظ مختلط ہو اور جمع واحد کی فرع ہے اور ترکیب فرع ہے افراد کی اور افعال و فاعل و مفعول کی اور وزن فعل اسم کی فرع ہے اس لئے کہ اصل ہر نوع میں ہے لہذا اس میں دو فرعیں ہیں اور اعتبار سے اس کو فعل کیا جھٹا بہت سے جس طرح فعل پر کسرہ اور تنوین نہیں ہے غیر منصرف پر بھی یہ دونوں داخل نہ ہوں گے ۱۶
مثلاً قولہ و یجوز صرفاً یعنی غیر منصرف کو جو ضرورت شغری کے حکم میں منصرف کے کہنا جائز ہے متغنی نہیں تیز یہ ہمارے ہے کہ غیر منصرف کو اس پاس دے اسم منصرف کی مناسبت سے منصرف کر دیں ضرورت شغری کی میں نہیں ہیں اولاً نہ وزن میں کہ یہ منعی ہیں کہ اسم غیر منصرف شغری اس طرح واقع ہے کہ اس کے غیر منصرف بڑھنے میں قطع درست نہ ہو اور وزن شعر کا ناسد ہو جائے جیسے سے صبت علی مصائب و انما صبت علی الالایا حرکت لیا لیا پس یہاں مصائب پر اکثر تنوین نہ پڑھیں تو قطع درست نہیں ہوتی وزن شغری ناسد ہو جائے دوسرے ضرورت تانیہ جیسے سلام علی غیر الانام سید مصیب الالامین محمد بن عبد اللہ بن عباسی موم مطوف من لیسلی باحد لیس یہاں احمد کی دال پر اگر تنوین پڑھیں تو تانیہ میں جمل پیدا ہو جائے شریعت لغوی لغوی سلامت کا نہ رہنا جیسے امدد کر نہان لیا ان ذکرہ ہو المسک اگر نہ تنوین پڑھیں اس شعر میں اگر نہان کے فون کو کسرہ زدیں تو کو وزن درست ہو جائیگا مگر سلامت باقی نہیں ہے کی تا صوب کی مثال سلاسلہ اوغلا لایہ یہاں سلاسلہ کو اوغلا کی مناسبت سے حکم میں منصرف گئے کہ یا اور اس پر تنوین داخل ہو گئی اب اگر کوئی یہ دریافت کرے کہ سلاسلہ اوغلا لایہ میں کیا مناسبت ہے تو کہا جائیگا کہ دونوں میں مناسبت لغوی بھی ہے اور معنوی بھی مناسبت لغوی تو ہے کہ دونوں اکثر جملہ ایک ساتھ مذکور ہوئے ہیں جیسا کہ القہر لایہ سے فرمایا انا معتدنا لکافرن سلاسلہ اوغلا لا در مناسبت معنوی یہ ہے کہ سلاسلہ جمع سلسلہ کی بمعنی زنجیر اوغلا لا جمع غل کی بمعنی طوق زنجیر اور طوق کے درمیان مناسبت ظاہر ہے ۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

و حکمہ ان لا کسرۃ ولا تنوین و یجوز صرفاً
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

للضرورة اول التناصب مثل سلاسلہ اوغلا لاو
ما یقوم مقامہما الجمع والف التانیث
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ادہ اور ضمنی اصلی باقی رہیں اب تیسری وجہ سے بہت سے اعتراضات رفع ہو گئے اور عدل کی تعریف جامع اور مانع ہو گئی تشریح تمام کا یہ ہے کہ مصنف نے جب خروج کو صیغہ کی تصریح کی تو معلوم ہوا کہ تصریح صیغہ میں ہوگا اور مادہ بدستور باقی رہیگا پس اب وہ ہمارے نزدیک عدل سے خارج ہوا جیسے کہ میں نے پہلے ہی مدلل جانا ہے اور جب صیغہ کو تصریح کی طرف منصف کی تو اس سے شکات نکل گئے اس لئے کہ وہ اپنی صورت و ہیئت سے نہیں نکالے گئے بلکہ مصدر کی ہیئت سے نکالے ہیں اور جو کئی صیغہ کو اس صیغہ اہلیہ کے ساتھ منصف کیا ہے لہذا اس سے مغیرت شاذہ جیسے قوس داغیہ ضائع ہو گئے اس لئے کہ یہ خلاف قیاس قوس ادنیاب کی جمع میں ادنیاس یہ چاہتا ہے کہ ان کی جمع اقواس اور ادنیاب آتی چاہئے اس لئے کہ جو اسم جوف لدی یا یا ی فعل کے ذلک پر ہوا اس کی جمع افعال کے ذلک پر آتی ہے جیسے قول درین کی جمع اقوال اور امیان آتی ہے پس اس قاعدہ کے مطابق قوس ادنیاب کی جمع اقواس اور ادنیاب آتی چاہئے یعنی قوس ادنیاب بدولت افعال خلفت قیاس آتی

اور ادنیاب اقوام اور ادنیاب آتی پھر بعد میں اقواس اور ادنیاب ہو گئی تو کہا جائیگا کہ اگر ایسا ہوتا تو ان کو مغیرت شاذہ نہ کہتے پھر یہ جانتا بھی ضروری ہے کہ جب کوئی اسم اپنی صورت اصل سے خارج ہو تو یہ ضروری ہے کہ وہ ضمن میں دوسری صورت کے پایا جائے تو اب سوال یہ ہے کہ دوسری صورت پہلی صورت کے عین ہوگی یا غیر اگر عین ہو تو خسر مرج متحقق نہ ہوگا پس لامحالہ کہنا پڑے گا کہ یہ صورت پہلی صورت کے متاثر ہوئی چاہئے پھر چونکہ مغیرت کے یہ معنی ہیں کہ صورت اولی جس طرح ہو کسی قانون اور قاعدہ کے ماتحت ہے اس طرح صورت ثانیہ قانون اور قاعدہ کے ماتحت نہ ہو پس صورت مغیرت قیاسیہ مثلاً میزان اور باطل تعریف عدل سے خارج ہو گئے اس لئے کہ صورت اولی جیسا کہ قاعدہ صرفی کی تحت میں ہے

الیہ ہی صورت ثانیہ بھی قاعدہ کے تحت میں ہے اس لئے کہ قولہ تحقیق اور تقدیر اس میں ترکیب کے چند اجزاء ہیں یا تو یہ نسبت خروج سے جو غیر کی طرف ہے نہ ہوگا یعنی اس نسبت المناخہ کے اسم کو درکار لیا اور یہ معنی ہو گئے کہ عدم تحقیقی اور تقدیری یا یہ کان محدود کی خبر ہے لے تحقیق کان موضوع اور تقدیر یا یہ معنوی مطلق سے فعل محدود کا لے تحقیق اصل تحقیق قاعدہ تقدیر اصل تقدیر منصف کا محدود عبارت یہ بیان کرتا ہے کہ عدل کی قدسیں ہیں تحقیق اور تقدیری۔ عدل تحقیق وہ ہے کہ جس میں اسم کا خروج ایسے محدود منہ سے اعتبار کریں کہ جو خارج میں موجود اور تحقیق سے پھر محدود کے خارج میں موجود اور تحقیق ہونے کے یہ معنی ہیں کہ محدود کے غیر منصرف پڑھے جانے کے بسوا کوئی اور دلیل محدود منہ کے وجود پر دلالت کرے اور عدل تقدیری وہ ہے کہ جس میں اسم کا خروج ایسے محدود منہ سے اعتبار کریں کہ جو مفروض اور مقدر ہے اور محدود منہ کے مفروض اور مقدر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ محدود کے غیر منصرف پڑھے جائیگے سو محدود منہ کے وجود پر کوئی دلیل خارجی دلالت نہ کرے اب اس تقریر کے بعد یہ امر بخوبی ذہین نشین ہو گیا ہوگا کہ عدل تو ہمیشہ فرضی اور تقدیری ہوتا ہے مگر باعتبار محدودی منہ کے کبھی وہ تحقیقی ہوتا ہے اور کبھی تقدیری اگر محدود منہ تحقیق اور موجود ہو تو عدل تحقیقی ہے ورنہ تقدیری ۱۲۔

فَالْعَدْلُ خِدْوَجُهُ عَنْ صِيغَةِ الْأَصْلِيَّةِ تَحْقِيقًا

لے قول فالعدل لہذا یہاں پر قاعدہ دو خوات عدل کی تصریح کی ہے پس یعنی سبب میں تو نفس مفہوم سبب کی تصریح ہے جیسے عدل میں دوسری صورت میں شرط تیسری سبب کی تصریح ہے جیسے تائید بالثابت اور معنی دوسری صورت میں پھر اولی عدل کی تصریح مذکورہ ایک عرض وارد ہوتا ہے حاصل عرض کا یہ ہے کہ عدل متحد ہے اور خروج کا مترادف ہے پس جس طرح پر اخراج شکل کی صفت ہے عدل بھی اس کی صفت ہوگا حالانکہ جتنے منہ صفت کے اسباب ہیں وہ سب اسم کی صفت ہیں لہذا ہے کہ یہاں عدل معنی متحد ہے الی کون الاسم محدود اور یہ اسم کی صفت ہے منظم کی نہیں پس اس کوئی اشکال نہیں رہا اور شیعہ اس کی ہے کہ محدود متحدی دو حال سے خالی ہیں ہے یا تو منی للفاعل ہوگا یا منی للمفعول اس لئے کہ محدود منی متحدی ہے اور وہ بدولت انتساب الی الفاعل یا الی المفعول کے مشور نہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ حدیث ایک امر اضافی یا انتزاعی ہے جو فاعل کے ساتھ اس اعتبار سے قائم ہے کہ اس سے حادث ہوا ہے اور مفعول کے ساتھ اس حیثیت سے قائم ہے کہ فاعل سے صادر ہو کر اس پر واقع ہوا ہے مثلاً ضرب جب منی للفاعل ہوگا تو اس کے معنی کون انشی مضارب کے اور جب منی للمفعول ہوگا تو اس کے معنی کون انشی مضروب کے اور جب منی مضروب کے علی بذالقیاس جب علی محدود منی للمفعول ہوگا تو اس کے معنی کون الاسم محدود کے اور جب منی مضروب کے ہوگا تو اس کی تصریح میں عدل صرف بالفتح اور جو معرفت انفر سے اور چونکہ معرفت بالکسوف بالفتح پہلی ضروری ہے لہذا یہاں پہلی ضروری عمل ضروری ہوگا حالانکہ اس کو خروج معرفت کا عدل صرف پر عمل نہیں ہو سکتا اور اولی وجہ ہے کہ عدل متحدی اور خروج لازم ہے لازم کا متحدی پر عمل نہیں ہو سکتا جواب یہ ہے کہ خروج منی میں کون الاسم مترادف ہے پس میں صحیح ہوا جائیگا اور اگر کوئی کہے کہ خروج لازم ہے اور خروج متحدی ہے تو لازم کی تصریح متحدی کیساتھ صحیح نہیں یہ تصریح انشی بالماضی ہے جو کہ انشائی نہیں ہاں اگر مصنف کا یہ خروج کے اخراج کہنا اور یہ تصریح کی گئی کہ کون الاسم مترادف تھا اس وقت تصریح انشی بالماضی ہوئی اقتضایہ تھا جواب یہ ہے کہ خروج کا دو صورتیں ہیں اس لئے کہ خروج اصل میں کون انشی خارج ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ کبھی تو خروج شکی اپنے اعتبار سے خارج ہوتی ہے اور کبھی دوسری شئی کے اخراج سے اس لئے کہ اخراج بدولت خروج کے مستحق نہیں ہوتا پس جب خروج کا دو صورتیں ہیں تو اب خروج بالمنی الاول اخراج کے مابین سے نہ کہ بالمنی ثانی بلکہ وہ اخراج کو لازم ہے پس خروج کی تصریح کون انشی مترادف اعتبار معنی ثانی کے درست ہے اور اگر کوئی کہے کہ مصنف نے عدل کی تعریف میں خروج عن صیغۃ الاصلیہ کہا ہے صیغہ سورۃ کو کہتے ہیں اور اسم مادہ اور صورت و ذلک کا نام ہے پس اس کا نام ہے یہ لازم آتا ہے کہ لہذا یعنی اسم اپنے ایک ہر معنی صورت سے خارج ہوا اور یہ باطل ہے جواب یہ ہے کہ یہاں اسم سے مراد فقط مادہ ہے مادہ اور صورت دونوں کا مجموعہ نہیں کیلئے کہ خروج اس کے جز ہے لازم آئے کہ ہر حال محدود وہ ہے کہ اس کے پہلے ذلک سے بغیر کسی قانون و قاعدہ صرفی کے تحقیق یا تقدیر لکھا گیا ہو پھر بلکہ

اسم لغت بنی تہم میں تانیث اور علمیت کے پائے جانے کی وجہ سے محرب غیر منصرف ہے لیکن فی تہم کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب بنی تہم کے سوا اس میں کوئی دوسرا مذہب بھی ہے اور مشترک مقام کی یہ ہے کہ خیال کی جارہیں ہیں ایک خیال یعنی امر جیسے زوال یا مبنی سے دوسرے کو مبنی معطل محرز جیسے نماز مبنی الخیر غیر سے وہ خیال جو موت کی صفت ہے جیسے ف کہ مبنی فاسقہ یعنی بدکار و عورت اور یہ دونوں چونکہ خیال مبنی امر کی ساتھ عدل اور ذل میں مشابہ ہیں لہذا مبنی ہیں جو تھے وہ خیال جو اعیان موزن کا علم ہے عام اور ان کو ذوات المرہو یا نہ پس جب یہ خیال ذات المرہو یعنی اس کے آخر میں رادہ مذہب جو جیسے حضار (نام مستعار کا) اور تار (بلند جگہ) تو یہ اہل نماز اور اکثر بنی تہم کے نزدیک مبنی ہے اور اس میں عدل تقدیری ہے کیونکہ اس خیال کی خیال مبنی امر کی ساتھ صرف ذل میں مشابہت ہے انڈاس کے مبنی ہو چکے گئے کا فی ہے لہذا مبنی کا دوسرا سبب پیدا کرنے کیلئے اس میں عدل کا اعتبار کیا گیا تاکہ اس کی خیال مبنی امر کی ساتھ عدل اور ذل میں

کثرت مثلث آخر جمع او تقدیر العروبا قطار فی تمیم

۱۔ قولہ ثلث مثلث وثلثت یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے اہل عرب ان دونوں عقول کو غیر منصرف دیتے ہیں اور چونکہ غیر منصرف کیلئے دو سبب ہونا ضروری ہے اور یہاں صرف ایک سبب یعنی وصف اصلی پایا جاتا ہے لہذا دوسرا سبب اس میں ملنے کی تحقیق سے اوجہ ہے کہ ان دونوں کے مبنی میں تکرار ہے اور چونکہ اس میں تکرار بقدر دلالت کرتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ ثلث وثلثت میں کے مبنی تین تین کے ہیں اصل میں ثلث وثلثت تھے اور اس سے مدلول ہو کہ ثلث وثلثت بن گئے ۲۔ قولہ لہذا عدل تحقیقی کی مدوری مثال ہے آخری کی جمع ہے اور آخری آخری افعال فضیل کا مرتب ہے اس لئے کہ اس کے مبنی اندر تار کے مبنی ہوتے ہیں یعنی ہوتے ہیں دلا پر اسکو مبنی ویر لفظ نقل کیا گیا اور قاعدہ ہے کہ اسم تفعیل مرتب کا استعمال الف ولام اور اضافت اور کثر بن سے ہوتا ہے اور چونکہ یہاں ان تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ وہ متصل نہیں لہذا معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک سے متصل ہے ہر سبب ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں نہ تو مصاف ابہ مذکور ہے اور نہ خدر ہے پس اصل بالا اضافت سے اسکو مدلول نہیں کر سکتے باقی رہا یہ کہ یہاں مصاف ایہ کیوں مقدم نہیں ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ تقدیر مصاف ابہ کیلئے تین امروں میں سے ایک امر ضروری ہے یا تو عرض میں مصاف ابہ کے مصاف یہ تہم بنی ہو جیسے ہوندا اور یا وہ مبنی ہو جیسے قبل اور جدا اور یا تکرار اضافت ہو جیسے یا تہم تہم عدلی پس جب کہ اس حکم نہ تو مصاف یہ عرض میں مصاف ابہ کے تہم بن سے اور نہ وہ مبنی ہے اور نہ تکرار اضافت ہے لہذا معلوم ہوا کہ اس کو مصاف ایہ مقدم نہیں اور نہ وہ مذکور ہے اور جب مصاف ایہ کا پڑ نہیں تو ثابت ہو گیا کہ متصل بالاعفاف سے مدلول نہیں بلکہ متصل باللام یعنی بالآخر متصل بن یعنی آخر میں سے مدلول ہے ۳۔ قولہ جمع یہ جمع ہے جماعت کی جو موت ہے جمع کا اور قاعدہ ہے کہ اگر غلط فعل صفت کا موزن ہو تو اس کی جمع ہونے کا فعل آتی ہے جیسے کھڑا کی جمع کھڑا آتی ہے اور اگر غلط اسم ذات ہو تو اس کی جمع فعلی یا فاعلات کے ذل پر آتی ہے جیسے کھڑا کی جمع کھڑا یا کھڑا ہوتے ہیں اس لئے قاعدہ کے مطابق جماعت کی جمع بھی یا تو جمع ہوگی یا جماعتی یا جمادات ہوگی اور چونکہ یہاں ان اوزان میں سے کوئی ذل نہیں لہذا معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک سے مدلول ہے ۴۔ قولہ کثر یہ عدل تقدیری کی مثال ہے اسلئے کہ کلام عرب میں وہ غیر منصرف متصل ہوتا ہے اور سوائے علم کے غیر منصرف پڑے جانے کا اس میں دوسرا کوئی سبب موجود نہیں پس دوسرا سبب عدل مانا گیا ہے مگر چونکہ عدل کا اعتبار وجود اصل یعنی مدلول غیر موقوف ہے اور یہاں سوائے غیر منصرف متصل ہونے اور کوئی دلیل نہ دے جو کہ مبنی لہذا آخر کو مقرر مدلول فرض کیا گیا ہے ۵۔ قولہ و باب نظام الخ یعنی بنی تہم کے نزدیک باب نظام میں عدل تقدیری کے نظام ایک حدت کا نام ہے ذاتی العرا لفظ باب کو اس مقام پر زیادہ کر کے مصنف اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ نظام سے مراد جو نقطہ نظام نہیں بلکہ ہر وہ جگہ ہے جو خیال کے ذل پر جو اعیان موزن کا علم ہوا اس کے آخر میں رادہ نہ ہو پس ایسا

پوری مشابہت ہو جائے اور جب یہ خیال غیر ذوات المرہو ہو تو وہ اہل حجاز کے نزدیک مبنی ہے اور بنی تہم کے نزدیک محرب غیر منصرف ہے مرن اہل حجاز قحطوں المراد غیر ذوات المراد دونوں کو مبنی کرتے ہیں اور بنی تہم دونوں میں فرق کرتے ہیں ان کو مبنی اور غیر ذوات المراد کو محرب غیر منصرف کہتے ہیں بنی تہم کی دلیل یہ ہے کہ رادہ چونکہ صرف مکرر ہے لہذا ذوات المراد تقیل میں پس اگر اس کو ہم محرب غیر منصرف کہیں تو موزنات مختلفہ کی ساتھ محرب ہو کر اس کی ثقالت حد سے تجاوز کر جائیگی لہذا ذوات المراد کو مبنی کیا گیا اور اس میں عدل تقدیری کا اعتبار کیا تاکہ ثقالت انتہا کی نہ پہنچ جائے اور مبنی کے ساتھ اس کی مناسبت از روئے عدل و ذل پوری ہو جائے نیز ذوات المراد کے مبنی کرنے میں ایک دوسرا فائدہ یہ متصور ہے وہ یہ کہ جب حروف مستعربہ میں سے کوئی حرف الف سے پہلے واقع ہو تاکہ ہے تو مالہ سبب منوع ہوتا ہے لیکن جب رادہ مکتسورۃ الف کے بعد متصل واقع ہوتی ہے تو اس میں مالہ صحیح ہوتا ہے پس ذوات المراد کو مبنی کیا گیا تاکہ الف کے بعد ہمیشہ رادہ مکتسورۃ متحقق ہو کر مالہ صحیح ہو جائے بخلاف غیر ذوات المراد کے کہ اس میں چونکہ بناؤ کی یہ علتیں نہیں پائی جاتی ہیں لہذا بنی تہم اس کو مبنی نہیں کہتے بلکہ محرب غیر منصرف کہتے ہیں اور عدل تقدیری کا اعتبار کرتے ہیں اہل حجاز کی جانب سے بنی تہم پر یہ اعتراض واقع ہوتا

ہے کہ غیر ذوات المراد مثلاً نظام میں جب کہ منصرف کے دو سبب پائے جاتے ہیں تانیث اور علمیت تو عدل کو اس کے سبب منصرف بننے میں کوئی دخل نہیں پس اس کو قاطعہ سے اس لئے مدلول مانتے ہو جواب ہے کہ بنی تہم نظام میں منصرف حاصل کرنے کیلئے عدل کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ اس کے نظائر حقا اور تار پر عمل کرنے کیلئے عدل تقدیری کا اعتبار کرتے ہیں اب مصنف پر یہ اعتراض دہرا ہوتا ہے کہ جب بنی تہم کے نزدیک نظام میں اعتبار عدل کا اس کے نظائر پر عمل کرنے کیلئے ہے نہ کہ سبب منصرف حاصل کرنے کیلئے تو یہاں اس کا ذکر کرنا بے عمل ہے کیونکہ یہاں تو ان صورتوں کا اظہار کرنا چاہیے جن میں سبب منصرف حاصل کرنے کیلئے عدل تقدیری کا اعتبار کیا گیا ہے اور جواب یہ ہے کہ مصنف کا مقصد اس سے یہ بیان کرنا ہے کہ عدل تقدیری کی صورت میں بنی تہم سبب منصرف کے حاصل کر کے لے جاتا ہے اور کبھی اس کو موازن پر عمل کرنے کے لئے۔

اصل دل کی ہے اور فرع ثانی اصل کی کا وصف ہے کہ چونکہ وصف کیلئے سبب مخ مرف بنے ہیں اصلی ہونا متر ہے لہذا راجع مرتبہ بنسوة راجع میں منصرف سے کیونکہ ریاں وصف عارضی ہے اصلی نہیں اس لئے کہ راجع عدد میں کیلئے وضع کیا گیا ہے اور تعین وصف کے متناہی سے پس معلوم ہوا کہ سمی و وصفیت اصل ہے نہیں عارضی ہے اور وصفیت کے عارض ہونے کی یہ ہے کہ اس ترکیب میں اذ راجع وصف اور نسوة موصوف بنے اور چونکہ تا عدد ہے کہ وصفیت جونی چاہیے کہ جو موصوف پر محمول ہو سکے اور ریاں ایسا نہیں کیونکہ راجع کے نسوة پر محمول کرنے میں عدد اور معدود کا ایک ہو نا لازم آئیگا اور یہ باطل ہے لا محالہ لفظ موصوفہ محدود ہوا۔ اسی مرتبہ بنسوة موصوفہ راجع لفظ موصوفہ کے حذف کے راجع کو اس کے قائم مقام کیا اور اس اعتبار سے اس میں وصفیت کے معنی پیدا ہو گئے ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

الوصف شرط ان يكون في الاصل فلا تضره

الغلبة فلذلك صرف اربع في مرتب بنسوة اربع

وامتنع اسود وارقم للحية وادهر للقيد اضعف منه

افغ الحية واجدل للصقر واخيل للطائر الثاني

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

مترجی ایسے ہی مجبور ہوگا تو تائیت منوی بطور وجہ کوتر ہوگی اس لئے کہ مکرر اہل لسان پر دوسری قوم کی زبان ثقیل ہوتی ہے اور اس ثقیل کی وجہ سے اس میں سبب منہ منہ کی قوت پیدا ہو جائے گی بہر حال تائیت منوی کے وجہ تاثیر کی شرط تائیت بالتار کی شرط سے زائد ہے اس لئے کہ تائیت منوی فرع اور تائیت بالتار اصل ہے پس یہ فردی نہیں کہ اصل کو جس چیز سے قوت پہنچتی ہے فرع کو بھی اس سے قوت حاصل ہو سکتی ہو مگر اصل کو پہلے سے ایسی قوت حاصل ہو جو فرع کی نسبت پس بنیاد فرع کی تاثیر کیلئے مزید قوت کی ضرورت ہے اور اس کیلئے وہ شرط کافی نہیں جوکہ اصل کیلئے ہے ۱۲ اس لئے قولہ فہند یجوز صرفہ یا یہ باجلی پر مریع سے اور مطلب یہ ہے کہ منہ میں اگر جو دو سبب پائے جائے ہیں علمیت اور تائیت منوی لیکن چونکہ تائیت منوی کے وجہ تاثیر کی شرط یہیں مقرر ہے لہذا اس کے مترشح ہونا بھی لازم ہے لہذا منہ منہ سے قولہ در تائیت منوی ہر ایک حرفت ہے اور اس میں علمیت اور تائیت منوی

بالتاء شرط العلیۃ والمعنوی کذاک و شرط تختہ

تاثیرہ الزیادۃ علی الثلاثۃ او تحرك الاوسط او العجۃ

فہند یجوز صرفہ و زینب سقر ماہ و جور متنع فان

سعی بہ مذکر شرط الزیادۃ علی الثلاثۃ فقدم

متصرف و عقرب متنع المعروف شرطہا ان تكون

مع ای شرط وجوب پائی جاتی ہیں یعنی زیادت علی الثلاثہ اور منہ منہ سے ایک طبقہ کا نام ہے اور اس میں علمیت اور تائیت منوی مع ای شرط وجوب تاثیر کے پائی جاتی ہیں یعنی ۱۲ اس لئے قولہ فان کسی یا لہ بیان ہے نصف اس صورت منوی کا حکم یا نہ کہتے ہیں جو کہ کسی مذکر کا نام رکھ دیا تو کہتے ہیں کہ اگر صورت منوی سے کسی مذکر کا نام رکھ دیا جائے تو اس کے منہ میں مترج ہو جائے گی شرط یہ ہے کہ کلمہ تین حرفوں سے زائد ہو جاتی رہی تائیت کی مدد میں یعنی ترک اوسط اور جملہ کا جو نام سودہ یہاں کافی نہیں اس لئے کہ صورت منوی سے جب کسی مذکر کا نام رکھ دیا جائے گا تو تائیت باکلیہ ختم ہو جائے گی اور اس وقت اس کے منہ میں مترج ہوئے کیلئے کسی قوی شرط کی ضرورت ہوگی اور وہ زیادہ علی الثلاثہ سے اس لئے کہ یہاں جو تائیت قائم تائیت کے ہو جائیگا بخلاف تحریک اوسط کے اور اس کا قائم تائیت کے ہونا حقیقی اور بعد ہے اس لئے کہ وہ قائم جو تائیت حروف کے ہے اور جو تائیت قائم تائیت کا ہے پس اس اعتبار سے حرکت اوسط نائب التائیت کرنا ہوگی اور رائے صاحب کے نزدیک اس کا اعتبار کرنا بعد اور غیر مناسب علی الذلت پس جملہ اعتباری چیز ہے اس کی تاثیر نظر میں ظاہر نہ ہوگی لہذا سمجھان دونوں شرطوں کا اعتبار نہ ہوگا اور شرط تاثیر میں صرف ایک شرط یعنی زیادت علی الثلاثہ معتبر ہوگی ۱۲ اس لئے قولہ فہند متصرف لہ شرط مذکورہ پر توجہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ قدم جو کہ صورت سماوی سے اگر کسی مذکر کا نام رکھ دیا جائے تو متصرف ہوگا اس لئے کہ اس میں مذکر کے نام رکھنے کی وجہ سے تائیت

۱۱ قولہ والمعنوی کذاک لہ یعنی جس طرح پر تائیت لفظی بالتار میں علمیت شرط ہے لہذا شرط ہے متصرف و عقرب متنع المعروف شرطہا ان تكون ۱۲ قولہ فہند یجوز صرفہ و زینب سقر ماہ و جور متنع فان ۱۳ قولہ سعی بہ مذکر شرط الزیادۃ علی الثلاثۃ فقدم ۱۴ قولہ متصرف و عقرب متنع المعروف شرطہا ان تكون

۱۵ قولہ فہند یجوز صرفہ و زینب سقر ماہ و جور متنع فان ۱۶ قولہ سعی بہ مذکر شرط الزیادۃ علی الثلاثۃ فقدم ۱۷ قولہ متصرف و عقرب متنع المعروف شرطہا ان تكون ۱۸ قولہ فہند یجوز صرفہ و زینب سقر ماہ و جور متنع فان ۱۹ قولہ سعی بہ مذکر شرط الزیادۃ علی الثلاثۃ فقدم ۲۰ قولہ متصرف و عقرب متنع المعروف شرطہا ان تكون

عمر ایک اعتباری ہے لفظ میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا پس اگر دو میان حرف متحرک ہو تو کلمہ تین حرفوں سے زائد ہونا چاہیے تاکہ ثقالت پیدا ہو کر اس کا سبب منع صرف بننا صحیح ہو ۱۷۔ **قوله** فروع المصنف نے اول عدم شرط پر تفریح کی اس کے بعد وجود شرط پر حالانکہ مناسب یہ تھا کہ اول وجود شرط پر تفریح کرتے اس کے بعد عدم شرط پر اور دوم یہ ہے کہ اس سے مستبعد ان پر رد ہے کہ جو کہ مندرجہ فروع کو قیاس کرتے ہوئے فروع کے منصرف اور غیر منصرف ہونے کو جائز رکھتے ہیں تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ بعض قماۃ کہتے ہیں کہ جس طرح ہند میں تائیت تحرک اوسط کے ساتھ مشروط یعنی ادر و صودت عدم تحرک اوسط کے ملکیت اور تائیت منوی کی وجہ سے اس کا غیر منصرف بڑھنا جائز تھا اسی طرح فروع میں باوجود عہد کی شرط تحرک اوسط نہ ہونے کی ملکیت اور عہد کی وجہ سے اس کا غیر منصرف بڑھنا جائز ہونا چاہیے پس جمہور کی جانب سے مصنف اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ نسبت جملہ کے تائیت قوی ہے اس لئے کہ تائیت کا اثر بھی

فعلوں میں ظاہر ہو جاتا ہے عیا کہ مندر لغت میں مذکور آئی ہے بمثلت لجمہ کے تفظیل میں اس کا اثر باطل نہیں ہوتا بلکہ تائیت اور غیر میں فرق ہے اور مندرجہ فروع کا تائیس کرنا مع الفاعل ہے لہذا فروع منصرف ہوگا اور ہند میں دونوں امر جائز ہیں منصرف بڑھنا بھی اور غیر منصرف بھی ۱۸۔ **قوله** شرط اول ابراہیم الخ من شرط یاد رکھ کے قطعاً نام سے اور یہ جملہ وجود شرط پر متفرع ہے اور مطلب ہے کہ منصرف میں چونکہ ملکیت اور غیر مع اپنی مشروط زیادت علی التلائے کے پائی جاتی ہے ۱۹۔ **قوله** الجمع الخ یعنی جمع دو سبب کے قائم مقام اسوقت ہوگی جبکہ وزن منشی الجورج اس میں پایا جائے وزن منشی الجورج کا یہ ہے کہ اس کا بلا حرف متفرع اور تائیر حرف الف ہے اور الف کے بعد حرف ہوں یا تین حرف منشی

حرف ان کا ساکن ہو جیسے مساجد اور مصابیح اول جمع مسجد کی اور ثانی جملہ کی جمع ہے مسجد میں منشی الجورج کو اس لئے شرط کیا ہے کہ اس میں کوئی تائیر نہیں ہو سکتا اس لئے دوبارہ جمع خیر نہیں ہو سکتی پس اس کے بعد ایک قسم کا استعمال ہو کر دو سبب کی تائیر پیدا ہو جاتی ہے ۱۹۔ **قوله** بغیر حالوا الخ یعنی یہ جمع قائم مقام دو سبب کے اسوقت ہوگا جب کہ صیغہ منشی الجورج کے ساتھ یہ شرط بھی پائی جائے کہ اس کے آخر میں اس قسم کی حلا ہوگی تو اس کا التباس مفرد کے

علمیة الیچمة شرطها ان تكون علیتی فی الجمعة متحرک
لے مفسرۃ الی العلم ۱۲
لے فی لمة الجمع ۱۳

الوسط والزیادة علی الثلاثة فنوح منصرف
لانتقام الشرط الثاني ۱۲

وشر و ابراہیم منتع الجمع شرطه صیغۃ
لے مریدان نشر تحرک لادوسط و ابراہیم ... زاد علی التلائے ۱۲

منتی الجموع بغیرہاء کمساجد و مصابیح
لعدم تاثیر الجمع بسبب التلائے ۱۲

واما قرازة فمنصرف

جمع فزون و بوشی من المنصرف یتال فی ہندی وزیر ۱۲

۱۔ **قوله** الجمعة الخ یعنی جمع کے سبب منع ہونیکے لئے شرط یہ ہے کہ وہ لغت مجم میں کسی کا علم ہو کہ جو کلمہ دہ سے کہ جس کو غیر عرب دہ سے کہ جو غیر عربی نہ ہو اس کا اول اہل عرب پر دشوار ہوتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ اہل عرب اس کے زائل نقل کیئے اس میں کوئی تصرف کریں اور چونکہ عہد کا سبب منع صرف ہونا محض اپنے نقل کی وجہ سے ہے لہذا اس سے اب بعد تصرف نقل جاتا رہیگا تو وہ لائق سبب بنے کہ نہ ہوگا پس اس میں یہ شرط کی گئی ہے کہ لغت مجم میں کسی کا علم ہو حقیقہ جیسے ابراہیم کہ جموں کیلئے یہ علم ہے یا حکما جیسے قانون کہ لغت مجم میں کسی کا علم نہیں ہو چیرنے کے قانون کہتے ہیں الدرب عرب میں سبب جودت قرأت کے تو اوسہر میں سے ایک قاری کا نام ہو گیا ۱۲۔ **قوله** و تحرک لادوسط یہ عہد کے سبب منع صرف ہونے کی دہری مدت ہے اور وہ حقیقت یہ دو صورتیں ہیں جن میں ایک کا پایا جان ضروری ہے یا تو تین کلمہ کا درمیان حرف متحرک ہوگا وہ نہ صرف ہو یا وہ کلمہ جب کہ تحرک لادوسط نہ ہو تو تین حرفوں سے زائد ہو اور یہ شرط عہد میں اس لئے نکالی ہے کہ

ساتھ ہو جانے کا اور اس سے اس کی جمعیت میں خود پیدا ہو جانے کا اور وہ منع صرف میں موثر نہ ہوگی ۱۳۔ **قوله** دامافرا زنتہ الخ یعنی خزانہ اسی دہ سے کہ اس کے آخر میں تائیت ہے جو کہ حالت دقیق میں باء ہو جاتی ہے اور اس سے طوائف مفرد کی جمودن ہو کر اس کی جمعیت میں دستور پیدا ہو جاتا ہے اور وہ منع صرف میں موثر نہیں ہوتی ۱۴

سے غیر منصرف ہونے جاہیں۔ ان کو منصرف کیوں پڑھا جاتا ہے ۱۲۔ قولہ شرط العلمیۃ الخ یعنی ترکیب کے منبب منع صرف ہونے میں شرط یہ ہے کہ وہ کسی کا علم ہو کیونکہ ترکیب اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ اجزاء ترکیب میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ ارتباط و تعلق پانچ ہو اور اصل ہر جز میں سے کہ مستقلاً بدون ارتباط اور اعتبار کے پایا جائے اس لئے کہ واضح نے ہر لفظ کو علی الاطلاق وضع کیا ہے پس

اصل جب ہر جز میں سے کہ وہ مستقلاً بدون اعتبار کے پایا جائے تو اجزاء کا باہمی ارتباط یقیناً کسی عارض منبب سے ہوگا۔ اور ترکیب عارضی ہے اور چونکہ ہر شے ذوال پذیر ہوتی ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ بعد زوال عارض کے ترکیب نازل ہو جائے لہذا علمیت کو شرط کیا تاکہ ترکیب استحصال ذوال سے محفوظ ہو کہ منع صرف میں مؤثر ہوئے قولہ دان لا یكون با صافۃ الخ یعنی ترکیب کے منع صرف میں مؤثر ہونے کے لئے دوسری شرط جو عارضی ہے کہ نہ تو ترکیب اور نہ اسنادی ترکیب

اسانی اس لئے نہ ہوتی چاہیے کہ اصناف متناہیہ کو منصرف یا محکم میں منصرف کے کہہ دیتی ہے۔ اور ترکیب اسنادی اس لئے نہ ہوتی چاہیے کہ مرکب اسنادی جب کسی کا علم ہوگا تو وہ مبنی ہوگا اور اس کے مقصود بقعہ غریبہ ہوگا اور جب مبنی ہوا تو غیر منصرف کیوں کہ ہو سکتا ہے کیونکہ غیر منصرف احکام معربے سے ۱۲۔ قولہ بلسک الخ یہ شام کے ایک شہر کا نام ہے اس میں جبل ایک بت کا اور یک اس شہر کے باقی کا نام ہے پس ان دونوں کو مل کر ایک کیا اور ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا ۱۲۔ قولہ الالف والنون الخ یعنی الف و نون زائد تان دو حال

الترکیب شرط العلمیۃ وان لا یكون با صافۃ ولا فی منع صرف ۱۲ اسناد مثل بعلمک الالف والنون ان کانتا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ کے انتقاد سائنسین سے لہذا یاد کرو گوار ہو گیا اور یہ تفسیل اس مذہب پر فقط حالت دفعی میں ہے حالت نفسی اور جری میں ان دونوں کے مذہب پر کوئی تفسیل نہ ہوگی اس لئے کہ کلان دونوں حالتوں میں غیر منصرف ہونے کی وجہ سے فقر کے ساتھ محرب ہوگا اور فقر یا پر تفسیل نہیں بخلاف منبب کے کہ وہ ہر وقت منع یا پر تفسیل ہے اور بعض محوی یہ کہتے ہیں کہ تفسیل کے لفظ اور عدم الفراف پر مقدم ہے کیونکہ تفسیل تعلق تو ذات کو ہے نہ لفظ و غیر منصرف نہ تعلق معنات کو ہے اور چونکہ تعلق ہے کہ ذات معنات پر مقدم ہوتی ہے لہذا مناسب ہے کہ تعلق ذات بھی تعلق معنات پر مقدم ہو جس سے تفسیل الفراف اور عدم الفراف پر مقدم ہوتی تو اب جو اس تفسیل پر تزیین اور زمر کے ساتھ جاری ہوگی پر چونکہ تفسیل معنات کو دیا اس کے بعد یاد کر لیتا ہوں سائنسین کو گوار ہو جائے کہ کلمہ کے منصرف اور غیر منصرف ہونے میں یہ بعض سخاۃ و دفرق ہو گئے ہیں ایک فرقی کہتا ہے کہ تفسیل کے بعد یہ کلمہ مطلقاً منصرف ہے اس لئے کہ تفسیل کے بعد فاعل کا وزن جو کہ جمع کے لئے شرط ہے باقی نہیں رہتا اور دوسرا فرقی کہتا ہے کہ تفسیل کے بعد وہ مطلقاً غیر منصرف ہے کیونکہ اب بھی اس میں مذکر جمع منتہی الجموع کا باقی ہے اس لئے کہ یہ مقدمہ بمنزلہ یا ملغوظ کے ہے اور یہی وجہ ہے کہ رائے جملہ پر اعراب جاری نہیں ہوتا۔ بلکہ یائے مقدمہ پر ہوتا ہے اور تزیین اس میں عوض کی ہے یعنی کلمہ سے تزیین ممکن کر دے کہ دوسری تزیین یا محذوفہ کے عوض میں داخل کی گئی ہے اور یہ بعض سخاۃ جو تفسیل کو منع صرف پر مقدم کرتے ہیں حالت دفعی اور جری دونوں میں تفسیل کرتے ہیں اس لئے کہ ضمہ اور کسرہ دونوں یا پر تفسیل ہیں بخلاف مذہب دل کے کہ اس میں تفسیل صرف حالت دفعی میں ہوگی اور ظاہر عبارت مصنف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس موقع پر ان بعض سخاۃ کا مذہب اختیار کیا ہے جو کلمہ کی تفسیل کو منع صرف پر مقدم کرتے ہیں ۱۲۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۔ قولہ ترکیب الخ اصطلاح میں ترکیب دو یا دو سے زائد کلموں کا بدن کسی حرف کے جو ہونے ایک ہوتا ہے پس جب ترکیب کی تعریف میں یہ قید لگادی ہے مگر کہ کوئی حرف اس جزو نہ ہو تو اب الختم اور بھری سے آخر از ہو گیا کیونکہ ان دونوں میں حرف جزو سے اول میں لام اور ثانی میں یاء کے پس اب یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ دونوں علمیت اور ترکیب کیوجہ

سے خالی نہیں یا تو وہ دونوں اسم میں ہوں گے یا صفت میں۔ اگر اسم میں ہوں تو الف و نون کے منع صرف میں تاثیر کرنے کی شرط یہ ہے کہ علمیت براس لئے کہ الف و نون مزید تان آخر کلمہ میں زائد ہوتے ہیں اور وہ غیر کامل ہے پس علمیت کو شرط کیا تاکہ حتی الامکان کلمہ تغیر سے محفوظ ہو جائے ۱۲ (محمد مشیت اللہ دیوبندی مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ)

في اسمي شرط العلمية كعبدان اوصفة فانتقام

فَعَلَانَةٌ وَقِيلَ وَجُودُ فَعْلٍ وَمِنْ ثَمَّ اخْتَلَفَ فِي رَحْمَنِ

دُونِ سَكَرٍ وَنَدَامٍ وَزِنُ الْفَعْلُ شَرْطُهُ أَنْ يَخْتَصَّ

بہ کثرت و ضرباً او کیوں فی اولہ زیادہ کزیادتہ غیر

قَابِلٌ لِلتَّاءِ وَمِنْ تَمَامَتْنِ أَحْمَدُ وَأَنْصَرَفَ يَعْمَلُ

شرط ہے اور مطلب ہے کہ ذیل فعل اگر فعل مختص نہ ہو تو اس وقت شرط یہ ہے کہ اس کے اول میں فعل اس کے نیادانی ہو جو فعل کے اول میں ہوتی ہے یعنی حرف تین میں کوئی نہ کوئی حرف اس کے اول میں پایا جائے اور یہ کہ تائید کا داخل ہونا اس پر مستحب ہو غرض ذیل فعل کی در شریں میں ایک یہ کہ وہ ذیل فعل کے ساتھ متعلق ہو جو در حکم حرف تین میں اس کے اول میں کوئی حرف ہو ورنہ تائید کا داخل ہونا مستحب ہو مگر یہ کہ تائید کا داخل ہونا یا جانا یا غرض یہ ہے کہ وہ تائید کا ایک ساتھ پایا جانا یا غرض یہی ہوتی ہے شرط تائی تو اس کو مستحب ہے کہ اس فعل کی فعل کیساتھ خصوصیت ملے ہو جائے اور عدم دخول تائید اسے اس میت کا نکر نہ ہوگا ۱۲۔ ۱۳۔ قولہ اس میں مستحب الخ یہ جو در شرط پر تفریح ہے اور مطلب ہے کہ چونکہ معرکے اول میں تین میں سے ایک کی نیادانی ہے اور نہ کہ کوئی قبول نہیں کرتا اس لئے یہ غیر منفرد ہے ۱۴۔ ۱۵۔ قولہ انھن لعل الخ یہ اندام شرط پر متفرع ہے اور مطلب یہ ہے کہ قبول چونکہ تائید کا قبول کرتا اس لئے حب کہ اہل عرب ناقدہ یہ ملتہ کہتے ہیں لہذا منفرد ہے۔

علیت مؤثرہ مرکبہ اسم غیر منصرف میں پائی جائیگی کہ جس میں علیت شرط ہے مگر عدل اور وزن فعل یہ ایسے دو سبب ہیں کہ ان میں علیت بدون شرطیت کے مؤثر ہے بہر حال علیت کا دوسرے سبب کے ساتھ مؤثر ہو کر پائے جانے کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو کمال میں عقل میں اسباب منعوت کے موجب پر ہو چکا ہے لیکن چونکہ وہ مصرع نہ تھا اس لئے مصنف علام نے یہاں تصریح بیان فرمایا۔ اب اگر کوئی کہے کہ مصنف کے قول الاما ہی شرط فی الا عدل و وزن الفعل میں بدون عطف کے امر واحد سے متعدد استفہام مذکور ہیں اور علام نے کہ جب کسی کام میں بدون عطف کے امر واحد سے متعدد استفہام مذکور ہوتے ہیں تو وہاں بدل غلط ہوتا ہے جس سے معنی ہیں کہ علیت مؤثر ہو کر فقط عدل اور وزن واقع ہوتا ہے اور حکم میں سکوت منہ کے ہوتا ہے اور مقصود کلام سے بدل ہوتا ہے پس اس وقت کلام مصنف کے یہ معنی ہیں کہ علیت مؤثر ہو کر فقط عدل اور وزن فعل میں پائی جاتی ہے اور یہ علام خلاف مقصود ہو چکے

وما فیہ علیہ مؤثرۃ اذا نکر صرف لہا تبیین من

اتہا لا تجامع مؤثرۃ الاما ہی شرط فی الا عدل و
لئے علیہ ۱۱

وزن الفعل و ہما متضادان فلا یكون معہ الا
تبر ۱۱

احدہما فاذا نکر بقی بلا سبب او علی سبب واحد
ان کا تہ ۱۱

خلاف واقع بھی ہے پس ثابت ہو گیا کہ مصنف کا یہ کام عقل سے خالی نہیں جواب یہ ہے کہ یہاں امر واحد سے متعدد استفہام نہیں بلکہ اس عبارت سے ہر ایک استفہام کا مستثنیٰ نہ نہ علیحدہ علیحدہ مفہوم ہوتا ہے اسلئے کہ استفہام اول سے ایک مرجعہ کلیہ سمجھا جاتا ہے یعنی ہر وہ اسم غیر منصرف کہ جس میں علیت شرط ہے علیت اس میں مؤثر ہو کر پائی جاتی ہے اور اس مرجعہ کلیہ کے ساتھ ایک سادہ کلیہ مفہوم ہوتا ہے یعنی جس میں علیت شرط نہیں اس میں مؤثر ہو کر نہیں پائی جاتی ہے پس اس سے یہ دوسرا استفہام ہے اور یہ معنی ہیں کہ جس اسم غیر منصرف میں علیت شرط نہیں اس میں مؤثر ہو کر نہیں پائی جاتی مگر عدل اور وزن فعل کہ ان دونوں میں علیت بدون شرطیت کے مؤثر ہے ۱۲

وہا متضادان الخ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے تو یہ سوال کی یہ ہے کہ قول مصنف اذ احرف نکر قضیہ شرط متعلقہ دوم سے اور یہ معلوم ہے کہ قضیہ شرطیہ کا جزا اول ایسے مقدم اسلئے ثانی یعنی ثانی کو مستلزم ہوتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ بر تقدیر صدق مقدم صدق ثانی لازم ہوتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں اسلئے کہ بر تقدیر صدق مقدم تزکیب صدق ثانی مضبوط ہوتا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ عدل اور وزن فعل اولیت تینوں ایک جگہ جمع ہو جائیں اور بعد از وال علیت کے دو سبب عدل و وزن فعل باقی رہیں اور بعد از عدل و وزن علیت کے بھی بدستور غیر منصرف ہو گیا کہ علیت کے موجود ہونے کی صورت میں تھا اور جواب یہ ہے کہ عدل اور وزن فعل میں تضاد ہے دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اوزان عدل کے کچھ ہیں اور ان میں سے کوئی وزن ایسا نہیں جو فعل کے اوزان معتبرہ

لے قولہ وما فیہ علیہ مؤثرۃ الخ یعنی ہر وہ اسم غیر منصرف کہ جس میں علیت مؤثر ہے جب اس کو نکر کیا جائے تو وہ منصرف ہو جائیگا۔ کیونکہ علیت کے منعوت میں مؤثر ہونے کی دو صورتیں ہیں یعنی وہ سبب اور شرط ہو کر مؤثر ہوتی ہے اور جب سبب محض ہو کر سبب اور شرط ہو کر مؤثر ہوتی ہے جیسا کہ ترکیب ادنیٰ نیت مانا و ادنیٰ نیت معنوی اور مجرہ میں اگر وہاں علیت کو نکر دیا جائے تو اسم بلا سبب باقی رہ جائیگا کیونکہ وہاں ایک سبب تو علم تھا وہاں رد بعد و سبب وہ تھا کہ جس میں علیت شرط تھی جس میں شرط لگائی تو شرط بھی جاتا اور اس جگہ علیت سبب محض ہو کر مؤثر ہوتی ہے جیسا کہ عدل وزن فعل میں کہ ان میں سے کسی ایک کی ساتھ سبب ہو کر مؤثر ہوتی ہے شرط ہو کر مؤثر نہیں ہوتی اور نہ عدل اور وزن فعل میں علیت کے ساتھ ایک حلقہ پائے جاتے ہیں اسلئے کہ عدل و وزن فعل میں تضاد ہے دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا پس جب اس صورت میں اسم غیر منصرف سے علیت کو نکر دیا جائیگا تو صرف ایک سبب باقی رہ جائیگا عدل یا وزن فعل اور چونکہ ایک سبب سے اسم غیر منصرف نہیں ہوتا لہذا منصرف ہو جائیگا پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی علم کو نکر کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ علم سے مراد وصف مشترک ہے جیسا کہ نکل و حرف حرسے کہتے ہیں اور اس سے مراد نکل بطلن ہی کہتے ہیں۔ دوسرے اس نام کی حالت کا ایک فرد لیں مثلاً کہیں ہذا زید اور ایت زید آخر اس نام کے بہت سے آدمیوں میں سے اعلیٰ النعین ایک فرد مراد ہے یہ تو مصنف نے کی عبارت کا خلاصہ تھا۔ اب اصل عبارت پر غور کر دیکھو مصنف نے کیا فرماتے ہیں لے قولہ لما تبیین من اتہا الخ یعنی اسم غیر منصرف کا کہ جس میں علیت مؤثر ہے تنکیر کے بعد منصرف ہوتا اسلئے ہے کہ قابل مذکور ہو چکا ہے کہ

میں سے ہوا ۱۳ قولہ فلا یكون معہ الا لکن معہا الا احدہما یعنی یہ جب ثابت ہو گیا کہ ان دونوں میں تضاد ہے اب علیت کا ان دونوں کے ساتھ اجتماع نہ ہو سکا بلکہ دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ پائی جائیگی اب یہاں ہر ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ قولہ الا احدہما استفہام مفرغ ہے اور یہ معلوم ہے کہ مستثنیٰ منہ استفہام مفرغ میں محذوف ہوتا ہے اور وہ اس جگہ لفظ مستثنیٰ سے پھر وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس سے مراد تنکیر کا منصرف نام ہوگا تو کہ اسباب تنکیر کو شامل ہے یا منصرف خاص مراد ہوگا تو کہ صرف عدل اور وزن فعل پر صادق آتا ہے پس اگر تنکیر سے اس کا منصرف نام مراد ہوگا تو اس وقت خلاف مقصود لازم آئیگا اور کلام کے یہ معنی ہوں گے کہ علیت اسباب تنکیر میں سے کسی سبب کے ساتھ ہو کر عدل اور وزن فعل کے کچھ نہ ہونگی اور یہ بدیہی البطلان ہے اور جب شئی سے مفہوم خاص یعنی صدر (باقی ص ۲۶ پر)

کا اختلاف ہے اخفش تو شمل مذہب جمہور کے تنکیر کے بعد اسکو منفرد کہتا ہے اور سیبویہ تنکیر کے بعد باقی اسکو غیر منفرد پڑھتا ہے غرض شمل امر ایک ایسا اسم غیر منفرد ہے کہ اس کا تنکیر کے بعد منفرد ہونا مستحق علیہ نہیں اب دیکھ کر شمل امر سے کیا مراد ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ شمل امر سے مراد ہر وہ اسم غیر منفرد ہے کہ جس میں علیت سے پیشتر معنی رسی ظاہر غرضی ہوں پس اسود میں چونکہ وصفیت کے معنی قبل از علیت ضعیف اور تثنی ہیں لہذا وہ اس اختلاف سے خالی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعد تنکیر کے اسکا منفرد ہونا بالافتاق ہے سیبویہ کی دلیل یہ ہے کہ وہ اسم کہ جس میں علم لے لے ایسے وصفیت کے معنی ظاہر اور غرضی ہیں اس میں معنی وصفیت اعتبار کرنے سے علیت ناسخ کی جاتی ہے لہذا وہ اسم کہ اسکا وصفیت اصل کا اعتبار ہوگا چنانچہ جو امر وزن فعل اور وصفیت اصل کے سبب اور سکران وصفیت اصل اور لفظ وزن فاخران کے سبب غیر منفرد ہی رہیں گے اور اخفش کہتا ہے کہ علم اور وصف ایک دوسرے کی ضد ہیں علیت کے ہوتے ہوئے معنی وصفیت کے محذوم ہو جاتا ہے

وخالف سیبویہ الاخفش فی مثل امر علما اذا نکر

اعتبار اللصقة الاصلية بعد التنکیر ولا يلزم باب حاتم

لما يلزم من اعتبار المتضادين في حكم واحد وجميع الباب

جائیں گے پھر اگر تنکیر کے بعد معنی وصفیت کا اعتبار کریں گے تو اعتبار محذوم کا لازم آئیگا اور یہ جائز نہیں لہذا بعد تنکیر کے امر اور سکران منفرد ہونے کا یہاں پر ایک شہرہ اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ مخالفت مخالفت سے مشتق ہے اور امر اور عرب اس کو متقاضی ہے کہ مخالفت نسبت اولیٰ کی طرف کرنا علی کی طرف نہ کرے پس کیا ویر ہے کہ مسند نے یہاں مخالفت کی نسبت اعلیٰ یعنی سیبویہ کی طرف کی چونکہ اخفش کا استناد ہے کیا اس سے محذورہ عرب کے خلاف لازم نہیں آتا جواب یہ ہے کہ یہاں پر مصنف نے استنادی اور شاگردی کا واسطہ ملحوظ نہیں رکھا بلکہ دلیل کی قوت اور وصفیت کا اعتبار کیا پس اخفش کا قول چونکہ مذہب جمہور کے موافق ہونے کی وجہ سے قوی تھا اور سیبویہ کا ضعیف لہذا مخالفت کی نسبت سیبویہ کی طرف کی اخفش کی طرف نہیں کی ادھر کوئی کہے کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ مخالفت کی نسبت سیبویہ کی طرف کی گئی ہے جواب یہ ہے کہ اس جو میں اعتبار منصوب ہے اور بتقدیر لام خالف کا مفعول لے اور بحث مفعول لہ میں یہ قاعدہ مذکور ہو چکا ہے کہ بتقدیر لام مفعول اس وقت تک منصوب نہیں ہوگا جب تک فاعل فعل محفل ہے اور مفعول لہ کا ایک نہ ہو اور یہ امر تحقیق و تحقیق سے معلوم ہے کہ فاعل اعتبار کا جو کہ مفعول لہ ہے سیبویہ اس کے تنکیر کے بعد وہی وصفیت اصل کا اعتبار کرتا ہے پس جب مفعول لہ کا فاعل سیبویہ ہے تو بقاعدہ مذکورہ فعل محفل ہے یعنی مخالفت کا فاعل بھی سیبویہ ہوگا اخفش فاعل نہیں ہو سکتا ورنہ قاعدہ کے خلاف لازم آئیگا اور جاننا چاہئے کہ شمل امر میں تنکیر کے بعد وصف اصلی کے اعتبار کرنے کے معنی ہیں کہ اس کے زائل ہونے کے بعد وصفیت اس دور میں ہے کہ اگر کوئی وصفیت اصل کے اثبات کا ارادہ کرے تو نظر برزوال مانع

بقیہ ص ۲۸ من العدل و وزن الفعل مراد میں تو چونکہ یہی معنی ہے لہذا اس تخذیر پر استثناء و شمی من نفس لازم آتا ہے اور وہ باطل ہے جواب یہ ہے کہ یہاں مستثنیٰ منہ نہ تو مطلق ہے اور نہ خاص اور ہر جگہ وہ ایک ایسا مفہوم ہے کہ در بیان مجوز عدل و وزن فعل اور در بیان احد ہما کے دائرے یعنی جو مفہوم کا احتمال عقلی اور احتمال نفس الامری کے در بیان تردید سے حاصل ہوتا ہے وہ مستثنیٰ منہ ہے اور اس کا تفصیل یہ ہے کہ جو جو عقل اسباب کو بائز رکھتی ہے کہ علیت مجوز عدل اور وزن فعل کے ساتھ جمع ہو جائے لیکن نفس الامر میں دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ باقی جائیگا یا تو فقط عدل کے ساتھ یا فقط وزن فعل کے ساتھ غرضیکہ دو احتمال ہیں عقلی اور نفس الامری پس جو مفہوم کہ ان دونوں احتمالوں کے در بیان تردید سے حاصل ہوگا وہ مستثنیٰ منہ ہوگا اور اس وقت وہ یوں محال لا احد ہما کے معنی یہ ہوں گے ای لا واحد ہما مجوز احدل و وزن الفعل واحد ہما لا احد ہما پس اس مفہوم کو ترک کرنا غلطی و غلطی کے معنی نہ کیا گیا اور شمل ثانی کا باندہ استثناء کے اثبات کی گئی اور ظاہر ہے کہ یہ استثناء و شمی معنی نفس نہیں بلکہ خاص کا عام سے استثناء ہے اور اس میں کوئی قیاحت نہیں قابل اس کے قولہ فاذا نکر علی الخ یعنی وہ اسم غیر منفرد جس میں علیت مؤثر ہو خواہ شرط اور سبب ہو کہ وہ اس کو نہ کہہ سکیگا قریبلی صورت میں بلا سبب باقی رہیگا اور دوسری صورت میں صرف ایک سبب باقی ہے گا اور وہ عدل ہوگا ورنہ فعل کیونکر یہی دو سبب ایسے ہیں کہ جن میں علیت شرط ہو کہ مؤثر نہیں سبب مفعول تنکیر کی ایک ایسا کہ پائی جاتی ہے دونوں کیساتھ مجھے نہیں ہوتی اسلئے کہ ان دونوں میں تضاد ہے کہ سبق مفعول او لاحق مفعول ہذا ہے قولہ وخالف سیبویہ الخ جو مل مذہب جمہور سے بخلاف استثناء کے ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ اسم غیر منفرد کہ جس میں علیت مؤثر ہے تنکیر کے بعد منفرد ہو جائیگا پس اب اس مذہب جمہور سے وصفیت استثناء کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شمل امر میں جب کہ وہ کسی کا علم ہو اور نہ کہہ دیا جائے اخفش اور سیبویہ

اسکا اعتبار کرنا جائز ہو اور یہ معنی نہیں کہ بعد زوال مانع کے وصفیت اصل ہو کر آتی ہے اسکو معنی رب امر کے رب شخص ذی معنی امر کے ہوں بلکہ معنی رب شخص کسی ہذا لفظ کے ہیں عام اس کا اسود ہوا ابیض ۱۲ قولہ ولا يلزم باب حاتم ای ایک سوال مقدس جواب ہے جو اخفش کی جانب سے سیبویہ پر وارد ہوا ہے تقریر سوال کی یہ ہے کہ جب سیبویہ نے شمل امر میں معنی وصفیت کا اعتبار محذوم ہونے کو لیا تو چاہئے کہ با بعد حاتم میں بھی معنی وصفیت کا جو کہ علیت کی وجہ سے محذوم ہے اعتبار کرے حاتم سے ماخوذ ہے اسلئے معنی استناد کرنے اور حکم کرنے اور کام کو کسی پر واجب کرنے کے ہیں اور تنقیب پھر با بعد حاتم سے مراد وہ علم ہے کہ اصل میں وصف مواد و علیت اس میں باقی مواد جواب یہ ہے کہ تنکیر کے بعد وصف اصلی کے اعتبار کرنے سے یہ لازم نہیں کہ سیبویہ با بعد حاتم میں بھی وصف اصلی کا اعتبار کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو حکم واحد یعنی ایک لفظ کے منہ صرف میں دو ضد یعنی علیت اور وصفیت کا اعتبار کرنا لازم آئیگا اور یہ جائز نہیں اسلئے کہ یہ راقی کا مذہب ہے

باقی رہا اس لئے کہ اس میں وقت بھی بیکار ہو سبب یا ایک سبب قائم اور سبب کے پایا جانا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ غیر معرفت وہ ہے جس پر کسود اور خون داخل نہ ہو انہیں سے ایک خون تو یہ کہتا ہے کہ وہ بعد داخل ہونے کو کے معرفت ہو جائیگا اس لئے کہ کسود حرکت اور ہے اور وہ اگر جو بعد داخل خون کے نہیں پایا جاتا پس یہاں جب کسود داخل ہو گیا کہ اگر خون بھی داخل ہو گیا مگر جو کلام و اضافت مانع خون ہیں لہذا خونیں لفظوں میں ظاہر نہ ملتا اور دراصل مانع کہتا ہے کہ کسود اوس جہت کے بعد اسم اب بھی غیر معرفت رہتا ہے کہ منہ معرفت میں بالذات خون کا داخل ہونا مانع ہے کیونکہ وہ ممکن ہر دالت کرتا ہے باقی کسودہ ممنوع بالقیع ہے کیونکہ اگر جو کسود داخل خون کے نہیں پایا جاتا ہے جس جہت کسی جگہ غیر معرفت پر کسود اور خون نہ ہو تو یہ وہم و غور نہ ہو گا کہ اس پر خون سے مگر جب اضافت ہو گیا اور کلام داخل ہو گا تو یہ وہم میں جس جگہ لفظ کے یہ لفظ مانع خون ہیں لہذا اس میں جس جہت غیر معرفت پر ممنوع بالذات داخل نہیں ہوا تو کسود غیر معرفت ہی رہیگا اور بعض کسود کے داخل ہونے کے بعد وہ معرفت ہو گا ۱۲ اس میں صلیبی ہذا

مستحق فعل یا ہے حالت میں مگر اکثر میں مادہ نہیں پایا جاتا جیسے روید وغیرہ اور جو لوگ شیعہ فعل میں فقط معنی فعل پر کفایت کرتے ہیں ان کے نزدیک صرف معنی فعل باقی رہنے سے اس کا فعل شیعہ فعل میں داخل ہو جائیگا **قوله** والاصل ان فی التامی یعنی ناعلیٰ کیے راصل ہے کہ وہ فعل کے متصل ہوا اور دیگر محمولات فعل پر مقدم ہوا ہے کہ فعل بوجہ شتوت احتیاج فعل کی مثال جرد فعل کے ہے یہاں اتصال اس کا فعل کے ساتھ اول والسیب ۱۶ **قوله** فلذا لکن لم یعنی پس وجہ مذکورہ بالا کی بنا پر ضرب غلام زید جانز ہے اس کے کاس میں زید ناعلیٰ ہے اور وہ اگرچہ غلام ہے لفظ سو خر ہے مگر تہ ناعلیٰ جو اس کی حیثیت پر مقدم ہے ہذا اتصال پر قبل الذکر صرف لفظ لا یم آتا ہے نہ کہ تہ اور یہ جانز ہے ہا جانز وہ اتصال قبل الذکر ہے جو کہ لفظ اور تہ دو لفظا اتصال سے لازم ۱۷ **قوله** واما عن الخ یعنی ترکیب ضرب غلام زید متعین ہے اس کے کہ زید فعل ہے لفظ اور تہ ہر حیثیت سے غلام ہے سو خر ہے پس اتصال قبل الذکر لفظ اور تہ لازم آئیگا وہ جانز ہے **قوله** واذ استغنی الخ اقبال قوله والاصل ان فی الفعل ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ناعلیٰ کیلئے سزاوارت یہ ہے کہ وہ فعل کے متصل ہو جس

سے یہ منہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فعل کیسا کثرتاً متصل نہ ہونا بھی
 جائز ہے پس اب حلقہٴ ان چند خواص کو بیان کرتے ہیں کہ جن
 میں عارض جو نیچے جہز تقدم نازل واجب و دفع تقدم نہ جائز
 نہ ہو جائے یہ جہز و خواص کا یہاں میں ایک یہ کہ فاعل و مفعول سے
 اعراب لفظی اور قرینہ کا علیت پر رد و نفیوت ہر دالت کرتے ہیں
 سستی ہو جائیں اس صورت میں تقدم نازل کے مفعول پر واجب ہوگی
 اور در بیان نازل و مفعول کے انقباس و قبح ہوگا اور معلوم نہ
 ہوگا کہ کون فاعل ہے اور کون مفعول اب اگر کوئی کہے کہ انتفاع
 قرینہ سے انتفاع عراب بھی کیا جاتا ہے اسے کو قرینہ نام اور واجب
 خاص ہے قرینہ بغیر عراب کے بھی یا یا جائے اسے ادب کو کثرتاً
 ہے کہ انتفاع عام انتفاع خاص کو مستلزم ہوتا ہے لہذا انتفاع
 قرینہ سے انتفاع عراب بھی کیا جائے گا دونوں کے ذکر کر نیکی
 حاجت نہ تھی جواب یہ ہے کہ قرینہ کو عراب عام کیا بھیج نہیں
 دونوں میں نسبت نہا نہیں کی ہے اسلئے کہ عراب وہ ہے کہ جو
 نصیب مخصوص پر بالوضع دالت کرے اور قرینہ وہ ہے کہ نصیب
 پر بد و وضع دالت کرے پس جب عراب اور قرینہ کے در میان نسبت
 نہا نہیں کی ہے دالت انتہال را د نہ ہوگا اور جب قرینہ بد و وضع پر ہے
 ایک لفظی جیسے قرینہ ہو کہ جس میں تاوانا نسبت فاعل کے مومن ہوئے
 پر دالت کرتی ہے اور وہ بھی ہے دوسرے مضمون جیسے اکل
 انگری میں بھی یہ کیا ہوا اور اسے فعل کے یہ متنی ہے پس
 جس جہز ان دونوں قسم کے قرینہ میں سے کوئی قرینہ نہ پایا جائے
 فاعل و مفعول پر دفع کرنا واجب ہوگا جیسے قرینہ سے جیسے
 تاکہ مضمون ہو کہ فاعل مفعول ہے ۱۱ لہذا قولہ اداکان سفر متعلق
 انہ پر و مفعول سے کہ میں فاعل کی تقدم مفعول پر واجب ہے
 کہ فاعل جب غیر متصل ہو کہ تقدم واجب نہ ہوگی تاکہ یہ متنی
 ہیں کہ اس کا سفر کرنا بھی جائز ہے اور جب موقوفہ انما زور موات
 صورت موقوفہ کی گئے متعلق کا متعلق ہونا لازم آئے گا اور جہز
 نہیں ۱۲ کہ قولہ او دفع مفعول انہ یہ تفسیر موصی ہے کہ میں
 فاعل کی تقدم مفعول پر واجب اور طلب ہے یہ کہ مفعول

وزيد قائم ابوہ والاصل ان يلى الفعل فلذلك جاز

مثال مشبہ فعل ۱۶

خرب غلام زید و امتنع خرب غلام زیداً و اذا انتفى

شرط ۱۷۱

الأعرابُ فيها الفُطَّا والقريَّةُ أو كان مضمراً متصلاً أو
فيه في الفعل والمفعول ١٢

۱۲۔ فی الفاعل والمفعول

وَقَعَ مَفْعُولٌ يُعَدُّ أَلَا أَوْ مَعْنَاهَا وَحَبَّ تَقْدِيمُهُ
 اے مفعول الفاعل ۱۲ اے ای انا ۱۳ اے وجہ تقدیم انا مفعول علی المفعول ۱۴

پول سزا

12.5

(نقیرہ ۲) جو صرف اتم پر قدم کرنا ہی مناسب تھا **قوله** و هو اسند الی الفعل الخ اسین لفظ قدم علیہ بقدر بقدر
 جملہ حال یہ ہے اور ضمیر احد الامرین کی طرف جو کہ لفظ او سے استفادہ ہوتا ہے راجع ہے اور قوله علی جہتہ قیامہ یہ مفعول مطلق نہ صرف
 کی صفت ہے اسی اسناد او افعالی جہتہ قیامہ یا رد مطلب یہ ہے کہ قائل وہ ائمہ ہے جسکی طرف فعل یا شنبہ فعل کی اسناد کی گئی ہو اور
 وہ فعل یا شنبہ فعل ائمہ پر قدم کیا گیا ہو اس طریقہ پر کہ فعل یا شنبہ فعل اس میں کیا نہ تھا تا مہم ازمیں کس سے صادر ہو جیسے
 قتل زید عمر یا صادر ہو جیسے مات زید تو صرف قائل میں یا اسناد الی الفعل اور شنبہ کہنے سے وہ مات خارج ہو گیا کہ جسکی طرف فعل یا
 شنبہ فعل کی اسناد نہیں جیسے زید اور کون یا زید اور قدم علیہ کی تفسیر وہ ائمہ خارج ہو گیا جو فعل اور شنبہ فعل پر قدم ہے جیسے زید
 ضرب اور مار کون کی کہے کہ زید ضرب میں نہ زید اسناد یا کی تفسیر سے خارج ہے اسلئے کہ یہاں ضرب فعل کی اسناد تسمیہ کی طرف ہے نہ
 کہ زید کی طرف پس اسلئے خارج کیلئے مجبہ تفسیر یعنی قدم علیہ کے اسناد کر کے عزت نہیں جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی ضمیر کی طرف اسناد
 کرنا گویا اس پر کی طرف اسناد کرنا ہے اسلئے کہ اسلئے ضمیر اور مرجع کا ایک ہوتا ہے جس اگر تفسیر نہ لگائی جاتی تو تفسیر ضرب میں زید قائل
 کی تفسیر صادق آتی اور علی جہتہ قیامہ کی تفسیر سے مفعول سالم میں باطل خارج ہو گیا اسلئے کہ اس کی طرف فعل کی اسناد علی جہتہ قیامہ میں
 ۱۱ **قوله** مثل قام نہ یہ یہ مثال اسناد فعل کی ہے جو کہ ائمہ کی طرف جوہری ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۱ **قوله** و زید قام الیہ
 یہ شنبہ فعل کی مثال آگئی اور اسناد اس میں ائمہ کی طرف ہے دفائد ۱۵ شنبہ فعل وہ ہے کہ اس میں مفعول اور مادہ و مفعول یا سے خارج کیلئے
 ائمہ قائل و ائمہ مفعول صفت شنبہ ظرف زمان و مکان مصدر وغیرہ پس اس وقت شنبہ فعل میں اسمائے افعال داخل نہ ہونگے اسلئے کہ اس میں اگر

[illegible]

تقریباً ایک اور غلط مفہوم دے گا کہ اگر اس قولہ اور معنا یعنی جب فاعل معنی الاکے بعد واثق ہوگا تو اس وقت بھی تاخیر فاعل کی ضرورت کا ہے جیسے انما ضربت لمرؤ ازید میں اگر ما ضل کو ضرور کریں تو غلط مفہوم لازم آئے گا جیسا کہ اوپر لکھا ہے اور اس قولہ اور افعال یا یعنی جب کمال کیا ہے مفعول کی تعمیر مشمل جو اور فاعل غیر مفعول پر جیسے مرکب زید تو اس میں بھی فاعل کو مفعول کو نا واجب و مفعول مفعول کو ضرور کریں گے تو تعمیر مشمل کا مفصل حوزا لازم ہو گیا اور وہ جائز نہیں اسلئے کہ ان دونوں میں منافات ہے بظلمات اس صورت کے کہ فاعل میں بھی مفعول تو اس جگہ فاعل کا تقدیم مفعول پر واجب ہوگا جیسے مرکب ۱۱۷۵ قولہ وجب تاخیر الف ب تاخیر الف ذکرہ کہ جزا ہے یعنی صورت مذکورہ بالا میں فاعل کی تاخیر واجب ہے جب کہ اوپر لکھا ہے ۱۱۷۲ قولہ قدتہ یعنی فصل الف یعنی بھی فعل کو فاعل کو دفع دینے والا ہے وقت قائم ہونے کے بعد کہ جواز اختلف کر دیتے ہیں جیسے کہنے کہ اس نام اور اس کے جواب میں یہ مذکور ہیں کہ یہ کیوں اصل میں نام زید متماثل کو حذف کر دیا گیا ۱۱۸۱ قولہ فی مثل زید انما مثل زید سے مراد وہ اسم ہے جس میں حذف فعل کا قریب سوال محقق ہو اور اگر کوئی کہے کہ اس جگہ مگر حذف ہونے سے اور اصل کمال کی

زید نام لفظی نہ کہ بندہ خبر کو بغیر ہر سوال متفق کے حذف کر دیا
 گیا ہے اور بجائے حذف فعل کے ترکہ حذف اسباب ہے
 اسلئے کہ اس صورت میں جواب جملہ امیر کو سوال کی بجائے سے مانگا
 جواب ہے کہ حذف خبر سے بغیر حذف لازم آتی ہے کیونکہ کائنات
 بڑے جملہ کو حذف ماننا بڑا کٹھن و محنت کا عمل ہے اور عقل صرف
 فعل کو حذف ماننا بڑھتا ہے جو کہ ہر جملہ ہے اور عقل صرف
 بغیر حذف سے اولی اور حق ہے نیز یہ بھی کہ کئے ہیں کہ جملہ
 سوال ایسی حقیقت میں جملہ ضلیہ ہے عیب کا علاج یہ سید شریف
 جرحائی نے کیا کہ اس تمام قوت میں نام زید و عمر دو کوا دخالہ
 کے ہے پس کہ جس کو ترکہ اجمالاً اور بدولت کرتا ہے مومنہ
 کیا اور محسنی استفہام کو متضمن ہر کی وجہ سے اسکو حد کلام میں
 لائے اسلئے کہ استفہام حدادت کلام کو چاہتا ہے پس یہ جملہ مومنہ
 اجمار محسنی تعلیہ ہے لیکن کے جواب میں جملہ ضلیہ انا مانا مب ہے
 تاکہ تفسیر مطابقت معنوی مروجانے سے قولہ و لیسک زید

وَأَذا اتَّصَلَ بِهِ ^{بِالْمُتَّصِلِ} ضَمِيرٌ مَفْعُولٌ ^{لَهُ الْمُفَاعَلِ} أَوْ وَقَعَ بَعْدَ الْإِوَاءِ

معناها أو اتصل بمفعول وهو غير متصل وحب

تاخيرهُ وَقَدْ يَحْذَفُ الْفَعْلُ لِقِيَامِ قَدِيئَةٍ جَوَازًا
فِي مِثْلِ زَيْدٍ لِمَنْ قَالَ مَنْ قَامَ شَعْرُ لَيْلِيكَ يَزِيدُ ضَارِعًا

۸۸۰ کے نزدیک ہے۔ ان کے نزدیک ان کے نزدیک ہے۔

۱۲ بقولہ ۱۲ کہ اس اضافت مفحول کا فعل کی طرف بانی طاعت ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ایک مالی یعنی حق کے معقول ہیں
۱۳ بقولہ ۱۳ اور معنا ان الذیہ جرحۃ مستحبہ کہ جس میں فاعل انجا کا تقدیم مفحول پر واجب ہے، و مطلب یہ کہ جب مفحول بعد از حق الا
کے واقع ہوگا تو تقدیم فاعل کی مطلوب پر واجب ہوگی ورنہ اس صورت میں جو حق فاعل حقیقی مقصود کے لازم آتیگا جیسے انھیں زید وغیرہ
نظام کا احضار یعنی انھیں جو مقصود علیہ سر فرماتا ہے اسلئے کہ فاعل داخل وہ مفحول میں سے جو بھی ہو جو کہ بعد از ہر اس نام کے
ہوگا اور اس کے بعد واقع ہے یعنی مقصود علیہ واقع ہوگا اور اس مقصود علیہ کی تقدیم اسلئے غیر جائز نہ ہوگی ورنہ التباس واقع ہوگا
جبکہ انھیں خبر نہ ہو کہ اس کا خبر یہ ہو اور دیگر کسی تو التباس ہوتا ہے مثلاً نفی اور استثناء کے کہ اس میں کوئی التباس
نہیں اسلئے کہ اگرچہ فاعل مفحول میں جو بھی والا کے بعد واقع ہوگا وہ مقصود علیہ ہوگا خواہ مقدم ہو یا بعد از ۱۴ بقولہ ۱۴ جب
تقدیر یہ شرط نہ کرے کہ جڑ اسے اور اس کا بیان ذیل میں ہر شرط و شرط کو کہ گذر ۱۲ احضار مفحول ۱۱ بقولہ ۱۱ واذ الفصل
۱۲ بقولہ ۱۲ تا قبل مصنف تکلف نے فاعل کیلئے تقدیم کو عملی بنایا تھا اور یہ کہ بعض عوارض کی وجہ سے اسکی تقدیم واجب ہوتی ہے یا نہ
ہیں ان عوارض کو بیان کرتے ہیں کہ جسکے سبب فاعل کا مفحول پر مقدم کرنا متعین اور کئی تاخیر واجب بناتا ہے کہ جسے میں کہ جب
فاعل کی طرف ایسی غیر متعلق ہو کہ مفحول کی طرف نہ جائے جیسے ضرب زید اظہار میں فاعل ہے اور ضمیر جو کہ زید مفحول کی طرف
لڑتی ہے اسلئے متصل ہے پس یہاں پر فاعل کی تاخیر واجب ہوگی ورنہ انھیں فاعل الذکر لفظاً و بدتہ لازم آئے گا اور بعد از ۱۳ بقولہ ۱۳
۱۴ بقولہ ۱۴ واذ بعد الا ان یعنی جب فاعل والا کے بعد واقع ہوگا تو اس صورت میں بھی فاعل کی تاخیر واجب ہوگی ورنہ تعلق
مقصود لازم آتیگا جیسے ما ضرب عمر والا زید کہ یہاں ضربیت عمر کا خبر یہ بدتہ پر تھوے پس اگر والا کا فاعل وہ مفحول کے واسطے
بند تھوے جوئے فاعل کا مفحول پر مقدم کریں اور کہیں ما ضرب زید والا عمر تو اسوقت ضاربت زید کا مفروضہ صیت کر پر
پڑے ہیں اور دیگر شرط لفظ آتی ہے اور اگر لفظ معرفت پر تحصیل و زید پر کہ اسکو مفحول اور ضاربع کو فاعل کہیل و لفظ خبر کو کہ ایک
ز منوع اور دیگر شرط فاعل لازم آتیگی جیسا کہ ابھر ہے اسلئے کہ اسوقت میں خبر کے یہ ہونے کے کہ چاہے کہ زید کو کہ دے و شخص جو کہ ضاربع
پس یعنی مثل شخصی ترکیب اول کے میل و اس ترکیب میں سلامت من الضاربع فاعل ما ضارب ہے جواب یہ ہے کہ بقولہ ۱۵ کہ ایک فاعل
ہے لہذا ایک کو فاعل قبول بنایا گیا تاکہ اسکا مثال بننا صحیح ہو کہ اگر کوئی کہے کہ اسکی کیا خبر ہے کہ مصنف نے تصدیق مثال کیلئے
کہ اگر جیسے اسلئے کہ فاعل کے قبول پر چھکے صورت میں چند فاعل ہے اسلئے کہ یہاں حقیقت میں
کے طرف ہے پس یہ ایک فاعل قبول کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی باکی ہے میری کو کہ فاعل کے مفحول کو اسکو نہ تھا

انہی میں ازہر بنش کا قافی ہے غرض میں اپنے بھائی بزرگ کو کستا ہے
مختصلاً صرح کے ذکر کرنے سے صفت کا یہ ہے کہ صرح بقول
سوال محقق حذف فعل جائز ہے اس طرح بقول موال مخدج بھی
حذف فعل جائز ہے پس خصال مذکورہ و ایک بزرگ عناصر مخصوصہ
پس خاکستہ پہلے فعل محذوف ہے اور قرینہ سوال مخدج ہے اس
لئے کہ جب و ایک بزرگ کا یہاں ہے تو دیا جائے بزرگ سوال
پیدا ہوا میں یکدیک کو کن دیکھ جواب دیا گیا، ایضاً بزرگ کے ضامع
انکو عاجز دے لے پس یہاں قرینہ سوال مخدج کا ہے اور ضامع
ہے پہلے فعل محذوف ہے ترکیب لیک فعل مجہول اور بزرگ
اسکا محذوف عالم یسینا طر ہے اور ضامع فعل محذوف کا نا اعل ہے
ای کی ضامع اور لام خصوصیت میں ضامع کے متعلق ہے ای کی
ضامع لاجل خصوصیت یا یہی فعل محذوف کے متعلق ہے ای کی
خصوصیت تکریم دوسری صورت ذکر کے متعلق ہے قوی نہیں اسے
کا صوت بکا خصوصیت کیے ہوگا بزرگ کیے ہوگا اب اگر کوئی
کے کہ لیک فعل مجہول پڑھے کہ مور نہیں اس قدر تکلفات کرنے
فل مذکور کے متعلق کوئی ایضاً ضامع کے متعلق کریں اور صوت معنی لامہ
یوں کہ خصوصیت عاجز اور خراب اسے کہ وہ عاجز نہ نکاست نہاہ تھا
حرف پڑھے کہ مور مذکور اسکی مثال نہ ہوگا کہ اس کے صفت ہے
ہے حاجب مرجح کا اختیار کیا جواب یہ ہے کہ حاجب مرجح نہیں
فل مجہول کہ نسبت ضامع کی طرف ہے کو با مقدار ظاہر کے با کی
کیا اور ضامع ہے پہلے فعل محذوف کو کیا کیا ہو سنا (وای معنی ہے)

اور مفسر اجتماع کا مطلب میں شائع واقع ہے جیسے جارئی فعل ای زید اسکو کیے ناجائز کہہ سکے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ہم اجتماع مفسر اور مفسر کو ملے الاطلاق ناجائز نہیں کہتے ہیں بلکہ اسوقت ناجائز کہتے ہیں کہ جب حذف مفسر سے ایہام پیدا ہو اور اس کے رفع کرنے کے لئے مفسر کو لایا جائے اس صورت میں ذکر مفسر سے چونکہ ایہام نہیں رہتا لہذا مفسر کا ذکر ناجائز ہوگا۔ بخلاف اس کے کہ ایہام بعد ذکر مفسر کے باقی رہے پس یہاں مفسر اور مفسر کا اجتماع جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے جیسا کہ جارئی فعل ای زید میں ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب وان بعد الرفع میں حذف مفسر سے ایہام ہوتا ہے اور اس کی تفسیر میں دوسرا فعل ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے حذف کرنے کی کیا ضرورت ہے جواب یہ ہے کہ مابعد وان خبریہ کے فعل کا وجود دعا کے نزدیک ہم ہے اور ان کی عادت ہے کہ وہ ایہام نہیں کہہ سکتے کہ حذف کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ مفسر کے حذف فعل کی صورت میں نفس اس کا متنازع ہوگا اور جسے ہوگی کہ اور بعد تلاش کے جب وہ حاصل ہوگا تو واقع فی النفس ہوگا مگر ۱۱۔ قولہ وقد یجد فان الرفع یعنی کس فعل داخل دو فعلوں کے بعد لفظی جواز حذف کرتے ہیں جیسے کسی نے کہا ما قام زید اور اس کے جواب میں نعم کہا جائے پس یہاں جواز زید کو حذف کر کے نعم صرف ایہام کو اسکا نام تمام کیا اور جملہ فعلیہ کو جواب میں اسے مقدّر کیا کہ جواب سوال کے مطابق جو معانی اسے کہ سوال جملہ فعلیہ سے ہے ۱۲۔ قولہ واذا تاذع الرفع مفسر رہا کس عبارت پر لفظی النظر میں یا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تاذع کے معنی جنگ کرنے کے ہیں اور وہی روح کی صفت ہے لہذا اس کے ساتھ دو فعلوں کا اتصاف کیونکر ہو سکتا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں تنازع کے معنی یہ ہیں کہ دو فعل اندر وہ معنی اسم ظاہر کی طرف متوجہ ہوں اور ہر فعل یہ چاہے کہ وہ اسم ظاہر ہر مفسر ہو جائے اس کے بعد جس مقام پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تنازع باں معنی جس طرح دو فعلوں میں ہوتا ہے اسی طرح دو فعلوں میں بھی ہوتا ہے جیسے زید متخبط و مکر مہجور و اہم فعلان کی قید سے دو اسموں کو تنازع سے خارج کرنا باطل ہے جواب یہ ہے کہ مصنف فعلان نے اس جگہ مسئلہ تنازع میں فعلان کا اس لئے ذکر کیا کہ فعل عمل میں قوی ہے اور اسم عامل ضعیف ہے لہذا فعل کو ذکر کیا اور اسم کو اس کے تابع کیا اسکے بعد یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تنازع کو دو فعلوں کے ساتھ جیوں مختص کیا۔ تنازع دو فعلوں سے اکثر نہیں بھی متفق ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ مصنف نے اقل طریق تنازع پر اکتفا کیا۔ اس لئے کہ اکثر کی کوئی حد نہیں۔ باقی رہے فوائد قیود سورہ یہ ہیں کہ مصنف نے جب لفظ ظاہر کہا تو اس سے جیسے مفرات خارج ہو گئیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ لفظ ظاہر سے نوری اسم ظاہر کا ارادہ کرتے ہیں اور ضمیر باد ناگر جیسے ظاہر ہے مگر اس کو اسم ظاہر نہیں کہتے بلکہ ضمیر ظاہر کہتے ہیں لہذا وہ اس قید سے خارج ہے جیسا کہ ضمیر مستر دوسرے مستر ہونے کے لفظ ظاہر سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ ضمیر کو باب تنازع سے خارج کرنے کی وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ضمیر دو حال سے خالی نہیں یا متصل ہوگی یا منفصل۔ اگر متصل ہوں تو تنازع ممکن نہیں اس لئے کہ وہ فعل کہ جس کے ساتھ وہ متصل ہوں ان میں عامل ہوگا اور دوسرے فعل کو ان میں عمل رقیبہ برصورتیہ

لخصوصية، ومختبطهما بطير الطائر، وجوباً في مثل و

مرفوع لفظہ کا مرفوع
۱۱/۶

ان احد من المشركين استجارك وقد يجد فان معا

۱۱/۶
۱۱/۶

في مثل نعم لمن قال اقام زيدا اذا تاذع الفعلان ظاهراً

جواب ۱۱

بعد لها فقد يكون في الفاعلية مثل ضربني واكرمني

صفت ظاہر ۱۲

لقد ۱۲) کہہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ نسبت عدم نکرار کے اسناد کا ادکلہ اقوی ہے دوسرے فعل مجہول پڑنے میں مائل کے جانے۔ کاشوق پیدا ہوتا ہے اور بعد شوق کیلئے اس کی صرف شل قیمت غیر ترقیہ کے ہوگی تفسیر فعل مجہول میں زید مفعول بالم یسم نامل ہوگا اور وہ کلام میں عروہ ہے اس کے مندرجہ بالا حرفن پڑھنے کے واسطے زید مفعول ہوتا ہے اور وہ فعل ہے پس وہ تقدیر جس میں مفسر کلام کا عروہ واقع ہوتا ہے نسخ ہوگی اور یقیناً فعل کو مجہول پڑھنا مرفوع پڑھنے سے نسخ ہوگا ۱۳۔ قولہ ودرجانی شل الخ ودرجاً کا عطف جواز پر ہے یعنی فعل کو بوقت قیام قیام کے درجہ حذف کرتے ہیں جیسا کہ شل وان لحدین المشركين استجارک میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے اور درجانی وان اہد سے وہ مرفوع ہے کہ جہاں فعل کو بقرینہ مجتذہ الحذف حذف کر دیا گیا جو اول کے بعد ایہام پیدا ہوگا جو پھر ایہام کو دور کرنے کیلئے بطور تفسیر کسی فعل کو لایا گیا جو اس جگہ فعل کو حذف کرنا واجب ہے اس کے کما فعل کا حذف کرنا واجب نہ ہوگا۔ تو اسکا ذکر کرنا جائز ہوگا۔ پس جب اس کو ذکر کریں گے تو اجتماع مفسر کا لازم آجیگا اور یہ محال ہے۔ اور مستلزم امر محال کا خود محال ہوتا ہے لہذا جواز ذکر فعل کا محال ہوگا اور اس کا حذف واجب ہوگا اس لئے کہ نفیض متنع کی واجب ہوتی ہے باقی رہا یہ امر کہ شل نکرہ میں حذف فعل کا ترقیہ کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ان شرطیہ ہے اور وہ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے پس بقرینہ حرف شرط فعل کو حذف کیا گیا پھر جب فعل کے حذف کرنے کے بعد ایہام پیدا تو اس کے رفع کرنے کے لئے بطور تفسیر کے دوسرے فعل لے آئے ہیں اس وقت فعل اول کا حذف کرنا واجب ہوگا تاکہ مفسر اور مفسر کا اجتماع لازم نہ آئے اور اگر کوئی کہے کہ مفسر

اس کا متنازع ہوگا اور جسے ہوگی کہ اور بعد تلاش کے جب وہ حاصل ہوگا تو واقع فی النفس ہوگا مگر ۱۱۔ قولہ وقد یجد فان الرفع یعنی کس فعل داخل دو فعلوں کے بعد لفظی جواز حذف کرتے ہیں جیسے کسی نے کہا ما قام زید اور اس کے جواب میں نعم کہا جائے پس یہاں جواز زید کو حذف کر کے نعم صرف ایہام کو اسکا نام تمام کیا اور جملہ فعلیہ کو جواب میں اسے مقدّر کیا کہ جواب سوال کے مطابق جو معانی اسے کہ سوال جملہ فعلیہ سے ہے ۱۲۔ قولہ واذا تاذع الرفع مفسر رہا کس عبارت پر لفظی النظر میں یا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تاذع کے معنی جنگ کرنے کے ہیں اور وہی روح کی صفت ہے لہذا اس کے ساتھ دو فعلوں کا اتصاف کیونکر ہو سکتا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں تنازع کے معنی یہ ہیں کہ دو فعل اندر وہ معنی اسم ظاہر کی طرف متوجہ ہوں اور ہر فعل یہ چاہے کہ وہ اسم ظاہر ہر مفسر ہو جائے اس کے بعد جس مقام پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تنازع باں معنی جس طرح دو فعلوں میں ہوتا ہے اسی طرح دو فعلوں میں بھی ہوتا ہے جیسے زید متخبط و مکر مہجور و اہم فعلان کی قید سے دو اسموں کو تنازع سے خارج کرنا باطل ہے جواب یہ ہے کہ مصنف فعلان نے اس جگہ مسئلہ تنازع میں فعلان کا اس لئے ذکر کیا کہ فعل عمل میں قوی ہے اور اسم عامل ضعیف ہے لہذا فعل کو ذکر کیا اور اسم کو اس کے تابع کیا اسکے بعد یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ تنازع کو دو فعلوں کے ساتھ جیوں مختص کیا۔ تنازع دو فعلوں سے اکثر نہیں بھی متفق ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ مصنف نے اقل طریق تنازع پر اکتفا کیا۔ اس لئے کہ اکثر کی کوئی حد نہیں۔ باقی رہے فوائد قیود سورہ یہ ہیں کہ مصنف نے جب لفظ ظاہر کہا تو اس سے جیسے مفرات خارج ہو گئیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ لفظ ظاہر سے نوری اسم ظاہر کا ارادہ کرتے ہیں اور ضمیر باد ناگر جیسے ظاہر ہے مگر اس کو اسم ظاہر نہیں کہتے بلکہ ضمیر ظاہر کہتے ہیں لہذا وہ اس قید سے خارج ہے جیسا کہ ضمیر مستر دوسرے مستر ہونے کے لفظ ظاہر سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ ضمیر کو باب تنازع سے خارج کرنے کی وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ضمیر دو حال سے خالی نہیں یا متصل ہوگی یا منفصل۔ اگر متصل ہوں تو تنازع ممکن نہیں اس لئے کہ وہ فعل کہ جس کے ساتھ وہ متصل ہوں ان میں عامل ہوگا اور دوسرے فعل کو ان میں عمل رقیبہ برصورتیہ

کا ارادہ کرتے ہیں اور ضمیر باد ناگر جیسے ظاہر ہے مگر اس کو اسم ظاہر نہیں کہتے بلکہ ضمیر ظاہر کہتے ہیں لہذا وہ اس قید سے خارج ہے جیسا کہ ضمیر مستر دوسرے مستر ہونے کے لفظ ظاہر سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ ضمیر کو باب تنازع سے خارج کرنے کی وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ضمیر دو حال سے خالی نہیں یا متصل ہوگی یا منفصل۔ اگر متصل ہوں تو تنازع ممکن نہیں اس لئے کہ وہ فعل کہ جس کے ساتھ وہ متصل ہوں ان میں عامل ہوگا اور دوسرے فعل کو ان میں عمل رقیبہ برصورتیہ

بقیہ حاشیہ منور گذشتہ کہنے کی بجائے ہوگی اور اگر غیر منفصل ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ کبھی اس میں تنازعہ ہوتا ہے اور رفع و نفع کے طریقہ پر ممکن نہ ہو سکا۔ اور کبھی تنازعہ ہی ہوگا اور رفع بھی رفع کے طریقہ پر ہوگا مگر مصنف کے نزدیک دونوں صورتیں باب تنازع سے خارج ہیں۔ پہلی صورت کا باب تنازع سے خارج ہوتا ہے اور ظاہر ہے اسے کہ یہاں باب تنازع میں وہ تنازع مراد ہے کہ بقاعدہ رفع رفع ہو سکے اور دوسری صورت نفع خارج ہے کہ مصنف قواعد کیہ کہ بیان کرتے ہیں نہ

کو قواعد جزئیہ کو پس یہ صورت چونکہ قواعد جزئیہ سے ہے لہذا مصنف کے نزدیک باب تنازع سے خارج ہے نفع خارج سے تفصیل تمام کی یہ ہے کہ شتا ما ضرب واکرم الا ان میں انما غیر منفصل ہے اور ضرب واکرم میں سے ہر ایک فعل اس کو اپنا معمول بناتا چاہتا ہے پس یہاں ہر جگہ کہ تنازع فعلان متحقق ہے مگر بقاعدہ رفع رفع ممکن نہیں اسلئے کہ اگر ان دونوں فعلوں میں سے کسی کو عامل بنایا جائیگا تو دوسرے فعل کے لئے ضمیر فاعل لائیں گے یا اس کو محدود نہ کریں گے ورنہ صورتیں محال ہیں صحت تو اسلئے کہ کام میں فاعل عمدہ ہے اور صحت عمدہ کا حاکم نہیں اور ضمیر اسلئے محال ہے کہ ضمیر اس کے لائیں گے یا بدون الا کے ص الا کے ضمیر کا لا نا درست نہیں اسلئے کہ لا صرف ہوا و حرف کا مستقر ہونا ضمیر کی طرح صحیح نہیں اور بدون الا کے ضمیر کا لا نا اس وجہ سے درست نہیں کہ اس صورت میں مثنیٰ فاعل ہوتا ہے اسلئے کہ مقصود ما ضرب واکرم الا نامے یہ ہے کہ ماسوائے مستحکم کے کوئی مضارب اور اکرام کرنے والا نہیں اور جب بدون الا کے ضمیر لائیں گے تو یہ معنی ہو سکے کہ دونوں فعلوں میں سے ایک فعل جس میں بدون الا کے ضمیر لائے ہیں مثنیٰ ہے اس کو مستحکم نے نہیں کیا اور یہ خلاف مقصود ہے پس مثنیٰ فاعل ہونے کے باقی رہی وہ ضمیر منفصل کہ جس میں تنازع اور رفع تنازع دونوں ہو سکے ہیں اس کی مثال ما ضرب واکرم الا ایک ہے پس اگر یہاں بیروں کے مذہب کے موافق فعل ثانی کو عمل دیں تو فعل اول سے اس کو محذوف مانیں گے اسلئے کہ فعل ہے اور فعل کا حذف جائز ہے۔ غرض یہ ایک ایسی مثال ہے کہ اس میں دونوں فعلوں کا تنازع ضمیر منفصل میں متحقق ہے اور بقاعدہ رفع تنازع رفع ہو سکتا ہے۔ مگر

نید و فی المفعولیتہ مثل ضربت واکرمت نیدا و فی

الفاعلیۃ والمفعولیۃ مختلفین فیختار البصریون

تنازع فعلان کی صورتیں

دو فعلیوں میں سے ایک کو عامل بنائے	دو فعلیوں میں سے ایک کو مفعول بنائے	دو فعلیوں میں سے ایک کو مفعول بنائے	دو فعلیوں میں سے ایک کو مفعول بنائے
مثلاً ضربت واکرمت	مثلاً ضربت واکرمت	مثلاً ضربت واکرمت	مثلاً ضربت واکرمت

در ترکیب اقوال فقہ کیون شرا مذکور کی جڑ ہے ای اذ تنازع الفعلان فقد یکن اور قولہ مختلفین یہ اذ تنازع الفعلان میں فعلان سے حال واقع ہے ای حال کون الفعلیین مختلفین فی الاقتضا جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ دونوں فعل اقتضا میں مختلف ہوں۔ اگر ایک اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہتا ہے تو دوسرا بعینہ اسی اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ فعل اول اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہے اور فعل ثانی اس کو اپنا مفعول۔ دوسرے اس کا برعکس کہ فعل اول اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور فعل ثانی اس کے فاعل بنائے کا خواہشمند ہو جیسا کہ ماقبل میں شالوں کے نقشہ مذکورہ بالا سے واضح ہو چکا ہے لغرض لفظ مختلفین سے تنازع فعلان کی دو صورتیں نکلتی ہیں اور کل چار صورتیں ہیں۔ پھر مصنف نے مختلفین سے جو صورتیں نکالی ہیں ان کی شالوں کو ذکر نہیں کیا۔ اس لئے کہ جب ہم مثال اول سے ایک فعل اور مثال ثانی سے دوسرا فعل لیں۔ تو دونوں کے مجرور سے ان دونوں صورتیں کی مثالیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ باقی مختلفین کی قید سے وہ دو فعل خارج ہو جائیں گے کہ جو متعلق فی الاقتضا ہیں۔ جیسے ضرب واکرم نید و عروا کہ یہاں دونوں فعل ایک اسم ظاہر کو اپنا فاعل اور دوسرے کو مفعول بنانے میں متعلق ہیں۔ اور یہ صورت صورتیں اولیں سے حاصل ہوتی ہیں۔ لہذا اس کو علیحدہ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ پس وہ مختلفین کی قید سے خارج ہے ۱۲

محمد رشید الفخر خزانہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ

چونکہ مصنف بیان قواعد کلیہ کے درپے ہیں۔ اس لئے وہ اس صورت جزئیہ کو ذکر نہیں کرتے پھر اس جگہ بعد مای قید اس لئے ہے کہ اگر اسم ظاہر دونوں فعلوں پر مقدم ہو یا ان کے درمیان واقع ہو تو اس وقت وہ اسم ظاہر فعل اول کا معمول ہوگا۔ اور مجال تنازع کی اس اسم میں نہ ہوگی۔ کیوں کہ فعل اول بدون مزاحم کے مستحق اس اسم کا ہے

ہوتے تو وہاں فعل ثانی کے مفعول ثانی کو ظاہر کر دیا اب اگر کوئی کہے کہ مثال مذکورہ میں تاسع ممکن نہیں اسے کہ شرط خارج کی ہے کہ دونوں فعل عمل کرنے کیلئے یکساں مرد اور کسطن
متوجہ ہوں اور مرد ایک علی ہی علی البیضاء بیل جائز ہوا دیں یا نہیں اسے کہ فعل کا مطلقاں علی بیضاء بیل جائز نہیں فعل اول مطلق مفرد کو مقتضی ہے اور فعل ثانی مفعول ثانی کو
پس دونوں مرد و کسطن متوجہ ہوں اور جواب ہے کہ مطلقاں سے مراد مطلقاں نہیں بلکہ اس مرد و کسطن سے ہے جو کہ وصف الحقائق کیا ہے متصرف ہر عام اس سے کہ مرد جو کہ
تینہ ۱۱ **قولہ قولہ القیس** کو نہایت کوڑنے اور یہاں فعل اول اور القیس کے فعل سے استدلال کیا اور کہا ہر القیس جو کہ افعی شعرا عرب ہے صحت تاسع میں فعل اول کو مل

دیتا ہے اور قبل میں المال کو کفائی کا مفعول کو قرار دیتا ہے
لم اطلب کا مفعول نہیں بتانا پس معلوم ہوا کہ فعل اول کو مل دیتا
اولیٰ ہے صحت ۲ اس کا جواب ہر مرد و کسطن کا جواب ہے دیتے
پس کو مل القیس کا قول کفائی ولم اطلب تینہ میں المال
باب تاسع سے نہیں اسے کہ اگر اسے باب تاسع نہیں
سے نہیں اور قبل میں المال میں کفائی ولم اطلب کا تاسع نہیں
تو شعر کے معنی فاسد ہوا جس کے پس استدلال کو نہیں کا
اس مصرعے میں نہیں فعل مقام کی ہے کہ پورے شعر اس
طرح ہے بیت اول اسی لادنی حقیقت کفائی ولم
اطلب تینہ میں المال اس شعر کے سر اول میں حرف کو ہے
اور وہ شرط اور جزا پر داخل ہوتا ہے اور اس کا ظاہر ہے
کہ شرط جزا میں جو مشقت ہوتا ہے اس کو کفائی
اور معنی کو حکم میں ثبت کے کر دیتا ہے علیہ الھیاء
شرط و جزا پر موقوف ہوئے اس کے ساتھ معنی
یہی حاصل کیا جاتا ہے اس تنہید کے بعد جائز کہ انہا
جملہ فطریہ شرطیہ اور کفائی اس کی جزا ہے اور دونوں مثبت
میں ای تو مثبت سببی لادنی حقیقت کفائی قبل میں المال
یعنی اگر میں اولی حقیقت کی کو کشف کرتا اور قبل میں مال
کافی جزا پس اس کے بعد بقا ملا مذکورہ دونوں معنی فعل جو
جائیکے اور یہ معنی ہونے کے کہیں نہ اونی حقیقت کی کو کشف
کرتا ہوں اور نہ قبل مال مجھے کافی ہے پھر جو کہ لم اطلب
کفائی پر موقوف ہے لہذا یہی ہو گا جواب ہو گا اور تفسیر
عبارت اس طرح ہے کہ لادنی حقیقت سببی لادنی حقیقت
لم اطلب پس اولی حقیقت کی سببی معنی ولم اطلب مثبت
ہو گا اب اگر یہ کہیں کہ لم اطلب اور کفائی تینہ میں
المال کو اپنا مفعول بنا لے میں نزاع کرنے ہیں تو
بقا ملا لادنی حقیقت معنی اور معنی مثبت ہو کر یہ معنی
ہوں گے کہ میں اولی حقیقت کی کو کشف نہیں
کرتا اور نہ قبل مال مجھ کو کافی ہے اور مطلب

وان اعلت الاول اضررت الفاعل والثانی المفعول
۱۱ اے المفعول

على المختار الا ان يمنع مانع فظهر قول امراء القیس ۶
میزا

کفائی ولم اطلب قليل من المال ليس منه لفساد المعنى
جزا ۱۱ اس سے باب تاسع الضمیر ۱۱

۱۱ **قولہ فان اعلت الاول** یعنی موافق مذہب کو فلوں کے جب فعل اول کو مل دیں تو فعل ثانی میں
اگر وہ مفعول کو مقتضی ہے مفعول کا ظہر راہیں گے جیسے شرطی و اگر معنی مذکورہ سے سمجھانے کی صورت میں مفعول قبل
الزمر لفظ لازم ہوتا ہے نہ کہ نہ اندہا جزا اور مفعول اول ذکر ہے جو کہ لفظ اور نہ لازم آتا ہے اور اگر فعل ثانی اسم
ظاہر ہو مفعول بنا جاتا ہے تو مذہب متعارف کے موجب فعل ثانی میں مفعول کو لائیں گے جیسے ضربت و اگر تہا الزمیر تاکہ
لفظ و اسما میں مفعول کے موجد ہے اس لئے کہ مقصود یہ ہے کہ اسم مفعول دونوں کا مفعول ہو جس میں جب فعل ثانی میں
مفعول نہ لائی جائے گی تو یہ دم ہو گا کہ مفعول فعل ثانی کا مفعول مفعول اول کے ہے ۱۱ **قولہ الا ان**
یعنی مانع الا ان یعنی جب مذہب متعارف فعل ثانی میں مفعول لائے ہے یا مذہب غیر متعارف پر مفعول کو حذف کر کے میں
کوئی مانع پیش آئے گا تو اس صورت میں مفعول فعل ثانی کا انجا ضروری ہو گا اس لئے کہ جب مفعول اول کو حذف کر کے میں
تو دونوں الفاظ کے جارہ ہو گا جیسے حسنی و حسبہا انہما ۱۱ مطلقاں میں دونوں فعلوں نے اول و ثان میں متابع
کیا فعل اول نے اس کو اپنا مفعول اور فعل ثانی نے اس کو اپنا مفعول بنا جاتا ہے اصل فعل اول کو دیا گیا اور فعل ثانی میں غیر
مفعول کی لائے اور حسبہا کیا پھر دونوں نے مطلقاں میں متابع کیا دونوں نے اس کو اپنا مفعول بنا جاتا ہے یا مذہب
ال کو نہ فعل اول کو مل دیا گیا اور فعل ثانی کے مفعول کو ظہر کر کے حسنی و حسبہا مطلقاں میں انہما ۱۱ مطلقاں اس لئے
کہ اگر فعل ثانی کے مفعول ثانی کو حذف کر کے میں تو مفعول قلب کے دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اقتدار لازم آتا
ہے اور یہ جائز نہیں اور اگر ضرورت ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں مفعول غیر لائیں گے۔ تو دونوں مفعولوں میں
مواقت تنہید ہوتی حالانکہ مواقت ضروری ہے اسے کہ جب اول مفعول اول حقیقت میں ابتدا اور مفعول ثانی
اس کی خبر سے اور ابتدا اور خبر کے ہمیں افراد اور تنہید میں اتفاق ضروری ہے اور تنہید کی خبر لائے میں مرجع اور
خبر کے ہمیں توافق نہیں رہتا کیونکہ مرجع خبر کا مطلقاں ہے اور وہ مفرد ہے پس جب انہما اور حذف دونوں جائز

کرتا ہوں قبل مال کو اور یہ مرجع متاقت ہے پس معلوم ہوا کہ قول مذکورہ القیس کا تاسع فطان سے نہیں بلکہ لم اطلب کا مفعول مفعول ہے ای
مفعول مجھ اور قریبہ ۱۱ و در شعر ہے ۱۱ و لکن اسی لہجہ عربی و قد بدک الحمد للعلل ثانی اور اس وقت معنی شعر کے ظاہر ہیں کہ میں اولی حقیقت کی کو کشف
نہیں کرتا اور نہ قبل مال مجھ کو کافی ہے اور مطلب کرتا ہوں میں عزت اور بدائی ۱۱ محمد مشیت الشریعہ نبوی ۱

حقیقت ہے اشتراک ہے کہ دونوں عامل منفوی کے ممول ہیں پس ان دونوں سے دونوں ایک جمع کر دیا گیا ہے ۱۲ کے قول کہ مبتدا یعنی مبتدا سے جو عامل منفوی جیسا کہ اسمائی سے خالی ہو اور مسند الیہ جو جیسے نیکہ قائم میں نہ یہ مبتدا ہے جو کہ عامل منفی سے خالی اور مسند الیہ جو جیسے تعریف مبتدا کی قسم اول کی ہے اور مبتدا با میں معنی مشہور ہے اور اس کیلئے خبر کا ہونا لازم ہے خواہ خبر مذکور ہو یا خبر مذکورہ باقی رہی مبتدا کی دوسری قسم اس کی تعریف آئندہ بیان کی جائے گی اور اگر کوئی کہے کہ خبر مذکورہ سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی خالی کہنے کے ہیں اور خالی کہنا کسی چیز کا کسی چیز سے اسکو مفتقی ہے کہ جس سے خالی نہ جلتے وہ چیز اس میں پہلے سے موجود ہو پس معلوم ہوا کہ مبتدا میں عامل منفی تھا جس کو اسکو خالی کیا گیا ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے اسلئے کہ جس وقت سے وہ مبتدا ہوئے اس وقت سے اس پر عامل منفی نہیں آیا اور جواب یہ ہے کہ کبھی امکان اور احتمال وجود کو بجائے وجود کے فرض کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں صیق فم البیر یعنی کوئیں کے منہ کو تنگ کر لیں اس جگہ نا ممکن ہے کہ پہلے سے کوئی کام نہ کئے ہو اور اس کو تنگ کیا جلتے بلکہ یہ معنی ہیں کہ جس کوئیں کے بنانے وقت اس کے منہ کی کٹا دہ ہونے کا احتمال ہے اس کو مبتدا میں سے تنگ کیا جاوے پھر اگر کوئی کہے کہ عامل جمع عامل کی ہے اور اقل فاعل جمع کے ہیں پس معلوم ہوا کہ اگر ایک باطل عاملی مبتدا میں ہوئے تو اس کے مبتدا ہونے میں کوئی فتور نہیں فتور اس صورت میں ہوگا جب کہ کم از کم تین عامل منفی اس پر داخل ہوں گے اور اگر یہ ہیں کہ عامل سے مراد مافوق الواحد ہے اور جمع کا استعمال اس معنی میں کثرت سے آتا ہے تو کیا جائیگا کہ اس صورت میں اصل اعتراض رفع نہیں ہوگا بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مبتدا پر ایک عامل منفی کا پایا جانا ضرور نہ ہوگا جواب یہ ہے کہ لام تعریف جب جمع کیسے تھے جمیع تو معنی جمعیت کے باطل ہو کر استغراق مراد ہوتا ہے اور لفظ جمع تمام افراد کو شامل ہو جاتا ہے چنانچہ بیان پر بھی جمع پر لام تعریف داخل ہونے سے یہی معنی مراد ہے کہ مبتدا وہ اسم ہے جو تمام عوامل منفی سے خالی ہے پس معلوم ہوا کہ عوامل منفیہ کا ایک فرد بھی مبتدا میں نہ پایا جائیگا پھر مصنف

فان لم یکن فالجميع سواء والاول من باب اعطيت

۱۱۱

اولی من الثانی ومنها المبتدا والخبر فالمبتدا هو الاسم

المجرد عن العوامل اللفظية مسنداً الیہ والصفة الواقعة

بعد حرف النفي والالف الاستفهام ورافعة لظاهر مثل

زیداً قال هو قائل الزیدان واقائه الذیدان

۱۱ کے قول فان لم یکن الخ میں بیان ہوتا ہے معنی لم یور یعنی اگر منقول یہ کلام میں نہ پایا جاتا تو ناب فاعل ہونے میں سب منقول برابر ہیں کسی کو ترجیح نہ ہوگی ۱۱ کے قول والا دل من باب عطیت الخ یعنی جو فعل کہ دو منقولوں کی طوٹ منفوی سے ہے اور اس کا دو برابر منقولوں میں دل نہیں اس کے دو برابر منقولوں میں سے جس کو عامل قائم فاعل کر سکتے ہیں مگر منقولوں کا یہ نسبت منقول ثانی کے ناب فاعل ہونا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس میں معنی فاعلیت کے پائے جاتے ہیں پس عطیت زیداً اور تمنا میں کو اعلیٰ درجہ زیداً بھی جائز ہے مگر اولیٰ ہے کہ منقول اول کو ناب فاعل بنائیں اور اعلیٰ درجہ زیداً کو اعلیٰ درجہ میں معنی فاعلیت کے پائے جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے والد سے اور درجہ کم کی ہوئی چیز ہے ۱۲ کے قول ومنها المبتدا والخبر الخ یعنی مرفوعات میں سے مبتدا اور خبر ہیں کا فہم کے بعض منقولوں میں سے ومنہ المبتدا اسوقت غیر مرفوع کی طوٹ واقع ہو گی اور اگر کوئی کہے کہ مبتدا خبر مرفوعات کی مستقل دو صفتیں ہیں دونوں کو ایک جگہ کیوں جمع کیا جوبل سے کہ مبتدا اور خبر کے مابین اکثر موادیں تلازم واقع ہے جیسا کہ مبتدا کی قسم اول میں نیز دونوں میں اس

۱۱ میں غیر متصل اسم ظاہر کے حکم میں ہے اور سکر رفع دینے والا صیغہ صفت یعنی از فب مبتدا ہے پھر قول مصنف ورافعة بخبر کی تفسیر سے مثل انا فان الزیدان سے احتراز ہے کہ یہ صفت کا صیغہ اگر غیر بعد حرف استفهام کے واقع ہے لیکن اسم ظاہر کو رفع دینے والا نہیں اس لئے کہ وہ اگر اسم ظاہر کو رفع دیتا تو اس کو تنہی لانا صحیح نہ تھا اس لئے کہ یہ صفت مثل فعل کے ہے یعنی جرح کو مثل کا فاعل جب تنہی اور جمع ہوتا ہے تو مثل کو مفر دلاتے ہیں صیغہ صفت کو بھی جب فاعل تنہی اور جمع ہوگا مفر دلائیں گے ۱۲ کے قول مثل زید قائم یہ مبتدا کی قسم اول کی مثال ہے ۱۲ کے قول یا قائم الزیدان کی قسم ثانی کی مثال ہے ۱۲ یہ صفت اس میں بعد حرف استفهام کے واقع ہے (فہمہ) جانتا جائیے کہ مبتدا کی قسم ثانی خبر کی طالب نہیں اور اسم ظاہر جو اس کے بعد واقع ہے اس کا فاعل اور خبر آخر کے ہوتا ہے ۱۲

زید و نون مجاز ہیں زید کا مبتدا موخر اور نون قائم کا خبر مقدم ہونا نیز قائم کا مبتدا ہونا اور نون کا اس کا فاعل ہونا اور دوسری صورت مطابقت کی یہ ہے کہ اسم ظاہر در صفت کی مطابقت تنہا یا جمع میں ہو جیسے ماکان الزیدان اولیٰ قاتلون الزیدون اور سوقت واجب کہ اسم ظاہر مبتدا اور صفت خبر ہو اور مبتدا قبل اندر لازم آئیگا اور وہ جائز نہیں باقی دبی تیری صورت اور وہ یہی صفت افراد اور تنہا اور جمع میں ہو صفت مفرد ہوا اور اسم ظاہر تنہا یا جمع ہو جیسے اقام الزیدون اور اس وقت یہ صفت یقیناً مبتدا کی قسم ثانی ہوگی ورنہ ضمیر مفرد کا تنہا یا جمع کی طرف راجع ہونا لازم آئیگا اور وہ جائز نہیں ۱۲ لے قولہ و انجزوا المذام یعنی خبرہ اسم جو عوامل بقیہ سے مجرور ہوا اور مسند مواد نیز اس صفت سے مغایر ہو جو کہ حرف نفی اور حرف استفہام کے بعد واقع ہو کر اسم ظاہر کو اس کے بعد واقع ہے راجع دیتی ہے خبر کی تصریح میں مسند کی قید سے مبتدا کی قسم اول سے استراخ ہے اور مخالفت صفت

فان طابقت مفرد اجاز الامران والخبر هو المجرّد

المستند بالخائر للصفة المذكورة وأصل المبتداء

التقديم ومن ثم جاز فی دار زیداً و امتنع صاحبها

فی الدار وقد یكون المبتداء نكرة اذا تخصصت

بوجه مما مثل ولعبد مؤمن خیر من مشرک

رجل فی الدار امرأۃ وما احد خیر منک

۱۱ لے قولہ فان طابقت الخ یعنی جو صفت بعد حرف نفی یا حرف استفہام کے واقع ہو اگر وہ اسم ظاہر مفرد کے مطابق ہو یعنی صیغہ صفت در اسم ظاہر دونوں مفرد ہوں اس صورت میں دو امر جائز ہیں یہ کہ صیغہ صفت جنس ہوا اور اسم ظاہر اس کا فاعل اور یہ کہ اسم ظاہر مبتدا اور صیغہ صفت اس کی خبر مقدم اور اس وقت صفت میں ایک ضمیر ہوگی جو اسم ظاہر کی طرف راجع ہوگی پھر جانا چاہیے کہ طابقت مطابقت تین صورتیں درودہ جا نہیں سے ہوتی ہے اس لئے کہ مطابقت کا خاصہ مشترک ہے پس جبکہ مطابقت اور مخالفت تین صورتیں حامل ہوتی ہیں ایک یہ کہ مطابقت افراد میں ہو یعنی صفت در اسم ظاہر دونوں مفرد ہوں جیسے کہ گزرا جیسے اقام

مذکورہ کی قید سے مبتدا کی قسم ثانی سے استراخ ہے ۱۲ لے قولہ و اصل المبتدا من اصل یہ ہے کہ وہ خبر سے متماثل ہو بشرطیکہ تقدیم کے کوئی مانع نہ کرے نہ اس لئے لغتہ ذات اور خبر اس کے لواحق میں ایک حال ہے اور ذات اپنے حال پر مقدم ہوتی ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ مبتدا کسی خبر ذات ہوتا ہے غیبی علم میں جوت ہے کہ کہاں پر ذات سے مراد یہ ہے اس کی نسبت خبری جائے اور کچھ کہا جائے نہ کہ خود بخود قائم ہو پھر کہہ کہ دلیل تقدیم ذات کی صفات پر فاعل میں بھی جاری ہوتی ہے مناسب ہے کہ فاعل اپنے فعل پر مقدم ہو جواب یہ ہے کہ اس حکم عدم تقدم ایک مانع کی وجہ سے وہ یہ کہ فعل حاصل ہے اور تہہ فعل کا یہ ہے کہ اپنے منقول پر مقدم ہو پھر قائم مبتدا کی صورت میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مبتدا محکوم ہے اور خبر محکوم علیہ کا یہ ہے کہ محکوم بہ پر مقدم ہو اس لئے بقوت تنفیشی خبر سے مثبت لڑی پس مثبت لہ پیشتر ہونا چاہیے لے قولہ و من ثم جاز الخ یعنی جو نہ مبتدا میں اصل تقدیم سے لہذا فی دارہ زیداً جائز اس لئے کہ یہاں اعتبار قبل الذکر لفظ ہے نہ کہ ترتیب اور یہ جائز ہے ۱۲ لے قولہ امتنع صاحبانی الدار یعنی صاحبانی الدار نا جائز ہے اس لئے کہ اس میں اعتبار قبل الذکر لفظاً اور ترتیب سے اور وہ جائز نہیں ۱۲ لے قولہ وقد یكون المبتدا الخ یعنی اصل مبتدا کیلئے یہ ہے کہ صرف ہوا اس لئے کہ مذکر حکم کا افادہ پر ہے اور وہ اکثر اوقات میں صرف پر حکم کرنے سے وابستہ ہے اور کبھی مبتدا نکرہ ہوتا ہے بشرطیکہ وجہ تخصیص میں سے کسی امر کے ذریعے تخصیص کی جائے تاکہ نکرہ بعد تخصیص کے صرف کے نزدیک ہو جائے اور اس کا مبتدا ہونا صحیح ۱۲ لے قولہ مثل ولعبد مؤمن الخ

عبد اس کے نکرہ ہے مؤمن اور کافر دونوں کو شامل ہے لہذا اس کا مبتدا ہونا صحیح نہ تھا مگر جب اس کی صفت لائے اور لعبد مؤمن کا تو مذکر لہ صفت کے تخصیص نہیں تعلیل مشترک ہو کر اس کا مبتدا ہونا صحیح ہو گیا ہے قولہ رجل فی الدار الخ اس مثال میں رجل نکرہ ہے اور اس میں علم شکم کے اعتبار سے تخصیص اس لئے کہ شکم جانتا ہے کہ مرد جویت میں سے کوئی نہ کوئی گھر میں ضرور ہے اور سوال صرف اس کی تعین سے ہے کہ مرد ہے یا عورت پس مثال مذکور میں احد سہانی الدار کی صفت سے تخصیص پیدا ہوگی ۱۲ لے قولہ خبر شک الخ لفظ احد اس حکم نکرہ سے تحت میں نفی کے واقع ہے اور قاعدہ ہے کہ جب نکرہ تحت میں نفی کیا واقع ہوتا ہے تو فائدہ عموم و شمول افراد کا حاصل ہوتا ہے یعنی حکم تمام افراد کو شامل ہوتا اور ظاہر ہے کہ عام میں حیث انعم نہیں اور مخصوص ہے اس لئے کہ جو ہمہ افراد میں تعدد نہیں ہوتا بلکہ وہ امر واحد ہے لہذا اس حیثیت سے اس میں تخصیص پیدا ہو جائے گی۔

کبھی متاد ہوتا ہے اور کبھی غیر متاد اگر متاد ہو تو اس کی وہ صورتیں ہیں کبھی خیر موتی سے اور کبھی شر پس بیان اگر نیراج یعنی کٹے کا بھوکنا متاد ہو تو صبر و
نست خیر کے حاصل ہوگا شر لاخیر اذ اب اور اگر غیر متاد ہو تو اس کا حصول اس کا بھوکنا نفس شر سے لہذا آخر حاصل ہوگا اور صفت متقد ہوگی
تا کہ صبر و صبر پس یہ سنی ہوئے کہ شر عظیم لاخیر اذ اب نیز کہہ سکتے ہیں کہ شر کی تمنن تنظیم کے لئے ہے ای شر عظیم پس اس وقت احتیاج تعلیمات
لمبید کی نہ ہوگی اور عقل سلیم کو ضرار نہ جائے گی **قرہ** وہی اللہ جل و بالا بیان پر قدیم خبر جو صبر سے راجع میں تخصیص ہے اس لئے کہ فی اللہ کتب
سے معلوم ہوگا کہ جو بعد فی اللہ کے واقع ہو گا وہ صفت استقامت کی تہ متصف ہوگا پس قدیم خبر میں تخصیص بالصفات کے ہے اور اس اعتبار سے اس کا
مبتدا ہو نامعج ہے **قرہ** وہی اللہ ایک بیان سلام لکھ رہا ہے اور اس میں اس صفت سے تخصیص ہے کہ اصل میں صفت سلاما علیک تھا مگر کو حذف کر کے

مسلم کو بقصد و اہم (استمرار کے رخ کی طرف سے) مسدود کیا اس لئے کہ یہ جلد عاصیہ سے اُداس کیئے مزاراۃ دہام سے پس مدم ہو کر یہ باقتدار اصل کے قوت میں اسلام میں قبلی علیک کے ہے اور مستحکم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے اس میں تھیں ہے (فائدہ) و رد و بار جو کا افادہ پر ہے پس اگر نکو محمد سے افادہ حاصل ہوگا تو حق یہ ہے کہ یہ بھی مبتداۃۃ ہو جائیگا جب کہ کوکب انفس الساقۃ میں کوکب مبتدایہ ۱۲ کے قولہ والجز قدر کون الہ یعنی مبتدای حرم علی ہے کہ وہ مفرد جو اس لئے کہ مفرد ہی کیے یہ مناسب کہ دو مرتبہ اس کے ساتھ وابستہ ہوتا کہ دونوں کے درمیان نسبت حاصل ہو جائے اختلاف جملہ کے کہ وہ خود کامل و مستقل ہے اس کو دو مرتبہ کی حاجت نہیں مگر باایں بحر خبر جملہ بھی ہوجاتی ہے خواہ امیر ہو جیسے زید ابوہ قائم یا فلیحیہ زید قائم ابوہ کے قولہ فلایدن یعنی جب خبر جملہ متبوعہ ہوگی تو اس میں ایک عامل مفرد ہی ہے جو مبتدا کی طرف راجع ہوتا۔ مبتدا اور خبر کے درمیان ارتباط پیدا ہونے سے جملہ مستقل بنفسی ہے اور خبر کا ارتباط مبتدا کیساتھ ضروری ہے پس کماذکر ہوگا تو خبر کا مبتدا کے ساتھ ارتباط ہوگا پھر وہ کبھی خبر عینا ہے جیسا کہ شاہین مذکر میں مذکور اور کبھی اسے جیسا کہ مذکر میں میں اور کبھی اسم دلبر کا موضع میں مفعول کے عنوان یا الحافۃ بالاحاطۃ میں اور کبھی خبر کا نصیر مبتدا ہونا جب کہ قبل ہوا تہ احد میں سے ہے لہذا وہ قد یخلف الخ یعنی جب کہ عامل مفعول اس کو وقت قیام قرینہ کے کبھی حذف کر دیتے ہیں جیسے ابر الکوئین و رہا اصل میں جملہ خبریہ میں رہا تھا پس مذکر بقرینہ مقام محذوف کر دیا اس لئے کہ بالغ اسی کا رخ بیان کرتا ہے نہ کہ ششیہ و یز کا کے قولہ دماۃۃ خرقا الخ یعنی جب خبر ظرف ہو تو اکثر کثری اسکو جملہ کے ساتھ مقدم کرتے ہیں اس لئے فخر کے واسطے کوئی عامل ہونا

جانچے جس کے شعلے بولیں چونکہ فعل میں اصل ہے اس لئے اسکو مقدر کر ہی گئے اور جب خبر جملہ ہوگی ان لوگوں کے مذہب کے موافق زید الدار کی تقریر مستقر فی الدار ہوگی اور بعض کو وہ خبر ہے اور اصل خبر میں افراد ہے پس اس وقت یہ نظرت اسم فاعل کے شعلے ہو گا اور تقدیر

ہو کوئی زمانہ نہ ہو خواہ مبتدا اور خبر تعریف میں مادی بول یا نہ ہوں جیسے زید المظنن تو اس وقت مبتدا کی تقدیم خبر پر واجب ہوگی تاکہ التباس نہ پیدا ہو سکے قولہ امتداد الخ یہ وجہ تقدیم مبتدا کا نہیں امرض ہے اور مطلب کہ مبتدا اور خبر تفسیر میں مادی بول تو مبتدا کا مقدم کرنا واجب ہے اور یہاں مبادی فی التخصیص سے کہ نہ قبل تعریف کا حکم نہ چکا ہے پھر تادی فی التخصیص سے مراد تادی فی اصل التخصیص ہے نہ تادی فی قدر التخصیص جیسے افضل منك افضل منی پس مثل مذکور میں اگر افضل منی کی تفسیر افضل منك نہ ملے یہ مگر دونوں اصل تفسیر میں برابر ہیں لہذا افضل منك کا مبتدا کرنا اور مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہو گیا تاکہ التباس نہ ہو ۱۲ اس کے قولہ اذا كان الخبر الخ یہ وجہ تقدیم مبتدا کا جو تھا امرض ہے یعنی جب مبتدا کی خبر

وَاِذَا كَانَ الْمُبْتَدَاُ مُشْتَمِلًا عَلَى مَا لَمْ يَصْدُرْ الْكَلَامُ

مِثْلُ مَنْ ابْرَأَ اَوْ كَانَ مَعْرِفَتَيْنِ اَوْ مُتَسَاوِيَيْنِ غَوِ
لئے المبتدا والخبیر ۱۲

افضل منك افضل منی اَوْ كَانَ الْخَبْرُ فِعْلًا مِثْلُ

زَيْدًا قَامَ وَجَبَ تَقْدِيمُهُ وَاِذَا تَضَمَّنَ الْخَبْرُ الْمَفْرَدَ مَالَهُ

صَدَرَ الْكَلَامُ مِثْلُ ابْنِ زَيْدٍ اَوْ كَانَ مُصَحَّحًا مِثْلُ
بجزو شرط سابق ۱۲

فِي الدَّارِ رَجُلٌ اَوْ مُتَعَلِّقٌ ضَمِيرٌ فِي الْمُبْتَدَاِ مِثْلُ

اس کے قولہ اذا كان المبتدا الخ تا قبل بیان کر رہی تھا کہ اصل مبتدا میں تقدیم ہے اور اس کی تاخیر بھی جائز ہے اب بیان ہے مصنف رحم ان موقوفوں کو بیان فرماتے ہیں کہ جن میں مبتدا کا مقدم کرنا واجب و اس کا تاخیر مستحب ہے اور وہ چند جگہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مبتدا ایسے پر مشتمل ہو جو مصدرت کلام کو مقضیٰ ہیں جیسے من ابوک کہ بیان من مبتدا ہے اور منی استقدم کو مشتمل ہے جو مصدرت کلام کو چاہتے ہیں تاکہ شروع ہی سے معلوم ہو کہ کلام از قبل شنیدہ ہے ۱۳ قولہ اذا كان معرفتین الخ یہ دو سرا امرض ہے کہ جس میں مبتدا کا خبر پر مقدم کرنا واجب ہے مطلب ہے کہ جب مبتدا اور خبر دونوں معروض ہوں اور معرفتین

مطلوب ہو یعنی وہ ایسا کام ہو جو مبتدا سے وجود میں آیا ہو جیسے زید قائم کہ یہاں تقدیم زید کا وجود میں آیا ہے پس اس جگہ مبتدا کو مقدم کرنا خبر پر واجب ہے ورنہ اگر مبتدا کو مؤخر کیا جائے گا تو اس کا التباس مثل کے ساتھ پیدا ہو جائے ۱۲ اس کے قولہ وجب تقدیم الخ یہ شرط مذکور کی جزا ہے یعنی مبتدا کی تقدیم خبر پر صورت مذکور میں واجب ہے کہ اس میں بدل مذکور ہوا ہے قولہ واذا تضمن الخبر المفرد الخ یعنی جب خبر مفرد کی ایسی ہے پر مشتمل ہو کہ جس کے لئے مصدرت کلام واجب ہے صیغہ ابی زید کہ یہاں خبر مفرد ہے اور منی استقدم کو مشتمل ہے جو مصدرت کلام کو چاہتے ہیں پس بیان تقدیم خبر کی مبتدا پر واجب ہے پھر مفرد سے مراد یہ ہے کہ صورت میں مفرد کے ہر عام ازیں کہ حقیقت میں جملہ بویا نہ ہو پس اس صورت میں زید ابن ابیہ سے اعتراف ہو گیا اس لئے کہ اس جگہ تقدیم خبر کی مبتدا واجب نہیں اور وجہ یہ ہے کہ جو معنی مصدرت کلام کو مقضیٰ ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ اس جملہ کے شروع میں لائے جائیں کہ جس میں وہ ہیں پس زید ابن ابیہ میں چونکہ معنی جملہ مدخل فیما کے اول میں نہیں لہذا ان کا مبتدا پر مقدم کرنا واجب نہ ہوا بخلاف ابن زید کے کہ یہاں مبتدا کے بعد کوئی ایسا جملہ نہ تھا جس کے اول میں ابن کو لایا جاتا ہے لہذا اس جگہ مبتدا پر اس کا مقدم کرنا واجب ہو گیا تاکہ اسی جملہ میں اس کے لئے مصدرت پائی جائے ۱۲ اس کے قولہ اذا كان معما الخ یعنی خبر مبتدا کی تصحیح کرنے والی ہو تو اس وقت خبر کا مقدم کرنا نہ مبتدا پر واجب ہو گا اور اس کی وجہ ما قبل ذکر پہلی جیسے فی الدار

یہاں میں دہن نہ کرہ ہے بدون تقدیم خبر یعنی فی الدار کے ملاحضت مبتدا ہونے کی نہیں رکھتا اس کے قولہ اذا كان لفظ الخ یعنی اگر مبتدا میں اگر کوئی ضمیر ہو جو کہ متعلق خبر کی طرف ہوتا ہے تو اس جگہ بھی تقدیم خبر کی مبتدا پر واجب ہوگی اس لئے کہ اگر خبر کو مقدم نہ کریں گے تو اضافہ قبل الذکر لفظ اور ترتیب لازم آئیگا اور وہ جائز نہیں ۱۳

کی خبر اللہ کی طرف راجع ہے اور اہل عرب کے نزدیک اللہ کی طرف مدوں اس کے ذکر کے غیر راجح ہو سکتی ہے اس لئے کہ راجح ہے پس اضمائل اندر لازم آئیگا۔ ۱۲۔
 ۱۔ قولہ اوکان خبرا من ان الخ یعنی اگر خبر ان مفروضہ سے واقع ہوادی ہووقت کران اپنے اسم و خبر سے مل بتادی مفرد ہو کہ مبتدا ہو اور اس سے کوئی چیز خبر واقع ہو تو
 اس صورت میں بھی خبر کا مبتدا اور مقدم کرنا واجب ہوگا جیسے مذی تک قائم میں خبر اور ان مفروضہ اپنے اسم و خبر سے مل کر بتادی مفرد ہو کہ مبتدا واقع ہوئے ہوں
 اس وقت خبر کا مقدم کرنا واجب ہوگا اگر خبر کو مقدم نہ کریں گے تو لفظ اضماعی قباحت پیدا ہو جائے گی قطعاً قباحت تو اس لئے کہ مبتدا کو مقدم کر کے
 تو ان مفروضہ ان مکسورہ کی ساتھ بدل جائے گا اس لئے کہ ابتدا کلام ان مکسورہ واقع ہوتا ہے مگر ان مفروضہ جو کہ ان مکسورہ ان مفروضہ سے یقین ہوتا ہے ابتدا کلام میں
 بجائے خفت کے ثقالت پیدا ہو جائیگی اور یہ بنیاد صحیح
 ہے اور قباحت منوی یہ ہے کہ برکت بیان مفروضہ اور
 تقدیم خبر کے معنی کلام ہوتے ہیں یعنی میں جانتا ہوں کہ تو
 قائم ہے عام اس سے کہ نیز اقام میرے نزدیک ہے۔ یا
 دوسری جگہ اور بر تقدیر ان مکسورہ اور تقدیم مبتدا کے
 یہ معنی ہونے کے کہ تو میرے نزدیک قائم ہے پس اس
 صورت میں معنی کلام کے خاص ہونے کے ۱۲۔ قولہ
 وجب تقدیر یعنی تقدیم خبر کی مبتدا پر تمام صورت مذکورہ
 میں واجب اور دلیل ہر ایک کی آقاں مذکورہ ہوں گی ۱۲۔ قولہ
 وقد سجد الخ یعنی خبر کبھی متعدد ہوتی ہے بدول تعدد خبر خبری
 مبتدا کے اور یہ دو طریقہ پر ہے بالخط پر جیسے زید علم داخل
 لہر عطف کے جیسے زید عالم عاقل یاں مصنف نے
 نے اسی کو بیان کیا ہے اور باعث خبر متعدد بالخط
 بیان نہ کرنے کا یہ ہے کہ بر تقدیر عطف تقدیر جملہ میں
 بھی ہوتا ہے یعنی خبر اور مبتدا دونوں متعدد ہوتے
 ہیں اور مفروضہ بیان فقط تقدیر خبر کا بیان کرنا ہے
 یا یہ کیا جائے کہ متعدد بر تقدیر عطف اظہر ہے اس کے
 بیان کرنے کی حاجت نہ تھی اور بر تقدیر عدم عطف
 محلی تھا لہذا اسکے ذکر کرنے کی ضرورت کبھی گئی ۱۲۔
 ۵۔ قولہ وقد تضمن مبتدا الخ بھی مبتدا معنی شرط
 کو متضمن ہوتا ہے اور مراد معنی شرط سے یہ ہے کہ
 اول تا ثانی کے لئے سبب ہو یا اول حکم یا ثانی
 کا سبب ہو پس جب مبتدا معنی شرط کو متضمن ہو
 تو اس صورت میں فاکہ دخول خبر پر صحیح ہوگا اس لئے
 کہ مبتدا قائم مقام شرط کے ہوگا اور خبر قائم مقام جزائے
 اور فاکہ خبر سے کہ جزاء پر داخل ہوتی ہے لہذا اس خبر
 پر بھی فاکہ داخل ہوگی اب یہاں پر ایک اعتراض وارد
 ہوتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو مبتدا کہ معنی شرط
 کو متضمن ہوگا اس کی دلالت سبب دلالتی

على القصة مثلهان زيدا وكان خبرا عن ان مثل
 خبر مثلهان ۱۲۔ یقین کف آب وکن مشیر کہ در ہندی سک گویند ۱۲۔

عندي انك قائم وجب تقديمه وقد يتعدد
 خبر ۱۲۔ مبدع الاسماء ۱۲۔

الخبر مثل زيدا عالم عاقل وقد يتضمن المبتدا

اللام للبعد والمبدء المبتدا ۱۲۔

معنى الشرط فيجى دخول الفاء في الخبر

۱۔ قولہ علی القصة مثلهان زیدا اس مثال میں علی القصة خبر ہے اور مثلهان مبتدا اور خبر تیرہ کی طرف راجح ہے جو کہ مستقل
 خبر ہے پس اگر علی القصة خبر کو مقدم نہ کریں گے تو مخدومہ نہ کر لازم آئیگا اب اگر کوئی کہے کہ ہم بعض جگہ ایسی دیکھتے
 ہیں کہ وہاں مبتدا میں ایک خبر ہے متعلق خبر کی طرف راجح ہے اور باوجود اس کے کہ خبر کو مبتدا پر مقدم نہیں کرتے
 بلکہ خبر کو مؤخر کرتے ہیں جیسے علی القصة خبر متوکل میں خبر مبتدا ہے اور متوکل اس کی خبر اور علی القصة متعلق خبر
 پس مبتدا میں ایک خبر ہے جو کہ متعلق خبر ہے یعنی اللہ کی طرف راجح ہے پس معلوم ہوگا کہ یہ قاعدہ کبھی
 نہیں جواب یہ ہے کہ قاعدہ مذکور میں متعلق خبر سے مراد وہ تابع خبر ہے کہ اس کی تبیت کے باقی رہے
 کے ساتھ اس کا خبر پر مقدم کرنا مستحب ہو جیسا کہ لفظ التمریز خبر ہونے کی تبیت سے تابع خبر ہے
 اور اس کی تبیت کے باقی رہنے کے ساتھ تقدیر تقدیم خبر کی خبر ہونے اور اس لئے ہے کہ خبر ہونے کی تبیت
 سے کل پر اس کی تقدیم شی علی نفسہ نیز تقدیم خبر کی فاکہ خبر سے اور یہ ممنوع ہے بخلاف علی القصة خبر متوکل
 کے کہ اس میں تقدیم تابع خبر کی خبر پر معنی تبیت سے باقی رہنے کے ساتھ ہو سکتی ہے کہ اس لئے کہ اس کی
 تبیت یہ ہے کہ خبر کے متعلق ہو اور یہ معنی ہونا ہو سکتا ہے جب کہ علی القصة خبر متوکل پر مقدم کریں
 اور یہ جواب اس پر بھی ہے کہ علی القصة مثلهان زیدا میں علی القصة خبر کبھی اولی القصة خبر متوکل میں متوکل کو اور
 بہتر جواب یہ ہے کہ مستقل خبر سے وہ تابع مراد ہے کہ اس کی تبیت کے ہونے ہونے کے بعد کہ مبتدا کو خبر پر مقدم کریں تو
 اضمائل اندر لفظ اور معنی لازم آ جائے جیسا کہ علی القصة الخ میں ہے بخلاف علی القصة خبر متوکل کے بیان میں

پر مفروضہ ہوگی تو دخول فاکہ خبر پر واجب ہوگا اور جب دلالت مبتدا کی اس معنی پر مفروضہ ہو تو دخول فاکہ خبر پر مستحب ہوگا غرض دو صورتیں ہیں
 وجوب یا امتناع پس اب مصنف کا قول صحیح دخول ناجواز پر دلالت کرتا ہے نہ وجوب اور نہ امتناع پر وجاہت ہے کہ مبتدا کہ معنی شرط کو متضمن ہے اس کے بین
 اعتبار میں ایک یہ کہ اس کی دلالت معنی سبب پر مفروضہ ہو اور یہ مرتبہ بشرط ہے کہ اسے اور وقت فاکہ دخول خبر پر واجب ہے دوسرے یہ کہ دلالت معنی
 سبب پر مفروضہ ہو اور یہ مرتبہ بشرط لامتی کلمہ کہ اس میں شرط عدم دلالت کی مخلوط ہے اور اس وقت عدم دخول فاکہ واجب ہے تیسرے یہ کہ خبر معنی
 شرط کو متضمن ہو نہ دلالت معنی سبب پر مفروضہ ہے اور عدم دلالت پر پس یہ مرتبہ بشرط لامتی کلمہ کہ اس مرتبہ میں خبر پر فاکہ دخول در عدم دخول دونوں
 امر برابر ہیں پس مصنف نے اسی مرتبہ پر نظر کر کے یقین کہہ دیا ۱۲۔

کہ ہر ایک ان میں معنی میں فعل کے ہیں چنانچہ ان اوزان معنی میں حقیقت کے اور کان معنی میں شہیت اور لیت معنی میں تمیت کے ہے اور فعل معنی میں ترجیت کے ہے وعلیٰ ذلک القیاس اور فعل میں مشابہت یہ ہے کہ موصوف فعل متعدی کیے دو اسم لازم ہیں ایک فاعل و دوسرا مفعول سیطرع ان کیے بھی دوسم لازم ہیں ایک اسم دوسرا خبر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فعل متعدی فاعل کو مرفوع اور مفعول کو منصوب کہتے ہیں وریاں اب نہیں بلکہ یہ اسم کو نصب و مرفوع و رفع دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ فعل میں یہ حرکت فعل کے مشابہ نہیں جو اب ہے کہ یہ جملہ حروف چونکہ عمل میں فعل متعدی کی فروع ہیں لہذا مناسب ہے کہ ان کا عمل ہی فعل کی فروع ہوئے قولہ ہوا مسنداً یعنی اس کام میں بعد داخل ہونے اعدہ الحروف کے جو مسند ہو خبر ہے اس تعریف میں قولہ المسند جنس ہے خبر کان اور خبر متبادر اور قولہ ان جنس سب کو شامل ہے اور قولہ لید دخول بند الحروف فعل ہے اور اس سے یہ سب اخبار خارج ہوا جاتی ہیں اب اگر کوئی کہے کہ ان زید اللہیم ابوہ میں یقوم بعد داخل ہونے کے

مسند ہے لہذا خبر کی تعریف اس پر صادق آتی ہے حالانکہ وہ خبر نہیں بلکہ خبر مجموعہ یقوم ابوہ ہے جواب یہ ہے کہ مرفوع دخول اعدہ الحروف سے ہے کہ اس کا اثر لفظاً یا معنی اس مستند تک پہنچ جائے بغیر اثر لفظی تو یہ ہے کہ وہ بعد داخل ہونے حرف مشبہ بالفعل کے مرفوع ہو جائے لفظاً یا تقدیراً یا ملاملاً اور اثر معنوی یہ ہے کہ وہ قول مسند کا مسند الیہ کے لئے عمل وجہ التعلیق ثابت ہو پس یہاں ان نے باہر معنی اپنا اثر علیہ یقوم ابوہ میں کیا ہے نہ کہ حرف یقوم میں سئلے کہ یقوم ابوہ کی طرف مسند ہے نہ کہ اسم ان یعنی زید کی طرف ۱۲ کے قولہ دامرہ کا مرفوع البتہ یعنی ان وغیرہ کے خبر کا حکم مبتدا کی خبر کے مانند ہے پس جس طرح مبتدا کی خبر کے مانند ہے پس جس طرح مبتدا کی خبر متدرج دیا غیر متعدد مرفوع یا جملہ ہوتی ہے اور در صورت جملہ ہونے کی

اس میں مامد ہوتا ہے سیطرع اس خبر کا حکم ہے ۱۲ کے قولہ الاتی تقدیراً یعنی ان وغیرہ کی خبر کا حال مثل حال خبر متدرج کے ہے مگر باب تقدم میں کہ متدرج کی خبر کی تقدیم تو مبتدا پر جائز اور ان وغیرہ کی خبر کا مقدم کرنا اس کے اسموں پر جائز نہیں سئلے کہ یہ حرکت عمل میں ضعیف ہیں اور قاعدہ ہے کہ عامل ضعیف ترتیب اصل کے وقت عمل کرتا ہے پس جب ترتیب بدل گئی یعنی ان وغیرہ کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو گئی تو وہ اپنے ضعف عمل کی وجہ سے عمل نہ کریں گے ۱۲ کے قولہ خبر الاتی نفی الجنس الخ یعنی سجدہ مرفوعات کے لافعی جنس کی خبر ہے اور چونکہ یہاں لائے ذات کی نفی نہیں ہوتی جیسے لا رجل قائم میں ذات رجل کی نفی نہیں بلکہ بصفت رجل یعنی قیام کی نفی ہے لہذا تقریر عبارت یہ ہے کہ الاتی نفی صفة الجنس ۱۲ کے قولہ ہوا مسند دخولاً یعنی کلام میں لا کے داخل ہونے کے

بعد جو مسند ہوتا ہے لافعی جنس کی خبر ہے پس قولہ ہوا مسند خبر متبادر اور خبر ان وغیرہ ان سب کو شامل ہے اور قولہ لید دخولاً میں ان سب سے احتراز ہے اور مراد دخول سے وہی ہے جو خبر ان میں گزرا پس اس وقت لا رجل یفرب ابوہ میں یفرب کے اعتراض وارد نہ ہوگا اور وجہ لا نفی جس کے خبر کے مرفوع ہونے کی یہ ہے کہ یہ ان وغیرہ کی طرح تاکید سے آتا ہے فرق اتنا ہے کہ ان اشیات کی تاکید کرتا ہے اور لا نفی جس کی پس جب مطلق تاکید میں دو قول ایک دوسرے کے مشابہ ہیں تو ان کا حکم بھی یکساں ہوگا حلاً لتفیض یا حلاً لتفیض علی النظر ۱۲ کے قولہ لا رجل طرفین فیہا الخ مثال مذکورہ میں طریق خبر اول اور نہما متعلق ثابت کے ہو کر خبر ثانی ہے مصنف ملام نے اس مقام پر خبر متبادر لا رجل فی لار سے مدول کیا ہے اور بعد مدول کر کے یہ کہ اس میں مثال ہے کہ لاک خبر مدول ہو مدول لا لار کے صفت ہو پس اس شکل میں تصدیق ہوتا ہے ملام نے اس کے یہ احتمال نہیں اس لئے کہ مصنف منصوب کی مرفوع نہیں ہوگی ۱۲

وَلَعَمْرُكَ لَا فَعْلَنَ كَذَا خَيْرٌ لَّانَ وَأَخَوَاتُهَا هَوَالِ الْمَسْنَدِ

۱۱ اشباہا وامثال ۱۱

بَعْدَ دُخُولِ هَذِهِ الْحُرُوفِ مِثْلُ أَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَأَمْرُهُ

كَأَمْرِ خَيْرٍ الْمَبْتَدَأُ الْآتِي تَقْدِيمُهُ إِلَّا إِذَا كَانَ ظَرْفًا خَبَرٌ

متعلق مرفوع ۱۲

لَا الْآتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ هَوَالِ الْمَسْنَدِ بَعْدَ دُخُولِهَا مِثْلُ

۱۱ تہمیر ہے جو مرفوع کا مفعول نام لیس فاعل ہے اور مبتدا کی طرف راجع ہے پس جب حقیقت میں ضعیف کا عطف غیر خبر پر ہے تو اب اس کا تمام خبر ہونا درست ہے ہاں اس صورت میں کہ ظرف و مرفوع ہوتا ہے جبکہ میں کہ عطف غیر خبر پر ہے کیا گیا تو چونکہ وہ غیر متصل ہے اور قاعدہ ہے کہ غیر متصل پر عطف بدول فاعل یا تاکید منفصل کے جائز نہیں لہذا یہ عطف کیونکہ درست ہوگا جواب یہ ہے کہ غیر متصل پر کسی اسم عطف مدول تاکید لائے غیر متصل کے اس وقت ناجائز ہوتا ہے جب کہ باعتبار ہاں کے یہ عطف کسی دوسرے چیز کی طرف راجع ہو اور جس وقت یہ عطف باعتبار ہاں کی کسی دوسری چیز کی طرف راجع ہو گیا کہ یہ مبتدا کی طرف راجع ہے اور باعتبار ضرورت کے مبتدا پر عطف نہیں ہے تو جائز ہوگا یہ ضعیف لغت میں یعنی فقار میں وغیرہ اور یہاں سکی صفت کہنا ہے کہ جملہ کے یہ معنی ہیں کہ ہر آدمی اپنے پیش کیا ہے یہ پچھا چلا شہیت ختم خواسے قولہ لعمرك لا فعلن نداء یعنی جب مبتدا معتمد ہے اور اس کی خبر لفظ قسم جو جیسے لعمرك فعلن گزرا اس کی اصل لعمرك قسمی لا فعلن کذا لافعی لفظ قسمی کو کہ خبر ہے مدول کر دیتے اس لئے کہ لام قسم اس پر دلالت کرتا ہے اور جواب قسم اس کا تمام ہے تو اس صورت میں حدت خبر واجب ہوگا ورنہ اجتماع بدل لازم آئے گا اور وہ جائز نہیں ۱۲ کے قولہ خبر ان یعنی ان اور اس کے نظائر ان دکان دیت و لعل کی خبر مرفوعات ہے اور چونکہ یہ وزن اور معنی اور عمل کرنے میں فعل متعدی کے مشابہ ہیں اس لئے ان کو حرف مشبہ بالفعل کہتے ہیں وزن میں مشابہت ہے کہ مرفوع مثل ثانی اور مامی ہوتے ہیں سیطرع ان کی صفت کا لای و لعل مامی ہی ابوہ معنی میں مشابہت کو ہے

۱۱ تہمیر ہے جو مرفوع کا مفعول نام لیس فاعل ہے اور مبتدا کی طرف راجع ہے پس جب حقیقت میں ضعیف کا عطف غیر خبر پر ہے تو اب اس کا تمام خبر ہونا درست ہے ہاں اس صورت میں کہ ظرف و مرفوع ہوتا ہے جبکہ میں کہ عطف غیر خبر پر ہے کیا گیا تو چونکہ وہ غیر متصل ہے اور قاعدہ ہے کہ غیر متصل پر عطف بدول فاعل یا تاکید منفصل کے جائز نہیں لہذا یہ عطف کیونکہ درست ہوگا جواب یہ ہے کہ غیر متصل پر کسی اسم عطف مدول تاکید لائے غیر متصل کے اس وقت ناجائز ہوتا ہے جب کہ باعتبار ہاں کے یہ عطف کسی دوسرے چیز کی طرف راجع ہو اور جس وقت یہ عطف باعتبار ہاں کی کسی دوسری چیز کی طرف راجع ہو گیا کہ یہ مبتدا کی طرف راجع ہے اور باعتبار ضرورت کے مبتدا پر عطف نہیں ہے تو جائز ہوگا یہ ضعیف لغت میں یعنی فقار میں وغیرہ اور یہاں سکی صفت کہنا ہے کہ جملہ کے یہ معنی ہیں کہ ہر آدمی اپنے پیش کیا ہے یہ پچھا چلا شہیت ختم خواسے قولہ لعمرك لا فعلن نداء یعنی جب مبتدا معتمد ہے اور اس کی خبر لفظ قسم جو جیسے لعمرك فعلن گزرا اس کی اصل لعمرك قسمی لا فعلن کذا لافعی لفظ قسمی کو کہ خبر ہے مدول کر دیتے اس لئے کہ لام قسم اس پر دلالت کرتا ہے اور جواب قسم اس کا تمام ہے تو اس صورت میں حدت خبر واجب ہوگا ورنہ اجتماع بدل لازم آئے گا اور وہ جائز نہیں ۱۲ کے قولہ خبر ان یعنی ان اور اس کے نظائر ان دکان دیت و لعل کی خبر مرفوعات ہے اور چونکہ یہ وزن اور معنی اور عمل کرنے میں فعل متعدی کے مشابہ ہیں اس لئے ان کو حرف مشبہ بالفعل کہتے ہیں وزن میں مشابہت ہے کہ مرفوع مثل ثانی اور مامی ہوتے ہیں سیطرع ان کی صفت کا لای و لعل مامی ہی ابوہ معنی میں مشابہت کو ہے

خواہ مفعول حقیقہ ہو یا حکما اور یہ تعین اس لئے ہے کہ منصوب کی یہ تعریف منصوب اصل (مفاعیل خمسہ) اور ان منصوبات کو شامل ہو جائے کہ جو مفعولوں کی طرح مفعول ہونے کی چار علامات میں سے فتح کسرہ الف یا ریحیے را یت زیداً و مسلمات وایاک و مسلمین اب اگر کوئی کہے کہ بعض اسرار ایسے ہیں کہ جن میں علامت مفعولیت کی پائی جاتی ہے مگر وہ منصوبات نہیں ہیں تعریف دخول غیر سے مانع نہ ہوئی جیسے حرمت مسلمات میں مسلمات کسرہ علامت مفعولیت پر مشتمل ہے مگر اسکو منصوب نہیں کہتے بلکہ مجرور ہے جواب ہے کہ تعریف منصوب میں قید حیثیت معتبر ہے یعنی منصوب وہ ہے کہ جس میں مفعولیت کی علامت اس حیثیت پائی جائے کہ وہ علامت مفعولیت کی ہے اور ظاہر ہے کہ کسرہ

مثال مذکور میں چونکہ اس حیثیت سے نہیں لہذا مسلمات تعریف مذکور سے خارج ہے ۲۔ لے قول فہ المفعول المطلق الی یعنی منصوبات میں سے ایک مفعول مطلق ہے مفعول مطلق کو تمام مفعولوں پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس مفہوم پر بلا قید زائد دلالت کرتا ہے بخلاف باقی مفعولوں کے کہ کسی میں قید فیہ یا معیالہ کی ہے اور چونکہ قاعدہ ہے کہ مطلق مقید پر مطلق مقدم ہوتا ہے لہذا ذکر میں بھی اس کو مقدم کیا گیا تاکہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے اور اگر کوئی کہے کہ مفعول مطلق مطلق نہیں بلکہ مقید بقید اطلاق ہے جو کہ بشرط لاشی کا درجہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کو مفعول مطلق کہتے ہیں حرمت مفعول بدون ذکر مطلق کو نہیں کہتے جواب یہ ہے کہ ذکر فقط مطلق کا یہاں قید کے لئے نہیں بلکہ یہاں مفہوم کے لئے ہے اور وجہ یہ ہے کہ قید غیر

مقید سے خارج ہوتی ہے اور یہ اطلاق مفہوم مفعول مطلق میں داخل ہے خارج نہیں کہ قید ہے نیز وجہ تقدیم مفعول مطلق میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مفعول مطلق کو فاعل کے ساتھ مشابہت سے اس لئے کہ وہ اور فاعل دونوں فعل کے جزو ہیں پس جس طرح پر فاعل کو افضل ہونے کی حیثیت سے تمام مفعولات پر مقدم کرتے ہیں اس طرح مفعول مطلق کو فاعل کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے تمام منصوبات پر مقدم کریں گے ہاں

یہ امر ہے کہ مفعول مطلق اور فاعل دونوں فعل کے جزو ہیں یا نہیں سوا اس کا جواب یہ ہے کہ ماقبل مذکور ہو چکا ہے کہ فعل بین چیزوں سے مرکب ہوتا ہے (۱) معنی عدنی جو کہ مفعول مطلق ہے (۲) اقتران بالزمان (۳) نسبت الی فاعل مایس ثابت ہوا کہ فاعل اور مفعول مطلق اجزاء فعل میں سے ہے اور اس اعتبار سے وہ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ۱۲۔

لَا غَلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِيهَا وَمُجْدَفٌ كَثِيرٌ أَوْ بَنُو تَمِيمٍ

لَا يَثْبُتُونَ اسْمُ مَا وَلَا الْمَشَبَهَاتَيْنِ بَلِيسٌ هُوَ

الْمُسْتَدُّ إِلَيْهِ بَعْدَ خَوَلَاهُمَا مِثْلُ مَا زِيدٌ قَائِمًا وَلَا لُجْلُ

أَفْضَلَ مِنْكَ وَهُوَ فِي لِشَاذُ الْمَنْصُوبَاتِ هُوَا

اشْتَمَلَ عَلَى عِلْمِ الْمَفْعُولِيَةِ فَهِنَّ الْمَفْعُولُ الْمَطْلُوقُ

لے قولہ و مجذوف الی یعنی لافنی جنس کی خبر اگر مجذوف ہو جاتی ہے جیسے لا الہ الا اللہ کہ اصل میں لا الہ الا اللہ موجود الا اللہ تھا ۱۲۔ لے قولہ و بنو تميم لاشیئتہ اس جملہ کے دو مطلب بنے ہیں ایک یہ کہ قبیلہ بنی تميم کے لوگ اس لاکہ خبر کو باطل نہیں سمجھتے کہ میں کہ لا الہ الا اللہ معنی میں اتنی لائل و المال کے ہے ۱۳۔ لے قولہ ما ولاد المشبتین ہیں الی یعنی جو مالاکہ لیں کیسا فقہ مشابہت معنی نفی اور عمل میں رکھتے ہیں ان ما اسم وہ مسند الیہ جو کہ ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد ہوتا ہے جیسے ما زید نا تھا وہ لا لاجل افضل منک کا نکرہ اور معرہ دونوں میں عمل کرتا ہے اور لا صرف نکرہ میں اور یہی وجہ ہے کہ مصنف ۴ مثال میں لا کیساتھ نکرہ لائے ہیں ۱۲۔ لے قولہ و ہونی لاشاذ الی یعنی لیں کا مطلق لائیں شاذ اور قلیل ہے اور وہ اس کی یہ ہے کہ لاکہ مشابہت لیں کے ساتھ ضعیف ہے اس لئے کہ لیں نفی حال کیلئے اور لا مطلق نفی کے لئے ہے بخلاف ما کے کہ وہ بھی نفی حال کیلئے ہوتا ہے پس لیں کا مفعول مایس شاذ نہیں لائیں شاذ ۱۳۔ لے قولہ المنصوبات یعنی منصوب وہ اسم ہے کہ جو اسم کے مفعول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو

علیٰ زید اور بھانہ کی قید سے فرست دیا یا خاصہ ہو گیا اس لئے کہ اگر حبس کی فعل مذکور کے فاعل نے کہا ہے لیکن معنی میں فعل مذکور کے نہیں ۱۲۔ قولہ وقد یكون المستأجر اب محض ۱۳۔ فعل مطلق کی قرینہ کے بعد اس کی تفسیر کو شروع کرتے ہیں اور مطلب یہ کہ مفعول بھی تاکید فعل کے لئے آتا ہے یعنی جو معنی کو فعل سے مستفاد ہوتے ہیں ان ہی پر مفعول مطلق دلالت کرتا ہے ان سے زائد کسی معنی پر دلالت نہیں کرتا اور کبھی بیان عدد کے لئے قولہ مثل حبست جدسایہ مثال اس مفعول مطلق کی ہے جو تاکید کے لئے ہے ۱۲۔

يكون للتأكيد والنوع والعدد نحو جلستُ جلوساً
 وجلستُ وجلستُ فالأول لا يثنى ولا يجتمع بخلاف
 الجلوس

اخيـه وقد يكون بغير لفظ نحو قعدتُ جلوساً

مطلق کی ہے جو تائید کے لئے ہے ۱۲۔
 ۴۔ **قوله** وجہہ بکسر مجسم یعنی جیٹھاں
 اس طے کا بیٹھا یہ مثلاً اس منقول
 مطلق کی ہے کہ جو بیان نوع کے لئے
 ۵۔ **قوله** جنسہ بنوع المجسم یعنی
 میں ایک مرتبہ بیٹھا یہ مثلاً
 اس منقول مطلق کی ہے کہ جو
 بیان کے لئے ہے **قوله**
 فا لا دل لایثنی ولا یجہ یعنی جو منقول
 مطلق کہ تائید کے لئے آتا ہے وہ
 تشبیہ اور جمع نہیں ہوتا اس لئے
 کردہ ماہیت فعیل پر دلالت کرتا ہے
 اور ماہیت میں تعدد نہیں ۱۳۔ **قوله**
 بخلاف آخریہ یعنی ممکن اس کا دونوں نظیروں
 کے یعنی اسی منقول مطلق کے جو بیان نوع اور
 بیان عدد کے لئے آئے کہ وہ تشبیہ اور جمع ہو
 جاتا ہے جیسے جلست مبنیٰ اور جسات ۱۴
 ۱۵۔ **قوله** وقد یکن نیز فقہ یعنی کبھی منقول مطلق
 اپنے فعل کے نفع سے منابر ہوتا ہے خواہ وہ منابر

ملے قول و ہوا اسم یا فعل، یعنی مفعول مطلق اس چیز کا نام ہے کہ جس کو اس فعل مذکور کے فاعل نے کیا ہو
 کہ جو اس کے ہم معنی ہے عرض کہ مفعول مطلق وہ اسم ہے کہ جو فعل مذکور کے ساتھ معنی مصدری میں ترکیب
 ہو دو دونوں کا فاعل ایک ہو پھر یہ فعل مذکور عام ہے لفظ مذکور سو یا بقدرت یا مفعول مطلق کی مثال ضربت
 خراہے اس لئے کہ ضربت نامہ فعل کی ضربت فعل مذکور کے فاعل میں مستحکم نے کیلئے اور وہ فعل مذکور کے ساتھ
 معنی مصدری میں ترکیب ہے اور دونوں کا فاعل ایک ہے اب اگر کوئی کہے کہ تعریف مفعول مطلق میں لفظ
 اسم کے داخل کرنے کی وجہ کیا ہے جب کہ مقصود اس کے بغیر بھی اختصار کے ساتھ حاصل ہوتا ہے
 جواب یہ ہے کہ قید اسم زیادہ نہ کرنے سے خلاف مقصود لازم آتا ہے اس لئے کہ اس وقت تعریف
 مذکور سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مفعول مطلق وہ لفظ ہے جو اس معنی پر دال ہے جس کو فعل مذکور کے
 فاعل نے کیا ہے حالانکہ الیا نہیں بلکہ مفعول مطلق وہ لفظ ہے جو اس معنی پر دال ہے اس لئے کہ وہی
 لفظ سے بحث کرتے ہیں نہ کہ معنی سے پھر اگر کوئی کہے کہ بعض مفعول مطلق ایسے ہیں کہ جن کو فاعل
 فعل مذکور نے نہیں کیا جیسے ماتا موتا و جسم جہاں اس نے کہ موت فعل مذکور سے فاعل کا اثر
 نہیں بلکہ موت کو اگر وجود ہی کہا جائے تو اس کا موجود واجب قتلے سے اور علی ہی سے تو مؤثر
 کی محتاج نہیں ایسے ہی جسم اور قوی میکل مونا باہمی قتلے کی قدرت کا ملکہ ہے نہ اختیار اور
 تاثیر جسم سے پس تعریف مذکور ادبیاجاد فاعل نہیں بلکہ یہ ہے کہ مفعول مطلق فاعل کے ساتھ اس

۱۱۔ اعتبارِ مادہ کے جو عیسے قدرتِ جلوتِ مآب یا اعتبارِ مادہ کے عیسے قبل الہی تجلی طہاب ۱۱۔ دونوں کے اعتبار سے جیسے فاد جس فی لغۃ خیفۃ موسیٰ کو کیا یا ایسا بابِ فخال سے یعنی درودِ انگلنڈ ترس دانے کے دکنانی (العراج) لیکن بابِ ہمر یہ فرد ہے کہ مفعولِ خلق باعتبار معنی کے کبھی اپنے فعل کے متناظر ہوئے۔ درزا اس کا مفعولِ خلق ہونا صحیح نہ ہوگا ۱۲۔ محمد شفیق اللہ

باعتبار موصوف محذوف کے ہے ای قدمت قد و نا غیر مقدم ۱۲ ملے قول و جوبا الخ اس کا مطلق جواز پر ہے اور در حقیقت معنی میں واجب کے ہو کر مفعول مطلق محذوف کی صفت ہے انی تجتهد هذا واجبا نیز سانا بھی معنی میں سانا کے ہو کر مفعول مطلق کی ثانی صفت یعنی کسی مفعول مطلق کے فعل نامصوب کو حذف کرنا واجب ہے اور وہ دو قسم پر ہے پہلی قسم سماعی کہ جس میں نامصوب مفعول مطلق کے حذف کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ مقرر نہیں کہ جس پر دوسرے مفعول کوئی نہ کیا جائے بلکہ اس کا حذف بعض سماع پر موقوف ہو گیا کہ مثلاً مذکورہ میں ۱۲ ملے قول و جوبا اصل میں سنا کہ انصر مقبیا تھا لے قول و جوبا اصل میں سنا کہ انصر مقبیا تھا ۱۲ ملے قول و جوبا اصل میں سنا کہ انصر مقبیا تھا ۱۲ ملے قول و جوبا اصل میں سنا کہ انصر مقبیا تھا

وَقَدْ يَجْزِفُ الْفَعْلَ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ جَوَانًا كَقَوْلِكَ

الْبَيْتُ مَعْلُومٌ الْفَعْلُ الْمَصْبُوبُ الْمَفْعُولُ الْمَطْلُوقُ ۱۲

لِمَنْ قَدْ مَخِيرَ مَقْدَمٍ وَوَجُوبًا سَمَاعًا مِثْلَ سَقِيًّا

۱۲ ملے

وَرَعِيًّا وَخَبِيَّةً وَجَدًا وَحَمْدًا وَشُكْرًا وَعَجْبًا

نیز تہذیب لغت... دو ذک فی مواضع ۱۲ - من علی المواضع ۱۲

قِيَاسًا فِي مَوَاضِعٍ مِنْهَا وَقَعَ مَثْبُتًا بَعْدَ نَفِيٍّ أَوْ

۱۲ ملے و نفل ذلک النفی و مصاد ۱۲

کا زما

مَعْنَى نَفْيٍ دَاخِلٍ عَلَى اسْمٍ لَا يَكُونُ خَبْرًا عَنْهُ

۱ ملے قول و تذکرہ فعل النفی الخ یعنی کسی مفعول مطلق کے فعل نامصوب کو بوقت تمام ہونے قرینہ جالیہ یا ماقا کے حذف کر دیتے ہیں اور یہ حذف کرنا جائز ہے واجب نہیں جیسا کہ اس شخص کو جو منہ سے اس کے غیر مقدم کرے ای قدمت قد و نا غیر مقدم ہیں اول قدمت نامصوب مفعول مطلق ہے بقریہ حال ماقا طبع کے حذف کیا اس کے بعد قد و نا کو حذف کر کے اس کی صفت یعنی غیر مقدم کو اس کا قائم کیا اور اگر کوئی کہے کہ غیر اسم تفصیل ہے اصل میں غیر ہے ہر کثرت استعمال کے خلاف قیاسی اسلاف کو حذف کیا گیا ہے اور جب غیر اسم تفصیل ہے تو مفعول مطلق کیونکہ ہوگا اسلے کہ مفعول مطلق کیلئے مصد ہر ماضی ہدی ہے کہ اسباق ان شاء اللہ جواسم تفصیل جب کسی چیز کی صفت یا کسی چیز کی صفت مضاف ہو تو یہودی کے موصوف اور اس کے مضاف الیہ کی براہ راست ہے یعنی اس کے معنی موصوف اور مضاف الیہ کیلئے مضاف ہوتے ہیں پس مثال مذکور میں چونکہ اسم تفصیل کی مضاف مقدم مصدہ جی کیلئے مضاف تقرر نہ کر دے مصد ہوگا اور اس مقدم سے اس کو مفعول مطلق کہنا درست ہو جائیگا نیز کہہ سکتے ہیں کہ اس کی مصدہ بیت

نفی اور معنی نفی کے دخول کو اسم پر اسلے مشروط کیا ہے کہ اگر نفی یا معنی نفی فعل پر داخل ہوں تو فعل کا حذف واجب نہ ہوگا جیسے ماضی الامر تاسیر سیر اسلے کہ اس صورت میں فعل مذکور ہے۔ محذوف ہیں۔ اس طرح یہاں مفعول مطلق کیلئے یہ قید کہ اس اسم سے خبر نہ ہو سکے اسلے کہ ماضی الامر تاسیر سیر مذکور ہے خارج ہو جائے اسلے کہ وہ اس وقت بنا بر خبرت کے مرفوع اور نا خبر فیہ خارج ہے ۱۲ محمد شیت اللہ دیوبندی

۳۔ قولہ بخروا انت الاسبیر الخ یہ صا بط اولیٰ کی مثال ہے اس لئے کہ سبیرؓ اندکور میں مغول مطلق ثبت بعد نفی کے واقع ہے اور وہ نفی ایک ایسے اسم یعنی انت پر داخل ہے کہ سبیرؓ مغول مطلق اس سے خبر نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ مصدر ہے مصدر کا ذات پر حمل نہیں ہوتا مگر مجازاً اور مجازاً اور شئی ہے ۱۲۔ قولہ واما انت الاسبیر الخ یہ مثال بھی صا بط اولیٰ کی ہے اور فرق دونوں مثالوں میں صرف اس قدر ہے کہ اول مثال مغول مطلق غیہ کی ہے اور دوسری مثال مغول مطلق معرفہ کی ہے اور مقصد مختلف ہر کا صا بط اولیٰ میں لیکن دونوں مثالوں کے ذکر کرنے سے اس امر کی بظرف

اشارہ کرتا ہے کہ کبھی مفعول مطلق عکڑہ ہوتا ہے اور کبھی مرفوع ۱۲ کے قولہ واسما انت سیرا یہ مثال اس مفعول مطلق کی ہے کہ بعد مثنیٰ نفی کے واقع ہے اس لئے کہ ایسا مثنیٰ میں ماضی لایا گئے ہے ۱۲ کے قولہ در یسیرا سیرا ای سیرا سیرا یہ مثال اس مفعول مطلق کی ہے کہ مکرر واقع ہے ۱۲ کے قولہ و منہا واقع تفصیلاً یعنی منجملہ ان مواضع کے جاں تا صلب مفعول مطلق کا حذف قیاساً واجب ہے وہ مواضع ہے کہ جس میں مفعول مطلق مضمون جملہ منفردہ کی عنصر ض اور فائدہ کا بیان واقع ہو مضمون جملہ سے مراد وہ مصدر ہے کہ جو جملہ سے منہوم ہوتا ہے اور نامثل یا مفعول کی طرف مضاف ہے اور آخر مضمون جملہ سے اس کی عنصر ض و غایت مراد ہے جو کہ اس سے مطلوب و مقصود ہے پس اس جگہ تا صلب مفعول مطلق کا حذف کرنا واجب ہو گا اگر لے کہ اگر اس جگہ کو تفصیل کے موقع پر ذکر کریں گے تو چرچہ کچھ دہ اجمال میں مذکور ہے اس کا ذکر لنو اور باطل ہو گا ۱۲ کے قولہ مثل شد و الرقاق سے الہ یہ ایک جملہ ہے اور اس کا مفعول شد و رقاق ہے اور عنصر ض شد و رقاق سے یعنی مشرکین راخان کرتا ہے یا خدا

او وقع مكرراً نحو ما انت الأسير وما انت الا

مثال المشرقة ١٢

سیر البرید وانما انت سیرا وزید سیرا سیرا و

مثال سرفہ ۱۷

مثال معنی الحقیقی ۱۲

شمال ماورقہ کمرہ ۱۲

منها ما وقع تفصيلاً لا اثر مضمون جملة متقدمة

۱۰ من فکر المراضع

مثل فسد والوثاق فاماناً بعد وامافداً

لے قولہ اودق کرا۔ یعنی دراموض ان مواضع میں سے کہ جن میں مفعول مطلق کے فعل نامصوب کا منہ
تیا سا واجب ہے یہ سے کہ مفعول مطلق مکرر واقع ہوا ہو اگر کوئی کے کہ بعض جگہ میں مفعول مطلق مکرر ہوتا
اور باوجود اسکے اس کے نامصوب کو حذف نہیں کیا جاتا جیسے قولتنا لے اذا دکت الارض وکادک لیس ثابت
ہوا کہ قاعدہ مذکور صحیح نہیں جواب یہ سے کہ مفعول مطلق کے مکرر ہونے کی صورت میں اس کے فعل نامصوب
کو حذف کرنے کی شرط یہ ہے کہ مفعول مطلق مکرر بعد اسم کے مواضع میں خبر کے واقع سے اور خبر نے کی
صلاحیت نہ رکھے اور ایت مذکورہ میں اگرچہ مفعول مطلق مکرر بعد اسم کے واقع ہے مگر اس اسم سابق سے وہ
میں خبر کے نہیں لے لے کہ اسم سابق الارض سے جو کہ دکت فعل کا مفعول بال اسم فاعل ہے بتدانیس کہ خبر کو مقتضی
ہو پس یہاں وجوب حذف کی شرط نہیں پائی جاتی لہذا فعل کو ذکر کیا گیا باقی رہا یہ امر کہ ان دونوں موضوعوں
میں نامصوب مفعول مطلق کا حذف کیوں واجب ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر موضوع اول میں حصے سے
اور موضع ثانی میں مکرر سے دو دام اور استمرار ہے فوت ہو جائیگا امدار کوئی کے کہ ان دونوں ضابطوں
کو ایک جگہ بیان کرنے کی وجہ یہ کہ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں ضابطوں میں مشترک ایک ہے اس لئے
کہ دونوں میں مفعول مطلق کا خبر مینا صحیح نہیں نیز کہہ سکتے ہیں کہ باعث حذف فعل دونوں موضوعوں میں
ایک امر ہے یعنی قصد دوم و استمرار پس بناء علیہ ان دونوں کا ایک باب میں ذکر نا ہی مناسب ہوا

یہی مستحقین پر احسان کرنا ہے یا دلو
یعنی مال سے فدیہ لینا پس جب جملہ مقدمات اپنے مضنون پر دلالت کرتا ہے اور اس سے اس کی غایت یعنی مفعول مطلق کی طرف
ذہن متقلب ہوتا ہے تو مقل کو حذف کیا جائے گا پھر جب مفعول مطلق کو اس کا فاعل مقام کیا گیا تو حذف واجب ہوگا اور تقدیریات کی اس طرح ہر
فردہ الوفاق فاعلاتنوں خابہذا الوفاق دما لغدون فذالین جس وقت تم کفار کو گرفتار کرو تو انکو بیڑیوں میں مضبوط باندھو اور اس کے بعد تم کو اختیار ہے
یا تو ان پر احسان کر کہ وہ وژدو یا ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دو ۱۲

افعال جوارح سے ہے اس لئے کہ آواز عضو ظاہری یعنی مقلوم سے پیدا ہوتی ہے اور بعد جملہ فاذا موت کے واقع ہوا اور جملہ ایک ایسے جملہ پر مشتمل ہے جو کہ مفعول مطلق کے ہم معنی ہے یعنی صوت اور صاحب اسم یعنی ضمیر پر مشتمل ہے پس اس مصدر کے فعل یفوت کو جو با حذف کر دیا گیا اس لئے کہ اس کے معنی جملہ سابق سے مستفاد ہوتے ہیں دراصل کا بیان یہ ہے کہ نسبت انی فاعل ما پر اور صوت مصدر معنی حدیث پر اور اذا اقتران زمانہ پر دلالت کرتا ہے پھر اگر لفظ اذا ہوتا تو زمانہ سابق کلام سے معلوم ہوتا ہے پس جب یہاں معنی فعل کے جملہ مقدم سے حاصل ہو جاتے ہیں تو اب اس کے ذکر کرنے کی حاجت نہ ہوگی لہذا لغز واجب ہوگا ۱۲ سے قولہ و صراخ الشکل الخ ای درت بہ فاذا صراخ الشکل

اس مثال میں صراخ الشکل مفعول مطلق ہے اور اس سے پہلے یصرخ فعل مفعول سے صراخ آواز کرنا اور شکل وہ صورت ہے کہ جس کا پھر مرکا اور اس جملہ پر صفت علم ایک مثالہ ۲ مثال اس لئے لائے ہیں کہ مفعول مطلق اول میں مصدر تاویلی اور ثانی میں مصدر تحقیقی ہے اور اول میں نکرہ کی صفت مضاف ہے اور ثانی میں معرفہ کی طرف اور مضاف الیہ اول کا غیر ذوی النقول سے اور ثانی کا ذوی النقول ہے ۱۲ سے قولہ (منہا ما وقع الخ یعنی بعض ان مواضع میں سے کہ جہاں مفعول مطلق کے نامصب کا حذف قیاساً واجب ہے یہ ہے کہ مفعول مطلق ایسے جملہ کا مفعول یعنی خلاصہ اور ما حاصل

وَمِنْهَا مَا وَقَعَ لِلتَّشْبِيهِ عِلَاجًا بَعْدَ جُمْلَةٍ مُشْتَمِلَةٍ عَلَى
لے من ہیکل المواضع لے موضع صفت جملہ

اسی معنای صاحب نحو مروت بزید فاذا صوت

صوت جوارح و صراخ صراخ الشکل و منہا ما وقع
المصدر ۱۲ لے موضع لے من ہیکل مواضع

مضمون جملہ الاحتمال لہا غیرہ نحو لے علی الف
لے نکل جملہ ۱۲

درہم اعترافاً و لیسمی تاکیداً لنفسہ

واقع ہو کر اس میں مفعول مطلق کے معنی کے سوا اور دوسرے معنی کا احتمال ہو جیسے لعلی الف درہم اعترافاً اس میں اعترافاً مفعول مطلق ہے جو کہ علی الف درہم کا خلاصہ اور ما حاصل ہے اور وہ ایسے جملہ ہے کہ جس میں مفعول مطلق کے ماسوا کوئی دوسرا افعال نہیں اس لئے کہ مقصود شکم کا اس جملہ سے ایک ہزار درہم کا اقرار کرنا ہے پس یہ جملہ اس حیثیت سے غیر عرّاف کو تھلی نہیں اگرچہ جملہ خبریہ ہونے کی حیثیت سے صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے اور چونکہ یہ جملہ اقرار ہے لہذا قاضی کے سامنے اگر کوئی شخص زید علی الف درہم کے گا تو وہ اس اعتراف کی وجہ سے اس پر ہزار درہم کو واجب کر دے گا

اس قولہ و منہا واقع التّشبیہ الخ یعنی بعض ان مواضع میں کہ جہاں مفعول مطلق نامصب کا حذف قیاساً واجب ہے وہ مواضع ہیں کہ جس میں مفعول مطلق کسی امر کی تشبیہ کیلئے واقع ہو رہا ہو حالانکہ وہ مفعول مطلق کسی ایسے فعل پر دلالت کرے کہ جو افعال جوارح سے ہو یعنی آلات بدن کا محتاج ہو افعال قلب نہ ہو نیز وہ مفعول مطلق ایسے جملہ کے بعد واقع ہو کر جو اس کے ہم معنی اسم اور صاحب اسم پر مشتمل ہے پس اب پہلے تشبیہ کی قید سے مثل نزد صوت موت حسن سے اعتراف ہے اس لئے کہ اس کا تشبیہ نہیں ہے، علاوہ ازیں قید سے مثل زید زید بن عبد الصلہ سے اعتراف ہے اس لئے کہ نہ افعال جوارح سے نہیں ہے بلکہ افعال قلب سے ہے پھر بعد جملہ کی قید سے زید موت حار خارج ہو جائیگا اس لئے کہ صوت حار جملہ کے بعد نہیں جملہ مفرد کے بعد ہے اور مثلاً علی اسم منہا کی قید سے مثل مروت بزید فاذا لفظ رب صوت جانے اعتراف ہوگا اور قیاساً صاحب کی قید مروت باللفظ فاذا صوت حار خارج ہو جائیگا کا اطلاق ہوتے قولہ الخ نہیں مثال مذکور میں صوت حار مفعول مطلق تشبیہ کیلئے ہے کہ زید کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے اور

اس قولہ و لیسمی تاکیداً لنفسہ الخ یعنی مفعول مطلق کی اس قسم کو تاکیداً لنفسہ کہتے ہیں اس لئے اس کے مقابلے میں تاکیداً للغير ہے جو کہ آئندہ آئیگا باقی رہا یہ امر کہ اس جملہ فعل کا حذف کیوں واجب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جملہ مقدم چونکہ فعل پر دلالت کرتا ہے لہذا فعل کو حذف کر کے مفعول مطلق کو اس کا قائم مقام کرنے میں ۱۲ محمد حقیقت اللہ

عمر کر یکجا معمول مقدم ہوا مؤخر پر مفعول بہ کا فعل پر مقدم ہونا دو قسم ہے کبھی ترجیحاً ہوتا ہے جیسے وجہ الحبیب اغنی اور کبھی واجب ہوتا ہے اور یہ اس وقت جبکہ مفعول بہ معنی استقام یا شرط کو متضمن ہو جیسے من رایت اور من یحرم یکے حکم ۱۲ کے قولہ وقد تدرکون فعل فعلی یعنی مفعول بہ کے فعل کو برکت پانے جانے قرینہ حالیہ یا مقابلیہ کے حذف کر دینے میں جیسے کوئی شخص من اضر بکے اور اس کے جواب میں نہ بد کہیں اس لئے کہ سوال مذکور اس کے حذف پر قرینہ یا جیسے کوئی شخص بقصد حج بیت اللہ جا رہا ہے اور اس سے مکہ کیسے پس یہاں حج کیلئے جانا قرینہ حالت ہے اور اس کی وجہ سے فعل کو حذف کر دیا گیا ہے ای تردید کہ ۱۲ کے قولہ و جوابی اربعہ مواضع یعنی نا صبت مفعول بہ کا حذف چار جگہ واجب ہے اور اگر کوئی کہے کہ ان مواضع اربعہ کے علاوہ بھی بہت سی جگہ میں ہم دیکھتے ہیں پس کیا وجہ ہے کہ مواضع اربعہ کا ذکر کیا اور باقی چھوڑ دیا گیا جواب یہ ہے کہ مواضع اربعہ میں چونکہ مباحث

المفعول بہ هو ما وقع عليه فعل الفاعل نحو ضربت

زيداً او قد يتقدم على الفعل نحو زيداً اضربت وقد

يحذف الفعل لقيام قرينته تجوز القولك زيداً لمن

قال من اضرِب وجوباً في اربع مواضع الاول سماعي

نحو امرأ ونفس وانتهوا خيرا لکم واهلاً وسهلاً

۱۲ کے قولہ المفعول بہ جو یعنی مفعول بہ وہ قسم ہے کہ جس فعل فاعل کا واقع ہو خواہ فعل ثابت ہو جیسے ضرب زید یا ماضی ہو جیسے لم اضر بکے کوئی کے کلمات وید میں وید فاعل ہے حالانکہ مفعول بہ کی تعریف سبب صادق آتی ہے اس لئے کہ موت زید پر واقع ہے جرات ہے کہ مردہ قریب فعل فاعل سے یہ ہے کہ فعل فاعل سے ہمارا ہو کر مفعول بہ پر واقع ہوا اور یہاں ایسا نہیں ہے کہ موت فاعل سے ہمارا ہو کر زید پر واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ زید کی روح کے پرواز کرمانے سے متعلق ہوئی و فاعل قولہ ما وقع علیہ فعل الفاعل سے مفعول فیہ اور مفعول لہ اور مفعول مہذو ج ہو جائے گا اس لئے کہ ان میں سے کوئی مفعول ایسا نہیں کہ جس فعل فاعل کا واقع ہو سکے تو اس میں یا اس کے لئے یا اس کے ساتھ فعل فاعل کا واقع ہے نیز اسی قید سے مفعول مطلق بھی خارج ہو جائے گا اس لئے کہ ایک شخص نے نفس پر واقع نہیں ہوئی پس مفعول مطلق کہیں فعل فاعل ہے اسی قید سے خارج ہو جائیگا اور تعریف مفعول بہ کی جامع مانع ہو جائے گی ۱۲ کے قولہ قد تقدم بولیعنی مفعول بہ کوئی پہلے فاعل پر مقدم ہوتا ہے اس لئے کہ فاعل فاعل قوی ہے پس وہ ہر صورت میں

بکثرت میں ہذا مصنف نے ان کے بیان پر گفتہا کی اور باقی کو چھوڑ دیا پھر دعویٰ حصر کا کیا نہیں کر سکتے واقع ہو ۱۲ کے قولہ الاول سماعی یعنی ان مواضع اربعہ میں سے اول سماعی ہے جس میں قیاس کو دخل نہیں بلکہ وہ محد و سمار پر موقوف ہے جیسے قولہ امرأ لنفسی یہ اصل میں ترک امرأ لنفسی یعنی مرد کو اور اس کے نفس کو چھوڑ دینے اور اپنے ہاتھ اور زبان کو اس کے ماننے اور بیعت کرنے سے روک لے پس یہاں امرأ ترک کا مفعول بہ ہے فعل کو حذف کر دیا ۱۲ کے قولہ وانتهوا خیرکم پر اس میں انتہوا من الثلاث و انقصدوا خیرکم تقد یعنی تم میں ختم نہ کرنے سے بچو اور اپنے لئے خیر کا قصد کرو پس یہاں خیر مفعول بہ ہے اور اس سے پہلے انقصدوا کو حذف ہے ۱۲ کے قولہ الملاء سلا ای ایتیت الملاء طینت سلا یعنی تو اپنے اہل میں آیا اور تو نے نرم زمین کو روندنا پس مثال مذکور میں مفعول بہ کے فعل کو سماعتاً حذف کر دیا اور یہ حذف واجب ہے اہل عرب البلاد سلا کو اس وقت دلت بولتے ہیں جب کوئی شخص سفر کر کے بطور جہان کے وارد ہوتا ہے نیز جانتا چاہیے کہ لفظ اہل مقابلہ دو چیزوں کے آتا ہے ایک اجانب یعنی بیگانوں کے دوسرے خراب یعنی دیرانہ کے پس بنا پر اول کے تقدیر کلام یہ ہوگی ایتیت الملاء اجانب یعنی نزدیک رشتہ دار داروں میں آیا یا نہ اجانب میں اور بنا پر ثانی کے اہل یعنی ماہول ہوگا اور اس کے لئے

موصوف مختدر کیا جائیگا یعنی لفظ مکان ای ایتیت مکانا ما ہوا ای ما نو سلا خواہا اور سہل یعنی زمین نرم مقابل جزا یعنی درشت اور زمین ہمارے ہے ای و طینت سبلاً من البلاد لا حزنا یعنی تو نے شہر دل کی نرم زمین میں سفر کیا نہ جائے درشت اور نا ہموار میں ۱۲

تو کتب قولہ لفظا کان الحرف او تقدیر حرف لغو خطا کی مثال جیسے بازید حرف مقدر کی مثال جیسے بوضع لغو من ہذا اصل میں یا یوسف لغو من ہذا لغو منادی لغو خطا کی مثال جیسے الایا اسجد ای الایا تو منادی مقدر سے دوسری ترکیب یہ ہے کہ وہ حرف ہندادی سے حالی حال کوں لغو والی منادی فی اللفظ او تقدیر غرض یہ دور کیس میں اور ان کے علاوہ اور ترکیبیں بھی ہو سکتی ہے مگر چونکہ سنگ مال ایک ہے لہذا ہم نے انہیں دونوں کے بیان پر اکتفا کیا اور باقی ترکیبوں کو چھوڑ دیا **۱۱** قولہ ویدنی علی ما یرفع یہ الخ یعنی منادی مغز و معروف ہو تو وہ علامت رافع پر مبنی ہوتا ہے مغز سے مراد یہ ہے کہ مصنف

اور شاہ یہ مصنف نہ ہوا اور معروف سے مراد عام ہے کہ قبل ہذا کے معروف ہو جیسے یا زید یا بعد غا کے جیسے یا رجل اور وجہ منادی مغز و معروف کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ وہ کات اسمی کے مرفوع میں واقع ہوتا ہے اور کات اسمی کو کات خطاب حرفیہ کے ساتھ لفظا ومعنی مشابہت سے پس وجہ مناسبت مبنی اصل کے منادی مغز و معروف مبنی ہو گا اب اگر کوئی کہے کہ جب نہیں منادی مغز و معروف کو مبنی کرنا تھا تو سکون پر مبنی کرنا چاہئے تھا جو کہنا میں اصل ہے علامت رافع پر مبنی کرنے کی کیا وجہ ہے جواب یہ ہے کہ منادی مغز و معروف بوجہ مشابہت کے مبنی ہوتا ہے جیسا کہ ما قبل گذرا اور سکون اس مبنی کی علامت ہے جو کہ اصلی ہے پس وہ سکون پر مبنی نہ ہو گا اور نہ علامت نصب اور جہ اس لئے کہ علامت نصب پر مبنی کرنے کی حالت میں اس کا اقتباس اس منادی کیساتھ ہو گا اور یا شکم کیلوت مصنف ہے اور یا شکم کیلوت سے بدل کہ قبل الف کو فتح اور الف کو گرا دیا گیا ہے جیسے یا غلام اور علامت پر مبنی کرنے کی صورت میں اس منادی کیساتھ اقتباس ہو گا اور یا شکم کیلوت مصنف ہے اور یا کہ حرف کے ساتھ قابل کو بانی رکھا گیا ہے جیسے

وَالثَّانِي الْمَنَادِي وَهُوَ الْمَطْلُوبُ أَقْبَالَ بِحَرْفٍ نَائِبٍ
من الموضع التي يجب حذف الناصب فيها ۱۲

مَنَابٍ أَدْعُو لَفْظًا أَوْ تَقْدِيرًا وَيَدْنِي عَلَى مَا يَرْفَعُ
مثال المعروف قبل الندا ۱۲

بِهَ إِنْ كَانَ مَفْرُودًا مَعْرِفَةً تَحْوِي تَارِيْدُ
مثال المعرفۃ بفتح المعرفۃ ۱۲
مثال المعرفۃ بفتح المعرفۃ ۱۲
مثال المعرفۃ بفتح المعرفۃ ۱۲

وَيَارْجُلُ وَيَا زَيْدًا ن وَيَا زَيْدًا ن وَيَا زَيْدًا ن

۱۱ قولہ الثانی المنادی الخ یعنی دوسرا موضع ان مواضع اور بعد میں سے کہ جہاں مغول بسکے عامل کو حذف کرنا واجب ہے منادی ہے اور وہ وہ اسم ہے کہ جنس کے متوجہ ہونے کو بذریعہ اس حرف کے کہ قائم مقام ادعو کا ہے طلب کیا جائے عام از ہی کہ وہ حرف لفظا مذکور ہو یا تقدیرا منادی کی اس تعریف میں قولہ المطلوب جنس ہے کہ جو منادی اور غیر منادی دونوں کو شامل ہے اور اقبال کی قید اس میں احترازی ہے مندوب اس مگر سے خارج ہو جائے اس لئے کہ اس کا اقبال مطلوب نہیں ہوتا بلکہ اس پر لکھا رافع اور گرا کرنا مقصود ہوتا ہے پھر اقبال یعنی متوجہ کرنا دو قسم پر ہے ایک وہی مثلا کوئی شخص ہم سے پشت کے ٹھکرا ہوا دھیمہ بذریعہ ندا کے اس کے جسے کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیں دوسرے تلبی اور اس کے صورت یہ ہے کہ ایک شخص باوجودیکہ ہے ہماری طرف منظر کے کھڑا ہے مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ دل سے ہماری طرف متوجہ ہو غرض اقبال کی یہ دوسری نہیں اور یہ دونوں حقیقی میں اور ان کے متقابل میں ایک اقبال ممکن ہے اور وہ یہ کہ جس چیز میں متوجہ ہونے کی صلاحیت نہیں اس کی بمنزلہ اس چیز کے فرض کریں کہ میں میں متوجہ ہوئی صلاحیت ہے اور اس پر حرف ندا کو داخل کریں جیسے یا سدا یا جبال پس یہاں سدا اور جبال کا حقیقہ اپنی طرف متوجہ کرنا مقصود نہیں بلکہ ان کا متوجہ کرنا مقصود ہے منادی کی تعریف میں بحرف کی قید سے مثل ادعو زیدا سے احتراز ہے اس لئے کہ اس میں زید کا اقبال بذریعہ فعل کے مطلوب ہے بواسطہ حرف کے مطلوب نہیں اور نائب مناب ادعو کی قید سے مثل نقیل زیدا سے احتراز ہے اس لئے کہ یہاں زید کا اقبال نام لہر سے مطلوب ہے اور وہ ادعو کا قائم مقام نہیں ادعو کا قائم مقام یا اد یا اد مینا اور ای اور معروف ہے

یا بار پس جب یہ صورتیں التباس کی ہیں تو اب بحر اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ اسکو علامت رافع پر مبنی کہا جائے باقی مصنف کا مبنی علی ما یرفع کیس اس وجہ سے ہے کہ یہ حرف اور حرکت دونوں کو شامل ہو جائے **۱۲** قولہ مثل یا زید یہ مثال اس منادی مغز و معروف کی ہے جو کہ مخیر مبنی سے اور قبل زیدا معروف ہے **۱۳** قولہ یا رجل یا منادی مغز و معروف کی ہے جو کہ ضمیر مبنی ہے اور بعد از مذکور ہے **۱۴** قولہ یا زید ان یہ مثال اس منادی کی ہے کہ الف پر مبنی ہے **۱۵** قولہ یا زید وین مثال اس منادی ہے جو کہ داؤ پر مبنی ہے **۱۶**

کہا یا دوسری کس نہ مستغاثہ ہے کہ اس سے فریاد کسی طلب کی گئی ہے اور مظلوم مستغاث نہ ہے کہ اس کے لئے فریاد چاہتے ہیں اس مثال میں مستغاث مذکور ہے دوسری
سلطنت مذکورہ نہیں بلکہ معرفت ہے ۱۲ **قوله** وبقیۃ الامان انما یعنی جب منادی کے آخر میں الف استغاثہ کا داخل ہوگا تو بقیہ پر معنی ہوگا جسے کہ نصف نے داخل
نہیں کیا ہے لیکن معرفت الف استغاثہ کا داخل نہ ہوگا اسلئے کہ لام اپنے مدخل کو مجرور کرتا ہے اور لاف اپنے ما قبل فقرہ کو چاہتا ہے پس دونوں کے اثر میں منادات ہے اور
دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے ۱۳ **قوله** سل یا زیادہ بہتالی من منادی کی ہے کہ سب الف استغاثہ کا داخل ہے اور وقت کیوجہ سے اس کے آخر میں یا لاف

کیا گیا ہے ۱۲ **قوله** وینصب اسراہا التی منادی
مفرد معرفہ اور منادی مستغاث کے سوا یعنی صورتیں ہیں
ان میں بنا برضوئیت کے منادی مفرد معرفہ سے نکلتی
ہیں ایک یہ کہ منادی مفرد نہ ہو بلکہ معنات ہو دوسرے
مثلاً معنات جو تعبیر سے معرفہ ہو چکے نہ مفرد نہ
معرفہ ۱۲ **قوله** یا عبد اسیر یہ منادی معنات
کی مثال ہے ۱۲ **قوله** یا طالعاجبلا یہ
معنات کی مثال ہے اس لئے کہ مشابہ معنات اس
اسم کو کہتے ہیں کہ اس کے معنی بدوں انعام یا بعد
کے نام نہ ہوں جیسا کہ معنات اور معنات الیہ کا
حال ہے اور معنات بدوں معنات الیہ کے تمام
ہوتا ہے ۱۳ **قوله** یا رجلایہ اس منادی کی مثال
ہے کہ جو معرفہ نہیں پس رجلایہ مثال مذکور میں اس
وقت منصوب ہوگا جب کہ اس سے کسی غیر معین
شخص کو آواز دی جائے گی جیسے کوئی نابینا کہے
یا رجلایہ خدیجی (فان کا لا) جانتا چاہے کہ قولہ غیر
معین رجل کے منصوب ہونے کی توفیت ہے فقید
نہیں اس لئے کہ توفیت کی صورت میں یہ معنی
میں کہ رجل اس وقت منصوب ہوگا جب کہ
غیر معین کیے بولا جائے گا اور فقید کی شکل
میں یہ معنی ہیں کہ رجل کے منصوب ہونے کی
دو حالتیں ہیں ایک یہ کہ غیر معین پر معمول ہوا
یہ معنی باطل ہیں اس لئے کہ رجل کے منصوب
ہونے کی ہرگز ہرگز دو حالتیں نہیں بلکہ صرف
ایک حالت ہے کہ غیر معین کیے ہو پس رجل
منصوب ہونے کی حالت میں احتمال آخرین
اور تعین کا نہیں رکھتا جیسا کہ ظاہر ہے پس
معلوم ہوا کہ قول مصنف غیر معین فقید کی
نہیں بلکہ توفیت کیے سے قائل نا نہ توفیق

وینقص بلہ الاستغاثۃ نحو یا الزید و یفتحہ لاحاق
۱۲ ای منادی

الف یا ولا لہ فیہ نحو یا زید اہ و ینصب ما
الواحد

سواہما نحو یا عبد اللہ و یا طالعاجبلا و

یا رجلا لغير معین وتوابع المنادی

۱۳ **قوله** وینقص بلہ الاستغاثۃ التی منادی پر لام استغاثہ کا داخل ہوگا تو منادی مجرور ہو جائیگا استغاثہ
کے معنی فریاد طلب کرنے کے ہیں اور لام استغاثہ وہ لام ہے کہ جر بوقت استغاثہ کے مستغاث ہر داخل ہوتا ہے لام
ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اس لئے کہ اگر کسی کو ہر وقت اس کا اتباس لام مسکور مستغاث نہ ہے ہوگا جب کہ
مستغاث کو صرف کر کے صرف مستغاث رکھو باقی رکھا جائے کہ جیسے یا مظلوم اصل میں یا مظلوم مستغاث
اگر کوئی کہے کہ اس کا برعکس کیوں نہیں کیا گیا اگر لام مستغاث کو مسکور اور لام مستغاث نہ کو مفتوح کرے اس
صورت میں بھی اتباس نہ تھا جواب یہ ہے کہ مستغاث جگہ میں کاف غیر کے ہے اور ضمیر پر لام جارہ داخل
ہوتا ہے تو وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے لک لندا یہ لام بھی مفتوح ہوگا بخلاف مستغاث نہ کہ وہ ضمیر کی
جگہ پر واقع نہیں لہذا ضمیر داخل ہونے والا لام مفتوح نہ ہوگا پس ثابت ہوا کہ لام مستغاث مفتوح اور
لام مستغاث نہ مسکور ہوتا ہے اس کا برعکس نہیں ہو سکتا پھر لام استغاثہ لام جارہ ہے لہذا جب منادی
پر داخل ہوگا تو منادی مجرور ہوگا تفصیل تمام کی یہ ہے کہ اس وقت منادی پر وہ عامل مجتبیٰ میں ایک
یا دوسرے لام اور دونوں میں سے لام عامل بنفسا اور منادی کے قریب ہے یا میں دونوں باتوں میں سے
ایک بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ عامل بنفسا نہیں باعتبار فعل کے عامل ہے اور یہ نسبت لام کے منادی سے
فقید ہے پس جب لام نسبتہ لام کے عامل توی اور قریب ہے لہذا اسی کو مثل دیا جائے گا اور منادی مجرور ہوگا
۱۴ **قوله** سل یا زید یہ مثال مذکورہ مستغاث مجرور کی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے زید تو مظلوم

باقی رہی چوتھی قسم سوا اس کی مثال یہ ہے یا سنا و جہہ ظریفاً کیونکہ یہاں نہ منادی مفرد ہے نہ معرفہ مگر چونکہ یہ مثال مثال سابق یا طالع
جبل سے حاصل ہو جائی ہے لہذا مصنف نے اس کے علیحدہ بیان کرنے کی حاجت نہیں سمجھی ۱۲

(محمد شیت اللہ دیوبندی)

اور وہ لہجہ اسے پس ایسے توابع کا یہ حکم ہے کہ لفظ منادی پر عمل کرتے ہوئے انکو مفعول پر طرحا جائز ہے اسلئے کہ انکا متبوع یعنی منادی لفظاً مفعول ہے اور معنی ہونا عارضی ہے پس وہ مفعول کے ساتھ ثابت نہکھتا ہے لہذا اس لہجہ کا متبوع یا تابع یہ ہے کہ وہ عمل متبوع کا تابع ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ توابع مذکورہ کو منادی مبنی کے عمل پر عمل کرتے ہوئے منصوب پر اچیں اسلئے کہ منادی کے تابع کا متبوع یہ ہے کہ وہ عمل متبوع کا تابع ہو پھر چونکہ متبوع اس جگہ بنا بر مفعولیت کے منصوب المحل ہے لہذا اس کے توابع بھی منصوب ہونگے جیسے تاکید میں یا ہم اجوں و جمعین اور صفت میں یا زید اعلیٰ و العالی اور عطف بیان میں یا غلام بشیر و بشیر اور اس مفعول میں کہ جس پر یا داخل ہونا مستحسن ہے یا زید الحارث و الحارث کہیں گے مگر یہاں مصنف نے تمام شواہد کو ذکر نہیں کیا بلکہ فقط صفت کی مثال کو بیان کیا ہے اس لئے

المبني المفردة من التاكيد والصفة وعطف

الزنج سفوفه السنو لبح ١٢

17

البَيَانُ وَالْمَعْطُوفُ بِحَرْفِ الْمَتَنِ دُخُولُ يَا

نقول المخطوف حرف

مؤلفون ۱۲

خبر ۱۲

عليه تَرْفَعُ عَلَى لَفْظٍ وَتُنْصَبُ عَلَى مَحَلٍّ

مثلُ يازيدُ العاقلُ والعاقلُ والخليلُ

قوله المبتدئ الخ یہ منادی کی صفت ہے اور المفردہ توابع کی صفت ہے اور مراد مبتدئ سے مبتدئ علی دفع ہے اور مراد مفرد سے قائم ہے حقیقی جو یا حکمی پھر یاں منادی مبتدئ کے ساتھ اس وجہ سے مقید ہے کہ یہ حکم منادی موجب کے تابع کا نہیں اس لئے کہ صرف لفظ کے تابع ہوتا ہے نیز مبتدئ سے مراد مبتدئ علی الترتیب اس وجہ سے ہے کہ توابع مستغاث بالالف ہیں دفع جائز نہیں جیسے یا زید اور عمر واکا اس مجد عمر واکا کو مفرد فرما دینا جائز نہیں ہے پھر توابع مفرد کیا تھے اس وجہ سے مقید ہے کہ اگر تابع مفرد نہ ہو نہ حقیقتاً نہ عکساً تو محال معنائاً یا اضافت معنوی ہوگا اور اس صورت میں سوائے نصب کے اود کوئی اعراب جائز نہ ہوگا جیسے یا زید ذوالمال المال باقی درسی مفرد میں یہ کہ وہ حقیقی یا حکمی اس وجہ سے ہے کہ یہ حکم معنائی یا اضافت لفظی اور شبہ معنائی کو بھی شامل ہو جائے اس لئے کہ یہ دونوں بھی جواز دفع و نصب میں مثل توابع مفرد کے ہیں جیسے یا زید الحسن الوجہ والحسن وجہہ والحسن وجہہ اور وجہان دونوں میں جواز دفع و نصب کی ہے کہ اضافت لفظی اور شبہ معنائی بقدر انضمام اس یہ دونوں حکم میں مفرد ہونے کے اعلان دونوں میں مفرد کی طرح دفع اور نصب دونوں جائز ہونے کے **قوله** من ان تاکید والصفۃ الخ یہ توابع کا بیان ہے اور مقصود اس سے منادی مبتدئ علی الترتیب ہے کہ وہ توابع ہیں جو مفرد ہیں حقیقتاً یا حکماً ان کی کہ وہ تابع کی کید ہے یا صفت یا عطف بیان یا ایلا محطوف ہو کہ جس پر حرف مذاکا دخل ہو نا متحجب ہے یعنی معرف باللام جو اس لئے کہ معرف باللام پر یا حرف مذاکا داخل ہو نا متحجب ہے اس لئے کہ اس صورت میں اجتماع دو الذکر لایک لازم آتا ہے

کہ وہ اکثر دانشور ہے پھر سب اہل سول و اردو ناما
 سے وہ یہ کہ جب المعطوف بحرف المنقطع دخول یطلب
 ہے معرفت بلام ہے تو چونکہ یہ معنی والمعطوف المعرف
 باللام کہنے سے بھی حاصل ہو جاتے ہیں لہذا مصنف
 نے اس مختصر عادت کو چھوڑ کر اپنے کلام کو اس قدر
 کیوں دروازہ کیا اور جواب یہ ہے کہ مصنف اگر
 المعطوف المعرف بلام کہتے ہیں تو اس صورت
 میں نزاع منادی کے وہ بعض اقسام کہ جن کا
 اخراج مقصود ہے اس میں داخل ہو جاتے جیسے
 کہ یا صر کہ یاں اگرچہ اس معرفت بلام ہے لیکن
 یا کا دخول اس پر متعین نہیں بلکہ یا صر کہتے ہیں
 پس اگر معطوف بحرف المنقطع دخول یا علیہ نہ کیا
 جاتا تو یہ حکم ہر معطوف معرفت بلام کو شامل ہو جاتا
 حالانکہ مثال مذکور میں اصغر پر رفع متعین ہے
 رفع اور نصب دونوں اس میں نہیں ۱۲
 ۳ قولہ والتمیل فی المعطوف الذی یعنی وہ معطوف
 بحرف کہ جس پر یا کا داخل ہونا متعین ہے جب
 منادی مبنی کا تابع ہوگا تو اس میں جمود کے نزدیک
 رفع نصب دونوں جائز ہونگے اور یہی مذہب
 خلیل بن احمد اور ابو عمرو وغری کا ہے لیکن ان
 دونوں میں خلاف اختیار میں ہے خلیل ایسے
 معطوف میں رفع کو اختیار کرتا ہے اس لئے
 معطوف بحرف حقیقت میں منادی مستقل ہے
 پس مناسب یہ ہے کہ اسکا اس حالت میں کھاجائے
 کہ جو حرف نداء داخل ہونے کی بعد منادی مستقل کی
 ہے مگر چونکہ وہ حرف باللام ہونے کی حیثیت سے
 حرف نداء داخل ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا لہذا
 اس میں پوری رعایت منادی مستقل کی نہ کر سکیں
 گے بلکہ سب کے مبنی علی الرفع ہونگے اس کو

مغرب یعنی مغرب پر چھلے پس ریح مختار ہوگا تا کہ حتی الامکان دعا ملت منادی مستقل کی جو کے اور ابو عمر اس میں نصب کو اختیار کرتا ہے اس نے
کہ جب حرف ندا کی تقدیر معطوف مختار بالام پر موقوف ہے تو اس کا منادی مستقل جو نامتخت ہوگا پس اس میں فقط تابع جو نیکی صلاحیت ہوگی اور چونکہ
تابع مبنی کا اپنے متبوع کے عمل کا تابع ہوتا ہے اور مکمل اس کا نصب ہے ہذا نصب مختار ہوگا وغیرہ فلیل بن احمد ابو عمر کے درمیان اختیار ریح
نصب میں نزاع ہے اور تیسرا شخص ابو العباس اس پر محاکم کرتا ہے جیسا کہ مصنف فرماتے ہیں ۱۲ محمد شیت الشریعہ ندی

مداکار اور یہ جس کے تواریخ بالرجل وغیرہ کہیں گے اور یہ باطل ہے اس لئے کہ شلا جب الحکم کی نذر کرتے ہیں تو یا ایہا الحکام کہتے ہیں نہ کہ یا ایہا الرجل جواب یہ ہے کہ قول مصنف تسلیم پر محمول ہے کیونکہ تواریخ بالرجل پس اس مراد خاص نہیں کہ نہی و لا لام آئے **لہ قولہ** و التمر وارفع الرجل سے شلا مستثنائے سے اور گزریا جے کہ منادی میں معرفت میں دفع اور نصب دونوں جائز ہیں جیسے یا یزید العاقل والعاقل پس اس قاعدہ سے استثناء کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب منادی میں معرفت معرفت باللام ہو اور منادی موصوف ایہا یا یزید ایہذا ہو تو اس صودت میں تخریج نے صفت منادی میں صرف دفع کو لازم کیا ہے اور نصب کو جائز نہیں رکھا اس لئے کہ شلا یا ایہا الرجل میں مقصود رجل ہی ہے پس اس کے رفع کو لازم قرار دیا تاکہ حرکت امر ایہ اس کے مقصود بالنداء ہونے پر دلالت کرے ۱۲

لہ قولہ و التمر وارفع الرجل پر موقوف ہے

اور مطلب یہ کہ تواریخ الرجل میں بھی تخریج نے دفع کا التزام کیا ہے اس لئے کہ یہ تواریخ منادی معرب کے ہیں اور جواز دفع ونصب کا منادی یعنی کے تواریخ

میں متخا نہ کہ منادی معرب کے تواریخ میں ۱۲ **لہ قولہ** و قالوا یا امیر الخ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال کی یہ ہے کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ

معرف باللام کی تدبیر دون فاصلہ لائے ہوئے دبیان معرف باللام اور حرف نداء کے جائز نہیں مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ یا امیر میں معرف باللام کی نذر کی گئی ہے اور معرف باللام اور حرف نداء کے درمیان فاصلہ نہیں لایا گیا پس معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ

کیونکہ نہیں جواب یہ ہے کہ امیر کا لام عوض میں مخدوم کے ہے اور کلمہ کیلئے لازم ہے کہ کبھی اس سے

جدا نہیں پس یہ لام شرف اتصال کی وجہ سے شلا جز کلمہ کے ہے اور گویا یہ لام تخریف کا نہیں

پس یہاں پر اجتماع دو آل تخریف کا لازم نہیں آتا اور اس کے لام کا حرف نداء کے ساتھ جمع ہونا

جائز ہے پھر چونکہ دو امین لام کا عوض میں مخدوم کے ہونا اور اس کا کلمہ کیلئے لازم ہونا معرفت امیر ہی

میں پایا جاتا ہے اس لئے اس قاعدہ کو کبھی نہ یا امیر کو خاص کیا گیا بخلاف النجم اور الصنع کے کہ اگر ان

دونوں میں نام لازم ہے مگر عوض میں مخدوم کے نہیں اور اناس میں اگر عوض میں مخدوم کے ہے اس لئے کہ

اسکی اصل الاناس مخفی مگر لام کو کر کے لئے لازم نہیں اس لئے کہ صحت کلام میں بھی ناس کہنے میں ۱۱ **لہ قولہ** رنگ

فی مثل یتیم مثل یتیم تم علی ہے ہر وہ ترکیب مراد ہے کہ جس میں منادی مخدوم صورتہ مکرر ہو اور اس کے بعد

مضاف الیہ مذکور ہو پس اس منادی میں ضم اور نصب دونوں جائز ہیں ضم تو اس لئے کہ وہ منادی مخدوم صفت ہے اور منادی مخدوم صفت ہے اور نصب اس لئے کہ وہ منادی مذکور کہ موقوف مضاف الیہ

سے باقی رہا یتیم ثانی وہ یتیم اول کی تائید یعنی کہ کوئی کے مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ناجائز ہے لہذا یہ توجیہ ناجائز ہوگی جواب یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان عینی یا فصل ناجائز اور جب فصل عینی کا نہ ہو تو جائز ہے پس چونکہ یتیم ثانی ایک یتیم اول کی تائید ہے اور ظاہر ہے کہ تائید اور مکرر دونوں ایک سی ہیں لہذا فاصلہ عینی کا نہ ہو کہ اعتراض وارد ہو نیز کہہ سکتے ہیں کہ یتیم اول علی مخدوم کی طرف مضاف ہے اور علی مذکور اس صفت پر قرینہ ہے صحت پر ۱۵

یا بنی اوائیہ مضافا الی علیہ آخر مختار فتح واذا نودی

معان کنون فاک الان ۱۱

ای او الید النذر ۱۱

مطوط ۱۲

المعرف باللام قیل یا ایہا الرجل ویأ هذا الرجل

جزا ۱۱

ویأ هذا الرجل والتمر وارفع الرجل لان المقصود

نما ۱۲

الرجل ۱۱

بالنداء وتوابعہ لانہا توابع معرب وقالوا یا للہ

خاصۃ ولک فی مثل یتیم یتیم عدی الضم

لہ قولہ اذا نودی المعروف باللام الی یعنی جب معرفت باللام کی نذر ارادہ کریں تو چونکہ اس وقت اس پر حرف

نذر داخل نہیں ہو سکتا کہ دونوں دو آل تخریف کے ہیں اور دو آل تخریف کا اجتماع ناجائز ہے لہذا دونوں کے

درمیان ایسے اسم بہم کا فاصلہ لائیں گے جو ظاہر میں منادی ہے اور معرفت باللام اس کی صفت ہے اور حقیقت میں

معرف باللام ہی منادی ہے پھر یہ اسم بہم یا تو ای ہے اور یا تہیہ کو اس پر زیادہ کرتے ہیں جیسے ایہا الرجل

اس لئے کہ مذہبی تنبیہ ہے اور یا نذر اور اس کے اختتام میں جیسے یا ایہا الرجل اور یا ای اور نذر دونوں کا مجموعہ ہے

جیسے ایہذا الرجل اور نہ کہ ای کو نذر کے ساتھ طائے میں یہ ہے کہ ای میں اہم زیادہ اور نذر میں کم ہے پس مذکور

ای کے بعد لائے ہیں تاکہ تعین تبدیج حاصل ہو جائے اور تکرار بہم سے زیادتی سنو پیدا ہو جائے پھر یہاں

پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ اس کلام میں اذا نودی المعروف باللام شرط اور قیل الخ اس کی جزا ہے اور

قائدہ ہے کہ جزا شرط پر متبہ ہوتی ہے مگر جزا ایسی ہے کہ شرط پر متبہ نہیں اس لئے شرط عام ہے اور جزا خاص اور عام کو خاص لازم نہیں تفصیل مقام کی یہ ہے کہ صفت کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب معرفت باللام کی

وہ جملہ اسم یعنی منادی و غیر منادی جو کہ اس وقت علم ہو یعنی ہوگا وہ نہ قطعاً غریب پر اس کی دلالت باقی نہیں رہے گی اور جب منادی ہو تو اس میں ترخیم نہ کر سکیں گے ۱۱ **قوله** و یکن المضاف لہ المضاف الیہ اقل ترخیم کی جو شرط مذکور ہو جس وہ سب مدعی تھے اب یہاں سے اسکی وجہ دی شرطوں کا بیان ہے یعنی ترخیم منادی کی شرط یہ ہے کہ منادی علم ہو اور تین حرفوں سے زیادہ نہ ہو اسلئے شرط ہے کہ ترخیم کا درجہ اس کی تخفیف مناسب ہے نیز دوسرے منادی کے بالبقی کی دلالت مالمادی پر ہو سکتی ہے ۱۲ تین حرفوں سے زیادہ نہ ہو اسلئے شرط ہے کہ ترخیم کے بعد اسم عرب اپنے نقل و نقل یعنی تین حرفوں پر باقی رہے گا ۱۳ **قوله** و اما بتا و اما بتا یعنی اگر

الان لا یكون مضافاً ولا مستغاثاً ولا جملةً ویكون اما

علماً زائداً علی ثلثة احرص و اما بتا التانیث فان

كان فی آخره زیادتان فی حکم الواحدۃ کاسماء و

فان صحیحہ قبلہ مدۃ و هو اکثر من اربعة احرص

حد فتاوان کان مرکباً حذفت الاسم الاخیر وان

قوله ان لا یكون مضافاً یعنی ایک شرط یہ ہے کہ منادی صفت نہ ہو اسلئے کہ مضاف و مضاف الیہ باعتبار معنی کے محکم ہیں اور واحد کے ہیں یعنی جیسا کہ مکرر و مکرر کے معنی بدوون اسلئے تمام اجزاء کے ملائے ہوئے تمام نہیں ہوتے ایسے مضاف کے معنی بدوون مضاف الیہ کے ملائے ہوئے تمام نہیں ہوتے پس معنی کے اعتبار سے یہ دونوں ایک کر ہیں لیکن لفظ کے اعتبار سے دو کلمے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ دونوں پر دو اعراب جاری ہوتے ہیں پس ترخیم کہ ہمیشہ آخر کلمہ سے ہوتی ہے یہاں نہ ہو سکے گی اس لئے کہ اعتبار معنی کا تو اسکو مستثنیٰ ہے کہ آخر مضاف الیہ سے حذف کریں اور اعتبار لفظ کا اس کو جاتا ہے کہ مضاف کے آخر سے حذف کریں پس درمیان مضاف الیہ مضاف الیہ کے ترخیم کرنے میں تعارض لازم آتا ہے اور چونکہ لازم ہے کہ انشاء مضافاً قاطعاً لہذا ترخیم نہ مضاف سے ہوگی نہ مضاف الیہ سے **قوله** ولا مستغاثاً یعنی منادی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ مستغاث نہ ہو اسلئے کہ منادی مستغاث ہیں و داری موت مقصورہ ہوتی ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ اس کے آخر میں الف زیادہ کرتے ہیں لہذا ترخیم نہیں کر سکتے اسلئے کہ حذف بالترخیم اس کے منافی ہے ۱۲ **قوله**

لے کہ وہ ادنیٰ الف حذف ہے پھر اگر چار حرفوں سے زیادہ ہونے کی شرط اسلئے لگائی ہے کہ بعد حذف کرنے دو حرفوں کے کو اقل البقیۃ اسم عرب پر باقی رہے ۱۲ **قوله** وان کان مرکباً یعنی اگر منادی مرکب ہو اور یہ ترکیب اسنادی اور ایمانی نہ ہو تو اسم کے اخیر کو حذف کریں گے یہ اس لئے کہ مرکب محکم میں کو واحد کے سے پس اسم ثانی کو کہ بمنزلة حرف اجر کے سے حذف کر دیا جائے گا ۱۳ **قوله** وان کان غیر ذالک حرف واحد یعنی جبکہ منادی اقسام ثلثہ مذکور ہیں کوئی قسم نہ ہو تو وقت حذف بالترخیم ایک حرف محذوف ہوگا جیسے یا خالکہ کہ یہاں بوقت ترخیم دال کو حذف کر کے یا خال کہتے ہیں ۱۳

ہوا پس تعلق دنیا میں اس کے ساتھ منادی مستقل کا معاملہ کرتے ہیں جہاں بجا حارث میں یا حارث بنہم رام کہتے ہیں اس نے کہ وہ منادی مفرد معروف ہے پس منی علی اللہ منہم
اور یا فرد میں یا منی کہتے ہیں اس نے کہ وہ اسماء متکلمہ میں سے ایک اسم ہے اور اس کے آخر میں راو یا قبل اس کے ضم ہے پس بقاعدہ صرفی داؤ کا یہ ہے بدلیں گے اور ضم کو کسرو
سے اسی طرح یا کر میں یا کر کہیں گے اس نے کہ اس میں داو متحرک ماقبل مستوح ہے پس بقاعدہ مال داؤ کو الف سے بدلیں گے ۱۱ **قوله** وقد استعوا صیغۃ النداء
کبھی صیغہ مذکور مندوب میں استعمال کرتے ہیں اور صیغہ مذکور اس پر کیا ہے نہ کوئی دوسرا حرف مذکور اس کے تمام حروف مذکور ہیں وہ خیادہ مشہور ہے لہذا مناسب ہے کہ اس
کو وصفت دی جائے کہ غیر منادی میں بھی اس کا استعمال کیا جائے ۱۲ **قوله** وجر المتعجب علیہ المثنیٰ مندوب وہ ہے کہ جس پر یا را یا را کہتے ہیں یا را کہتے ہیں جیسے یا زید آہ

از داوید ۱۲ **قوله** فاختص بالینیٰ مندوب کی معرفت
ایک صیغہ ہے جو مندوب کیساتھ خاص ہے منادی میں
اس کا استعمال نہیں ہوتا اور وہ لفظ دانے اب یہاں
پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ مصنف نے
اولیٰ قویہ فرمایا کہ صیغہ مذکور مندوب میں استعمال کرتے
ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مندوب والے کے ساتھ خاص
نہیں ہے اور یہ کہ مندوب والے کے ساتھ مختص ہے بدوں
والے نہیں یا یا یا تا پس دونوں کلام میں تنافض
ہے جواب یہ ہے کہ اصل قویہ اختصا میں یہ ہے کہ
وہ مختص ہے پر داخل ہو کہ کبھی مختص پر بھی داخل ہو جاتی
ہے جیسے خصصت طلائع بالذکر کہ یہاں باختص پر داخل
ہے اور یہ معنی نہیں کہ ذکر بدین نلال کے نہیں یا یا یا تا
پس جو سکتا ہے کہ قول مصنف داخص ہوا میں باختص
پر داخل ہوا وہ یہ معنی ہوں کہ دا بدوں مندوب کے نہیں
یا یا یا تا اس کے یہ معنی اس وقت تک ہوتے ہیں جب
کہ باختص پر داخل ہوا دربارہ مختص پر داخل ہوتا
اس جگہ ٹھیک نہیں در نہ محذو لازم آجائے گا اور کلام
مصنف صیغہ عبارت سے بری نہ ہو گا ۱۱ **قوله**
وکر الیٰ یعنی مندوب کا حکم اعراب دینا میں مثل حکم منادی
کے ہے یعنی جیسا کہ منادی مفرد معروف علامت و نحو پر
منیٰ ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس ۱۲ مندوب کا حکم ہے ۱۲
۱۳ **قوله** ذلک زیادہ الالف الیٰ یعنی درازی صوت کیلئے
مندوب کے آخر میں الف کا زیادہ کرنا بھی جائز ہے
اس لئے کہ مذہب میں درازی صوت مطلوب ہوتی ہے
اور الف کے برعکس ہے درازی صوت حاصل
ہو جاتی ہے ۱۲ **قوله** ما خفت اللبس الیٰ یعنی

كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَحَرْفٌ وَاحِدٌ وَهُوَ فِي حُكْمِ الثَّابِتِ
المعجزة ۱۲

عَلَى الْكَثْرَةِ يُقَالُ يَا حَارِيًّا ثُمَّ وَيَا كَرًا وَقَدْ يُجْعَلُ
بِجَمْعِ الْأَوَّلِ ۱۲

أَسْمَاءُ بِرَاسِهِ فَيُقَالُ يَا حَارِيًّا ثُمَّ وَيَا كَرًا وَقَدْ اسْتَعْمَلُوا
أَيُّ الْعَرَبِ ۱۱

صِيغَةُ النِّدَاءِ فِي الْمَنْدُوبِ هُوَ الْمُنْفَجِعُ عَلَيْهِ بَيَا أَوْ أَوْ
أَيُّ الْمَنْدُوبِ ۱۲

اِخْتَصَّ بِوَاحِكَةٍ فِي الْأَعْرَابِ الْبِنَاءُ حُكْمُ الْمَنَادِي
بَيِّنَةٌ ۱۲

وَلَكِنَّ زِيَادَةَ الْاَلِفِ فِي آخِرِهِ فَإِنَّ خِفَتِ اللَّيْسُ
مَذْرُوكٌ

قُلْتَ وَاعْلَا صَوْتُكَ وَاعْلَا مَكْمُورُ

۱۳ **قوله** وجر المتعجب علیہ المثنیٰ مندوب کے بعد اکثر استعمال عرب میں مکرم میں ثابت کے ہیں گرا کہ
مذکور اس کے آخر میں ہے پس مندوب سے پیش تر مکرم و ترحیم سے پہلے جس حالت پر تھا اس کی حالت پر باقی ہے
اگر خلا بجا حارث میں یا حارث اور یا فرد میں یا فرد یا کو ان میں یا کر کہیں گے مزید کوئی تصرف نہ کریں گے ۱۳
قوله وقد یجعل اسماء براس الخ کبھی منادی مفرد کو بمنزل اسم مستقل کے کرتے ہیں گویا کہ اس سے کوئی حرف مذکور نہیں

شلا جب ہم کسی مثنیٰ مخاطبہ کے غلام کا مذکر کیجئے تو وہ غلام کی کہیں گے اس لئے کہ اس صورت میں اگر اس کے آخر میں الف زیادہ کریں گے وہ غلام کا ہو گا تو اس
سے مذکر مخاطب کے غلام کے مذہب سے التباس پیدا ہو جائیگا پس اس الف کو کسر و کاف کی مناسبت سے یا کیا نہ بدل لیں گے اور وہ غلام کی کہیں گے علیٰ ہذا القیاس جب
ہم جمع مذکر مخاطب کے غلام کا مذکر نہ کرنا چاہیں تو وہ غلام کو کہیں گے اس لئے کہ اس صورت میں اگر الف کو زیادہ کر کے وہ غلام کہیں گے تو تنبیہ مخاطب کے غلام کے مذکر کی
التباس پیدا ہو جائیگا پس لامحالہ مناسب مزید کرے اس کے ساتھ الف کی بجائے واؤ کر لائیں گے ۱۱

موصوف اور مصنف کے کہ وہ دروں دو مستقل کلمے ہیں یہاں موصوف بیرون مصنف کے نام پر جاتا ہے نہ مصنف کے آخر میں علامت مندوب کا الحاق درست نہ ہوگا پس پوس کا تیسرا مع الحاق ہے پھر دوسرا استدلال پوس نے اپنے دعوے پر کیا کہ ایک اعرابی کے دو یہاں ٹکڑے ہو گئے تھے اس نے ان الفاظ سے اندہ کیا کہ وہ انجمنی تاشا ہاے میرے ثانی و درجے پر یاے کہا پس معلوم ہوا کہ علامت مندوب کا الحاق مصنف کے آخر میں جائز ہے پس اس کا جواب جمہور یہ دیتے ہیں کہ اعرابی کا یہ قول شاذ اور لغت غیر نصیر ہے قابل احتجاج نہ ہوگا ۱۲۷۵ قولہ دیجو ز مدن حرف اللہ والہ یعنی بوقت قائم ہونے قرینہ کے حرف نذا کا سنائی سے حذف کرنا جائز ہے مگر جب نذا کی ام جنس مرنو اس وقت حرف نذا کا حذف کرنا جائز نہیں ہے اور مرزا اسم جنس سے یہ ہے کہ نذا سے پہلے مکرہ ہوا م اس سے کہ نذا سے معرکہ ہو گیا ہو جیسے یار اصل

مرا منع ہیں سے کہ جہاں مغول یہ کہ صاحب کو حذف کرنا واجب ہے ماضی عامل علی شریطۃ التفسیر یعنی وہ مغول یہ کہ جس کے عامل کو اس شرط پر حذف کیا گیا ہو کہ اس کے عامل کی تفسیر اے اری ہے شریطۃ اور شرط دونوں کے ایک معنی ہیں اور شریطۃ التفسیر میں اضافت بیان ہے ای علی شریطۃ ہی التفسیر بھرا مال کا حذف اسمی پر اس سے مفہور ہے کہ اگر حذف نہ کریں گے تو اجتماع و مفسر لازم آئے گا اور وہ علی از طلاق جائز نہیں ۱۲ **قوله** و ہو کل اسم انہما ہاں سے ماضی عامل علی شریطۃ التفسیر کی تشریح کا بیان ہے یعنی ماضی عامل علی شریطۃ التفسیر وہ اسم ہے کہ جس کے بعد کوئی الباء فعل یا شبہ فعل ہو کہ وہ اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق ہیں علی کرنے کی وجہ سے اسم میں علی نہ کرنا ہوا اور اگر اس فعل یا شبہ فعل یا اس کے مناسب کو اس اسم پر مسطہ کریں یعنی ضمیر اسم یا اس کے متعلق کو حذف کر کے فعل یا شبہ فعل کا اس اسم کو مغولی بنائیں تو وہ اس اسم کو نصب دیدے اب ماضی عامل الخ کی تشریح کے بعد اس کے فوائد قیود سنئے بعدہ فعل اور

وَأَمَّا مَحْنُوقٌ وَالْهَرْقُ كَرَأَوْقٍ يَحْذِفُ الْمَنَادُ

لِقِيَامِ قَرِينَةٍ جَوَازًا مِثْلَ الْإِيَّا سَجْدًا وَالثَّالِثُ

۱۱ یا قوم اسجدوا

مَا أَضْمَرَ عَامِلٌ عَلَى شَرِيطَةِ التَّفْسِيرِ وَهُوَ كُلُّ اسْمٍ

۱۱ علی شریطۃ التفسیر لغتوں ۱۱

من الواضع التي يجب حذف ما قبلها من قول

بَعْدَ فَعْلٍ أَوْ شِبْهِهِ مُشْتَغِلٌ عَنْ بَضْمِيرِهِ أَوْ

مُتَعَلِّقٌ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ أَوْ مُنَاسِبٌ لِنَصْبِهِ

الحق قولہ وافتد محنوق کہا جاتا ہے کہ سبک بن ملا جن لٹا ہوا سورہ تھا ایک شخص اس کے پاس ہو کر گذرنا اور اس کا کلا کھینٹ کر کے نکالا افتد محنوق یعنی ای محنوق دگلا گھونٹے ہوئے اپنے مال کے کچھ مجھے دے تاکہ میں تجھ کو کھوڑوں ۱۲ **قوله** اطرک لای اطرک کران یہ اسم میں ایک متر ہے جب کران پر نہ کے کاشکار کرتے ہیں تو کہتے ہیں اطرک کران لای اطرک کران یعنی اے کران تو اپنے سر کو جھکا لے تحقیق متر مرع جو تجھ سے بڑے کاؤں میں ہے پس تو کب چھوٹ کر جا سکتا ہے کہتے ہیں کہ اس متر کو پرے جانے کے بعد کران از تانا ہے اور شکار ہو جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ کران مشابہ لٹ کے ایک پرندہ ہے حران کو نہیں سوتا پھر جانا چاہے کہ اطرک کرانیں وہ شہد ذرا پائے جاتے ہیں ایک اسم جنس سے حرف ندا کا حذف کیا دوسرے غیر علم کی تفسیر ۱۱ **قوله** وند یحذف المنادی التثنی یعنی کبھی منادی کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے الایا اسجدوا ۱۱ الایا قوم اسجدوا پس منادی کو حذف کر دیا گیا اور قرینہ اس حذف کا یہ ہے کہ با حرف ندا فعل داخل ہے اور فعل پر حرف ندا داخل ہونا متنع ہے **قوله** واثالث ماضی عامل الخ یعنی تیسرا موضع ان

نہا میں تودہ اس اسم کو نصب دیدے اب ماضی عامل الخ کی تشریح کے بعد اس کے فوائد قیود سنئے بعدہ فعل اور ضمیر کہنے سے اس اسم سے احترام ہے کہ جس کے بعد فعل کا شبہ فعل نہیں ہے جیسے بذا زیدہ و زید ابوک اور مشتعل عنہ بغیرہ اور متعلقہ کہنے سے اس اسم سے احترام ہے کہ جس میں یہ فعل یا شبہ فعل عام ہے جیسے زید اضریت اور دامنا الس فلان تہر و دوسرے علیہ ہوا و ماضی نصب سے وہ اسم خارج ہے جو بدسلط کرنے فعل یا شبہ فعل کے منصوب نہیں ہوتا جیسے زید حضرت اسے کہ اگر اس کو فعل کو مسطہ کریں گے تو زید مغولی اسم عام ناطق ہوگا اور اس پر نصب نہیں کیا گیا پھر جانا چاہے کہ فعل یا شبہ فعل کا عدم عمل اس اسم میں صرف ضمیر اسم یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ہو نہ کسی اور وجہ سے پس وہ صورت اس سے خارج ہو جائے گی کہ جس میں سوائے اس وجہ کے کسی اور وجہ سے وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم میں عمل نہیں کرتا جیسے زید مرتبہ کہ یہاں مرتبہ کا عدم عمل زید میں صرف اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ ضمیر زید میں عمل کرتا ہے بلکہ اس کا زید میں عمل نہ کرنا ایسے ہے کہ زید مرفوع ہے اور اس میں معنی ابتداء کے عامل ہیں ۱۲ (فائدہ) اور اگر دیکھا کہ ماضی عامل علی شریطۃ التفسیر میں یہ شرط ہے کہ فعل یا شبہ فعل کو اس اسم کے بعد واقع ہے وہ ہو جو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق ہیں علی کرنے کے اسم میں علی نہ کرنا ہوا اور یہ کہ جب اس فعل یا شبہ فعل کو اسم پر مسطہ کریں تو وہ اس کو نصب دیدے پس اس کے خواہ فعل کو اسم پر مستقیم کریں یا شبہ فعل کو عقلی بارہ صورتیں پیدا ہوتی ہیں اسے کہ جب فعل ضمیر اسم میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل نہیں کریگا تو اس صورت میں میں فعل کو مقدم کر دیا گیا یا اس کے مناسب مرفوع کر دیا اس کے مناسب لازم کو ایسے ہی جب شبہ فعل ضمیر اسم میں عمل کرے گی وجہ سے اس اسم میں عمل نہ کرے گا تو اس میں بھی تین صورتیں پیدا ہوتی ہیں علی بذا القیاس جب فعل یا شبہ فعل مسطہ اسم میں عمل کرے گی وجہ سے اس اسم میں عمل نہ کرنا ہو تو اس جگہ بھی ہر ایک کی یہی تین صورتیں پیدا ہوتی ہیں اور محمد بن عام ۱۱ صورتیں ہیں لیکن ان میں چار صورتیں مقصورہ نہیں اسے کہ جب فعل یا شبہ فعل متعلق اسم میں عمل کرے گی وجہ سے اس اسم میں عمل نہیں کریگا تو اس صورت میں میں مسطہ کرے اور کوئی صورت نہیں پس اٹھ صورتیں باقی رہتی ہیں جن کی طرف مصنف ۷۰ اپنے قول کو زید الی آخرہ الخ سے اشارہ فرماتے ہیں ۱۱

یہ مثال اس فعل کی ہے کہ جو عیبرم میں متحول ہونے کی وجہ سے اس نام میں مٹی نہیں کرتا اور جب اس نام ٹکودہ فعل ٹکودہ کے مناسب لازم کو ملتا کریں گے تو وہ اس کو نصب دے گا ای لاہست زید اس لئے کہ زید پر کسی کا محسوس ہونا اسکی لاہست کو مستلزم ہے پھر یہاں میں فعل کا فیعل سے نصب نہیں آ سکتا اس لئے کہ اگر اس کو مٹی کے ساتھ متقدم کریں گے تو وہ محمور ہوگا اور بدون مٹی کے متقدم کریں تو فعلوں نہ ہوگا اس لئے کہ عیبرم جیست کی اس کا مفعول ایلم نام کا ملے ۱۱ **قوله** نصب بفعل مضمر الخ یعنی یہ نہ متشدد نہ کورہ میں اس فعل مخدر کو جوہ سے مستحب ہے کہ جس کی اختیار بعد کا فعل کر رہا ہے یعنی مزیت اور اولد بہت حادث ماہنت ایسے

پس اذا شرطیہ کا دخول فعل پر ادنیٰ میں معنی شرط کے ہیں اور شرط کیلئے فعل مقدم ہوگا اور جب فعل مقدم ہو تو نصب اولیٰ ہوگا اور حیث کے بعد نصب کا مختار ہونا اسلئے ہے کہ اس کی شائبہ جملہ اضافی ہونے اور معنی شرط میں اذا کے ساتھ ہے ۱۲ **قولہ** وفي الامر والهي يعني اسم مذکور جب امر ہی کے قبل واقع ہو جیسے نید لضرہ و زید الامر لضرہ تو اس جگہ ہی نصب مختار ہوگا اسلئے کہ اسم مذکور دفع کی صورت میں ابتدا ہوگا اور یہ امر ہی اس کی خبر ہوئے گی اور ہی انشاء میں لہذا لے خبر جو مکمل حالت میں تاویل کی ضرورت ہوگی شائبہ زید الامر لضرہ یا زید الامر لضرہ کے تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی زید مفعول فی حقہ لضرہ یا زید مفعول فی حقہ لضرہ اور ظاہر ہے کہ یہ تقدیر مستبعد ہے پس نصب

تقدیر فعل کے ساتھ اولیٰ ہوگا ۱۳ **قولہ** اذ هي یعنی اذ هي یعنی فعل متصرف متعلق ہی حرف نفی اور استقہام اور اذا شرطیہ اور حیث کا حرف راجع ہے یعنی یہ حکما ت مذکورہ حواکم فعل کے ہیں یعنی ان کے بعد فعل کا واقع ہونا ادنیٰ ہے پس اگر اسم مذکور نصب دین تو فعل مقدم ہوتا ہے اور دفع دین تو اسم مقدم ہوتا ہے لہذا نصب مختار ہوگا تاکہ حرف نفی اور استقہام وغیرہ کی رعایت ہو سکے ۱۲ **کہ** قولہ عند حرف لبس المعترض یعنی اور ایسے ہی نصب مختار ہے اس وقت جب کہ دفع بعض صفت کے ساتھ التباس مفسر کا سبب ہو جیسے قولہ انا کل شئی خلقناه بقدر اور وجہ اختیار نصب کی یہ ہے کہ مقصود آیت کریمہ سے دو چیز ہیں ایک یہ کہ انشاء تعالیٰ تمام موجودات کا پیدا کرنے والے ہیں دوسرے یہ کہ تمام چیزیں اندازے کے ساتھ پیدا ہوئی ہیں پس اگر کل شئی اس کا مفعول یہ اور بقدر اس کے متعلق ہو تو

اب اس صورت میں ہر دو مقصود مذکور اس ترکیب سے حاصل ہو جاتے ہیں اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کیا اور اگر کل شئی اس کا دفع دین تو اس وقت اس میں دو ترکیبوں کا احتمال ہے ایک یہ کہ کل شئی ابتدا اور خلقناہ بقدر اس کی خبر جو اس صورت میں بھی معنی درست ہو جاتے ہیں اسلئے کہ اس وقت یہ معنی درست ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی وہی ہیں جو کہ نصب کی صورت میں تھے دوسرے یہ کہ کل شئی میں تھے موصوف و در خلقناہ اس کی صفت ہو اور موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدا اور بقدر اس کی خبر ہو یہ ترکیب مقصود کے خلاف ہے اسلئے کہ اس وقت معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا وہ اندازے سے ہے پس دویم

باطل پیدا ہوتا ہے کہ بعض چیزیں امر تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہیں جیسا کہ فرقہ معتزلہ کہتا ہے کہ بندوں کے افعال اختیار یہ باری تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہیں لہذا بالانشاء منہ بہر حال دفع کی صورت میں چونکہ انیلینہ ہے کہ مفسر کا صفت کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اب اگر کوئی کہے کہ مصنف نے عند حرف لبس المفسر بالصفة فرمایا کہ جس کے یہ تھے ہیں مفسر کا صفت کیساتھ التباس ہو جاتا ہے قطعاً ہے مفسر کا صفت کے ساتھ التباس نہیں ہوتا مفسر کا صفت کے ساتھ ہوتا ہے پس تباہی کے مصنف کے قول کی توجیہ کیا ہوگی جواب یہ ہے یہاں سے مفسر مراد ذات مفسر ہے پس وہ اگرچہ فی الحال حالت دفع میں مفسر نہیں فردہ باعتبار ماکان یعنی حالت نصب کے مفسر ہے لہذا مصنف کا عند حرف لبس المفسر بالصفة صحیح ہے ۱۲۔

وَيُجْتَرِ النِّصْبُ بِالْعَطْفِ عَلَى جُمْلَةٍ فَعْلِيَّةٍ لِلتَّحْسِينِ

يَعْدُ حَرْفُ النَّفْيِ وَالِاسْتِفْهَامُ وَادَّ الشَّرْطِيَّةُ وَحَيْثُ

مخبر زید لضرہ ۱۲

وَفِي الْأَمْرِ وَالْهَيِّ أَذْهَى مَوَاقِعُ الْفِعْلِ عِنْدَ خَوَلِيسَ

عطف علی قولہ فی الامر والہی ۱۱

الْمَفْسَّرُ بِالْصِفَةِ مِثْلُ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ

کہ قولہ دینا نصب النصب النصب یعنی اسم مذکور میں چیز جگہ ایسی ہیں کہ میں نصب مختار ہوتا ہے ان میں سے یہ ایک ہے کہ اس جگہ کہ جس میں یہ اسم واقع ہے جملہ فعلیہ مقدمہ پر عطف ہو جیسے ضربت زید و عمر و اکر منہ لبس اس صورت میں نصب مختار ہوگا تاکہ مطلق اور مطلق علیہ کے درمیان تناسب حاصل ہو جائے ۱۲ **کہ** قولہ وادد حرف نفی یہ نصب کے مختار ہونے کا دوسرا موضع ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب اسم مذکور حرف نفی کے بعد واقع ہوگا تو اس میں نصب مختار ہوگا حرف نفی سے مراد مادادان نا فید ہیں ہم دلا دین نہیں جیسے مازید لضرہ اور اس جگہ جواز دفع کے ساتھ نصب اس لئے مختار ہے کہ نفی حقیقت میں مضمون فعل کی ہوتی ہے پس فعل کو اس چیز کے متصل کرنا ادنیٰ ہے جو کہ مضمون فعل کی نفی کرتی ہے **کہ** قولہ ودر حرف الاستفہام النصب نصب کے مختار ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ اسم مذکور حرف استفہام کے بعد واقع ہو جیسے زید لضرہ اس لئے کہ حرف استفہام کا دخل ہونا فعل پر ادنیٰ ہے اور وجہ اس کی وہی ہے جو کہ حرف نفی میں مذری یہاں حرف استفہام اس لئے کہ ابکہ بعد اسم استفہام کے دفع مختار ہے اور خاص عجزہ استفہام کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ یہ حکم مل کو بھی شامل ہے جیسے بل زید لضرہ ۱۲ **کہ** قولہ وادد الشرطیۃ وحيث یعنی جب کہ اسم مذکور اذا شرطیہ یا حیث کے بعد واقع ہو تو ان دو دونوں صورتوں میں بھی نصب مختار ہوگا اور دوسرے یہ ہے اذا شرطیہ مجازات زمانی پر محالیت کرتا ہے جیسے اذا زید لضرہ تاکہ یہ یعنی جب تو زید سے ملاقات کرے تو اس کی تعلیم کر اور حیث مجازات مکانی پر جیسے حیث زید لضرہ تاکہ یہ یعنی جس جگہ تو زید کو پائے اس کا اکر اسم کہ

مخلوق نہیں ہیں جیسا کہ فرقہ معتزلہ کہتا ہے کہ بندوں کے افعال اختیار یہ باری تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہیں لہذا بالانشاء منہ بہر حال دفع کی صورت میں چونکہ انیلینہ ہے کہ مفسر کا صفت کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اب اگر کوئی کہے کہ مصنف نے عند حرف لبس المفسر بالصفة فرمایا کہ جس کے یہ تھے ہیں مفسر کا صفت کیساتھ التباس ہو جاتا ہے قطعاً ہے مفسر کا صفت کے ساتھ التباس نہیں ہوتا مفسر کا صفت کے ساتھ ہوتا ہے پس تباہی کے مصنف کے قول کی توجیہ کیا ہوگی جواب یہ ہے یہاں سے مفسر مراد ذات مفسر ہے پس وہ اگرچہ فی الحال حالت دفع میں مفسر نہیں فردہ باعتبار ماکان یعنی حالت نصب کے مفسر ہے لہذا مصنف کا عند حرف لبس المفسر بالصفة صحیح ہے ۱۲۔

کہ اس کے بعد فعل یا شے فعل اس حیثیت سے ہوگا کہ اس کو یا اس کے مناسب یعنی مراد یا لازم کو اس اسم پر مضاف کر کے تودہ اس اسم کو مفعولیت کی بنا پر نصب نہ کرے گے جیسا کہ مثال مذکور میں اگر میں فعل کو یا اس کے ساتھ مقدم کریں تو زید مجرور ہوگا اور بدون بار کے مقدم کریں تودہ مفعول ہوگا منصوب نہ ہوگا اسی طرح اگر اس کے مناسب یا مراد فعل یعنی ارب کو اس پر مضاف کریں تب بھی اسم مذکور منصوب نہ ہوگا بلکہ اس پر بنا بر نائب فاعل ہونے کے دفع آئے گا پس معلوم ہوا کہ مثال مذکور ما اضمروا علی ترمیدہ التفسیر سے نہیں ہے اور اس جیسی ترکیب میں بنا بر ابتدا کے دفع واجب ہے ۱۲ **قوله** وذلک لکل شئ غلوہ فی الزمیر یعنی اور اسے ہی کل شئی غلوہ فی الزمیر یا ضمیر مطلق سے نہیں ہے اور مراد اسی سے ہر وہ اسم ہے کہ وہ ماضی مطلق کی صفت میں ہے اور اس کے بعد ایسا فعل ہے کہ اگر اس کو اس اسم پر مقدم کریں تو معنی نامزد ہوجاتے ہیں جیسا کہ آیت ترمیدہ علی سنی یہ ہیں کہ ہم افعال بندوں کے نام اعمال میں وضع پس صغیر اور کبیر کوئی فعل ایسا نہیں کہ اس میں وضع ہونے سے وہ کیا ہو اور ترکیب آیت شریف کی یہ ہے کہ کل شئی مرفوع اور فعل وہ اسکی اپنی صفت موصوف

ولیتوی الامران فی مثل زید قام وعمر واکرمته

ویجب النص بعد حرف الشرط وحرف التحضیض
فی الامم المذکور ۱۱

مثل ان زید اضریت ولیس ازید ذہب یم منہ

فالرفع وكذلك کل شئ فعلوہ فی الذب

لہ **قوله** ولیتوی الامران الخ یعنی اسم مذکور میں رفع اور نصب دونوں برابر ہیں مثل زید قام وعمر واکرمته میں اور مراد مثل سے ہر وہ ترکیب ہے کہ جس میں افعال کا عطف جملہ ذات الرحمن یعنی الیہ جلا امیر ہوگا اس کی ہر جملہ فعلیہ ہے جیسے زید قام وعمر واکرمہ کیہاں اور عمر کو مرفوع پر حصص تو جلا امیر ہوجائے گا اور اس کا عطف جملہ اسمیہ کبری یعنی زید قام پر ہوگا اور اس کا منصوب پر حصص تو جملہ فعلیہ ہوگا اور اس کا عطف جملہ اسمیہ صغری تمام پر ہوگا اور چونکہ یہ دونوں حصص عطف میں مساوی ہیں اور دونوں میں معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان تناسب کی رعایت ہے لہذا ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہوگی اور رفع اور نصب دونوں برابر ہونے کے **۱۱** **قوله** ویجب النص الخ یعنی اسم مذکور میں جب کہ بعد حرکت شرط اور حرف تحضیض کے واقع ہو نصب واجب ہوگا حرف شرط کی مثال جیسے ان زید اضریت فتریک اور مثال حرف تحضیض کی **قوله** لا زید اضریت فتریک شرط سے یہاں مراد ان اور بوسے اسے کرنا اور حرف شرط سے یہاں اس کا حکم فی طلب کے ساتھ اختیار نصب کا ہے نیز چکا ہے اور حرف تحضیض الا اور لا اور تا میں حرف شرط اور حرف تحضیض کے بعد نصب اسنے واجب ہے کہ ان حرفوں کا دخول فعل پر واجب ہے لفظاً یا تقدیراً اس لئے کہ حرف شرط تعلیق زمانی پر دلالت کرتا ہے اور تا نہ حرف فعل کیساتھ سمجھا جاتا ہے الیہ ہی حرف تحضیض تنذیم و تزییح فی الماضی اور ترغیب اور تحضیض فی الاستقبال کیلئے وضع کیا گیا ہے اور ماضی اور مستقبل ہر فعل کے کسی اور سے مستفاد نہیں ہوتے **۱۲** **قوله** ولیس ازید ذہب یم منہ الخ یعنی یہ مثال باب ما اضمروا علی نیز لفظ التفسیر سے نہیں ہے اور مراد اس مثال سے یہ ہے کہ ہر اسم

اپنی صفت سے مکرر تودہ اسکی اپنی صفت موصوف ہوگا اس کی خبر ہے پس اس صورت میں کوئی انشکال نہیں لیکن جب ہم کل شئی کو باب ما اضمروا علی سے کہیں اور اسکو منصوب پر حصص تو انشکال ہوتا ہے بسبب مذکور یہاں متفق نہیں ہوتی اسلئے کہ اگر فقہاء کو کل شئی پر مضاف کریں تو **قوله** فاعلی فی الزمیر و در کہوں کا احتمال رکھتا ہے یا تو لغو کے ساتھ متعلق ہوگا یا شئی کی صفت ہوگا اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں یہی صورت تو اسلئے کہ اس وقت یہ معنی ہیں کہ انہوں نے سب چیزوں کو نامر اعمال میں کیا ہے یعنی صحائف اعمال ان کے افعال کا محل ہے اور اس صورت میں فسا و معنی ظاہر ہے اسلئے کہ صحائف اعمال بندوں کے افعال کی جگہ نہیں بلکہ جو بندے افعال کرتے ہیں وہ نامر اعمال میں وضع ہوتے ہیں اور دوسری صورت اسلئے باطل ہے کہ اس تقدیر پر خلاف مقصود لازم آتا ہے کیونکہ مقصود قوی تھا کہ بندے جتنے افعال کرتے ہیں وہ سب تمنا ہے اعمال میں وضع ہیں اور اس صورت میں یہ معنی نامر اعمال ہوتے ہیں کہ جو چیزیں صحائف اعمال میں ہیں ان سب کو بندوں نے کیا ہے پس یہ دم ہوتا ہے کہ بعض اعمال عباد الیہ بھی ممکن ہیں کہ جن کو صحائف اعمال میں مدح نہ کیا ہو اور یہ باطل ہے **۱۲** **قوله** لا زید اضریت فتریک الخ کی جمع ہے زید کی جی کہ مزلور بمعنی کمزور کے ہے اس لئے کہ زبور کے معنی کتابت کے ہیں فائدہ اگرچہ دونوں شائیں بسیط مذکور کے متعلق نہ ہونے کیوجہ سے ما اضمروا علی سے خارج ہیں مگر یہاں بمراحت ان دونوں کو خارج کرنے کی وجہ یہ ہے پیش آئی ہے کہ زید ذہب یہ میں کوئی شخص ہے سوال کی کشت تھا کہ قابل مذکور ہو چکا ہے کہ اضمروا علی حرف استفہام کے بعد واقع ہو تو اس میں نصب مختار ہوگا حالانکہ یہاں نصب کا مختار ہونا تو درکنار دفع واجب ہے علی ہذا القیاس کوئی کہہ سکتا ہے کہ قبل ازید چکا ہے کہ اسم مذکور میں جب دفع کے خلاف نصب کا کوئی قرینہ نہ ہو تو بنا بر ابتدا دفع مختار ہوگا پس بنا علی کل شئی غلوہ فی الزمیر میں دفع مختار ہونا چاہئے لاکہ اس میں واجب ہے پس معلوم ہوگا کہ یہ دونوں قاعدہ کبہ نہیں ہیں جواب یہ ہے کہ یہ دونوں باب ما اضمروا علی سے نہیں ہیں کہ اول میں نصب اور ثانی میں دفع مختار ہوا اس لئے کہ یہاں تفسیر مذکور کی شرط متعلق نہیں ۱۱

ہو چکا ہے کہ اضمروا علی حرف استفہام کے بعد واقع ہو تو اس میں نصب مختار ہوگا حالانکہ یہاں نصب کا مختار ہونا تو درکنار دفع واجب ہے علی ہذا القیاس کوئی کہہ سکتا ہے کہ قبل ازید چکا ہے کہ اسم مذکور میں جب دفع کے خلاف نصب کا کوئی قرینہ نہ ہو تو بنا بر ابتدا دفع مختار ہوگا پس بنا علی کل شئی غلوہ فی الزمیر میں دفع مختار ہونا چاہئے لاکہ اس میں واجب ہے پس معلوم ہوگا کہ یہ دونوں قاعدہ کبہ نہیں ہیں جواب یہ ہے کہ یہ دونوں باب ما اضمروا علی سے نہیں ہیں کہ اول میں نصب اور ثانی میں دفع مختار ہوا اس لئے کہ یہاں تفسیر مذکور کی شرط متعلق نہیں ۱۱

مستحق شرک کو ہے اور مبتدا کی خبر مثل جزا کی ہے اور خبر کا اس مبتدا کی خبر پر داخل ہے وہ خبر کو شرط کیسے کہ شرط دینے کیلئے ہے اسلئے کہ وہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ شرط جزا کا سبب ہے اور یہ قسم ہے کہ اس فاعل کا مبتدا کے مابین میں عمل نہیں کرتا پس تسبیح مذکور متنع ہوگی تو آیت ما انفروا ما لم یؤمر بہ من قبلہ اور دفع بنا پر مبتدا کے واجب ہو گیا اور تسبیح کیلئے کہ آیت کو یہ دیکھ متعلق میں یعنی الزانیہ مبتدا ہے اور اس سے پہلے مضارع مخدوف ہے اسی حکم الزانیہ والرائی کا عطفت الزانیہ پر ہے اور خبر مبتدا کی مخدوف ہے اسلئے حکم الزانیہ والرائی نہایتیں حکم مبتدا اس حکم موجود کے بیان کر کے لئے جملہ زانیہ میں لائی گئی ہے اور سمیت کیلئے ہے اسی ان ثابت نہ جانا جلد واپس آیت کیلئے متعلق و دو جملے ہیں اور اس وقت تسبیح مذکور متنع ہوگی اسلئے کہ ایک جملہ کا ہر دوسرے جملہ کے جز میں عمل نہیں کرتا پس جب تسبیح مذکور متنع ہوگی تو آیت مذکورہ باب ما انفروا ما لم یؤمر بہ من قبلہ ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ نہ تو محذوف کے فاعل میں کوئی نقص ہے اور نہ قرار کا اتفاق غلطی پر ہے ۱۱

وَمِنْهُمَا الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ الْفَاءُ بِمَعْنَى الشَّرْطِ عِنْدَ الْمَبْدُودِ وَجُمْلَتَانِ عِنْدَ سَيِّوِيَةٍ وَالْأُفَّالُ الْخِتَارُ النَّصَبُ الدَّابِعُ التَّحْذِيرُ وَهُوَ مَعْمُولٌ بِتَقْدِيرِ اتَّقِ تَحْذِيرًا مَّا يَعْدَهُ أَوْ ذَكَرَ الْحَذَرُ مِنْهُ مَكْرَمًا

جملے ہوں تو آیت فاعلہ مسطورہ کے تحت میں داخل ہو جائے گی اور اس وقت نصب متعار ہوگا لیکن اس وقت اختیار نصب کا باطل ہے اسلئے کہ قرآن مجید نے دفع پر اتفاق کیا ہے پس نہایت اس فاعل کو معنی شرط کیا جائے گا یا آیت کو دو جملہ پر محمول کیا جائے گا تاکہ دفع معتبر ہو جائے ترکیب قیاس اس طرح ہوگی ان لم یکن الفاعل بمعنی الشرط عند المبدوء و ان لم یکن الزانیہ جملتین عند سیوویہ فافعالاً والنصب لکن التصب لیس بمتمم لافعالاً الفاعل البسوط علی ارفع فلا بد ان یكون الفاعل بمعنی الزانیہ عند المبدوء و یكون الزانیہ جملتین عند سیوویہ ۱۲ اسلئے قولہ الزانیہ التحدیر یعنی جن کو دفع میں منقول کے حامل یا نصب وجوباً حذف کیا جاتا ہے ان میں سے جو صفا موصیہ تحذیر پر ہے اور باعث وجوب حرف کا اس پر کسبئی تمام اور علت فرصت ہے اسلئے کہ قولہ وجوب محمول بتقدیر اتق تحذیر کے معنی لغت میں ڈرنے کے ہیں جس کو ڈرایا جائے وہ مخدوف اور جس سے ڈرایا جائے وہ مخدوف منہ ہے اور اصطلاح نجات میں تحذیر وہ اسم ہے جو بر مغولیت اتق مقدر یا بعد مقدر کا محمول ہے اور یہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ اتق مقدر کی وجہ سے منصوب ہوا اور اس کو واجب سے ڈرایا جائے وہ مسترک وہ کہ اتق مقدر کی وجہ سے منصوب ہو لیکن وہ مخدوف کہ مخدوف کی وجہ سے محمول کر دیا گیا پس تحذیر کی اول آیت بعد سے مخدوف اور قسم ثانی کی مخدوف منہ سے جن کو متورک کیا ہے اور یہ دونوں قسمیں اس امر میں ترکیب ہیں کہ دونوں اتق مقدر کی وجہ سے منصوب ہوئی ہیں پھر حال قولہ تحذیر کا یا بعد فعل مخدوف ہے ای ذکر ذالک المحمول واجب تحذیرہ پس تحذیر یہی موصیہ مغول طعن اور دوسری صورت میں منقول ہے اس وقت مذا القیاس قولہ اور ذکر مخدوف منہ کا عطفت ذکر یا بعد مخدوف پر ہے اب یہاں پر ایک عرض داریوتا ہے اور وہ یہ کہ قولہ تحذیر یا بعدہ اپنے فعل مقدر کیلئے مکر محمول کا مفت ہے اور فعل مقدر میں ایک ضمیر ہوتا ہے اسلئے کہ جملہ جب صفت ہوتا ہے تو اس میں ایک ضمیر ہوتا ہے جو کہ موصوف کی طرف لوٹتی ہے تاکہ صفت اور موصوف کے درمیان ارتباط حاصل ہو پس فاعلہ مذکورہ بالا یہاں بھی موصوف علیہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور جب موصوف علیہ میں ضمیر ہوئی تو موصوف میں بھی ایک ضمیر ہوئی جیسے جو موصوف کی طرف عائد ہوتا کہ موصوف او موصوف علیہ میں رعایت تناسب کی حالانکہ یہاں ایسا نہیں اسلئے کہ موصوف یعنی قولہ اور ذکر مخدوف منہ میں کوئی ایسی ضمیر نہیں جو موصوف کی طرف عائد ہو پس موصوف او موصوف علیہ میں رعایت تناسب کی نہ ہوئی اور دونوں کا ایک حکم نہ ہوا لہذا موصوف کیونکہ صحیح ہوگا جواب یہ ہے کہ جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ موصوف میں عائد ہونا چاہیے تھا لیکن عائد کے قطع ضمیر میں مخدوف ہونا ہم کو تسلیم نہیں بلکہ مصلحہ کے موقع میں ضمیر کا نا بھی عائد ہے پس موصوف عائد سے خالی نہیں کہ موصوف مذکور صحیح نہ ہوتا

۱۱ مخدوف کو اس تحذیر ۱۲

مخزن نہ ہوگا خواہ مجوزہ اسم تحقیقی ہو یا تاویلی ایسے ہی من مخزن نہ ہے جب کہ وہ اسم تحقیقی ہے کبھی مخزن نہ ہوگا بخلاف اسم تاویلی کے کہ اس سے من کا حذف
 ہمارے پس معنی دے تو قول و قول ایاک من الاسرارحہ سہاسی تفصیل مذکورہ کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی میں طرح پرستیدر کا فزع اول کی دو قسموں میں مخزنہ
 کو دو مذکور کے ساتھ استعمال کرنا جائز ہے اسی طرح من مذکور کا یہ استعمال کرنا جائز ہے ۱۲ قول و دایاک ان مخزنہ الخ یعنی نوع اول کی قسم ثانی
 میں مخزنہ و بتقدیر من ذکر کرنا جائز ہے پس دایاک ان مخزنہ اصل میں ایاک من ان مخزنہ الخ من حرف جر کو حذف کر دیا گیا اسلئے کہ حرف جر کا حذف کرنا ان

وان سے تخفیف کیے جائز ہے **قوله** لا تقول یا، الا سداً لم یغنی من کومقدس کے ایک الا سداً کہنا جائز نہیں اسنے کہ من کا حذف اسم حریج سے ناجائز نہیں اور اگر کوئی کہے کہ ہم اس خال میں وادعا طفرہ کو مقدس مانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ اصل میں ایک والا سداً تھا تو یہ جواب ہے کہ حذف وادعا طفرہ کا اور بھی نتیجہ ہے اس لئے کہ وادی کا حذف باطل ثابت نہیں **نحو** ان کے قیاسی اور ان کے غیر سے شاذ ہے **قوله** المفعول فیہ الخ یعنی مفعول پانچ مفعولوں میں سے مفعول فیہ سے اودھاد یا مکان سے کہ جس میں فعل نکرہ یعنی حدث کیا گیا ہو فعل سے مراد فعل نوی یعنی حدث سے مراد عام سے مخفی ہو کہ ضمن میں فعل المفعول یا مقصد کے واقع ہو یا ضمن میں غرض فعل مفعول یا مقصد کے ہو جیسا کہ صحت دوم الجموعہ میں صوم نصفاً صحت دوم الجموعہ سے یا التزامی موجب کہ کوئی عامل ایسا یا جائے کہ حدث پڑے اور تا دلائل کرتا ہے یا مطلق ہو اور اس سے فکر کہ عامل مقصد جیسے مجنی جلوبک امام زید باقی ذرا بعد دوسرہ یہ ہیں کہ قوله ما فعل فیہ فعل مذکور سے تمام اسمائے زمان و مکان کو شامل ہے اس لئے کہ کوئی زمان یا مکان ایسا نہیں کہ جس میں کوئی نہ کوئی فعل نہ کیا گیا ہو خواہ فعل کو ذکر کریں یا نہ کریں پھر مذکور کے خیر سے وہ زمان یا مکان خارج مہرہا ہے کہ جس میں وہ فعل ذکر کیا گیا ہے جو مذکور نہیں جیسے دوم الجموعہ دوم طیب اور اگر کوئی کہے کہ قول

فیکہ کی یہ تعریف بعض مفسرین پر صادق آتی ہے بلکہ ان کی تعریف با فعل فعل مذکور صادق آتی ہے بلکہ ان کو اگر مضعف نے جسکو پر کیا المفعول فیہ با فعل فعل مذکور لگا اسنے کو یوم الجمعہ شہدت یوم الجمعہ میں اس شہدت سے بس شہدت یوم الجمعہ کے معنی یہ ہیں کہ میں عبادہ

مِثْلَ إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ وَإِيَّاكَ ۖ وَانْ تُحْذَفُ وَ

الطَّرِيقُ الطَّرِيقُ وَتَقُولُ أَيَّاكَ مِنَ الْأَسَدِ وَمِنْ

ان تَحْذِفْ وَايَاكَ اَنْ تَحْذِفْ يَتَقَدَّرُ مِنْهُ وَلَا
 قول ۱۷ ہے جو تفک من ان تَحْذِفْ ۱۸

نقول إِيَّاكَ الْأَسَدَ الْأَمْتَنَ تَقْدِيرٌ مِنَ الْمَفْعُولِ

۱۔ قولہ مثل ایاک والا سدیہ مخذیرہ کی نوح اول کی مثال سے اصل میں جو کہ والا سدیہ اول لفظ نفس کو زیادہ کیا گیا اور بعد نفسک والا سدیہ ثانیہ کے زمین فاس اور غیر مفعول کا اتصال متاعل کے ساتھ جب کہ ان دونوں سے امر اخذی واحد جو جائز نہیں مگر اخذ ثلث قلوب میں جائز ہے جیسے علمتہی پس جب لفظ نفس نے زیادہ جو اقواب مفعول میں ظاہر ہوگا اور مخذیر لازم نہ آئیگی جو صریح تکی تمام کی وجہ سے فعل و حذف کیا گیا تو اس کے ساتھ زمین فاس کو حذف کیا گیا اور لفظ نفس کو بھی اسے کہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی اور غیر متصل کو متصل سے جدا کیا گیا والا سدیہ جو کہ ۱۲۔ قولہ وایاک وان تخلف یعنی بجا تو اپنے آپ کو کفری سے خرگوش کے ماننے سے اور یہ بھی مخذیر کی نوح اول کی مثال سے مگر فرق اس قدر ہے کہ مثال اول میں مخذیر منہم تحقیق سے اور مثال سے ثانی میں مخذیر منہم تا دلی سے حذف اخت میں کفری سے خرگوش کے ماننے کو کہتے ہیں ۱۲۔ قولہ والطریق الطریقۃ یہ مخذیر کی قسم ثانی کی مثال ہے اس میں الطریق مخذیر نہ کر کے ای القن الطریق یعنی پنجے تو راستہ سے کہ جس میں آفت ہے جانا چاہیے کہ قیاس عقلی اس کو معقنی ہے کہ استعمال مخذیر نہ کا اکثر مورد توں پر ہوا ہے کہ مخذیر نہ یا تو اسم تحقیقی ہوگا یا اسم تا دلی اور استعمال ان دونوں کا یا میں کیسا ساتھ ہوگا یا واد کے ساتھ ہوگا چنانچہ چار صورتیں ہو کہ دو کو دو میں ضرب دینے سے حاصل ہوتی ہیں پھر ہر ایک کی دو دو صورتیں ہیں اس لئے کہ واد و دین دو حال سے خالی نہیں مذکور ہوئے گئے یا نہیں مؤخر ان دونوں صورتوں کو مذکورہ بالا چار صورتیں میں ضرب دینے سے آٹھ صورتیں ہوتی ہیں اور ان میں تین صورتیں ملی ہیں کہ ان کا دوجو خارج میں نہیں اس لئے کہ واد مخذیر نہ کے بھی

ابن کثیر نے ذکر و تعریف سے مانع نہیں ہوئی جیسے شہادت دوم الجمعہ میں یوم الجمعہ مفعول بہ سے کہ اس پر مفعول فیہ متکون ہے۔ ذکر و تعریف سے مانع نہ ہوئی مگر دوم جمعہ میں جواب یہ ہے کہ اکثر تعریفات میں تقدیر حقیقت کی معتبر ہوئی ہے پس ذکر و تعریف سے مانع نہ ہوگا۔ ثانیاً ذکر و تعریف مفعول فیہ سے خارج ہو چکا ہے۔ ثانیاً ذکر و تعریف مفعول فیہ سے خارج ہو چکا ہے۔ ثانیاً ذکر و تعریف مفعول فیہ سے خارج ہو چکا ہے۔

حرف کے منصوب ہوتا ہے جیسے مفعول مطلق لہذا ظرف زمان بہم بھی تقدیرنی کو قبول کر لیا اور ظرف زمان محدود کو ظرف زمان بہم پر محمول کرتے ہیں اس لئے کہ دونوں ذات یعنی زمانیت میں شریک ہیں ۱۲ اے قولہ وظرف المكان ان کا لفظ لا یعنی مکان اگر بہم ہوگا تو زمان بہم پر محمول کئے ہوئے اس کا منصوب ہونا تقدیرنی کے ساتھ صحیح ہوگا اس لئے کہ دونوں وصف ابہام میں شریک ہیں جیسے جلست خلفک اور مکان محدود ہو تو تقدیرنی کا اس کا منصوب ہونا درست نہ ہوگا اس لئے کہ اشتراک زمان بہم کے ساتھ بالکل نہیں نہ ذات میں اور نہ صفت میں جیسے فی المسجد ۱۵ قولہ وفسر بہم الہ جب مصنف نے کہا کہ مکان بہم تقدیرنی کے ساتھ منصوب ہوتا ہے تو اب مکان بہم کو بتانا ضروری ہوتا کہ مبتدئوں کی حیرت زائل ہو جائے پس فرمایا کہ جہات متہ کو مکان بہم کئے ہیں جہات متہ یہ ہیں آگے۔ پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے ان کی کوئی حد اور نہایت نہیں ۱۶ اے قولہ علیہ عند لدی الہ یعنی جہات مذکورہ پر عند اور لدی اور ان دونوں کے مشابہ دون اور سوا کو محمول کیا گیا ہے اس لئے کہ ان میں ایک قسم کا ابہام ہے ۱۷ اے قولہ ولفظ مکان الہ یعنی لفظ مکان کو جہات متہ پر محمول کیا ہے جو بہر کثرت استعمال کئے نہ کہ بسبب ابہام کے اس لئے کہ کثرت استعمال عتقنی تخفیف ہے اور تخفیف تقدیرنی کے ساتھ منصوب ہونے میں ہے ۱۸ اے قولہ واما لید دخلت علی الامم یعنی ایسے ہی دخلت کے مابعد کو اس کے کثرت الاستعمال ہونے کی وجہ سے مکان بہم پر محمول کرتے ہیں اگر چہ وہ معین اور محدود ہے اور یہ یعنی اس کا مکان بہم پر محمول کرنا مذہب اصح پر ہے اور مراد دخلت سے وہ فعل ہے کہ اس کا مفعول فیہ مفعول بہ کے مشابہ جو۔ بھر تیز علی الامم کی یاں پر اس لئے ہے کہ بعض نحوی اس طے کئے ہیں کہ دخلت کا مابعد مفعول بہ ہے اس لئے کہ فعل متعدی بضرع کہ بدون مفعول بہ کے تمام نہیں ہوتا! سیطرع دخول کے معنی بھی۔ بدون اس کے مابعد کے ملائے تمام نہیں ہوتے پس معلوم ہوا کہ مابعد دخلت کا مفعول بہ ہے مفعول فیہ نہیں بخلات جمہور کے کہ وہ مابعد دخلت کو مفعول فیہ کہتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بزرہ مصدر کہ جو مفعول کے وزن پر مکرر لازم ہوتا ہے پس دخول بھی لازم ہوگا اور اس کے لئے مفعول بہ ذکر نہ ہوگا۔ دوسرے اگر دخول کے فعل لازم ہونے سے بھی قطع نظر کر جائے تب بھی مابعد دخلت کا مفعول بہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب مفعول پر فی کو داخل کرتے ہیں تو معنی ناسد ہو جاتے ہیں جیسے حریت زید میں اگر مفعول بہ پر لفظ فی داخل کر کے حریت کی زید کہیں تو معنی درست نہیں گے بخلات مابعد دخلت کے یہاں بعد دخول کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں جیسا کہ دخلت فی الدار کہیں تو صحیح ہے پس ثابت ہوا کہ دخلت کا مابعد مفعول فیہ ہے نہ کہ مفعول بہ ۱۷

فِيهِ هُوَ مَا فُعِلَ فِيهِ فِعْلٌ مَذْكُورٌ مِنْ زَمَانٍ وَمَكَانٍ

وَشَرْطُ انْصِبِهِ تَقْدِيرُ فِي وَظَرْفُ الزَّمَانِ كَلَّا تَقْبِلُ

ای تقدیرنی ۱۲

ذَلِكَ وَظَرْفُ الْمَكَانِ اِنْ كَانَ مِنْ مَّا قَبِلَ ذَلِكَ وَالْاَفْلا

وَقُسِّرَ الْمَبْهُمُ بِالْجِهَاتِ السَّتِ وَحُمِلَ عَلَيْهِ عِنْدَ وَلَدَى

ای علی ظرف المكان البہم ۱۲

وَشَبَّهَ بِالْاِبْهَامِ وَلَفْظُ مَكَانٍ لِكَثْرَتِهِ وَمَا بَعْدَ

دہ دون ودری ۱۷

۱۲ اے قولہ من زمان او مکان یہ موصول یا موصوفہ کا بیان ہے اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مفعول فیہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے یعنی ہر وہ زمان و مکان کہ جس میں فعل مذکور کیا جائے اس کو مفعول فیہ کہتے ہیں خواہ اس میں فی مفعول ہو یا مقدر اگر فی مفعول ہو تو مفعول فیہ مجرد ہوگا اور مقدر ہو تو منصوب ہوگا اور یہ درحقیقت اصطلاح قوم کے خلاف ہے اسلئے کہ نحو یوں نزدیک مفعول فیہ وہ مکان یا زمان ہے کہ جو تقدیرنی کے ساتھ منصوب ہوتا ہے اور وہ زمان مکان کہ جس میں فی مفعول ہو اس کو مفعول فیہ نہیں کہتے بلکہ وہ بواسطہ حرف جر کے مفعول بہ ہے پس معلوم ہوا کہ مصنف نے اس مقام پر جمہور کی مخالفت کی ہے ۱۳ اے قولہ وشرط انصبہ تقدیرنی یعنی مفعول فیہ کے منصوب ہونی کی شرط یہ ہے کہ فی مفعول ہوگا ۱۴ اے قولہ وظرف الزمان کلا تاقبل یعنی جیسے ظرف زمان بہم ہوں یا محدود تقدیرنی کو قبول کرتے ہیں اس لئے کہ زمان بہم مفعول فعل کا جز ہے اور یہ قاعدہ سہل ہے کہ جب جز فعل کو علیحدہ مستقل طور پر ذکر کرتے ہیں تو وہ بلا واسطہ

سے بھی قطع نظر کر جائے تب بھی مابعد دخلت کا مفعول بہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب مفعول پر فی کو داخل کرتے ہیں تو معنی ناسد ہو جاتے ہیں جیسے حریت زید میں اگر مفعول بہ پر لفظ فی داخل کر کے حریت کی زید کہیں تو معنی درست نہیں گے بخلات مابعد دخلت کے یہاں بعد دخول کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں جیسا کہ دخلت فی الدار کہیں تو صحیح ہے پس ثابت ہوا کہ دخلت کا مابعد مفعول فیہ ہے نہ کہ مفعول بہ ۱۷ محمد شیت اللہ غفرلہ دینہندی

تکلف میل خارج ہو جاتے ہیں اب اگر کوئی کے کہ بعض اوقات معقول لے کے فعل کو ذکر نہیں کیا جاتا جیسا کہ تا دینا اس آدمی کے جواب میں کہیں کہ جس نے
لم ضربتہ نہ کیا پس یہ تعریف تمام افراد معقول لہ کو شامل نہ ہوتی جواب یہ ہے کہ مذکور سے مراد عام سے حقیقہ مذکور ہو یا حکماً پس مثال مذکور میں
حقیقہ مذکور نہیں مگر حکماً مذکور ہے ۱۷ لے قولہ شل ضربتہ تا دینا الخ یہ مثال اس معقول لہ کی ہے کہ جس کے حاصل کرنے کیلئے فعل مذکور کیا گیا
ہے اس نے کہ تا دینا ضرب حاصل ہوتی ہے اور اس پر مرتب ہے ۱۸ لے قولہ وقتت عن الحرب جہا یہ مثال اس معقول لہ کی ہے کہ جس کے پانے
جانے کے سبب فعل مذکور کیا گیا ہے اسے کہ تنکلم سے خود بسبب اس کی بزدلی اور خوف کے ہوا ہے ۱۹ لے قولہ خلافا للزجاج الخ یعنی جھوٹ کے
نزدیک معقول لہ معمول مستقل ہے اور زجاج کے نزدیک وہ معمول مستقل نہیں بلکہ غیر لفظ فعل سے معقول مطلق ہے پس زجاج کے نزدیک ضربتہ

دَخَلْتُ عَلَى الْأَخِي وَيَنْصِبُ بِعَامِلٍ مُضْمَرٍ وَ

موضوعات اور موضوعات

على شريطة التفسير المفعول له هو ما فعل

یحدث
 (اجل فعل) مذکور مثل ضربت تادیباً وقعت
 مفعول ماضی ماضی فاعل ۱۲

مفتول مالم لیسیم فاعله ۱۲

عَنِ الْحَرَبِ جُبْنًا خَلَفًا لِلزَّجَّاجِ فَإِنَّهُ عِنْدَهُ

١٥١. **يُذِيقُ الْعَاقِمَ مِنَ الْمُنْصُوبِ ١٢**

مَصْدَرٌ وَشَرَطُ نَصْبٍ تَقْدِيرُ الْإِلَامِ وَأَنْهَا

مبتداً

۱۔ قولہ و نصب جمال مغلول یعنی مغلول فیہ بلا شرط تغیر عامل مغلول ہوتا ہے مغلول ہوتا ہے جیسے کوئی کے
 کسی مرت اور اس کے جواب میں یوم الحجۃ کہیں ای مرت یوم الحجۃ ۱۳؎ قولہ فی شرطیۃ تغیر بلا
 شرطیۃ تغیر مغلول ہے اور معطوف علیہ اس جگہ لغزینہ مقام محمد بن عبد مطلق کہ مغلول
 فیہ عامل مقدار بشرط تغیر مغلول ہوجاتا ہے جیسے یوم الحجۃ صحت فیہ ای صحت یوم الحجۃ صحت
 فیہ اور یہ بھی وہی پانچ صورتیں جو مغلول ہیں گزریں مستود ہوتی ہیں (۱) اختیار دفع جیسے یوم الحجۃ
 صحت فیہ (۲) اختیار نصب جیسے یوم الحجۃ صحت فیہ (۳) درج دفع جیسے یوم الحجۃ صحت فیہ
 (۴) درج نصب جیسے ان یوم الحجۃ صحت فیہ (۵) تمام احوال

جیسے زید مام و یوم الجمعۃ صحت فیہ ۱۷ اش سے قولہ المفعول لہ الخ یعنی مفعول ردو ہے کہ جس کے حاصل کرنے یا اس کے ہانے جانے کے سبب فعل مذکور کیا گیا جو فعل سے مراد فعل لغوی ہے اور تعجب میں قولہ ما جنس ہے جو کہ تمام مفاعیل کو شمل ہے اور قولہ فعل لا جملہ الخ فعل ہے کہ اس سے

ہے اور حذف ہر اسقاط من اللفظ کو کہتے ہیں خواہ نیت میں باقی رہے یا نہ رہے پس اگر اس جگہ لفظ حذف یا گویا یاد نہ کرتے اور ضمیر بخود کو تقدیر لام کی طرف مابج کرتے تو یہ دم ہو تا کلام کے نیت میں باقی رہنے کیلئے یہ شرط ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ بقایا لیتے اپنی اصل پر ہے اس کے لئے شرط کی حاجت نہیں پس معلوم ہوا کہ مصنف کا یہ کلام بلا ضرورت طویل نہیں ہوا بلکہ اس کی حاجت تھی پھر ضمیر مفعول میں خود مذکورہ کے فائدہ میں کہ کاذ کا نفعیلا اسی اثر کرنے سے وہ چیز خارج ہو گئی جو کہ اثر نہیں بلکہ مین یعنی موجود خارجی ہے جیسے جھنگک مسمن اور خلا مفاعل افضل المصلیٰ کہنے سے وہ شئی خارج ہو گئی جو کہ فعل مصلیٰ کے فاعل کا اثر نہیں بلکہ غیر فاعل فعل مصلیٰ کا اثر ہے جیسے جھنگک لا کر اک ایامی جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہاں فاعل جھنگک کا شکم اور فاعل کلام کا محاط ہے اور جب مقارناتی الوجود کا تو اس سے وہ مفعول لا خارج ہو جانے کا باقی ماضی ماضی پر

فعل معلل بہ یعنی شرب دوا کا اور ہے اور مفعول لہ یعنی اصلاح بدن کا اور ہے۔ پس شرط اقران زمان کی متحقق نہ ہوئی جواب یہ ہے کہ شربت الدوا اصلاح البدن بمعنی شربت الدوا ارادۃ اصلاح البدن کا اور شرب دوا کا ایک ہے اور دونوں میں اقران زمان متحقق ہے لہذا اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا ۱۲ یاں صغیر ۶ کا حاشیہ ختم ہوا ہے۔ قولہ المفعول مدہ یعنی مفعول مدہ اسم ہے کہ جس کی معصیت سے فعل کیا گیا ہے خواہ یہ معصیت فاعل کیساتھ ہو یا مفعول کے ساتھ اب اگر کوئی کہے کہ کلمہ مدہ کا قولہ المفعول کا مالم یسم فاعل ہے اس لئے کہ الف ولام معنی میں الذی کے ہے اور مفعول بمعنی فعل پس لفظ مدہ کو مرفوع ہونا چاہیے تھا نہ کہ منصوب جواب یہ ہے کہ بعض نحویوں نے اس کو جائز رکھا ہے کہ جب فعل کی استناد لازم النصب کی طرف ہو تو اس کو منصوب ہی باقی رکھا جائے تاکہ اکثر احوال کے ساتھ اس کی موافقت ہو جائے ۱۳ قولہ جو المذکور بعد الواد

لصاحبة الزام لصاحبة میں مذکور کے متعلق ہے اور یہ معنی میں کہ مفعول مدہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہوں جو جہ معصیت مفعول فعل کے خواہ وہ معمول فاعل ہو جیسے استوی المار والنجس یعنی پانی کو لای کے ساتھ بلندی میں برابر ہو گیا یا وہ مفعول ہو جیسے کفاح وزیادہ اور جم اور خواہ وہ فعل نقلی ہو یا منقول نقلی کی مثال ما قبل مذکور ہو چکی ہے اور نقلی معنی کی مثال یا ک وزیادہ ای ما تفسع وزیادہ یعنی تو زید کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔ تنبیہ یہ ضروری نہیں کہ جو اسم واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو وہ مفعول مدہ ہو جیسے کل رجل وفتیحة میں واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہے کہ وہ معمول فعل کے ساتھ زمان واحد ہے میں صاحب ہو جیسے سرت وزیادہ یا مکان واحد میں صاحب ہو جیسے لو ترکفت الناقۃ وفتیلہا برصنا ۱۳ (۱۳) قولہ فان کان الفعل لفظاً

يَجُوزُ حَذْفُهَا إِذَا كَانَ فِعْلاً لِفَاعِلِ الْفِعْلِ
ای حذف اللام صفات ۱۲ موصوت ۱۲

الْمَعْلَلُ بِهِ وَمَقَارِنًا لِفِي الْوُجُودِ الْمَفْعُولِ
ای بالمفعول ۱۳ عطف علی مدہ ۱۲ مبتدا ۱۲

مَعَهُ هُوَ مَذْكُورٌ بَعْدَ الْوَاوِ لِمَصْحَابَةٍ
ای کان بفعل ۱۴ شرط ۱۳

مَعْمُولٍ فِعْلٍ لِفِظًا أَوْ مَعْنًى فَإِنْ كَانَ

۱۴ لفظ مذل کا حاشیہ جو کہ فعل معلل ہے کے ساتھ زمانہ میں شریک نہیں جیسے اگر متک الیوم وعدی بذلک اس لئے کہ زمانہ فعل معلل بہ یعنی اگر متک کا آج کا دل اور زمانہ مفعول کا کل گذشتہ ہے پھر فعل معلل بہ اور مفعول لہ کا اشتراک زمانی تین قسم پر ہے ایک یہ کہ دونوں کا زمانہ ایک ہو جیسے فرمت تا دینا زمانہ تا دین اور ضرب کا ایک ہے اور ان دونوں کے درمیان حقیقت میں تفریق نہیں دوسرے یہ کہ فعل معلل کا کل زمانہ مفعول لہ کے بعض زمانہ کیساتھ متحد ہو جیسے قدرت عن الحرب جیسا کہ زمانہ مفعول کا بعض زمانہ میں پایا جاتا ہے تیسرے یہ کہ کل زمانہ مفعول لہ کا فعل معلل بہ کے بعض زمانہ کے ساتھ متحد ہو جیسے شدت الحرب ایقان الصلح بین العزیزین اس لئے کہ ایقان صلح کا زمانہ لڑائی میں حاضر ہو چکے زمانہ کا بعض ہے پس اس مثال میں مفعول لہ کا کل زمانہ فعل معلل بہ کے بعض زمانہ کے ساتھ متحد ہے فافہم (فائدہ) مفعول لہ کے منصوب ہونے کی یہ دو شرطیں ہیں یعنی فاعل فعل معلل بہ اور مفعول لہ کا ایک ہونا اور دونوں کا وجود زمان میں ایک دوسرے کے مقارن ہونا اس لئے ہیں کہ ان دو شرطوں کی وجہ سے مفعول لہ کی مفعول مطلق کے ساتھ مشابہت ہو جائے پس جس طرح مفعول مطلق کا تعلق فعل کے ساتھ بلا واسطہ ہے اسی طرح مفعول لہ کا تعلق بھی فعل کے ساتھ بلا واسطہ ہو جائے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ شربت الدوا اصلاح البدن میں اصلاح مفعول لہ ہے اور زمانہ

انادید وزید اگر اس جگہ واؤ کے مابعد کا ما قبل پر عطف ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس میں ضمیر متصل کی تاکید ضمیر منفصل انا کے ساتھ کی گئی ہے پس عطف جائز ہوگا اور بنا بر عطف کے زیر مرفوع پڑھا جائیگا اور نصب دینا بھی جائز ہوگا اس لئے کہ وہ مفعول مدہ ہے (محمد مشیت اللہ)

لا محالہ کہتا ہے گا کہ لفظ الاسے جو عدم جواز مفہوم ہوتا ہے اس سے مراد امتناع ہے تاکہ محذور لازم نہ آئے قتال لازم و قیق ۱۲ قتلہ ان کا ان افضل معنی الخ اور اگر فعل معنوی ہو یعنی آیا امر ہو کہ جو حفظ سے مستبعد ہوتا ہے اور عطف جائز ہو یعنی متمتع نہ ہو یا ان جواز معنی امکان عام ہے خواہ عطف واجب ہو یا نہ تو اس صورت میں عطف متعین ہوگا جیسے قولہ ما زید و عمرو اس نے اس میں فعل معنوی ہے اور عطف امر ظاہر ہے پس یہ نہ ہوگا کہ امر ظاہر ہو کہ جو محذور کہ امر منعیف حتیٰ کو اختیار کریں لہذا عطف متعین ہوگا ۱۲ قتلہ والا تعین نصب الخ یعنی اگر عطف جائز نہ ہو بلکہ متمتع ہو تو اس صورت میں نصب متعین ہو جائیگا اس نے کی یاں سوال کے نصب کے اور کوئی صورت نہیں جیسے مالک و زید و ما شاؤنک و عمرو اگر ان دونوں مثالوں میں عطف متمتع ہے اور وہ امتناع عطف کی یہ ہے کہ اگر ضمیر مجبور پر عطف

الفعل لفظاً وجازاً العطف فالوجهان مثل

ای جائز ان ۱۲

عطف علی الشرط ۱۲

جئت أنا وزیداً وزیداً والا تعین نصب

مثل جئت وزیداً وان کان معنی وجازاً العطف

ای وان لم یحیر العطف ۱۲

تعین العطف نحو مال زید و عمرو والا تعین نصب مثل

بہ دلیل منقولہ ۱۲

جاء ۱۲

مالک وزیداً و ما شاؤنک و عمرو والا معنی ما تصنع الحال ما یبئ

۱۲ قتلہ والا تعین نصب الخ یعنی اگر عطف جائز نہ ہو بلکہ متمتع ہو تو نصب بنا پر مقبولیت کے متعین ہو جائیگا جیسے قولہ جئت وزیداً اس نے اس جگہ ضمیر متصل کی تاکید متفقہ نہ آئے کیو جبہ سے عطف متمتع ہے لہذا سوال کے نصب کے اور کوئی صورت نہیں پس نصب واجب ہوگا ۱۲ (فائدہ) قول مصنف جازاً العطف میں جواز سے مراد امکان خاص معنی سلب ضرورت طرفین ہے اور یہ معنی ہی کہ عطف اور نصب اس جگہ پر جائز ہیں کہ عطف کرنا اور نہ کرنا دونوں ضروری نہ ہوں اور اس کے مقابلہ میں والا تعین نصب سے جو عدم جواز مفہوم ہوتا ہے وہ معنی میں امتناع کے ہے اس لئے کہ لفظ الاسے امکان خاص کی نفی ہے جیسا کہ گذر اور امکان خاص کی نفی میں دوا احتمال ہی ایک ہے کہ جانب محال کا ثبوت ضروری ہو یعنی متمتع ہو دوسرے کہ جانب موافق کا ثبوت ضروری ہو یعنی عطف واجب ہو و تعذیر ثانی بجز شرط پر مرتب نہیں ہوتی اس لئے کہ جب عطف واجب ہوگا تو نصب متعین نہ ہوگا پس

کہ اس جگہ درج، بعینہ عشر دن ہے پھر ہیئت کی فاعل اور مفعول بہ کی طسرت اضافت کر دینے سے وہ چیز خارج ہو گی جو کہ فاعل و مفعول بہ کی ہیئت کو بیان کرتی ہے جیسے زید لعالم آخرک میں العالم مبتدأ کی صفت ہے اور اس کی ہیئت کو بیان کرتی ہے فاعل اور مفعول کی ہیئت کو پس اس قید سے مبتدأ کی صفت سے احتراز ہو جائیگا لیکن باقی ہم فاعل مفعول کی صفات ابھی تک تشریف حال میں داخل ہیں ان کے اخراج کیلئے مناسب ہے کہ قید حیثیت کا اعتبار کیا جائے اور کہا جائے کہ حال وہ ہے کہ جو فاعل یا مفعول بہ کی ہیئت کو اس حیثیت سے بیان کرے کہ وہ فاعل یا مفعول بہ ہے پس اس وقت فاعل و مفعول بہ کی صفات بھی تشریف حال سے خارج ہو جائیں گی اس لئے کہ وہ فاعل و مفعول بہ کی ہیئت پر مطلقاً دلالت کرتی ہے اس حیثیت سے دلالت نہیں کرتیں کہ وہ فاعل ہے یا مفعول بہ اور وہ یہ کہ قید ماضی و مستقبل

کری تو بدون اعادہ جاز کے عطف لازم آجیگا اور وہ جائز نہیں اس سطرط عمر و کا عطف اگر شاؤنک میں شان پر کری تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس وقت خلاف مقصود لازم آجیگا مقصود دونوں کی شان سے سوال کرنا ہے نہ کہ ایک کی شان اور دوسرے کی ذات سے یہاں پر دو مثالیں مصنف اس لئے لائے ہیں کہ پہلی مثال مجبور و محرف جہ کی ہے اور دوسری مثال مجبور باضافت کی ہے اور دونوں میں عطف جائز نہ ہونے کیو جبہ سے نصب متعین ہے ۱۲ لہذا لان المعنی ما تصنع الخ یہ امثلہ مذکورہ میں فعل کے معنوی ہونے کی دلیل ہے چنانچہ مالک وزید کے معنی ما تصنع و عمرو کے ہیں اور ما زید و عمرو کے معنی ما یصنع زید و عمرو کے ہیں ۱۲ قتلہ الامال حال لغت میں حال الشیخ یقول یعنی برکشتن تبدیل پذیر ہونے سے ماخوذ ہے اور حال اصطلاحی کو بھی حال اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اکثر اوقات انقلاب اور تغیر سے خالی نہیں ہوتا گزافی حاشیہ عبدالغفور ۱۲ قتلہ ما بین ہیئت الفاعل الخ یعنی تحویل کی اصطلاح میں حال وہ چیز ہے جو فاعل یا مفعول بہ کی وہ ہیئت یا جگہ سے کہ جو وقت مسئلہ فعل یا وقت وقوع فعل کے پائی جاتی ہے پھر فاعل و مفعول بہ عام ہیں خواہ لغتی ہوں یا معنوی۔ اس تشریف میں قولہ ما بین سے تمام اسما کو شامل ہے اور لفظ ہیئت سے تمیز خارج ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ ذات کو بیان کرتی ہے نہ کہ صفت کو جیسے اعلیٰ عشرین و رہتا

تو یا کہ اس صورت میں ذوالحال فاعل یا مفعول بہ ہے اور جب تعریف مذکورہ میں بجائے لفظ ہیں کے جس بے صفہ ماضی معلوم یا تبیین بے صفہ مضارع مجہول پڑھا جائے اور یہ اس کے متعلق کیا جائے تو اس وقت مفعول مطلق اور مفعول مدہ سے حال اس میں داخل ہو جائیگا اور اس قدر تبیین کی حاجت نہ ہوگی لیکن مضاف الیہ سے حال کیلئے اب بھی اس تبیین کی ضرورت ہوگی جو ماقبل مذکور ہوئی (صفحہ ۸۸ کا حاشیہ مقرر ہوا) اسے قولہ ضربت زیداً قائما یہ مثال فاعل لفظی اور مفعول لفظی دونوں سے حال واقع ہونے کی ہو سکتی ہے اس لئے کہ فاعل لفظی اور مفعول لفظی سے مراد یہ ہے کہ فاعلیت فاعل کی اور مفعولیت مفعول کی لفظ کلام سے سمجھی جائے خارج از لفظ کسی امر کے اعتبار کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ پس اگر قائما کو منہر متکلم سے حال کہیں تو یہ حال فاعل لفظی سے ہو جائے گا اور یہ معنی ہوں گے۔ کہ میں نے زید کو کھڑے ہونے کی حالت میں مارا اور اگر قائما کو زیداً سے حال کہیں تو یہ مفعول لفظی سے حال ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ مثال مذکور میں فاعلیت متکلم کی اور مفعولیت زید کی لفظ کلام سے سمجھی جاتی ہے ۱۲ اسے قولہ زید فی الدار قائما الخ یہ مثال بھی فاعل لفظی سے حال واقع ہونے کی ہے مگر فرق ہے کہ پہلی مثال تو لفظی حقیقی کی ہے اور یہ مثال لفظی محکی ہے اس لئے کہ قائما اس مثال میں اس منہر سے حال ہے جو کہ ضربت میں ستر اور مفعول محکی ہے پس فاعلیت منہر کی یہاں باعتبار لفظ کلام کے ہوئی نہ باعتبار معنی خارج از لفظ کے ۱۲ قولہ و زید قائما یہ مثال مفعول منہر سے حال واقع ہونے کی ہے فاعل اور مفعول بہ منہر سے مراد یہ ہے کہ فاعلیت فاعل کی اور مفعولیت مفعول کی منطوق کلام سے نہیں سمجھی جاتی بلکہ نوائے کلام سے سمجھی جاتی ہے (صیا کہ) اس حکم مفعولیت زید کی باعتبار لفظ اور منطوق کلام کے نہیں سمجھی جاتی بلکہ باعتبار معنی اشارہ اور تنبیہ کے مفہوم ہوتی ہے جو لفظ بذاتے سمجھے جاتے ہیں پس اس وقت تقدیر کلام یہ ہوئی ہے اشیرانی زید حال کہ نہ قائما۔ بہر حال اگرچہ مطلق تنبیہ اور مطلق اشارہ

هَيْئَةُ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ بِ لَفْظًا أَوْ مَعْنَى نَحْوِ

ضَرَبْتُ زَيْدًا قَائِمًا وَزَيْدًا فِي الدَّارِ قَائِمًا وَهَذَا

بجانب صفہ ہمیشہ اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ جو متبوع میں پائے جاتے ہیں اس میں یہ حیثیت ملحوظ نہیں ہوتی کہ وہ متبوع فاعل ہے یا مفعول بہ یہی وجہ ہے کہ ماضی زید العاقل میں زید کا صفت عاقل کیلئے مضاف ہر حالت میں ہے خواہ جاد کو ذکر کریں یا نہ کریں بخلاف حال کے کہ وہ فاعل یا مفعول بہ کی ہیئت پر مطلقاً دلالت نہیں کرتا بلکہ اس میں فاعلیت و مفعولیت کی حیثیت ہے پھر حیثیت کی یہ قید اگرچہ کلام مصنف میں مذکور نہیں مگر چونکہ تعریفات میں اکثر حیثیت کی قید معتبر ہوتی ہے لہذا ضربت پر اعتماد کر کے مصنف علام نے اس کو ذکر نہیں فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ حال کی تعریف میں لفظ او سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حال صرف فاعل یا مفعول سے ہوتا ہے دونوں سے نہیں ہوتا حالانکہ وہ کبھی فاعل اور مفعول دونوں سے ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمر دار کہیں جواب یہ ہے کہ یہ تردید علی سبیل تنبیہ الخدو ہے نہ کہ علی سبیل تنبیہ الجمع اور مطلب یہ کہ حال بیان ہیئت فاعل و مفعول بہ سے غائی نہ ہوگا۔ خواہ ایک کی ہیئت یا جوئے یا دونوں کی پس اب یہ تعریف اس صورت کو بھی شامل ہوگی کہ حال فاعل اور مفعول بہ دونوں کی ہیئت یا جوئے پھر اگر کوئی کہے کہ حال بھی مفعول مطلق اور مفعول مدہ اور مضاف الیہ سے بھی ہوتا ہے جیسے ضربت الضرب شدیداً اور جار فی زید و عمر دار کہا اور قولہ تامل بل فقیح ملہ ابراہیم صیفا پس فاعل و مفعول کی تفصیل نہ ہوتی جواب یہ ہے کہ اس جگہ فاعل و مفعول بہ سے مراد عام ہے حقیقی ہوں یا محکی اب مفعول مطلق اگرچہ حقیقتہً مفعول بہ نہیں حکماً مفعول بہ ہے اس لئے کہ ضربت الضرب شدیداً کے معنی احدثت الضرب شدیداً کے ہیں اور یہی حال مفعول مدہ کا ہے اگر وہ فاعل کے مصاحب ہو تو وہ حکماً مفعول بہ ہے اس سبب طرح مضاف الیہ کو سمجھ کر مضاف الیہ سے حال اس وقت ہوگا جب مضاف فاعل یا مفعول بہ ہو اور مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام کرنا صحیح ہو جیسا کہ بل تنبیہ ملہ ابراہیم صیفا میں مضاف مفعول بہ ہے اور مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام کرنا صحیح ہے چنانچہ بل تنبیہ ابراہیم صیفا کہہ سکتے ہیں پس

لفظ بذاتے مفہوم ہے مگر یہ اشارہ اور تنبیہ جو کہ متکلم کی طرف منسوب ہے نوائے کلام ہی سے مفہوم ہوتی ہے الغرض یہ مثال مفعول منہر سے حال واقع ہونے کی ہے نہ لفظی سے ۱۲

کے معنی ہیں کہ حال کیلئے نکرہ ہوتا شرط ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے ۱۳ کے قول دارسلما العراک الخ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال کی تھی کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حال کے لئے نکرہ ہوتا شرط ہے پس شرط مذکور کا اقتضایہ ہے کہ حال معرفہ ہو حال لاکر چند مواضع پر لے جیں کہ جن میں حال معرفہ واقع ہوتا ہے جیسے دارسلما العراک اور درت بہ وعدہ اور صفت جبکہ پس حال کے نکرہ ہونے کی شرط کیونکر درست ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ سب متادل ہیں یعنی ان میں تاویل کی گئی ہے صنف کا یہ قول دو جواب پر مشتمل ہے جن میں سے ایک تعلیم اور دوسرا انکاری ہے جواب تعلیمی یہ ہے کہ مثلاً دارسلما العراک میں الفعل دلام زیادہ سے افعال کو کہنے معنی مشترک ایسے ہی درت بہ وعدہ میں معنی میں متوحد نکرہ کے ہے اور ایسے ہی صفت جبکہ معنی میں مجتمع نکرہ کے ہے اور جواب انکاری یہ ہے کہ العراک اور وعدہ اور جبکہ اپنے اپنے فعل محدود کے مفہول مطلق ہیں اسی تفرک العراک و وعدہ لے الفصد اذہم جبکہ حال نہیں ہیں بلکہ حال جملہ فعلیہ جس میں یہ مفہول مطلق واقع اور چونکہ جملہ حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے اس لئے اب کوئی اعتراض وارد نہیں ہوگا (فائدہ) جانتا چاہیے کہ قول دارسلما العراک الخ لیبید شاعر شمر کا ایک جز ہے پورا شعر اسطے نکرہ ہے دارسلما العراک و لم یزدیا ولم یشتق من نقص الدخال حاصل شمر کا یہ ہے کہ ایک دن لیبید شاعر نے بیڑ پر سے حماد و حش زار اور اس کی مادیوں کو دیکھا کہ حماد حش نے اپنی مادیوں کو پانی پیئے کے لئے چھوڑا اور ان کی ٹنگیاں کے لئے ایک طرف کھڑا ہو گیا کہ کوئی شکاری ان کا شکار نہ کرے پس یہ دیکھ کر لیبید شاعر نے کہا دارسلما العراک الخ یعنی حماد حش نے اپنی مادیوں کو ایک ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو جمع ہونے سے نہ روکا اور اس امر کا خوف کیا کہ وہ اجتماع کی وجہ سے چوری طرح سب نہ ہو سکیں گی ۱۴ کے قول فان کان صاحب نکرہ الخ یعنی جب ذوالحال نکرہ ہو تو تقییم حال کی ذوالحال پر واجب ہوگی ورنہ ذوالحال کے منصوب ہونے کی وجہ سے درت میں حال کا صفت کے منصوب ہونے کا سبب ہوگا جیسے زائد ہونا رکب کا اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ رکب کا صفت

زَيْدًا قَالِمًا وَعَامِلًا الْفِعْلُ أَوْ شِبْهُهُ أَوْ مَعْنَاهُ وَ

شَرْطُهَا أَنْ تَكُونَ نَكْرَةً وَصَاحِبُهَا مَعْرَفَةً غَالِبًا وَأَرْسَلَهَا

الْعَرَكَ وَمَدْرَتُ بِيْحَدٍ وَنَحْوُهَا مَتَاوَلٌ فَاِنْ كَانَ

۱۵ کے قول دارسلما الخ یعنی حال کا عامل کبھی تو فعل ہوتا ہے ملفوظ یا مقدر جیسے جار نی زید را کتب و زید نے الذا قالمًا اور کبھی شبہ فعل ہوتا ہے جو عمل فعل کرتا ہے و فعل نہیں ہوتا جیسے زید و ابھب اکتبا اور کبھی معنی فعل ہوتے ہیں بدون تصریح فعل اور تقدیر فعل کے جیسے ہذا زید قالمًا کہ اس مثال میں عامل فعل کے معنی ہیں جو کہ نمونے کلام سے مستنبط ہوتے ہیں نہ فعل ملفوظ ہے اور مقدر سے ۱۶ کے قول و شرطها الخ حال کی شرط یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو اس لئے کہ معنی حدی مقید اور حال اس کی قید ہے پس اگر حال معرفہ ہوگا تو فوقیت قید کی مقید پر لازم آئے گی اور یہ امر ثابت مذموم ہے ۱۷ کے قول صاحبها الخ یعنی ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ حقیقت میں محکوم علیہ ہے اور اصل محکوم علیہ میں تعریف ہے لہذا وہ معرفہ ہوگا لیکن کبھی نکرہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ لفظ غالب سے معلوم ہوتا ہے پھر مضاف کا قول غالب اس کے قول معرفہ کے متعلق نہیں ہو سکتا و نہ کلام مصنف میں تناقض پیدا ہو جائیگا اس لئے کہ اشتراط کا تو اقتضایہ ہے کہ ذوالحال نہ جگہ معرفہ ہو اور قول غالب کا اقتضایہ ہے کہ ہر جگہ معرفہ ہو بلکہ اکثر جگہ معرفہ اور بعض جگہ نکرہ ہو اور ظاہر ہے کہ یہ معنی شرطیت کے متافی ہیں پس اگر منافات سے بچنے کے لئے ہم قول غالب کو اشتراط کے متعلق کریں تو زیادہ مناسب ہوگا اس لئے کہ اس کلام کے یہ معنی ہوں گے کہ ذوالحال کے معرفہ ہونے کی شرط اکثر مواد میں ہے نہ کہ بعض مواد میں پس اب محدود مذکور لازم نہ آئیگا نیز ہو سکتا ہے کہ و صاحبها معرفہ مبتدأ و خبر ہو کر قول و شرطها ان تھون نکرہ پر موقوف ہو اب اس صورت میں قول غالب کا تعلق قول معرفہ سے بھی ہو جائیگا اور اعتراض مذکور لازم نہ آئیگا اس لئے کہ اسوقت کلام

جو اور یہ حال ہے کہ حال کی صورت مل کر ذوالحال پر مقدم کر کے تاکہ حال کا صفت کے ساتھ التباس نہ ہو اس لئے کہ صفت اپنے موصوف پر کبھی مقدم نہیں ہوتی بخلاف حال کے کہ وہ ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے پس جب حال کہ ذوالحال پر مقدم کریں گے تو معلوم ہو جائے کہ یہ حال ہے صفت نہیں پھر ذوالحال کے منصوب ہونے کی حالت میں جب محض التباس حال کہ ذوالحال پر مقدم کریں کیا گیا تو دیگر مواضع میں بھی طرز التباس مقدم کیا گیا ۱۲ (محمد شفیع التہجدی غفرلہ حدیث مدسہ عالیہ میرٹھ)

کڑے سوز اور مجازاً کہ حقیقت اسلئے کہ تقدیر حقیقت میں زمانہ ماضی کو زمانہ حال لغوی کے جو کہ زمانہ متکلم ہے نزدیک کرتا ہے کہ زمانہ حال اصطلاحی کے کہ وہ زمانہ معدوم
اس کا ہے مثال قد کی کہ لغفلوں میں ظاہر ہو جیسے ہادی قد کرب علامہ اور مثال قد مقدمہ کی جیسے قولہ لانی او احوال کی حضرت معدوم ہم ا کی قد حضرت ادرہ قول سیبویہ اور
مہرہ کبلاظ ہے اسلئے کہ قد کا حذف ان کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معدوم ہم حال نہیں بلکہ سیبویہ کے نزدیک حذف ہر اور حملہ حال معدوم کی صفت ہے
جاؤ کہ تا میں حضرت معدوم ہم اور مہرہ کہتا ہے کہ حضرت معدوم ہم جملہ دما میر ہے باقی ہا بیت کا ترجمہ تو وہ حمل کرنے کی صورت میں توبہ ہوگا وہ جماعت تیار قتل کیلئے
اس حمل میں آئی کہ وہ تگدل اقی اور دما لکھنے کی معروف ہیں یہ منہی ہوں گے کہ وہ جماعت تیار قتل کیلئے آئی دل اس قوم کے تنگ ہو جو محمد شہید اللہ دیوبندی

حذف کے لئے ایک دوسری قید کا اضافہ کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ جملہ اسمیہ ایسے دو اسموں مرکب نہ ہو کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی حال میں عمل کر سکی صلاحیت رکھتا ہو ورنہ مذکور عمل کر لیا اور حذف عامل واجب ہوگا جیسے الترتیب بقا بما بالقسط لغرض بعد تحقق ہونے شرط مذکور کے حالی ہو کہ وہ عامل کا حذف کرنا واجب ہے اور یہ اس لئے کہ جملہ سابقہ عامل محذوف پر دلالت کرتے ہیں مثلاً زید لولک عطوفاً میں شکر کا مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ زید مخاطب کا باپ ہے اور اس پر تحقیق کر سبوا لاسے مخاطب کو صرف ابوہ زید کی خبر دینا نہیں پس معلوم ہوا کہ یہ جملہ سابقہ محقق پر دلالت کرتا ہے لہذا حقہ کو حذف کیا بخلاف اس حال ہو کہ وہ جو مضمون جملہ ضمیمہ کی تقریر کرتا ہے کہ وہاں عامل حال کا حذف کرنا واجب نہیں اس لئے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا جملہ اسیر نہیں جو کہ قائم مقام فعل کے ہو جائے ۱۲۷۸ قولہ التبتیر الخ یعنی نیزہ اسم ہے جو ذات مذکورہ

مقدّمہ سے اس ابہام کو دور کر لے جو کہ اس کے معنی موضوع لہ میں رائج ہو چکا ہے پس تعریف مذکور میں قول ما جنس سے تمام اسماء مذکورہ شامل ہے اور قولہ یرفع اللہ ابہام بدل کو خارج کرتا ہے اس لئے کہ بدل مبدل منہ سے ابہام کو رفع کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ مبدل منہ حکم میں متروک کے ہے اور بدل مقصود ہوتا ہے پس بدل ترک جسم اور ارباد میں کیلئے ہے نہ کہ کسی چیز سے رفع ابہام کے لئے۔ پھر قولہ المستقر کے یہ معنی ہیں کہ وہ ابہام معنی موضوع لہ میں اس حیثیت سے کہ وہ موضوع لہ سے راسخ اور قرار پکڑ گیا ہو اور یہ معنی اس لئے ہیں کہ مستقر اگرچہ لغتہً بمعنی ہے لیکن وہ مطلق ہے اور مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے اور فرد کامل ابہام وضعی ہے لہذا وہی مراد ہوگا معصفت کے قول المستقر سے بین چیزیں خارج ہوتی ہیں۔ ایک لفظ مشترک کی صفت جیسے رات عینا جاریہ اس لئے کہ کلمہ جاریہ کا لفظ عین سے ابہام کو رفع کرتا ہے اور یہ ابہام لفظ عین کی دفع میں نہیں بلکہ استعمال میں باعتبار تعذر موضوع لہ کے پیدا ہوا ہے دوسرے صفت مبہم کی جیسے بذالرجل اس لئے کہ بذالشیء یا تو مفہوم کلی کے لئے وضع کیا گیا ہے بشرط استعمال فی الجمیع اور اس وقت ظاہر ہے کہ مفہوم کلی میں کوئی ابہام نہیں بلکہ ابہام ازراہ تعدد متعل فیہ پیدا ہوا ہے اور یا کہ تحت ابلی حقی جزئیات میں ان میں سے ہر ایک کیلئے وضع کیا گیا ہے جیساً کہ جمہور قولاً فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر جزئی میں ازراہ وضع کے ابہام نہیں بلکہ ابہام بذال منسوب ہے۔

من قد ظاهراً أو مقدرته ويجوز حذف العامل

۱۲ می عامل الحال ۱۲

كقولك للمسافر أشدّ مهدياً ويحب في المؤكدة

الحال ۱۲

ای من یرید السفر ۱۲

مثل زید ابوعطوفای اُحِقَّه و شَرَطْهَا

عبداللہ

حفظہ مجملہ - ۱۲

أَنْ تَكُونَ مُقَرَّرَةً لِمُضْمُونِ جُمْلَةٍ اسْمِيَّةِ التَّمْيِيزِ

۱۔ قولہ وجزء من الاعمال اجمہ اور حال کے عامل کا حذف کرنا جائز ہے جبکہ اس کے حذف پر کوئی قرینہ عالیہ یا عقالیہ موجود ہو، چنانچہ اس کوئی شخص سفر کا ارادہ کرے اس کو ارادہ نامند یا کہیں اس مثال میں ارادہ حال سے اور اس سے پہلے لفظ من حذف ہے جس کو بقریزہ حال مخاطب کے حذف کر دیا گیا ہے ایسا مراد ارادہ نمند یا اور قولہ نمند یا تو ارادہ کی صفت ہے یا حال بعد حال ہے قرینہ منقالیہ ہی مثال جیسے راگبا اس شخص کے جواب میں کہیں کہ جس نے کہا کیف جنت ای جنت راگبا پس جنت کو بقریزہ سوال مذکور کے حذف کر دیا گیا ہے ۲۔ قولہ وحب فی الموکدة الخ یعنی حال موکہہ میں عامل کا حذف کرنا واجب ہے اور حال موکہہ وہ ہے جو اپنے ذوالحال سے غالباً جازم ہو جیسے قول زید ابوک عطوف فای افعہ نیل عطوف حال موکہہ ہے اس لئے کہ عطوفت اور برہانی مطلق ہے کہ باپ سے جدا نہیں ہوتی پس اس سے پہلے افعہ فعل محذوف ہے اور اسکا حذف کرنا واجب ہے ۳۔ قولہ وشرطان تخون مقررۃ الخ یعنی عامل حال موکہہ کے وجوب حذف کی شرط ہے یہ کہ وہ حال موکہہ معنوں جملہ اسمیہ کا ثابت کر لیا اور پس اس قید سے وہ حال خارج ہو جائے گا جو کہہ کے بعض جزا کی تقریر کرتا ہے جیسے قول تلے انا ارسلناک للناس رسولاً حال ہے اور صرف رسالت کی تقریر کرتا ہے پس اس مثال میں عامل کا حذف واجب ہوگا نیز جملہ اسمیہ کی قید سے وہ حال موکہہ خارج ہو جائیگا جو کہہ نمند کی تقریر کرتا ہے جیسے انا ارسلناہ قرآناً عربیاً پھر عامل حال موکہہ کے وجوب

موضوع لڑکے پیدا ہوا ہے پس مذکر کی صفت اور جملہ اگرچہ اس سے ابہام کو دور کرتی ہے لیکن چونکہ ابہام وضع نہیں لہذا وہ نیز سے خارج ہو جائیگی کہ میرے عطف بیان جسے قولک ابو حصص عراس لئے کہ مر ایک ابو حصص در عمر سے شخص میں کے لئے کیا گیا ہے پس دونوں میں سے کسی میں ابہام نہیں لیکن چونکہ عمر کے نام سے زیادہ مشہور ہیں لہذا ابو حصص میں ابوہ عدم شہرت کے خفا ہے اور یہ خفا مگر کہنے سے زائل ہو جاتا ہے پس عمر عطف بیان ہے ذکر نیز اس لئے کہ نیز کے لئے میر میں ابہام وضعی ہوتا چاہئے اور یہ ابہام وضعی نہیں ہے اور قول عن ذات الخ نفعت اور حال ہے احراز سے اس لئے کہ یہ دونوں اس ابہام کو دور کرتے ہیں جو وصف مستغنی ہوتا ہے ابہام ذات کو دور نہیں کرتے پھر جانا چاہیے کہ قول مذکورہ اور مقدرة قولہ ذات کی صفت ہے اور اس میں نیز کی دستمول کی طرف باقی حاشیہ پر

سے جس سے کم اور زیادہ ہر اس کا اطلاق نہیں پس اس میں ابہام اور قاتی نہ ہوا اور جواب یہ ہے کہ عدد سے مقصود محدود ہے پس جب محدود میں ابہام ہوا تو کیا عدد میں بھی ابہام ہوا؟ **قوله** وسبائی یعنی تیز عدد کا ذکر ان اللہ تعالیٰ باب شمار عدد میں آیت ۱۲ کے قلم دما نی خیرہ یعنی زیادہ مقدار غیر عدد کے ضمن میں سمجھتے ہو گئے جیسے **قوله** ورضا وذنن سنا دعی القوم مثلاً زیادہ اب اگر کوئی کہے کہ تیز غیر عدد کی طرف ایک مثال کا کافی مصنف نے اس فقرہ مثالوں کو ذکر کیا کیوں کیا جواب یہ ہے کہ تیز کا محل اسم تام ہوتا ہے پس مصنف نے چاہا کہ بذریعہ مثالوں کے اسم

تام کی مقام محدود کو ذکر کری چنانچہ اسم باتر
 سے تام ہوتا ہے یا فون تہیہ یا فون تہیہ یا فون تہیہ
 سے یا اضافت سے جیسا کہ امثلہ مذکورہ بالا
 ظاہر ہے اور اگر کوئی کہے کہ الف دلام سے بھی
 تو اسم تام ہو جاتا ہے کیونکہ فانی اسم سے
 مراد یہ ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ اس
 کے ہوتے ہوئے وہ کسی دوسری چیز کی طرف
 مضاف نہ ہو سکتا ہو پس جب کہ الف دلام کے
 ساتھ بھی اسم مستعمل الاضافت سے قوال
 دلام بھی اسم تام ہو گا جواب یہ ہے کہ یہاں
 وہ اسم تام مراد ہے جو کہ ناھب تیز ہو
 صرف باللام چونکہ ناھب نہیں لہذا وہ خارج ہے
 تفصیل مقام کی یہ ہے کہ اسم جب ان اشیا کے
 ذریعے سے تام ہو گا تو اس کتابت فعل کیساتھ
 ہو جائے گی پس بطرح فعل اپنے فاعل سے تام
 ہوتا ہے اسبطرح یہ اسم فعلی امتیاز کو فاعل
 میں سے کسی ایک کے ذریعہ تام ہوتا ہے
 لہذا یہ امتیاز فاعل کے اور تیز بہر لفظ
 کے ہوگی اور جس طرح ہر فعل و فاعل کے
 بعد اسم منصوب ہوتا ہے اسبطرح تیز بھی
 منصوب ہو گا اور ناھب وہ اسم تام ہو
 گا بخلاف معرف باللام کے کہ اس میں جو کہ الف
 دلام اول میں ہے اور ظاہر ہے کہ فاعل فعل کا
 ہمیشہ بعد میں ہوتا ہے پس معرف باللام کی
 کتابت فعل کے ساتھ نہ ہوگی لہذا اس عمل
 فانی اسم میں الف لام کا اعتبار نہ کیا جائیگا
 اور معرف باللام کے بعد جو اسم ہو گا وہ
 منصوب نہ ہو گا ۱۲ **قوله** فیفرغ انہ یعنی
 جب تیز جس سو تو اس کو مفرد لاتے ہیں

ما يرفع الإيهام المستقر عن ذات مذكورة

او مقدرة فالاول عن مفرد مقدرة غالباً أما

فِي عَدَدِ عَشْرُونَ دِرْهَمًا وَسِيَّاقِي وَإِمَامِي غَيْرِهِ

نحو رطل زیتا و متون سمنّا و قفیزان بُدّا و

عَلَى الْقُرَّةِ مِثْلَهَا زَيْدًا أَوْ يُقَرِّدُ إِنْ كَانَ جَنْسًا

الغیر ماشیہ ص ۱۱ کا م اشارہ ہے یعنی ایک تیز تر وہ ہے جو ذات مذکورہ سے ابہم مستقر کو دھڑ
کرتی ہے جیسے وطن زیتا دور ہے وہ کہ ذات مقدس سے ابہم مستقر کو دھڑ کرتی ہے جیسے طاب
زید لفسا اس لئے کہ در وقت میں طاب سنی منسوب الی زید کے ہے اور لفسا تیز ہے جو سنی
سے ابہم کو دفع کرتی ہے ۱۲ بجے صفحہ کا ماشیہ ختم ہوا۔

۱۔ قولہ فالاول یعنی تیزی کی قسم اول جو کہ ابہام کو ذات مذکورہ دور کرتی ہے وہ اکثر مفرد مقدار سے ابہام کو رفع کرتی ہے مفرد سے مراد یہ ہے کہ جملہ اور شبر جملہ نہ ہو اور مقدار اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس سے اشیاء کا اذعانہ کیا جائے جسے عدد کہیں۔ وزن۔ مساحت وغیرہ ۱۲۔

اے قولہ امانی عدد الہ یعنی مفرد مقدار یا تو ضمن میں عدد کے پائی جانے گی جیسے عشرون درہما ہی لئے عشرون عدد بہیم سے اس کا معنی معلوم نہیں کہ کون سی چیز ہے درہم یا دینار یا ان کے غیر پس جب درہما تو تمام محلات کا امتیاز ہو گیا اور اگر کوئی کہے کہ عشرون عدد میں کیسے وضع کیا گیا

ہے یہ ہے کہ حشاشہ الابراء ہو یعنی کل کیسا نفقہ اس کے اجزا تمام باہیت میں خریک ہوں اور بغیر طلاق کل کا جزو صحیح ہو پس اس صورت میں حاجت تنفیذ اور جمع کے لانے کی نہ ہوگی جیسے مادہ غر نے کے اسم جنس وہ ہے کہ قلیل میرا بولا جائے اور کثیر پر اطلاق نہ کیا جائے علیٰ میل البدیہیت۔

طرح ہی مفاد ہو جاتا ہے جیسے مشرک و مشرک رمضان پس اگر اس کی اضافت نیز کی طرف کر کے تو بعض صورتوں میں نیز کا التباس غیر نیز کیا جاتا
لازم آئیگا اسے کہ مثلاً وقت اضافت عشرین کے رمضان کی طرف یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میں دن رمضان کے مراد میں کہ اضافت نیز کی ہو یا بیسوان دن رمضان
کا مراد ہے کہ اضافت غیر نیز کی طرف ہو اور جب بعض صورتوں میں التباس ہو تو نحو میں نے اضافت کو غیر صورت التباس میں بھی نا جائز کہا مگر بقولت ۱۲۔

الآن يقصد الأنواع ويجمع في غيره ثم ان

كان يتوین أو یبون التثنية جازت الاضافة

والافلاو عن غیر مقدار مثل خام حديدًا والخفض

الکثر والثانی عن نسبتہ فی جملة أو ماضاهاها

۱۱۔ قولہ الآن يقصد الأنواع یعنی جب میں سے دو نوع یا چند نوع کا یا بیکرنا مقصود ہو تو اس صورت میں
حسب مراد اس کو تثنیہ اور جمع لایا جائیگا اس لئے کہ جنس النوع مختلفہ پر دلالت کرتی ہے پس تعدد انواع
کی صورت میں اس کو تثنیہ اور جمع لائیں گے جیسے طائر پر مبین ۱۲۔ قولہ یجمع فی غیرہ یعنی نیز
کے غیر میں ہونے کی صورت میں اس کو موافق اسم نام کے تثنیہ اور جمع لایا جائیگا اس لئے کہ جب
اس کا اطلاق تخیل و تخیل پر بھیج نہ ہوا تو ضروری ہے کہ تثنیہ اور جمع موافق مقصود کے لائیں جائے
عدل تو ہیں اور ثانی ۱۳۔ قولہ ثم ان کان يتوین یعنی اگر مفرد مقدار توین یا نون تثنیہ کیب تخر نام
ہو تو اس وقت اس کی اضافت نیز کی طرف تخفیف کیجئے ہر سے ہارے اور یہ اضافت بیانہ ہوگی
اور اگر مفرد مقدار توین یا نون تثنیہ کے ساتھ نام نہ ہو بلکہ نون جمع یا اضافت کے ساتھ ہو تو اب کی
اضافت جائز نہیں اور دہر یہ ہے کہ اگر مضاف کو نیز کی طرف مضاف کرے گی تو وہ صورتیں ہیں
پہلی اضافت جاتی ہے گی یا باقی سے گی اگر جاتی ہے تو یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس صورت میں
الاضافہ علی اور خلاف مفروض لازم آتا ہے اور اضافت اولیٰ لہ سے تو یہ بھی جائز نہیں بلکہ کہ مضاف کی اضافت
جائز نہیں نیز وہ بارہ اضافت کرتے ہے لازم آتا ہے کہ اسم نام اسم نام کے اسے کو اسم نام کے تو یہ سنی ہیں
کہ وہ لفظی حالت پر ہر کے ہوتے ہوتے اضافت جائز نہ ہو۔ جیسا کہ اضافت ہوگی تو وہ اسم نام نہ رہے
باقی ہا نون جمع ہوا اس کی اضافت خوف التباس جائز نہیں اس لئے کہ وہ بالالتحاق غیر نیز کی

۱۱۔ قولہ ومن غیر مقدار الخ اس کا عطف مقدار پر
ہے یعنی نیز جیسا کہ مفرد مقدار سے ابہام کو دور کرتی
ہے اور مراد غیر مقدار سے یہ ہے کہ نہ وہ ہر اور
نہ نون اور نہ ذراع اور نہ کیل نہ مقياس ۱۲۔ قولہ
والخفض اکثر یعنی مفرد مقدار کی نیز کو حیر دنیا اکثر
ہے اس لئے کہ نیز سے مقصود رفع ابہام سے
اور وہ خفض یعنی جو کی صورت میں تخفیف کے
ساتھ حاصل ہو جاتا ہے ۱۳۔ قولہ والثانی من
نسبتہ الخ یعنی دوسری قسم نیز کی وہ ہے جو ابہام
کو اس نسبت سے دور کرتی ہے جو جملہ اور
شعبہ جملہ میں ہے اب اگر کوئی کے کے مضاعف ۱۴۔
کے کلام میں تضاد ہے اس لئے کہ
نا قبل ذکر چکا ہے کہ قسم ثانی وہ ہے جو ابہام
کو ذات مقدہ سے دور کرتی ہے اور یہاں
ذات کا ذکر نہیں نسبت کا ذکر ہے اور وہ
ایک امر معنوی ہے ذات نہیں لہذا مناسب
یہ تھا کہ مضاعف کلام اس جملہ میں ذات
مقدہ فی نسبتہ فی جملہ کہتے ہیں تاکہ قارض
لازم نہ آتا جواب یہ ہے کہ چونکہ طرف نسبت
میں ابہام کا ہونا ابہام فی النسبة کو مستلزم
ہے اور نسبت سے ابہام کو دور کرنا طرف نسبت
سے ابہام کا دور کرنا ہے لہذا اس جملہ مضاعف نے اختصار کو
دیکھ کر محض صرف عن نسبتہ کہہ دیا تاکہ ضمن میں اس
کے ایک دوسرا فائدہ حاصل ہو جائے۔
وہ یہ کہ در حقیقت قسم اول اور قسم ثانی
کے مابین تقابل صرف نسبت سے ہے نہ
کہ بافتہر ذکر ذات اور عدم ذکر ذات
کے اس لئے کہ کبھی قسم اول میں بھی
ذات کو ذکر نہیں کرتے جیسے۔ نعم رجلاً
اس لئے کہ اس جملہ رجلاً ابہام کو ذات مقدہ سے دور کرتا ہے اور وہ ضمیر سے نعم میں پس معلوم ہوا کہ نیز کی دو لڑائی متروک میں ذات
مذکورہ اور مقدہ کا فرق نہیں بلکہ فرق یہ ہے کہ اول میں تو رفع ابہام غیر نسبت سے اور ثانی میں نسبت سے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کی صفت بنانا جائز ہوگا یا نہیں اور بر تقدیر اول احتمال غیر کار کے گی یا نہیں اول کی مثال جیسے طاب زید ابوة اور ثانی کی مثال جیسے طاب زید مثلاً اس لئے کہ ابوة اور علم کو زید کی صفت جو کسی میں مگر ابوة میں تو احتمال غیر ہے کہ کسی اور کی بھی صفت ہو اور علم میں احتمال غیر کا نہیں اور بر تقدیر ثانی جب کہ تیز کو مستحب مذکر کی صفت بنانا جائز نہ ہوگا اس میں شقوق جاری نہ ہوں گی جیسے طاب زید واداً اس لئے کہ دار نہ تو مستحب عنہ پر محمول ہے اور نہ اس کی صفت ہے اور علی ہذا القیاس شہرہ جملہ میں بھی یہی پانچ صورتیں مقصور ہوتی ہیں لیکن مصنف نے بطور اختصار نسبت جملہ میں صرف نفس کو ذکر کیا اور

باقی اقسام اربعہ کو چھوڑ دیا کیونکہ یہ اقسام شہرہ جملہ کی مثالوں سے معلوم ہوتی ہیں اور جملہ میں اقسام اربعہ کو ذکر کیا اور نفس کو چھوڑ دیا اس لئے کہ نفس شہرہ تیزات سے ۱۲ لے قولہ ادنی اضافتہ یہ قول فی جملہ دماغاً یا پارہ معطوف سے ۱۲ لے قولہ مثل یجب فی طیبہ الخ یہ چند مثالیں امتیاز کی ہیں جو کہ نسبت اضافیہ سے ابہام کو دور کرتی ہیں لیکن بیان یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ مصنف نے تیز کی دونوں قسموں کی مثالوں کے بعد شہرہ فارشا کو ذکر کیا نہ تو قسم اول کی مثالوں میں اس کو درج کیا اور نہ تیسرے ثانی کی مثالیں میں جواب ہے کہ اس سے مقصود ان بعض حماۃ پرورد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ تیز کے لئے یہ شرط ہے کہ جلد جو خنک کر کوئی اسم مشتق بصورت تیز دیکھا جائے گا تو وہ تیز نہ ہو گا بلکہ حال ہوگا پس مصنف ان کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیز سے مقصود رفع ابہام سے پس اگر یہ مشتق سے حاصل ہو تو وہ بھی تیز ہوگا تیز کے لئے عائد ہونا شرط نہیں تیز مصنف اس مثال کو عیبہ لاکر اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بعض نفاۃ کا سلسلہ یہ ہے کہ اگر تیز ضمیر سے واقع ہو تو قسم اول سے ہوگی یعنی ذات مذکورہ سے جیسا کہ صاحب مفصل نے اس مثال کو ذیل میں قسم اول کے ذکر کیا اور مصنف کے نزدیک اس میں تفصیل سے اگر مرجح ضمیر کا معلوم ہے تو یہ تیز ذات مقدسہ ہوگی اس لئے کہ اس وقت حقیقت میں مرجح ضمیر نہیں اور اگر ضمیر کا مرجح معلوم نہ ہو تو اس وقت تیز ذات مذکورہ ہوگی اس لئے کہ اس حالت میں ضمیر ہم اندر ہے اور اسی سے تیز واقع ہے۔

خو طاب زید نفساً و زید طیباً اباً و ابوة و داراً

مثال لاینبہ الیہ ۱۲

مثال الجملہ ۱۲

وعلماً و فی اضافتہ مثل یجب فی طیبہ اباً و

مطلق علی قولہ فی جملہ ۱۲

ابوة و داراً و علماً و لله درہ فارساً

لے قولہ خو طاب زید نفساً اگر کوئی کے کمال مثل لکھتا ہے تو نہیں اس لئے کہ مصنف نے یہ مثال اس ذات مقدسہ کی دی ہے جو کہ جملہ میں باقی جاتی ہے حالانکہ یہ مثال اس کی نہیں اس لئے کہ میں اس جگہ مذکور ہے اور وہ ذیل سے جواب یہ ہے کہ میں اس مثال میں محذرت ہے اوردہ نقطہ شہرہ ہے اس لئے کہ یہ اصل میں طاب شہرہ ابی زید تھا شی کو حذف کر کے زید کو اس کے بجائے رکھ دیا گیا اس لئے کہ زید میں تہی ہے پس یہ مثال ذات مقدسہ کی ہوگی پھر اگر کوئی کہے کہ اب بھی مثال اور مثل میں مطابقت نہیں اس لئے کہ مثل لایہ سے کہ تیز رفع ابہام نسبت جملہ سے کرے اور اس مثال میں رفع ابہام سند الیہ سے ہے نہ کہ نسبت سے پس مثال و مثل میں مطابقت نہ ہوئی اور اس کا جواب وہی دیا جائے گا جو کہ ماقبل مذکور ہوا کہ ابہام فخر نسبت میں ابہام فی البیۃ کو مستلزم سے پس مثال مذکور میں جس طرح رفع ابہام سند الیہ سے ہے اس کیسا تھ نسبت سے بھی ہے ۱۲ لے قولہ زید طیب الخ ان مثالوں میں تیز نسبت شہرہ جملہ سے ابہام کو دور کرتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس جگہ مصنف نے کثرت سے کیوں مثالیں بیان کی ہیں جو یہ ہے کہ بیان شہرہ اشد نے مصنف اس امر کی فخر اشارہ کرتے ہیں کہ تیز کی باعتبارہ مستحب عنہ کی پانچ قسمیں ہیں اس لئے کہ تیز یا تو مستحب عنہ پر بالذات محمول ہوگی یا نہ ہوگی اور بر تقدیر اول احتمال غیر کار کے گی یا نہیں ثانی کی مثال جیسے طاب زید نفساً اس لئے کہ نفس زید کے ساتھ خاص ہے غیر کا احتمال نہیں رکھتا اور اس پر بالذات محمول ہے اور اول کی مثال جیسے طاب زید اباً اس لئے کہ اباً زید پر بالذات محمول ہے اور غیر زید کا بھی احتمال رکھتا جو اور بر تقدیر ثانی جب کہ تیز مستحب عنہ پر بالذات محمول نہ ہو تو صورتیں ہیں یا تو تیز کو مستحب عنہ

۱۰ قولہ ثم ان کان اسماء لم یکن الیہا اسم فی صفت ہو کہ جس کا حمل کرنا منتصب عنہ پر متبع ہو یا وہ منتصب عنہ کی صفت ہو سکتا ہو تو اس صورت میں کسی کو منتصب عنہ کیلئے کر کے اس کے اور کسی متعلق منتصب عنہ کے لئے غرض دونوں امر جائز ہیں لیکن اس عبارت میں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ قول ان کان اسماء الی قولہ لا تعلقہ تفسیر شرطیہ منقولہ نزدیکی سے نہ کہ اتفاقاً اس لئے کہ تفسیرہ اتفاقاً لا داعی اور دواوی ہے متبع نہیں اور یہ امر اپنے موقع پر متعلق میں واضح ہو چکا ہے کہ تفسیرہ شرطیہ نزدیکہ ہے کہ اس کا مقدم تالی کو مستلزم ہو جیسا کہ ان کانت انت مش

طاعتہ فاما نہ موجود میں طلوع شمس و جود نہاں کو مستلزم ہے پس بنا علیہ لازم ہے کہ جس حکم غیر کا حمل کرنا منتصب نہ ہو سکتا ہے ہو یا منتصب عنہ کا اتفاق تفسیر کے ساتھ جائز ہو تو وہاں نیز کا کسی منتصب عنہ کے لئے ہونا اور کسی اس کی متعلق کے لئے ہونا واجب ہو گا حالانکہ بعض مقام ایہ ہیں کہ ان میں عمل و اتفاق نہ ذکر ہو جائز سے مگر تفسیر صرف منتصب عنہ کے لئے ہے متعلق منتصب عنہ کے لئے نہیں جیسے طاب زید نفا و علما جوات ہے کہ کلام معصن میں لفظ یبع بمعنی یکن ہے پھر امکان دو قسم پر ہے امکان خاص اور امکان عام اور مراد اس جملہ امکان سے امکان خاص سے جس میں جائز و موانع و مخالفت دونوں سے سلب ضرورت ہوتا ہے پس اس وقت قول یبع جملہ منتصب عنہ کے یہ معنی ہوں گے کہ تفسیر کو منتصب عنہ پر حمل کرنا اور اس کو منتصب عنہ کی صفت بنانا ضروری نہ ہو اور نہ عدم عمل اور عدم اتفاق ضروری ہو یعنی تفسیر کو منتصب عنہ کے لئے کرنا اور نہ کرنا دونوں میں سے کوئی ضروری نہ ہو پس اب سلب ضرورت جمل سے وہ صورت خارج ہو جائے گی کہ جس میں تفسیر منتصب کے لئے کرنا واجب ہے جیسے طاب زید نفا و علما اور سلب ضرورت عدم عمل سے وہ صورت خارج ہو گی کہ جس میں عدم فعل واجب ہے جیسے طاب زید نفا و علما پس اس وقت تفسیرہ شرطیہ کے حکم میں صرف آباد اور باقی ہیں اور یہ دونوں ایسی تفسیر ہیں کہ منتصب عنہ اور متعلق منتصب عنہ دونوں سے ہو سکتی ہے ۱۲ قولہ والا تعلقہ

تحران کان اسماء یصح جعلہا انتصب عنجاز
ای التیز من التنبہ ۱۲ غیر متنبہ ۱۲

ان یکون له ولتعلقہ والا فہو متعلق فیطابق فیہما
ای متعلق منتصب عنہ ۱۲ التیز ۱۲

ما قصد الا اذا کان جنسا الا ان یقصد الانواع و

ان کانت صفة کانت له وطبقہ واحتملت الحال
نکاحہ ۱۲

ولا یتقدم التیز علی عاملہ الا حی ان لا یتقدم علی
ای حی التیز ۱۲

۱۲ تفسیر صفت ہو تو اس وقت وہ خاص منتصب عنہ کیلئے ہو گی اس لئے کہ صفت کیلئے ہو تو وہ ضروری ہے اور نہ کہ موصوفیت کیلئے تھوڑی ہے ۱۳ قولہ وطبقہ التیز داؤد معنی سے اور طبقہ معنی مطابقت یعنی یہ صفت موافق منتصب عنہ کی ہو گی فراڈ مشیہ اور جمع اور تکرار و تانیث میں لے کر درمیان موصوف و صفت کے تطابق ضروری ہے اور دوسرے کہ صفت میں ایک غیر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوتی ہے اور غیر کا یہ مرجع کیلئے مطابق ہونا ضروری ہے کہ قولہ واحتملت الحال یعنی صفت مذکورہ میں حال کا بھی احتمال ہے لیکن حال نہ ہو گی جو صرف دسفی مقصود کے ۱۴ قولہ ولا یتقدم التیز التیز یعنی تفسیر نے عامل پر مقدم نہ ہو گی اس لئے کہ اگر پرگزرجا ہے کہ اس کا عامل تمام ہوتا ہے اور وہ عامل متبع ہو جس کو اس کا عامل اس پر مقدم ہو گا تو وہ عمل نہ کر سکے گا لیکن اس تقریر سے یہ دہم پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کا عامل فعل ہو گا تو چونکہ عامل قوی ہے لہذا تفسیر اس پر مقدم ہو جائے گی پس دہم کے دفع کر کے لئے صفت فرماتے ہیں والا حی یعنی صحیح ہے کہ تفسیر فعل پر بھی مقدم نہ ہو گی اس لئے کہ تفسیر حقیقت میں عامل فعل جو عامل فعل پر مقدم نہیں ہوتا ہے

صفت بنانا صحیح نہ ہو تو وہ تفسیر علی الخصوص متعلق منتصب عنہ کے لئے ہو گی جیسے طاب زید نفا و علما پس اس میں دارا تفسیر سے اور وہ متعلق کے میں زید نہیں ۱۵ قولہ فیما یصح جعلہا انتصب عنجاز ای التیز من التنبہ ۱۲ تفسیر منتصب عنہ کے لئے ہو یا صرف متعلق منتصب عنہ کیلئے ہو یا صرف مقصود کے متبع اور جمع میں لائی جائے ۱۶ قولہ الا اذا کان جنسا الا ان یقصد الانواع و تفسیر اور جمع لے کر حاجت نہ ہو گی وال نیز کے جس نے کی صورت میں اگر اول کا قصد ہو تو موافق مراد کے اس کو جمع اور تفسیر لایا جائیگا جیسے طاب الزمان علیہ اس صورت میں جبکہ یہ مقصود ہو کہ ایک زید علم کی ایک نوع کیوہ اچھا ہے اور دوسرے زید دوسری نوع علم کیوہ اچھا ہے ۱۷ قولہ وان کان صفة التیز التیز

کی حاجت نہ سمجھی ۱۲۔ قولہ فالمنقول یعنی مستثنیٰ متصل وہ ہے کہ جو الایا اس کے اخوات کے ذریعہ شئی متعدّد نکالا گیا ہو خواہ وہ شئی متعدّد یعنی مستثنیٰ نہ منقول ہو یا منقول مثال مستثنیٰ نہ منقول کی جیسے جاری القوم الا زیادۃ اور مثال مستثنیٰ نہ منقول کی جیسے ما جاری الا زیادۃ اب اگر کوئی کے کہ قولہ ہواخرج سے کیا مراد ہے منقول متعدّد سے مستثنیٰ کو خارج کرنا یا حکم متعدّد سے پہلی صورت قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ متعدّد بعد استثناء کے بھی مستثنیٰ کو شامل ہوتا ہے اور نہ دوسری صورت قابل تسلیم ہے اس لئے کہ اس کے تسلیم کرنے میں تناقض لازم آتا ہے کیونکہ خارج فرغ سے قول کی پس ہر کوئی کہ مستثنیٰ حکم متعدّد میں داخل بھی ہو اور خارج بھی چلائے کہ مصنف کے قول ہواخرج عن متعدّد کے معنی نماذج و غرضی المقصد بالادخالات کے ہیں پس اب کوئی مہذور لازم نہیں آتا ۱۲۔ قولہ المنقطع الہ یعنی مستثنیٰ منقطع وہ ہے

الفعل خلافاً للہا زنی والمبرد المستثنیٰ متصل و

ایضاح

منقطع فالمتصل ہواخرج عن متعدّد لفظاً او

تقدیراً بالادخالات والمنقطع المذکور بعد ہا غیر

مخرج و هو منصوب اذا کان بعداً لا غیر الصفتی کلام

موجباً محققاً علی المستثنیٰ مناً ومنقطعاً فی اکثر

۱۔ قولہ خلافاً للہا زنی والمبرد یعنی محلات بازنی اندر دوسرے کے کردہ اس دوسری صورت میں جب کہ عامل مثل ہو نیز کی تقدیم کو فعل پر جائز رکھتے ہیں اس لئے کہ وہ اگرچہ معنی حامل ہے مگر منصوب ہونے کی وجہ سے اس کی قابلیت باقی نہیں رہی پس وہ مثل فعل کے ہے دوسرے فعل عامل قوی ہے وہ اپنی قوت عمل کی وجہ سے مقدم اور موزوں دونوں میں عمل کر سکتا ہے ۱۲۔ قولہ المستثنیٰ الہ یعنی مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں متصل اور منقطع اور اگر کوئی کے کہ مستثنیٰ کی تعریف سے پہلے اس کی تعظیم کو شروع کر دینے سے تعظیم مجہول کی لازم آتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعظیم مجہول کی نہیں اس لئے کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مخاطب مستثنیٰ کو نہیں جانتا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شک بھی نہ جانتا ہو اس لئے کہ شک کے عدم بیان سے اس کے عدم علم پر دلیل نہیں ہو سکتی زیادہ سے زیادہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جب حکم جانتا تھا تو یہ بیان کیوں نہیں کیا جواب یہ ہے کہ چونکہ مستثنیٰ کی دوسروں کی تعریف سے مستثنیٰ کی تعریف معلوم ہوتی ہے لہذا مصنف نے اس کے ملحدہ ذکر کرنے

کہ جو الادخالات الہ کے بعد مذکور ہوا مستثنیٰ سے نہ نکالا گیا ہو اور اس لئے کہ استثناء منقطع میں مستثنیٰ مستثنیٰ نہ میں داخل نہیں ہوتا جیسے ما جاری الا زیادۃ میں ما ہر سے خارج ہے ہا زنی میں ہا ہر سے خارج نہیں ۱۲۔ قولہ ہواخرج عن متعدّد مستثنیٰ کی دو قسموں کے بیان کرنے کے بعد اعراب مستثنیٰ کو بیان کرتے ہیں کہ باپ و ملائیں میں کہ جن میں مستثنیٰ وجوباً منقطع ہوتا ہے ۱۲۔ قولہ اذا کان الہ یعنی جب مستثنیٰ کلام موجب میں الا غیر صفتی کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ وجوباً منصوب ہوگا کلام موجب سے مراد یہ ہے کہ ایسا کلام ہو کہ جس میں نفی اور اس استفہام نہ ہو جیسے جاری القوم الا زیادۃ وجہ اس وقت مستثنیٰ کے وجوباً منصوب ہو سکے یہ ہے کہ اس جگہ مستثنیٰ میں بدل ہونے کا احتمال نہیں لہذا ہر منصوب ہو سکے اس میں کوئی صورت نہیں و انتقہیل فی الرضی فطال لعم ان شئت پھر جانتا جائے کہ بیان پر بعد الا کے سے وہ صورت خارج ہو جاتی ہے کہ جس میں مستثنیٰ غیر اور موزوں کے بعد واقع ہے اس لئے کہ اس وقت یہ مستثنیٰ مجہور ہوگا اس طرح الا کے بعد غیر الصفتی کی قید لگانے سے متعدد یہ ہے کہ الا کی دو قسمیں ہیں ایک استثنائی دوسری صفتی اور یہ حکم الا غیر صفتی کا ہے اس لئے کہ الا صفتی کے بعد جہاں اس واقع ہوگا کہ مستثنیٰ نہ میں داخل ہوگا اور اعراب میں اپنے ماقبل کے تابع ہوگا جیسا کہ کوکان فیما ائمتہ اللہ بعد تائیں اللہ مستثنیٰ سے اور اعراب میں اپنے ماقبل کے تابع ہے ۱۲۔ قولہ او متقدماً

۱۲۔ قولہ بعد الا بمرطوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب مستثنیٰ مستثنیٰ نہ ہوتا ہو خواہ کلام موجب ہو یا غیر موجب تو اس وقت مستثنیٰ وجوباً منصوب ہوگا جیسے جاری القوم الا زیادۃ اور جاتی الا زیادۃ اور اس لئے کہ اس جگہ پر بھی بدل کا احتمال نہیں کیونکہ بدل بدل نہ ہوتا ہے ۱۲۔ قولہ متقدماً فی اکثر الہ یعنی مستثنیٰ کا منصوب ہونا اس صورت میں بھی واجب ہے کہ مستثنیٰ منقطع الا کے بعد واقع ہو جیسے ما جاری الا زیادۃ ہا زنی میں ہا ہر سے خارج ہے ہا زنی میں ہا ہر سے خارج نہیں ہواخرج عن متعدّد مستثنیٰ کی دو قسموں کے بعد واقع ہوتا ہے اور مستثنیٰ منقطع تقدیر و فکر کے بعد واقع ہوتا ہے لہذا بدل فعل میں نہیں ہو سکتا پس جب مستثنیٰ میں بدل ملے گا بھی احتمال نہیں تو وہ وجوباً منصوب ہوگا اور بعض موزوں کے ہیں کہ مستثنیٰ منقطع جہاں بدلیت کے موزوں ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے ایسا ہم کر کہ جس کا حذف جائز ہے جیسے ما جاری القوم الا زیادۃ محمد شہید اللہ غفرلہ دیوبندی۔

لفظ قد نبی لائے جواب یہ ہے کہ چونکہ فلا اس جگہ موقع میں حرف استثناء کی توقع ہے لہذا اسکی فعلیت میں ضعف پیدا ہو گیا ہے پس اس پر مذکور داخل نہیں کریں گے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ فلا معنی میں غالبی کے ہو کر حال واقع ہے واللہ اعلم ۱۲^۱ قولہ اور ما فلا الخ جیسے جار فی انقوم ما فلا زید پس ما فلا بتبادل معصود ہو کر مضارع الیہ ہے اور مضارع اس کا محذوف ہے اور وہ وقت سے ای وقت مذکور زید پس اسوقت ما فلا جار فی انقوم کا معقول یہ ہو گا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ فلا بتبادل معصود ہو کر معنی میں اسم فاعل کے ہے ای جار فی انقوم غالبی مجسم من زید پس ما فلا اس وقت حال ہو گا ۱۲^۲ قولہ لیس لایکون جس میں جس طرح

ما بعد ما فلا جار مجاز میں مستثنیٰ پر نصب واجب ہے اسطرع پس لایکون کے بعد بھی مستثنیٰ پر نصب واجب ہے اس لئے کہ یہ دو نزل افعال ناقصہ سے ہیں جو خبر کو نصب دیتے ہیں اور ان کا اسم ضمیر ہے جو فعل مذکور کے اسم فاعل کیلئے لکھتی ہے اور یہ دونوں ترکیب میں بنیاد پر غالب کے کل نصب میں ہیں ۱۲

۱۳^۱ قولہ و يجوز فیہ نصب یعنی مستثنیٰ میں نصب بنا پر استثناء کے جائز ہے اور بدل مستثنیٰ منہ سے مختار ہے بشرطیکہ مستثنیٰ الہ کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو جیسے قولہ تعالیٰ ما فعلہ اللعلیل والا فلیلا لیس لایکون میں اگرچہ الا فلیلا کو بنا پر استثناء کے مقبوض ہوا تھا جار سے لیکن تبدیل کو مملوکا کی صیغہ سے بدل بعض قرار دیکر مفعول ہوا تھا ادنیٰ اور مختار ہے پھر بدل کے مختار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بدل ہونے کی صورت میں اس کا اعراب بالاصالت ہو گا اس لئے کہ بدل علم میں تکرار فاعل کے ہے۔ بخلاف مستثنیٰ کے کہ نصب اس میں بھی مشابہت مفعول کی وجہ سے ہے ۱۲^۲ قولہ ولیرب علی حسب العوالم الخ یعنی مستثنیٰ کو مضافی اقتضا عوالم کے اعراب دیا جاتا ہے جبکہ مستثنیٰ منہ کلام غیر موجب میں ہو غیر موجب میں ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ کلام معنی صحیح کا فائدہ دے اور اگر کوئی کے کی صورت مذکورہ میں اعراب علی حسب العوالم کی دلیل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو گا تو فعل اپنے

اَوْ كَانَ بَعْدَ خَلَاوَعَدَا فِي الْاَكْثَرِ اَوْ مَا خَلَا وَمَا

عَدَا وَلَيْسَ وَلَا يَكُونُ يَجُوزُ فِيهِ النَّصْبُ وَيَخْتَارُ الْبَدَلُ

اسی المستثنیٰ ۱۲

فِي مَا بَعْدَ الْاَلَا فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوجِبٍ ذِكْرُ الْمُسْتَثْنَى مِنْهُ

خبر عن الموجب ۱۲

مِثْلُ مَا فَعَلُوهُ الْاَقْلِيلُ وَالْاَقْلِيلُ لَا يُعْرَبُ سَعْلَى

بالنصب علی الاستثناء ۱۲

بالرفع علی الاول ۱۲

حَسَبِ الْعَوَالِمِ اِذَا كَانَ الْمُسْتَثْنَى مِنْهُ غَيْرَ مَذْكُورٍ

خبر کان ۱۲

وَهُوَ فِي غَيْرِ الْمَوْجِبِ لِيُقِيدَ مِثْلُ مَا ضَرَبَنِي الْاَزِيدُ

۱۳^۱ قولہ اذ کان بعد فلا الخ بعض نماۃ کے نزدیک فلا اور عدا حدوث جو ہے پس مستثنیٰ ان دونوں کے بعد مجرور ہو گا اور اکثر نماۃ کا مذہب یہ ہے کہ یہ دونوں حرف جر سے نہیں ہیں اس لئے کہ ان پر ما معصود یہ داخل ہوتا ہے اور ما معصود یہ کا دخول فعل پر ہوتا ہے پس یہ دونوں فعل ہیں اور ضمیر فاعل سے منکر اپنے مابعد کو بنا پر مفعولیت کے نصب دیتے ہیں جیسے جار فی انقوم فلا زید پس فلا میں ایک ضمیر ہے جو جی کی طرف کہ لفظ جار سے مفہوم ہوتا ہے لہذا یہ ای جار فی انقوم حالہ فلا مجسم زید اعرض کہ زید سابق سے حال واقع ہے اور اگر کوئی کے کہ جب ماضی طلبت حال واقع ہوتا ہے تو اس میں قد ضروری ہے کیا وجہ ہے کہ یہاں

سہول یعنی مستثنیٰ منہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ماضی فاعل باقی نہ رہا پس جس وقت وہ اپنے سامنے کسی خبر کو دیکھے گا یقیناً اس میں عمل کرے گا مگر الا کہ اس میں عمل نہ کرے گا اس لئے کہ وہ حرف سے پس لا فلا مابعد لا میں عمل کرے گا اور اس کا اعراب علی حسب العوالم ہو گا ۱۳^۲ قولہ ما ضربنی الا زید یعنی مجھ کو زید کے سوا کسی نے نہیں مارا یہ معنی صحیح میں اس لئے کہ ممکن ہے کہ مستثنیٰ کو سوائے زید کے کوئی اور نہ مارے بخلاف ضربنی الا زید کے کہ یہ معنی درست نہیں اس لئے کہ سوائے زید کے مستثنیٰ کو تمام افراد انسانی کا مادتا ممکن نہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ تمام افراد انسان کا اس جگہ اکٹھا ہونا کہ جب مستثنیٰ

کے اس لیے کہ احد صفت میں فاعل کا فعل ہے ۱۲ ﴿وَمَا وَلَا لِقَدْ رَانَ﴾ بمعنی لفظ مستثنیٰ منہ پر فہم حاصل کیو جہ مثال ثانی و ثالث میں ہے کہ اگر لفظ پر عمل کریں گے تو مثال ثانی میں لاکو محمد پر اور مثال ثالث میں ماکو شی بر برسبل عمل مقد کر کے جیسا کہ بدل میں ہوتا ہے اور یہ تقدیر یہاں ممکن نہیں اس لئے کہ لاقی جنس اور متابہ بیس معنی فعل کیو جو ہے عمل کرتے ہیں اور فعلی دونوں صورتوں میں الایکو جہ سے ثبوت گئی ہے پس ضروری ہے کہ علما علی المحلی قول کو مرفوع پڑھیں اس لئے کہ احد مثال ثانی میں بنا برابتاء کے اور مثالی ثالث میں بنا و خبریت کے محل رفع میں ہے پس مستثنیٰ ان دونوں مثالوں میں بھی محل مستثنیٰ منہ پر عمل کرتے ہوئے مرفوع ہوگا ۱۳ (سند محمد شمس اللہ غفرلہ)

۱۔ قول غلات ليس زيد شيئا الم يعني بدل اس جگہ لفظ مستثنیٰ نہ پر عمل کرتے ہوئے جائز ہے اسلئے کہ اس کا عمل غلیت کی وجہ سے نہ کہ سنی نفی کی وجہ سے پس اگر الا کی وجہ سے ما بعد الامین نفی ٹوٹ گئی تو اس سے اس کے عمل میں کوئی فتور میرا نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا عمل غلیت کی وجہ سے مقدمہ باقی ہے ۲۔ قول ومن ثم جاز الم یعنی جب یہ معلوم ہو چکا کہ اس کا عمل تو غلیت کی وجہ سے ہے اور ما کا عمل نفی کی وجہ سے ہے تو اب ترکیب میں زید لانا جائز ہو جائیگی اس لئے کہ اگرچہ اس میں سنی نفی کے الا کی وجہ سے باطل ہوئے ہیں لیکن غلیت باقی ہے پس گھر میں کا قائم میں عمل کر سکتا ہے بخلاف ما زید لانا کا تاکہ کی ترکیب ناجائز ہے اس لئے کہ کلمہ ما کا نفی کی وجہ سے عمل کرتا ہے پس جب سنی نفی کے الا کی وجہ سے منقطع ہوئے تو کلمہ ما کا قائم کا نقص نہ کیا ۳۔ قول وخفض بعد غیر الم یعنی مستثنیٰ جب بعد غیر اور بعد سویی (بالفتح واکسر) والعم بعد سوا (بالکسر وفتح) کے واقع ہوتا ہے تو اضافت کے ساتھ مجرور ہوتا ہے اور اکثر خبریں کے نزدیک مستثنیٰ حاشا کے بعد بھی مجرور ہوتا ہے اسلئے کہ وہ حرف جر ہے اور بعض نحوی مستثنیٰ کو حاشا کے بعد پر مفعولیت کے نصب دیتے ہیں ادب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حاشا فعل متحدی ہے اور غیر مستثنیٰ اس کا قائل ہے اور سنی یہ بھی کہ مستثنیٰ اس چیز سے پاک ہے جو مستثنیٰ نہ کی طرف منسوب ہے جیسے قرۃ العزم عمروا حاشا زید ای راۃ اللہ سبحانہ عن ضرب عمرو یعنی خدا تعالیٰ نے اسکو عمر کے لئے سے پاک کیا ۱۲

مخلاف ليس زيد شيئا الا شيئا لانها عملت للفعليّة

ای نہیں ۱۲ ای کو بنا مثلا ۱۳

فلا اترفيه بالنقض معنى النفي لبقاء الاصل العاملة هي

ای کی عمل میں ۱۲

لاجله ومن ثم جاز ليس زيد الا قائما وامتنع ما زيد

بکسر اس میں وضم ۱۲

الاقائما وخفض بعد غير وسوي سواء وبعد حاشا

عطف على قوله منسوب ۱۲

في الاكثر واعراب غير فيه كاعراب المستثنى بالا على

عطف على قوله منسوب ۱۲

التفصيل غير صفة حملت على الا في الاستثناء كما حملت

ای لفظ غیر ۱۲ خبر غیر ۱۲

الا عليها في الصفة اذا كانت تابعة لجميع منكور

غير محصور لتعذر الاستثناء

الان زید پس مثال مذکور میں الا کا اصل غیر صفتی پر اس وجہ سے ہے کہ اس کا استثناء متعذر ہے نہ متصل ہو سکتا ہے اور نہ منقطع اسلئے کہ استثناء متصل جس مستثنیٰ کا دخول مستثنیٰ میں یقینی ہوتا ہے اولاً استثناء منقطع میں مستثنیٰ کا خروج مستثنیٰ منہ سے قطعی ہوتا ہے اور یہاں مثال میں ممکن ہے کہ زید جماعت رجال میں داخل ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ داخل ہو لہذا اسکا استثناء کی دونوں قسموں میں سے کوئی قسم بھی متعذر نہیں ہو سکتی بخلاف جاد فی الرجال الازید کے کہ اس میں رجال صرف باللام ہو یعنی وہ جسے شب کو مثال ہے پس زید یقیناً اس میں داخل ہے اور یہ استثناء متصل ہے اسلئے کہ بعد حاشا جائیگے کہ یہاں جمع منکور غیر محصور کی قید اس وجہ سے ہے کہ الا سے پہلے جمع محصور ہوئی تو ذیل استثناء جائز ہو جائیگے زید علی عشرۃ درہم الا واحد اور اس میں فی ذلک اسلئے کہ ایک مذکور واحد کا فی ذلک جتنے افراد میں سے میں یقیناً داخل ہیں بخلاف ان کے کہ جن میں الا صفت پر مفعول ہے باقی مثال کا قول وہاں آیا آئم

وضعت فی غیرہ الخ یعنی الا کو غیر مفتی پر محمول کرنا صحیح منکر غیر محصور کے غیر میں ضعیف جو اس لئے کہ اس جگہ استثناء صحیح ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہاں پر مناسب تو یہ تھا کہ لفظ امتناع یا لم ہو۔ کہنے لفظ ضعیف کہنے کی وجہ کیا ہے جو ات ہے کہ اکثر نحوی الا کو مفت کیلئے غیر پر غیر صحیح منکر غیر محصور میں بھی محمول کرتے ہیں اور اسکو جائز کہتے ہیں لہذا امتناع کہنا مناسب تھا ۱۲ لے قولہ سوئی و سواد الخ یعنی سوئی اور اس کے اخوات کا اعراب استثنائیں ظرفیت مقدرہ پر نصب ہے پس جاد فی لغو سوئی زید کے یہ ہیں کہ بجائے زید کے سب قوم آئی زید نہیں آیا پس ظرف مقدرہ سے ذکر محقق اور یہ مذہب سیبویہ کا ہے جو کہ واضح ہے بر خلاف بعض نحاة کے کہ ان کے نزدیک سوئی اور سواد ان کے اخوات کا

مثل لو كان في ما الالهة إلا الله لفسدتا وضعف

من خطر كان مثل ناقص ۱۲ اسم کان معروف ۱۲ مفت لا في غير

في غيره واجراب سوئی وسواء النصب على الظرف

مبتدأ مضاف ۱۲ مضاف اليه ۱۲ خبر ۱۲

على الاصح خبر كان واخواتها هو المستند بعد

مضاف اليه ۱۲ مضاف من كان ۱۲

دخولها مثل كان زيدا قائما وامره كما خبر المبتدأ

ای کان دعوای اخواتها ۱۲ خبر ۱۲ مبتدأ ۱۲

وتقدم معرفته وقد يجدف عامله في نحو الناس

مجزئون باعمالهم ان خيرا فخير وان شرا فشر

بقية ۱۲ اس لئے کہ اس جگہ لا یعنی غیر ہے اور البتہ صحیح منکر غیر محصور ہے اس میں لفظ الشر کا داخل ہونا اور نہ ہونا دونوں امر غیر یقینی میں ہیں استثناء متصل ہوگا اور نہ منقطع کا مرہس لا محالہ اللہ البتہ کی صفت ہوگا اور یہ معنی ہوں گے کہ اگر آسمان و زمین میں سوائے اللہ کے کوئی معبود ہوئے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے مطلب یہ کہ اللہ موجود ہے اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ورنہ منقاد لازم آ جاتا ہیں ظاہر ہے کہ یہ معنی توحیدی سی وقت حاصل ہوں گے جب کہ لا یعنی غیر موجود یعنی بعد ضایانی زدایا الکلام والتفصیل فی المطولات ۱۲ لے قولہ

کے قولہ وقد يحدف عامله یعنی کبھی عامل خبر کان کو حذف کر دیتے ہیں نہ کہ عامل خبر اخوات کا کان کو اور ملد عامل خبر ہے کان ہے پھر کان کا اختصا ص حذف کیسا تہہ بوجہ اس کے کثیر الاستعمال ہونے کے ہے اس لئے کہ کثرت استعمال موجب تخفیف کا ہے ۱۲ مشر۔

اعراب مثل غیر کے بحسب احوال ہے لے قولہ خبر کان الخ یعنی کان اور اس کے اخوات کی خبر ہے جو کہ ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے اب اس تعریف پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ تعریف مذکورہ دخول غیر سے مانع نہیں اس لئے کہ کان زید البتہ قائم میں قائم پر یہ تعریف ملتی آتی ہے حالانکہ وہ کان کی خبر نہیں جواب یہ ہے کہ دخول سے مراد اثر کا پچانا ہے اور وہ درستم پر ہو لفظی اور معنوی لفظی تو یہ ہے کہ اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب کر کے اور معنوی یہ کہ خبر کو اسم کیلئے ثابت کر دے پس اس جگہ کان قیام اب کو زید کے لئے ثابت کرتا ہے نہ کہ صرف قیام کو پس کان کا دخول قیام اب پر متحقق ہوگا نہ کہ فقط قیام پر کہ تعریف منقطع ہو ۱۲ لے قولہ مثل کان زید قائما اس مثال میں زید کان کا اسم اور قائما خبر ہے ۱۲ لے قولہ دامره کا مر خبر المبتدأ یعنی قائم اور شرط اور احکام میں کان کی خبر کا حال مثل حال خبر مبتدأ کے ہے ۱۲ لے قولہ وتقدم مرفوعہ الخ لے قولہ کا مر خبر المبتدأ سے منسلک استثناء کے ہے اور مطلب یہ کہ جمیع احکام میں کان اور اخوات کان کا حال مثل حال خبر مبتدأ کے ہے مگر ایک حکم میں کہ کان کی خبر مخالف خبر مقدرہ کے ہے اور وہ یہ کہ جب خبر مبتدأ کی مرفوعہ ہو تو اس کی تعلیم مبتدأ پر جائز نہیں ہوتی البتہ اس کے اسم پر جائز ہے اس لئے کہ اس وقت بوجہ اختلاف اعراب اسم و خبر کے تعلیم میں نقاس پیدا نہیں ہوگا البتہ اگر کان کی اسم و خبر میں اعراب اور قریبہ دونوں متفق ہو جائیں تو اس وقت بوجہ نقاس کے تعلیم یہاں بھی ناجائز ہوگی جیسے کان اللفظ ہذا ۱۲ کے قولہ وقد يحدف عامله یعنی کبھی عامل خبر کان کو حذف کر دیتے ہیں نہ کہ عامل خبر اخوات کا کان کو اور ملد عامل خبر ہے کان ہے پھر کان کا اختصا ص حذف کیسا تہہ بوجہ اس کے کثیر الاستعمال ہونے کے ہے اس لئے کہ کثرت استعمال موجب تخفیف کا ہے ۱۲ مشر۔

و منعت بوجہ قلت و کثرت حذف کے ہے ۱۲۔ قولہ **وَجِبَ الحذف** یعنی واجب سے حذف عامل خبر کان کا مثل اس مثال میں درج شد
سے مراد ہر وہ ترکیب ہے کہ جس میں کان کو حذف کر کے اس کے عوض کسی دوسری چیز کو لائیں اس لئے کہ اس جگہ اگر کان کو ذکر کر دیتے
تو اجتماع عوض اور موصوفہ کا لازم آتیگا اور وہ جائز نہیں ہیں اصل امانت کی لان کثرت تھی اول لام کو حذف کیا اس لئے کہ لام
کا حذف اسم تادیل سے قیاسی اور بجزرت ہے اس کے بعد کان کو اختصاراً حذف کر دیا اور ضمیر کان کو متفضل سے بدل کیا اور

مفضل مخذول کی عوض میں کلمہ ماکوزا بد کیا اس
لئے کہ ماکوزا یہ زمان پر دلالت کرتا ہے مثل کان
کے اور نون کو سیم میں او غام کو دیا پس امانت
منطوق ہو گیا اور چونکہ کلمہ ماکوزا فعل کان کے
عوض میں ہے لہذا فعل یعنی کان کا حذف

واجب ہو گا اور اس وقت اس کے معنی یہ ہیں
کہ میں تیرے منطلق ہونے کی وجہ سے منطلق ہوا
۱۲۔ قولہ **اسم ان** داخوات الخ ان اور اس کے

اخوات کا اسم منصوبات سے ہے اور وہ وہ ہے
جوان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے
قولہ ان زیداً قائم اور معنی دخول کے اس جگہ بھی ہی
ہیں جو ماضی یا ماضی کے ہیں پس اب ان زیداً

الوہ قائم میں مثل الوہ سے تعریف منقطع نہ ہو
گی ۱۲۔ قولہ **المنصوب** بلا الخ یہاں پر مصنف نے

نے اور منصوبات کی طرح اسم لا انتی یعنی جنس
کہا اس لئے کہ اسم لا غیر حال میں منصوب
نہیں ہوتا پس اگر لاکتے ہیں تو یہ توہم ہوتا کہ

ہر اسم لا کا منصوب ہوتا ہے اس لئے کہ یہ
باب منصوبات کا ہے پس اس سے مدد مل
کر کے المنصوب بلا کہا ۱۲۔ قولہ **المسند**

الیر الخ یعنی منصوب بلا انتی جس وہ اسم ہے
جو لاکے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو اور
لا کے بعد بلا فاعل واقع ہو در انما لیکرہ مسند

الیہ نکرہ مضاف ہو یا مثلاً بہ مضاف اس تعریف
میں بعد دخلہا کی قید سے جمیع مسند الیہ
خارج ہو گئے اس لئے کہ ان میں سے کوئی بھی

بعد داخل ہونے لاکے مسند الیہ نہیں پھر اگر
چہ منطلق اسم لائے نقی جس کی تعریف یہاں
تک کافی ہے لیکن چونکہ مقصود اس اسم کا بیان

کرنا ہے جو کہ منصوب ہوتا ہے لہذا اس پر اپنے قول علیہا نکرہ الخ کا اضافہ کیا اور ترکیب کے اعتبار سے یہ چاروں یعنی قولہ علیہا اور نکرہ اور
قولہ مضافا اور قولہ مشابہہ حال ہیں اور ان سب کا ذکر اجمالاً ایک ہے یعنی ضمیر مجرور متفضل قولہ المسند الیہ میں پس اس وقت یہ احوال مترادف ہونگے

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلا حال یعنی علیہا تو قولہ الیہ کے ضمیر مجرور سے حال واقع ہو اور باقی علیہا کی ضمیر مستتر سے پس اس وقت یہ احوال مترادف
ہوں گے ۱۲۔ قولہ **لا غلام** جل الخ یہ مثال نکرہ مضاف کی ہے جو کہ لاکے متفضل ہے ۱۲۔ قولہ **ولا عشرین** درہما الخ یہ مثال نکرہ مضاف
مضاف کی ہے کہ لاکے متفضل ہے ۱۲۔ سن۔

وَيَجُوزُ فِي مِثْلِهَا أَرْبَعَةٌ أَوْ جِدْ وَيَجِبُ الحذف فِي مِثْلِ
ای ترکیب مذکورہ ۱۲
ای حذف کان ۱۲

أَمَّا أَنْتَ مُنْطَلِقًا انْطَلَقْتُ أَي لَأَنْ كُنْتَ مُنْطَلِقًا

أَسْمَانٍ وَأَخَوَاتِهَا هُوَ الْمُسْتَدُّ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُولِهَا
اخر از بہ عدا ذالم یکن مسند الیہ ۱۲

مِثْلُ أَنْ زَيْدًا قَائِمًا مُنْصَوْبٌ بِمَا لَتِي لِنَفِي الْجَنَسِ هُوَ
اخر از من نحو المبتدأ و صائر المضاف المسند الیہ ۱۲

الْمُسْتَدُّ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُولِهَا يَلِيهَا نَكْرَةٌ مُضَافًا وَمُشَبَّهًا

بِمِثْلِ لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٍ فِيهَا وَلَا عَشْرِينَ دُرْهَمًا لَكَ

ملکہ قولہ یجوز فی مثلہا الخ یعنی مثل اس صورت میں چارہ جائز ہیں اور مثل سے مراد ہر وہ ترکیب
ہے کہ جس میں ان شرطیہ کے بعد اسم ہو اور اس کے بعد فاعل یا خبر فاعل کے بعد ایک مد اسم ہر وہ
چار صورتیں ہیں (۱) اول کا نصب ادغائی کا رفع جیسے ان خبر الخیر ای ان کان علیہ خبر الخیر اور خبر
اور یہ تمام صورتوں میں وہی صورت ہے اس لئے کہ اس میں بہ نسبت دوسری صورتوں کے قلت
حذف ہے (۲) دونوں کا نصب جیسے ان کان خبر الخیر ای ای کان کان النمل خبر الخیر امکان جزا خبر
(۳) دونوں کا رفع جیسے ان خبر الخیر ای کان فی علیہ خبر الخیر (۴) اول کا رفع اور غائی کا
نصب ان خبر الخیر ای ان کان فی علیہ خبر نکران جزا خبر اور جانا چاہیے کہ ان وجہ کی قوت

کرنا ہے جو کہ منصوب ہوتا ہے لہذا اس پر اپنے قول علیہا نکرہ الخ کا اضافہ کیا اور ترکیب کے اعتبار سے یہ چاروں یعنی قولہ علیہا اور نکرہ اور
قولہ مضافا اور قولہ مشابہہ حال ہیں اور ان سب کا ذکر اجمالاً ایک ہے یعنی ضمیر مجرور متفضل قولہ المسند الیہ میں پس اس وقت یہ احوال مترادف ہونگے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلا حال یعنی علیہا تو قولہ الیہ کے ضمیر مجرور سے حال واقع ہو اور باقی علیہا کی ضمیر مستتر سے پس اس وقت یہ احوال مترادف
ہوں گے ۱۲۔ قولہ **لا غلام** جل الخ یہ مثال نکرہ مضاف کی ہے جو کہ لاکے متفضل ہے ۱۲۔ قولہ **ولا عشرین** درہما الخ یہ مثال نکرہ مضاف
مضاف کی ہے کہ لاکے متفضل ہے ۱۲۔ سن۔

اسم لاکے معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

۱۔ معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

معرفہ اور مفعول ہونے کی صورتیں

یہاں چھ صورتیں ہوتی ہیں جنہاں سے ظاہر ہے ہر حال یہ چھ صورتیں اسم لاکے ایسی ہیں کہ ان میں اسم لاکے ابتدائی بنا پر رفع اور لاکے تکریر اسم کے واجب ہے رفع تو اس نے واجب کہ لا صفت نکرہ کی نفی کیے ہوئے ہے ہذا اس کا اثر معرفہ میں متع ہے اور چونکہ لا عامل ضعیف ہے اور معمول مفعول میں عمل کرنا عامل قوی کا کام ہے لہذا حالت فعل میں بھی وہ عمل نہیں کر سکتا پس بنا پر ابتدائی کے رفع واجب کا

فَإِنْ كَانَ مُفْرَدًا فَمَوْمِنِي عَلَى مَا يُنْصَبُ بِهِ وَإِنْ
ای اسم لالقی منفی الخبیس ۱۲

كَانَ مَعْرِفَةً أَوْ مَفْعُولًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ لَوْ جَبَّ الدَّفْعِ
عَلَى الْإِبْتِدَاءِ ۱۲

وَالْتَكْرِيدُ وَمِثْلُ قُضِيَّتِهِ وَلَا أَبَا حَسَنِ لَهَا مِثْلُهَا
ای تاکرید ۱۲

فِي مِثْلِ لَحُولٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ خَمْسَةٌ أَوْجُهُ
ای تاکرید ۱۲

۱۔ قولہ فان کان مفرداً الخ یعنی اگر اسم لاکا مفرد ہو تو وہ علامت نصب مبنی ہوگا اور مفرد مفرد ہے یہ ہے کہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو پس یہ حکم تنزیہ اور جمع کو بھی شامل ہوگا جیسے لا رجل فی الدار ولا سلمات فی الدار ولا مسلمین ولا سلمین ملک اور دہر اس کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ وہ مبنی من کو متعین ہوتا ہے چنانچہ مبنی لا رجل فی الدار کے لاسن رجل فی الدار کے میں اس لئے کہ یہ اس آدمی کے جواب میں ہے کہ جس نے کہا کہ لاسن رجل فی الدار میں من کو تخفیف کیلئے حذف کر دیا اور متعین مبنی حرف ہونے کی وجہ سے اس کو مبنی کیا باقی رہا یہ امر کہ علامت نصب پر کیوں مبنی کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس لئے کیا گیا تاکہ حرکت اور حرف ثانی موافق حرکت اور حرف اعرابی کے ہو جائے اور حقیقی الامکان عمل اصلی کی رعایت ہو جائے ۱۲۔ قولہ وان کان معرفۃ الخ یعنی اگر شرط نکارت کی متعین ہو جائے اور لاکا اسم معرفہ ہو یا انصال کی شرط معدوم ہو جائے اور درمیان اسم اور لاکے فعل واقع ہو نام ازین کہ مضاف یا مشابہ مضاف ہونے کی شرط متعین ہونے یا نہ ہو تو اس وقت اسم لاکو بنا پر ابتدائی کے رفع ہوگا اور لاکے تکریر اسم کے واجب ہوگی پھر دونوں شرطیں ملیں اسم لاکا معرفہ ہونا اور مفعول ہونا علی سبیل منع الخلو میں کہ دونوں سے خالی ہو پس دونوں کے درمیان جمع باقی طور کہ اسم لا معرفہ بھی ہو اور مفعول بھی جائز ہے اور اس اعتبار سے نقشہ اور ہر جائزہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

۲۔ مضاف مفعول ہونے کی صورتیں اس وقت اسم معرفہ نہ ہوگا اس لئے کہ لفظ مثل اگرچہ معرفہ کی طرف مضاف ہے مگر بوجہ نزہت ابہام کے معرفہ نہیں دیکھتے کہ علم ہے مراد اس جگہ وہ وصف ہے کہ جس کی بنا پر یہ صاحب علم مشہور ہے پس مبنی لا اباحسن لہا کے لایفصل لہا کے میں اور جب وصف مشہور مراد ہو تو طبیعت اور تعریف باطل ہو گئی ہے قولہ دنی مثل لاول الخ یعنی مثل لاول ولا قوۃ الا باللہ مثل پانچ صورتیں جائز اور مراد مثل لاول سے وہ ترکیب کہ جس میں لایر سبیل عطف مکرر ہو اور ہر لاکے بعد نکرہ غیر مفعول ہو ۱۲۔

۱۳۔ **قوله** در فہما یہ چوتھی وجہ ہے اس میں دونوں کو بنا براتر کے مرفوع پڑھا جاتا ہے لیکن صورت دونوں لاغنی ہو گئے اس لئے کہ یہ قول ان کے قول البینہ شروع دقت کے جواب میں بولا گیا ہے پس دونوں کو مرفوع پڑھا جائیگا تاکہ سوال جواب کی مطابقت ہو جائے اور اس صورت میں بھی اس کو ایک جملہ اور دو جملے بنا کر دونوں ترکیبیں جائز ہیں ۱۲۔ **قوله** درخ الاول الخ یہ پانچویں وجہ ہے اور اس میں دل کا رنٹ اور ثانی کا فتح پڑھا جاتا ہے اول کا رنٹ تو اس وجہ سے کہ یہ لاغنی نہیں ہے اور ثانی کا فتح اس لئے کہ اس پر لاغنی جنس کا ہے اور یہ صورت ضعیف ہے اس لئے کہ لاغنی نہیں کا عمل نہیں ہے ای لا حول ولا قوت الا باللہ اس صورت میں ترکیب مذکور ایک جملہ نہیں ہو سکتی ہے اس لئے کہ خبر لائے نفی جنس کی مرفوع اور خبر لا مثابہ میں کی منصوب ہوتی ہے پس اگر مطلق مفعول کا مفعول پر کر کے دونوں کی ایک خبر مقدم مفعول کی تو اسم واحد کا آن واحد میں اعراب مختلف کے ساتھ عرب ہونا لازم آئیگا اور یہ حال ہے اور

فہما وفتح الاول ونصب الثاني ورفعہ ورفعہما

رفع الاول علی ضعف وفتح الثاني واذا دخلت الهمزة

علی الثاني الہمزة

لم يتغير العمل ومعناها الاستفهام والعرض والقنة

اسی الہمزة اللاحقة علی ۱۲ حال دل انت

ونعت المبني الاول مفردا يلي مبني ومعرّب رفعاً

باربع علی ضعف الفت ۱۲

ونصباً مثل لارجل ظريف وظريف وظريفاً

حالا علی جملہ ۱۲

قوله فہما یعنی دو اول یہ ہے کہ دونوں ٹکڑے مرفوع ہوں اور ہر ایک میں لاغنی جنس کا ہو پس اس صورت میں بھی احتمال ہے کہ مثال مذکور ایک جملہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ دو جملے ہوں اگر ایک جملہ ہو تو تقدیر عبارت مخرج ہوگی کہ لا حول من المعينة ولا قوة علی الطاعة موجودان یعنی الا باللہ اور اگر دو جملے ہوں تو اس طرح ہوں گے لا حول الا باللہ ولا قوة الا باللہ پس جملہ اولیٰ کی خبر کو تقریبہ خبر جملہ ثانیہ صحت کر دیا گیا **قوله** ونصب الثاني یہ دوسری وجہ ہے اس میں اول کا فتح اور ثانی کا نصب پڑھا جاتا ہے پس صورت لائے اول نفی جنس کا اور لائے ثانی زائدہ تاکید نفی کے لئے ہے اور **قوله** قوت کا لفظ حول پر مطلق ہے اور صورت میں بھی اگر دو خبر مقدم ہوں تو یہ دو جملے ہوں گے اور ایک خبر مقدم کریں تو ایک جملہ ہوگا ۱۲۔ **قوله** درخ یہ تیسری وجہ ہے اس میں اول کا فتح اور ثانی کا رنٹ پڑھا جائیگا اول کا فتح تو اس وجہ سے کہ لائے اول نفی جنس کا ہے اور ثانی کا رنٹ اس بنا پر کہ لازماً ہے اور ثانی کا مطلق عمل اول پر ہے اور وہ بنا براتر رنٹ ہے پھر دونوں کی اگر ایک خبر مانی جائے تو مطلق مفعول کا مفعول پر ہوگا اور اگر دو خبر ہوں تو مطلق جملہ کا جملہ پر ہوگا

ساقط عرب ہونا لازم آئیگا اور یہ حال ہے اور مستلزم امر حال کا خود حال ہونا ہے لہذا دونوں کو ایک جملہ بنانا حال ہوگا لیکن اگر اول کا رنٹ بنا براتر کے مانا جائے تو ضعیف نہ ہوگا اور ایک جملہ بنا بھی صحیح ہوگا ۱۳۔ **قوله** واذا دخلت الہمزة الخ یعنی جب لائے نفی جنس پر ہمزہ داخل ہو تو اس کا عمل نہیں بدلے گا پس اگر لاکا اسم یعنی ہے تو ہنسی ہی رہیگا اور مرکب تو عرب ہی رہیگا البتہ اس ہمزہ کے معنی بھی استفہام کے ہوتے ہیں اور اصل فی الذل اور بھی عرض کے ہیں اور ازل عندی در کبھی جنس کے ہوتے ہیں الاما اثریہ **قوله** وفت المبني الخ اس قول الاول لغت کی صفت اور مفعول منی کی ضمیر ہے جو کہ لغت کی طرف توجہ سے حال ہے پس ذال حال حال سے سوئے اور قول یہ بھی ضمیر منی سے حال ہے یا مفعول کی صفت ہے نیز یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مفعول اول علیہ دونوں لغت سے حال واقع ہوگا حال کون لغت مفعول اول حال کون لغت علیہ ہر حال جب اسم منی ہلاکی صفت اول ہو اور ثانی اور ثالث نہ ہو نیز وہ مطلق اول ہونے کی بنا پر مفعول ہر مضاف اور مثابہ مضاف نہ ہو اور اسم لاغنی کے متصل ہو یعنی ان کے درمیان فاعل نہ ہو تو اس صفت میں تین وجہ جائز ہیں دل اس کا خبر بر فتح ہونا جیسے لاجل ظرف اور درجہ اس کے معنی وفتح ہونے کی یہ ہے کہ قادمہ سلسلہ کے حسب کلام مطلق تنقید باقید ہوتا ہے تو نفی حقیقت میں قید کی طرف توجہ ہوتی ہے اور آپ مضمون ہوتا ہے کہ گویا نفی قید پر داخل ہے قید سے مراد اسمک لغت ہے اس لئے کہ وہ اپنے صورت کی قید ہے پس بقادہ مذکور حسب نفی قید باقید پر داخل ہو کر قید میں لغت کی نفی ہوتی تو گویا نفی قید پر داخل ہے اور چونکہ مفعول ہمزہ ہے لہذا بھی بر فتح ہوگی دوم اس کو

مرفوع پڑھنا اسم اس کو منصوب پڑھنا اور وہ ان دونوں اعراب کی یہ ہے کہ منی کے توالع میں اصل یہ ہے کہ وہ اپنے شروعات کے اعراب میں تاج ہوں گے کہ لا بنا میں اس لئے کہ بنا ایک عارضی امر ہے اور اصل اسم میں اعراب ہے لہذا لغت مذکور یا تو اسم لئے عمل چل کرے کی وجہ سے مرفوع ہوگی اس لئے کہ لا کا اسم حقیقت میں مبتدا ہے اور مفعول مرفوع یا اسم لائے لفظ یا عمل تریب پر عمل کرنے کی وجہ سے منصوب ہوگی اور وہ لغت مع تریب ہے باقی ہے فاعل و قید و خبر میں کہ منی کے تیرہ لغت عرب کی خارج ہوا کیلئے جیسے لافلام رمل ظریف اور اولاد کی قید سے وہ لغت منی کی خارج ہوگی جو تالی یا تالٹ ہے جیسے لاجل ظریف کہم فی الذل اور مفعول کی قید سے وہ لغت منی کی خارج ہوگی جو کہ مفعول نہیں بلکہ مضاف الیہ یا ضم مضاف ہے جیسے ارجل حسن اور قید یہ سوزہ لغت منی کی خارج ہوگی جو کہ مفعول ہر جیسے لا غلام نیسا ظریف اس لئے کہ مرفوعات مذکورہ تین دو جملہ نہیں ہوگا اور مذکورہ ہیں **قوله** لاجل ظریفین و ظریفین لاسم ہی ہلاکی لغت کی ہے جو کہ اول اور مفعول مستعمل ہے ۱۲

دکھا جاتا ہے اور مثل ملا میں سے وزن کو حذف کیا جاتا ہے پھر قول تشبہا ترکیب میں مثل بحدوث کا اصول دے لے اجز تشبہا اور ضمیر کی قول تشبہا میں مثل کی طرف راجح ہے اور وہ تشبہا کا معقول عالم لیسف فاعل ہے اس لئے کہ تشبہا اس جہد معہد میں معقول ہے بمعنی تشبہ (اد۔ مضمحل) اور لام میں فاعلہ سے تفصیل تمام کہ یہ ہے اصل وزن وہی ترکیبوں میں ہے کہ لا اذ لا ملا میں نہ کہا جائے مگر برسبیل قلت لا بالہ اور لا ملا میں نہ کہنا بھی جائز ہے یعنی یہ کہ ان دونوں کموں پر احکام اضافت کے جاری کیے جائیں اگرچہ وہ حقیقت یہ دونوں معارف نہیں اور دوسرے کہ اس میں ترکیبوں کو معارف کیساتھ تشریح دی گئی ہے اس لئے کہ یہ معارف کیساتھ اس کے اصل معنی میں متبادر کہ ہیں معارف کے اصل معنی تخصیص کے ہیں اس لئے کہ اضافت

والآف الأعراب والعطف على اللفظ وعلى المحل جائز

فی مثل کتاب ابن ابی وین^۳ ومثل ایاله^۴ ولا غلامی له

جاء تشبيهاً له بالمضاف لمشاركة له في اصل معناه
 خبر^١ المجرور^٢
 ومن ثم لم يجزأ ايا فیهما وليس بمضاف لفساد المعنى
 ولفظان^٣ من قوله^٤

۱۰ **قوله** **والا فلان اعراب** یعنی اگر گفت اداوات مذکورہ کیساتھ متعطف نہ ہو تو وہ حرف معرب ہوگی مرفوع
ما منصوب اور اس جگر پر چار مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (۱) لغت معرب کی ہو (۲) لغت اول نہ ہو (۳) غیر منفرد
(۴) غیر متصل ہو ان چار ضرورتوں کی مثالیں بیان فرمائی تھیں کہ اگر ہر ایک میں قابل ۱۲ **قوله**
والعطف علی العطف یعنی لائے فنی جس کے اسم فنی پر عطف جائز ہے جب کہ نکرہ بلا نکرہ پر لگے
ہو اور اس وقت سطر میں دو جہ جائز ہیں ایک عطف لفظ یا عمل قریب پر اور دہ نصیب ہے
دوسرے عطف عمل بعد پر اور دہ دفع ہے جیسے قولنا عرّب دلاب بنادان تسل بردان دانہ میں کہ
یہاں مطون کو ابن مرفوع اور بنا منصوب دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مگر فنی نہیں پڑھ سکتے اس
لئے کہ اس میں دو مطون ملیں ہیں حرف کا صنف دفع ہے پس دونوں یکساں نہیں ہو سکتے ۱۲ (فما کہ ۵)
جائنا جائیے کہ لائے فنی جس کے اسم فنی کا عمل قریب نصیب ہے اور عمل میسر کا دفع ہے بنا پر
ابتداء کے کہ لے کر لائے فنی کیساتھ بنا پر ابتداء کے عمل دفع میں ہے ۱۲ **قوله** **ادخل لابلان**
دلا فلامی لہ جائز الخ شل سے مراد ہر وہ ترکیب ہے کہ جس میں لائے فنی جس کے اسم کے بعد لام
اضافت ہو اور اسم پر احکام اضافت جاری کیے جائیں جیسا کہ مثالیں مذکورہ میں اسم لائے فنی
جس کے بعد لام اضافت ہے اور اسم لائے فنی جس پر احکام اضافت جاری ہیں کہ شراب میں لغت کو ثابت

سے کبھی مفقود و تریف ہوئی ہے اور بھی کفیف
لیکن تریف و تقدیر حق جیسے ہوتی ہے جیسے ظلم
زید اور کفیف حق جو ملحوظ سے بھی ہو جاتی ہے
جیسے ظلم لک اور ظاہر سے کہ تلفظ بہ نسبت تقدیر
کے اصل ہے پس ثابت ہو گیا کہ سنی اضافت میں
اصل کفیف ہے اور وہ ان دونوں ترکیبوں میں
پائی جاتی ہے اس لئے کہ اب مختص بیان ہے اور
ظلم مختص نمونی سے پس دونوں ترکیبوں کو مضاف
کے ساتھ تشبیر دیکھان پر احکام اضافت کے
جاری کر دیئے گئے اور علیٰ ہذا السیاق میں علت
کی بنا پر ان جیسی دوسری ترکیبوں میں کیا جائیگا
۱۲ **سے قول** دس قسم نمونہ لا ابائیہا یعنی جب کہ
شکل ان دونوں ترکیبوں کا جواز اس پر موقوف
ہے کہ غیر مضاف مضاف کے ساتھ اس کے
اصل معنی میں مشابہ نہ ہو پس ترکیب لا ابا
یہا بنا جائز ہوگی اس لئے کہ اختصاص میں ان
اب اور وار کے مثل اس اختصاص کے نہیں جو
کہ در میان اب اور ان کے ہے **۱۳ سے قول** پس
بمضاف **۱۴** یہ جملہ مشبہ بر معلوف سے جو کہ تشبہ
کے ضمن میں سمجھا جاتا ہے یعنی شکل ان دونوں
ترکیبوں کو مضاف کے ساتھ تشبیر دی گئی ہے
مضاف حقیقی نہیں بل اس لئے کہ اگر مضاف
حقیقی ہوئی تو دو قیاحتیں پیدا ہوں گی ایک
لفظی دوسرے معنوی قیاحت منقولہ تو یہ ہے کہ اصل
معنی لا اب لاد لا غلاہن لکے یہ ہیں کہ ظلال
آدی ثابت السبب نہیں اور ظلال آدی کے
مطلقاً ظلال نہیں اس لئے کہ جب نیکہ محنت میں
لفظی کے واضح ہوتا ہے تو غامض علوم و شمول کا دینا
بہ بخلات اس کے کہ دونوں ترکیبوں میں اضافت
ماہین اور لاماہ اور لا غلامہ کہیں تو اب معنی ہونا
علوم اب وجود ہیں اب وجود نہیں فروخت ہو گئے یا
ایک یہ کہ اضافت حقیقی میں مضاف ایسے لازم
معرض ہو جاتا ہے پس اضافت کی صورت میں
ہو جاتا ہے تو رفع اور نکر لا لامہ اسم کے واجب
کیسا نہ مشابہت رکھتے ہیں ۱۲

عائین اور لاماء اور لا غلام کہیں تو اب بھی ہونگے کہ شکل کے نزدیک فلاں آدمی کا باب جو معلوم الوجہ ہے وہ اب موجود نہیں، اور فلاں آدمی کے دخول جو شکل نزدیک معلوم وجود پر اب موجود نہیں فرد وقت ہو گئے یا مگر گئے اور درمیان ان دونوں کے فرق ظاہر ہے باقی رہی قیامت نفی سودہ دو طرح کے ایک ہے کہ اضافت حقیقی میں مضاف الیہ سے لام کو حذف کر دیتے اور میان مضاف نہیں لیا گیا دوسرے یہ کہ حرف کی طریقت مضاف ہونے سے اس حرف پر چھاننا سے پس اضافت کی صورت میں لایا یا اور لا غلطی رسوخ ہو جائیگی اور یہ قاعدہ بھی لزج ہے کہ لائے نفی جنس کے اسم جب حرف ہو جائے تو رفع اور تکرار لا اس اسم کے واجب ہوتی ہے علامہ اس جگہ رخ ہے اور نہ تکرار پس معلوم ہوا کہ یہ مضاف نہیں ہیں مضاف

کیا تھ شا بہت رکھتے ہیں ۱۲

(بندہ محمد مشیت اللہ دیوبندی)

گیا اور مرد لا علیک سے وہ ترکیب ہے کہ جس میں اسم لاکے حذف پر قرینہ قائم ہو جیسا کہ قرینہ
داخل ہونے اور لاحقہ بر داخل نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ اس میں لا کا اسم محذوف ہے ۱۷ سے قولہ خبر ما دلالت علیہ یعنی وہ ما دلالت علیہ کیا تھے
معنی نفی اور جملہ اسمیہ بر داخل ہونے میں مشابہت کئے ہیں ان کی خبر منصوبات سے ہے اور وہ وہ ہے کہ جو ان کے داخل کے بعد مسند ہوتی ہے
۱۸ سے قولہ ہی متعہ مجازیہ الخ یعنی ما دلالت خبر کی خبریت اور سیطرہ ان کے اسم کی اسمیت اہل مجازی کی لغت ہے لغت ہی تہم میں دونوں
محل نہیں کرتے اور چونکہ قرآن عزیر کا نزول
لغت مجازیہ اس لئے اس میں ما کو عمل دیا
گیا ہے جیسے قولہ تعالیٰ ما نزلنا من السماء
واذا نزلت یعنی جب نفل ان کو کھانے کے بعد
زیادہ کیا جائے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے
اس لئے کہ ما عملی تفسیحت ہے پس جب ما اور
اس کے معمول کے درمیان فاصلہ ہوگا عمل
کہ سکے گا جیسے ما نزلنا من السماء اور
ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نحو یوں کے استعمال
میں ان کا کلمہ لازماً زائد ہونا درست نہیں
بعضوں کے نزدیک یہ ان زائدہ ہے اور
کوفیوں کے نزدیک نا فیہ مکرہ ہے نفی اول
کی تاکید کرتا ہے ایسے ہی جب کہ معنی نفی
کے الائسے ذریعہ منتقص ہو جائیں تو ما کا عمل
باطل ہو جاتا ہے جیسے ما نزلنا من السماء
کہ ما مشابہت نہیں کی وجہ عمل کرتا ہے اور
یہ مشابہت معنی نفی اور جملہ بر داخل ہونے کے
اعتبار سے ہے پس جب معنی نفی کے منتقص ہو

خِلَافَ السَّبْيِ وَيَحْذِفُ كَثِيرًا فِي مِثْلِ لَا عَلَيْكَ

أَي لَا بَأْسَ عَلَيْكَ خَيْرٌ مَّا وَلَا الْمَشَبَّهَتَيْنِ بَلِيسَ

هُوَ الْمُسْتَدُّ بَعْدَ دُخُولِ مَا وَهِيَ لُغَةٌ حِجَازِيَّةٌ وَأُذَانِ زِيْدَاتُ

إِنْ مَعَهَا وَانْتَقَضَ النَّفْيُ بِالْأَوْ تَقْدَمُ الْخَبَرُ

بَطْلُ الْعَمَلِ وَأُذَانِ عَطْفٍ عَلَيْهِ مُوجِبٌ لِلرَّفْعِ

۱۷ سے قولہ فلاذ سبویہ الخ یعنی سبویہ کہتا ہے کہ مثل ان دونوں ترکیبوں میں اضافت حقیقی پائی
جالتی ہے اب سبویہ پر وہ اعتراضات وارد ہوں گے جو اوپر مذکور ہوئے مگر سبویہ سبب
اعتراضوں کا جواب ایک دیتا ہے کہ لام لا بالارد لا علانی لازم تاکید کے لئے اور عوض
میں لام مقدمہ کے لئے لام اضافت نہیں اس لئے کہ نحو یوں کے نزدیک یہ قاعدہ مسلم ہے کہ وہ جب
اس جیسے مرفوعہ کو نکرہ کرتے ہیں تو دراصل لام عوض میں محذوف کے تاکید کیلئے لاتے ہیں تاکہ معلوم
ہو کہ یہ نکرہ ہے پس اس وقت یہ چیز اعتراض دفع ہو جائیگی اس لئے کہ یہ معلوم ہو گیا کہ لام لا
فیس نیز اضافت ملتی ہونے سے تو یہ بھی حقیقی ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ اب درغلام لکھ میں
مرفوعہ نہیں ہیں اور جب مرفوعہ ہوتے تو نہ رفع واجب ہوگا نہ نکرہ پر اور نہ فنا معنی لازم آئے گا ۱۸
۱۷ سے قولہ ویمحذ اسم لایینی لائے نفی جس کا اسم مثل لا علیک میں اکثر حذف کر دیا جاتا ہے تاکہ
عوم کے معنی زیادہ ہو جائیں پس لا علیک اصل میں لا باس علیک تھا لاکے اسم کو حذف کر دیا

کی خبر برید علیہ ایسے حرف عطف کے کیا جائے کہ جو موجب ہے (اور وہ بل دکن ہیں) دراصل موجب اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے مابعد کے ثبوت
پر دلالت کرتے ہیں تو مضبوط میں رفع واجب ہوگا اگرچہ مضبوط علیہ مضبوط ہے اور وجہ ہے کہ معنی نفی کے جو عمل کا سبب ہے تعجب
امضبوط موجب کے باقی نہیں ہے پس عطف عمل خبر پر ہوگا اور اس کا عمل خبر مبتداء ہونے کی صورت حیثیت سے رفع ہے پس رفع واجب
ہوگا جیسے ما نزلنا من السماء

قول مراد حال بعد حال ہے ای مقدار مراد ادا محتمل ہے کہ لفظاً اور تقدیراً معنی میں مفعول کے ہو کر کان محذوف کی خبر ہوا کی کان الحزن مفعول
اور مقدار مراد اور قول مراد کان محذوف کے اسم سے حال واقع ہو نیز یہ ہو سکتا ہے کہ قول مراد قول تقدیر سے تیز ہو پھر قول مراد سے مفعول فیہ
اور مفعول سے استرازا ہے اس لئے کہ تقدیر حرف جر کی ان دونوں میں مراد نہیں در نہ مفعول نہ ہوتے (فائدہ) جانا چاہیے کہ مضاف
الیہ کی تعریف کو جب بواسطہ حرف الجر کی فیہ
کے ساتھ مقید کیا تو اس سے مضاف الیہ با
ضافت لفظی خارج ہو جائیگا اس لئے کہ وہ
بتقدیر حرف جر نہیں ہوتا لیکن چونکہ اضافت
منوی اصلی ادا مضافت لفظی اس کی فرع
سے لہذا وہ تنہا اس میں داخل ہوگی کذا جیل
۱۲ لہ قولہ تقدیر بشرط الخ یعنی وہ مضافت
جو بتقدیر حرف ہوتی ہے اس کی شرط یہ ہے کہ
مضاف ایک ایسا اسم ہو جو اضافت کی وجہ
سے اپنی تنوین یا قائم مقام تنوین مثلاً فون تنوین
اور فون جمع سے خالی ہو اس لئے کہ کلمہ تنوین
یا قائم مقام تنوین کب تک قائم ہونے کی وجہ
سے انفصال پر دلالت کرتا ہے ادا مضافت
تحتی انفصال سے ۱۲ لہ قولہ ہی منویہ
یعنی اضافت بتقدیر حرف جر در قسم پر ہے
منویہ اور تفعیلیہ منویہ معنی کی طرف منسوب ہے
اور یہ اضافت مضاف میں جو کہ معنی
تعریف اور تخصیص کا مادہ دیتی ہے اسے اسکو تفعیلیہ
کہتے ہیں اور تفعیلیہ لفظ کی طرف منسوب ہے اس مضافت
حرف لفظ میں تخفیف آجاتی ہے اور مضاف میں بھی تعریف
اور تخصیص کے محال نہیں ہوتے اسے اسکو تفعیلیہ کہتے ہیں
۱۲ لہ قولہ فامضویہ الخ یعنی اضافت منویہ وہ ہے کہ
جس میں مضاف وہ صفت نہ ہو جو کہ اپنے مفعول کی طرف
مضاف ہے اور جسکو تنوین صورتیں متعوزیں ایک ہو کر مضاف
نہ صیغہ صفت ہو اور نہ اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو جیسے
غلام زید دوسرے یہ کہ مضاف صیغہ صفت ہو لیکن
اپنے مفعول کی طرف مضاف نہ ہو بلکہ خبر مفعول کی طرف مضاف ہو
جیسے کہ ابلد تیرے یہ مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور نہ اپنے مفعول کی
طرف مضاف ہو جیسے ضرب الیوم (فائدہ) اس سے جگر

المجوزات جو ما اشتغل علی علم المضاف الیہ المضاف

مبتداء

ای المجوزات من المجوزات

بجوز مضاف

الیکل اسم نسب الیہ شیء بواسطہ حرف الجر لفظاً

خبر

مثل مجہول

مفعول مام بسم کامل

اسم مجہول

ادعوزون

او تقدیر امراد افاق تقدیر بشرط ان یكون المضاف اسما

الافتحیر

مبتدیان

جاءل معترض

مجرد اتوین لاجلها وهي معنویہ ولفظیہ فامعنویہ

الغاد التفسیر

علف علی الخیر

ان یكون المضاف غیر صفت مضافہ الی معمولها

مثل مجہول

مفت

مفعول

جاءل

لہ قولہ المجوزات ادواب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ مجرد حرف مضاف الیہ ہے اور وہ
ایک نہ لہذا اس کو مفرد لانا چاہیے تھا جمع لانے کی کیا وجہ ہے اور جواب ہے کہ مجرد کی انواع
دات نام پر نظر کرتے ہوئے اس کو جمع لانے میں ۱۲ لہ قولہ ہوا اشتعل الخ یعنی مجرد وہ اسم
ہے جو مضاف الیہ کی علامت پر مشتمل ہو اس حیثیت سے کہ وہ مضاف الیہ ہے مجرد کی اس تعریف
میں کلمہ سے مراد اسم ہے اس لئے کہ وہ مقسم ہے اور مقسم تعریفات اقسام میں مقسم ہوتا ہے
پس اس وقت تعریف مجرد سے حرف ادا خواہ جرحاں کے مضاف الیہ کی علامت جرحاں
وہ کسرہ ہو یا فتح یا یا ادخاں جرحاں ہی ہو یا لفظی ۱۲ لہ قولہ والمضاف الیہ الخ یعنی مضاف
البدہ اسم ہے کہ جس کی طرف کسی شئی کی نسبت بواسطہ حرف جمع کی گئی ہو اس کی مام از یہ کہ وہ حرف جر
لفظوں میں ہو جیسے مرتب زید یا مقدر ہو مگر مراد جرحاں اس کا اثر لفظوں میں باقی ہو جیسے
غلام زید یا فعل ہو جیسے مرتب زید سو ترکیب قول لفظاً اور تقدیراً حال ہے اور ذوالحال حرف
جمع ہے اور عامل اسم میں واسطہ کے معنی میں ای یترصل بحرف الجر طائراً اور مقدراً اور

صفت سے مراد اسم کامل اسم
اسم مفعول صفت مشبہ اسم تفعیلیہ میں اور معمول سے مراد نا مل اور مفعول بہ ہیں ۱۲

مختص ہے اس لئے کہ اس میں موصوف یعنی زید معروضہ اور صفت یعنی حسن الوجه نکرہ ہے ۱۲ **قوله** جاز الخ یعنی یہ دو ترکیبیں انصار مازید اور انصار نوید ہمار ہیں کیونکہ اول میں تثنیہ بخذف نون تنقیہ اور ثانی میں بخذف نون جمع حاصل ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں اضافت کیوجہ محمد زید ہوتے نہ کہ لام تعریف کیوجہ ہے اس لئے کہ کف اضافت کے وقت کبھی عود نہ کرتے ۱۲ **قوله** واتخ انصار ت الخ ۱۲ یعنی ترکیب انصار زید کی مختص ہے اس لئے کہ اس کے اضافت سے تخفیف میں آئی جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ تثنیہ انصار ہے لام تعریف کیوجہ ہے محمد زید ہوں ہے نہ کہ اضافت کیوجہ سے ورنہ تک اضافت کیوقت عود کرتی حالانکہ عود نہیں کرتی ۱۲ **قوله** علاء سنزہ الخ یعنی فرعون

اسی ترکیب کو جائز کہتے ہیں اس لئے کہ اس کے نزدیک لام کا دخول انصاف پر زید میں اخافت کے بعد ہوا ہے لہذا اس میں اخافت کو بخشہ سے بندہ یہ عذت بخون کے واسطے خفیف تمام اس کے بعد وہ صرف بالذکر ہو گیا علاوہ ازیں ترکیب مذکور کے جو از پر قول شاعر الوائب المائتہ البیان دعبہ یا الخ سے دلیل لاتا ہے اور دہ پر ہے کہ معروضہ مائتہ میں تین ترکیبیں حاصل ہیں ایک ہے کہ الوائب المائتہ مثل انصاف اصل سے ہے دوسرے المائتہ البیان مثل المائتہ الاواب کے سے تیسرے قول دعبہ یا کا عطف المائتہ پر ہے اور الوائب اس کی طرف معنائ سے اور قاعدہ ہے کہ معطوف علیہ سے پیچے جو مقیمہ ہوتی ہے وہ معطوف کی طرف لوٹتی ہے پس گویا شاعر نے کہا الوائب عہد یا اور یہ معقول انصاف پر زید کے ہے پس جب الوائب عہد پر جو ہو گیا ہے غرار کا استدلال ہے اور اس کا جواب عطف نے اپنے قول اور عطف الوائب الخ سے یہ دیا کہ استدلال مذکور ضعیف ہے اسی لئے کہ دلیل مذکور قطعی نہیں بلکہ احتمال ہے کہ عہد یا مجرور نہ ہو بلکہ منصوب ہو اور ترکیب میں معقول مد ہوا اور اگر اس کا مجرور ہونا مقید بھی کر لیا جائے تو یہ استدلال مذکور صحیح نہیں آسان ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ عطف کے تنہا ہو ہو عہد یا متعلق ہو اور عطف کیساتھ ترکیب الوائب المائتہ دعبہ یا جائز ہو اس لئے کہ بسا اوقات معطوف میں وہ امر جائز ہوتا ہے جو معطوف علیہ میں جائز نہیں ہوتا جیسے وہ شاعر دستخط کر سالار کا دخول عطف

وَلَا تَقْنِدُ إِلَّا تَخْفِيفًا فِي اللَّفْظِ وَمِنْ ثَمَّ جَازَ مَرَرْتُ
لَا تَقْنِدُ تَمَرُّنًا وَلَا تَخْفِيفًا ١٢

لا تغيد تمر لينا ولا تخفيصا ١٢

المحصل التحقيف بوزن القوم ١٢

بِرَجُلٍ حَسَنِ الْوَجْهِ أَمْتَنَ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ حَسَنِ الْوَجْهِ وَجَارَ

مکتبہ اشرفیہ
بیتوں میں جمع ہو کر

الضارِبُ زَيْدًا الضارِبُ زَيْدًا امْتَنَحَ الضَّارِبُ زَيْدًا خَلَفًا
بِعْدَ التَّحْنِيفِ سَقَطَ التَّحْنِيفُ
بِالْاِمَامِ دُونَ الْاِمَامَةِ ١٣

بخدمه التحفیف سقوط التفریع
بالام دون الاعاضه ۱۳

لِلْقَرَاءِ وَضَعُفَ ٤٠ الْوَاحِبُ الْمِائَةِ الْهَجَانِ وَعَيْدِهَا

الحقوله ولا تغیر لہ یعنی اضافت لفظی لفظ میں حرف تخفیف کا نہ دیتی ہے تریف اور تحصیل اس سے حاصل نہیں ہوتی پھر یہ تخفیف کبھی توقف مضامین ہوتی ہے جیسے غائب زید کا اصل میں غائب زید تھا پس اضافت کی وجہ سے تو بن غائب کے ساتھ ہو گئی اور کبھی حرف مضامین الیر میں ہوتی ہے بزرگ الیر غائب ضمیر کے جیسے القائم الغلام کا اصل میں القائم غلام تھا قائم کے ضمیر مضامین الیر کو حذف کر کے القائم میں اس کو مستتر بنایا گیا اور القائم کو اسطر مضاف کر دیا گیا پس مضامین الیر میں تخفیف حاصل ہو گئی اور کبھی مضامین اور مضامین الیر دونوں میں تخفیف ہوتی ہے جیسے حسن الودع کے اصل میں حسن وجہ تھا پس اضافت سے تئیں حسن کی اور ضمیر وجہ کی محذوف ہو گئی اور عوض میں ضمیر وجہ کے لام تریف کو لائے پس مضامین اور مضامین الیر دونوں میں تخفیف آگئی **الحقوله** تم جازنی جب یہ معلوم ہو چکا کہ اضافت لفظی حرف تخفیف کا نہ ہوتی ہے تو اب ترکیب حررت بر محل حسن الودع جائز ہو گئی اس لئے کہ اس میں الودع اضافت کے مضامین سے تئیں اور مضامین الیر سے ضمیر محذوف ہو گئی تریف اور تحصیل حاصل نہیں لہذا اس اعتبار سے حسن الودع کا نکرہ کی صفت واقع ہونا صحیح ہے ورنہ اگر تریف یا تحصیل حاصل ہوتی تو اس کا نکرہ کی صفت ہونا صحیح نہ تھا اس لئے کہ موصوف اور صفت میں مطابقت ضروری ہے بخلاف ترکیب حررت بزرگ الیر کے کہ وہ

سختی سے کہتا ہے کہ یہ لوگ اور یہ ترکیب جائز ہے اور بجز عطف کے تھا اس کا دخول محض پر کرتے اور رب سختی سے تو جائز نہ تھا پھر یہ تقریر اس وقت سے جب کہ ہم قول و معنی الہ میں ضعیف کا ناقص استعمال فرما کر قرار دیں اور احتمال سے کہ معنی کا ناقص اخص یہ قول محض ضعیف نہ القول اور اس وقت وہ معنی اس قول کی یہ ہوگی کہ قول المانع الہامی پر مشتمل ہے اور وہ مثل الثلاثة الاقواب کے ہے اور الثلاثة الاقواب ضعیف ہے جیسا کہ اوپر ذکر چکا ہے لہذا المانع الہامی ضعیف ہوگا اور اس سے استعمال بھی ضعیف ہوگا اس لئے کہ قول ضعیف غیر پر ضعیف نہیں ہو سکتا ۱۲ مولانا محمد ضعیف الشرح رحمۃ اللہ تعالیٰ

اول تو جہر رہا اس ترکیب میں اضافت کے قائل نہیں بلکہ اکثر کا مذہب یہ ہے کہ الف و لام اس میں بمعنی اور ضارب بمعنی ضرب آمد کا ت بنا پر مفعول ہونے کے متصوب العمل ہے پس ان لوگوں کے قول کے موافق استدلال صحیح نہ ہوگا۔ دوسرے یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس ترکیب اضافت ہے جیسے کہ بعض کا مذہب ہے تب بھی فرد کا استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ وہ اس ترکیب کو ضارب پر محمول ہونے کی وجہ سے جائز کہتے ہیں اور ضارب میں سقوط ثنویں القال فیہ کی وجہ سے ہے نہ کہ اضافت کی وجہ سے اس لئے کہ ارفاق کی وجہ سے ثنویں محذوف ہوتی ہے تو فک اضافت کے ساتھ ضارب

کہتا درست ہوتا حالانکہ کبھی ایسا سنا نہیں گیا پس استدلال فرد کا اس سے بھی صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ استدلال اس چیز سے ہوتا ہے جو منفہ جائز ہو اور اگر قرار یہ ہے کہ میں الضارب زید کو مثل الضارب کے ضارب پر حمل کرتا ہوں تاکہ الضارب زید بھی بلا تحقیق کے صحیح ہو تو جواب یہ ہے کہ الضارب زید کو ضارب پر محمول نہیں کر سکتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں ایک باب سے نہیں بخلاف الضارب اور ضارب کے کہ دونوں اس امر میں متماثل ہیں کہ اسم فاعل فیہ کے ساتھ متصل ہے پس یہ ایک دوسرے پر محمول ہو سکتے ہیں ۱۲ **قوله** ولا یضاف موصوف کی یعنی موصوف صفت کی طرف مضاف نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ صفت حقیقت میں مین موصوف سے اور مضاف مضاف الیہ کے متماثل ہوتا ہے پس اگر موصوف کو اس کی صفت کی طرف مضاف کریں گے تو منیت میں غیریت لازم آئے گی اور باطل ہے پس ملزم اس کے شل ہے یا یہ کہا جائے کہ موصوف و مضاف سے خالی نہیں صفت سے حصہ ہوگا یا اس کے مساوی اگر اخص ہو تو استدلال علی کا ادا کرنے سے لازم آئیگا اور وہ جائز نہیں اور مساوی ہو تو اضافت

وَلَا يَجَازُ الضَّارِبُ الرَّجُلَ حَمَلًا عَلَى الْمُخْتَارِ فِي

الْحَسَنِ الْوَجْهَ الضَّارِبُكَ وَشَبْهَهُ فَيَمْنُ قَالَ أَتَى

اسی قول ابو سیبویہ (من تاہد)

مَضَافٌ حَمَلًا عَلَى ضَارِبِكَ وَلَا يَضَافُ مَوْصُوفٌ

إِلَى صِفَةٍ وَلَا صِفَةٌ إِلَى مَوْصُوفٍ

سے **قوله** واما حمل الضارب الرجل الخ پھر فرماتے اپنے مطلوب پر الضارب الرجل سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ الضارب الرجل بالاتفاق جائز ہے اور وہ مثل الضارب زید کہے لہذا یہ نہ ہوگا کہ الضارب الرجل جائز ہو اور الضارب زید نا جائز ہو پس اس کا جواب صفت یہ دیتے ہیں کہ قیاس تو یہ جانتا ہے کہ ترکیب الضارب رجل بھی نا جائز ہو اس لئے کہ اس میں اضافت سے کوئی تحقیق نہیں آئی بلکہ تحقیق اس میں محض لام کی وجہ سے ملے گا ۱۳ ہم یہ ایک دوسری وجہ سے جائز ہے وہ یہ کہ ترکیب مذکور الحسن الیہ کی وجہ میں سے ہے وہ مختار پر محمول ہے اور وہ الوجه کا اضافت کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے پس الضارب الرجل کے جواز کی ایک وجہ موجود ہے وہ یہ کہ یہ اور الحسن الوجه دونوں دو امر ہیں متماثل ہیں ایک یہ کہ دونوں ترکیبوں میں مضاف صیغہ صفت اور معرف باللام ہے دوسرے یہ مضاف الیہ دونوں ترکیبوں میں اسم جنس اور معرف باللام ہے بخلاف الضارب زید کے کہ اس کی الحسن الیہ کیسا فرق مشابہت نہیں لہذا ترکیب الضارب زید نا جائز ہوگا ۱۴ **قوله** وضاربك وشبه الخ یہ بھی فرد کے استدلال کا جواب ہے تقریر استدلال کی جیسے کہ الضارب زید مثل الضارب کے ہے اس لئے کہ دونوں میں ثنویں لازم کے سبب محذوف ہوتی ہے نہ کہ اضافت کے سبب پس جب کہ ترکیب الضارب بالاتفاق جائز ہے تو ترکیب الضارب زید بھی محمول ہو کر جائز ہوگی جواب ہے کہ

سے کچھ فائدہ نہیں تحصیل حاصل ہے ۱۲ **قوله** ولا صفة لے موصوف الخ جیسی ایسے ہی یہ بھی جائز نہیں کہ صفت اپنے موصوف کی طرف مضاف ہو سکتے کہ اس وقت غیریت بجا آئے غیبت کے لازم آئیگی نیز غیبت کا بلکہ متبوع پر لازم آئے گی اور وہ نا جائز ہے ۱۳ محمد شیت السرخس

نہیں ورنہ تمام ادبیات میں انسان سمجھ میں نہ آتا اور یہ باطل ہے اور ایسے ہی جانب مغربی اصل میں جانب المکان مغربی تھا پس اس وقت مغربی صفت مکان کی ہوگا نہ کہ جانب کی بلکہ لفظ صلوٰۃ الاولیٰ صلوٰۃ اولیٰ تھا اور لفظ الجہاد بقلۃ الجہاد الجہاد الجہاد تھا تمام میں موصوف محدود ہے پس قاعدہ کلی علیٰ حال باقی ہے کہ قولہ مثل جرد قطیفۃ الخ یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال کی یہ ہے کہ ہم اضافت صفت کو موصوف کیطرت نا جائز کہتے ہیں جیسا کہ مسئلہ مذکورہ فی المتن میں جرد اور اخلاق صفت ہیں اور جرد موصوف یعنی قطیفہ اور کتاب کیطرت مضاف میں ہیں اس کا جواب مضاف یہ دیتے ہیں کہ جرد قطیفہ (پرانی چادریں) اور اخلاق یتاب (پرانے کپڑے) اور ان کی مثل متاول ہیں اور تاویل یہ ہے کہ اگرچہ موصوف ذات پر دلالت کرتا ہے اور صفت ذات مبہم پر شرح و صفت کے دلالت کرتی ہے لیکن انھیں صفت کو ذات کے درجہ میں مطلق ذکر کرتے ہیں پس جب مثلاً جرد کو ذات کے درجہ میں ذکر کریں تو اس میں باہم پیدا ہوگا کہ جرد کیا چیز ہے پھر جس وقت قطیفہ کو شرح باہم کے طور پر اس کے بعد ذکر کیا اور جرد کو اس کی طرف مضاف کیا تو باہم جاتا رہا پس معلوم ہوا کہ یہ اضافت اس حیثیت سے نہیں کہ جرد قطیفہ کی صفت ہے بلکہ اس حیثیت سے ہے کہ گویا جرد ایک جنس مبہم ہے اس کو قطیفہ کیطرت اس سے مضاف کیا گیا ہے کہ اس میں تقصیر پیدا ہو جائے اور باہم جاتا رہے اور اسی پر اخلاق ثبات کو بھی قیاس کر لیا جائے کہ اس میں بھی تقصیر یعنی تاویل جاری ہوگی ۱۲ کہ قولہ لا یضاف الخ یعنی جب ایک اسم دوسرے اسم کے ساتھ علوم و خصوص میں مماثل اور مشابہ ہو تو دونوں میں سے ایک کی اضافت دوسرے کی طرف نہ ہوگی خواہ وہ دونوں اعیان میں سے ہوں جیسے لیت و آمد یا معانی اور احداث سے ہوں جیسے منع و قبض اس لئے کہ اس اضافت سے نتیجہ فائدہ نہیں بلکہ جو چیز مقصور ہے وہ اضافت سے متعلق نظر کر کے صرف مضاف سے حاصل ہو جائیگی پس اضافت لغوی ہوگی کہ قولہ امکان کل لداریم الخ یعنی بخلاف اس اضافت کے جو عام کی خاص کیطرت ہو وہ مفید ہوتی ہے جیسے کل لداریم اور عین الشئ کہ ان دونوں متاول

وَمَثَلُ مَسْجِدِ الْجَامِعِ وَجَانِبِ الْغَرْبِيِّ وَصَلَاةُ الْأُولَى

مبتدا ۱۱

بِقَلَّةِ الْحَقِّاءِ مَتَاوَلٌ وَمَثَلُ جَرْدٍ قَطِيفَةٍ وَاخْلَاقٍ

خبر ۱۲

مبتدا ۱۳

ثِيَابٍ مَتَاوَلٌ وَلَا يَصِفُ اسْمٌ مِثْلًا لِلْمُضَافِ إِلَيْهِ

خبر ۱۴

مفعول مام لیسیم غلط برائے لا یضاح ۱۵

فَالْعَوْمُ وَالْخُصُوصُ كُلُّهُ وَأَسَدٌ وَحَبِيسٌ وَمَنْعٌ

مثال مترادفین من الایمان ۱۶ مثال مترادفین من المعانی

لَعَدَمِ الْفَائِدَةِ بِخِلَافِ كُلِّ الدَّاهِمِ وَعَيْنِ الشَّيْءِ

فی الاضافۃ وبرا الترفیع
اد التحقیق ۱۷

فَإِنَّ يَخْتَصُّ بِهِ قَوْلُهُمْ سَعِيدٌ كَرِيهُ وَنَحْوُهُ مَتَاوَلٌ

مبتدا ۱۸

۱۸ کہ قولہ مثل مسجد الجامع الخ یہ سوال مقدر کا جواب تقریر سوال کی یہ ہے کہ متبادر یہ کہنا موصوف اپنی صفت کیطرت مضاف نہیں ہوتا ہیں لکن متبادر یہ کہنا کہ سعادہ ہو سکتا ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کلام عرب میں بجز موصوف کی اضافت صفت کیطرت کی کسی ہے جیسا کہ مسئلہ مذکورہ فی المتن میں موصوف کی اضافت صفت کیطرت ہے پس قاعدہ کلیہ باطل ہو گیا اور تقریر جواب کی یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ متاول میں چنانچہ مسجد الجامع دراصل مسجد الوقت الجامع تھا پس جامع اس میں صفت وقت کی ہے نہ کہ مسجد کی اور دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں کا جمع جمع کرنا لازماً نہ وقت ہے مسجد

میں مضاف مام سے سئلہ کہ کل اضافت سے اس میں تقصیر ہوگئی اور داریم کیساتھ خاص ہو گیا ایسے ہی لفظ میں اضافت سے قبل مام تھا موجود در مردم دونوں پر اس کا اطلاق مام ہوتا تھا اضافت سے اس میں تقصیر پیدا ہوگئی اور وہ موجود کیساتھ خاص ہو گیا اس لئے کہ اسکا مضاف لبر خاص ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ شئی کا محل مرث موجود ہوتا ہے پس اس اضافت سے چونکہ فائدہ مقصور ہے کہ مضاف میں تقصیر آجاتی ہے لہذا یہ جائز ہوگئی کہ قولہ توہم سعید الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال کی یہ ہے کہ سعید اور کر نہ دونوں ایک ذات کے علم میں ہیں دونوں ایک دوسرے کے مضاف ہیں لہذا ان میں اضافت نہ ہونی چاہیے مگر حالانکہ سعید کی اضافت کر نہ کیطرت ہے جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف متادل میں باقی طور کہ مضاف سے مراد کسی ذات ہے کہ مضاف ایسے مراد نفس لفظ ہے پس متبادر سعید کر نہ کے یہ ہوئے کہ وہ ذات جو لفظ کر نہ کے ساتھ سمی اور ملقب ہے ۱۹

شکلم میں ادغام کرتا ہے جیسے معنی اور دلیل یہ ہے کہ صرح پر یا قبل یا در شکلم کے جب فتح ہوتا ہے تو وہ کمرہ سے بدل جاتا ہے اس طرح جب ما قبل یا شکلم کے ان ہر تودہ کی یاد سے بدل جائیگا ثانیاً صریح ۱۲ کہ قولہ وان کان الہ یعنی اگر اس اسم کے آخر میں جہاد کی طرف مضاف سے یا ہو تو اس کو یا شکلم میں ادغام کریں گے ۱۳ کہ قولہ وان کان الہ یعنی اگر او ہوگی تو اس کو یا سے بدل دیں گے جیسے سنی سے کہ جب سلون کو یا شکلم کی طرف سے مضاف کیا تو وزن کو اضافت کی وجہ سے گرا دیا اور داؤ کو یا سے بدل کر دیا میں ادغام کیا اور مناسبت یاد کی وجہ سے منہ میم کو کسرہ لے بدل لیا ۱۴ کہ قولہ وفتح الیاد الہ یعنی یا شکلم کو انتقائے ساکنین سے بچے کیلئے میزوں صورت میں فتح دیں گے اس لئے

کہ فتح اخف الحركات سے ادانتقائے ساکنین محال ۱۵ کہ قولہ واما الاسماء الستة الہ یعنی اسمائے ستہ میں حال رخ اور اب کا جب کر یا سے شکلم کی طرف مضاف ہوں یہ ہے کہ آجی اور ابی کہیں اور مخذون کو رد نہ کریں اس لئے کہ کثرت استعمال ان دونوں کا تخفیف کو چاہتا ہے لہذا الام کلمہ کو جو کہ نسبتاً مشابہ کے درجہ میں مخذون ہو چکا ہے یا در شکلم کی طرف مضاف کرتے وقت رد نہ کریں گے ۱۶ کہ قولہ و اما المبرد الہ یعنی مبردان دونوں کو یا شکلم کی طرف سے مضاف کرتے وقت آجی اور ابی کہتا ہے اور یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ کثرت استعمال سے تخفیف کا ثقل زائل ہو جاتا ہے یہاں مخذون کو رد نہ کریں گے اور اس کو یا سے بدل کر یا میں ادغام کریں گے ۱۷ کہ قولہ و تقول حمی یعنی الہ یہاں پر تقول موت غائب کا صبیحہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ موت کے لئے یہ جائز ہے کہ بوقت لغات تم اور بن کی طرف یا شکلم کے حمی ہنی بجز واپس لائے مخذون کے کہ پھر ان دونوں کو آجی اور

ابی سے اس لئے جدا کیا ہے کہ ان دونوں میں جمود کے ساتھ مبرد کی مخالفت مشہور نہیں در تقول صبیحہ موت کا اس لئے لائے کہ حم یعنی دہر کے اضافت مذکر کی طرف ممتنع ہے ۱۸ کہ قولہ و يقال فی الہ یعنی جب فہ کی اضافت یا شکلم کی طرف مضاف کرے تو فی کہیں گے اس لئے کہ اس کلمہ میں لام فعل کر یا سے نہباء منیاء کے درجہ میں خلاف فی کی مخذوف ہو گئی ہے پس یا شکلم کی طرف مضاف کرتے ہوئے مخذوف کو رد نہ کریں گے اور داؤ کو کہ میں کلمہ

وَإِذَا ضُفِيَ الْأِسْمُ الصَّحِيحُ إِلَى الْمَحْذُومِ بِإِلْيَاءِ الْمُتَكَلِّمِ
تخفیف ۱۲
نور علی دودی وطنی ۱۱

كَيْدَ أَخْرَجَهُ وَالْيَاءُ مُفْتُوحَةٌ أَوْ سَاكِنَةٌ فَإِنْ كَانَ أَخْرَجَهُ
موافق لیبیا ۱۱
لان الاصل فی الہ یعنی الحركات المفتوحة ۱۲

الْقَائِمَتِ هَذَا تَقْلِبُ الْغَيْرِ التَّثْنِيَّةِ يَاءً وَإِنْ كَانَ
ای آخر الاسم المضاف الہ یا در شکلم ۱۲
ای لاف نحو عصای درعی ۱۱

يَاءً أَدْعَمَتْ وَإِنْ كَانَ وَأَوْ قَلْبَتْ يَاءً وَأَدْعَمَتْ وَفَتْحَتْ
معلق فی قرأت ۱۲

الْيَاءُ لِلْسَّاكِنِينَ أَمَّا الْأَسْمَاءُ السَّتَةُ فَآخِي وَإِبِي وَاجاز
مقول مام لیم فاعل ۱۲
ششمنی شکم
نعت بیتان ۱۱

الْمَبْرَدُ آخِي وَإِبِي وَتَقُولُ حَمِي وَيُقَالُ فِي فِي الْأَكْثَرِ وَفِي

۱۹ کہ قولہ و اذا ضیف الاسم الہ یعنی جب اسم صح یا ملحق یا صحیح کی اضافت یا شکلم کی طرف مضاف کرے تو اس اسم کے آخر کو مناسبت یا در کی وجہ سے کر دیں گے اور یا شکلم کو مفتوح یا ساکن یا صبیح کے مفتوح اسلئے کہ فتح اخف الحركات سے اکثر سکون میں تخفیف ظاہر ہے جیسے کوئی و طیبی پھر صحیح اصطلاح کماہ میں وہ ہے کہ اس کے اخیر میں حرف علت نہ ہو جیسے زید اور ملحق یا صحیح وہ ہے کہ اس کے اخیر میں واؤ یا لے یا قبل ساکن ہو جیسے دعو فی ۱۷ کہ قولہ وان کان الہ یعنی اگر اس اسم کے اخیر میں جہاد سے شکلم کی طرف مضاف ہے ان ثابت رکھا جائے گا جیسے عصای اور حامی اسلئے کہ اس کے بعد بدل کا ملحق نہیں ہے ۱۸ کہ قولہ و بذل لقب الہ یعنی قبیلہ بذل غیر غنیہ میں اس الہ کو یا سے بدل کر

یا میں ادغام کریں گے اور فا د کلمہ کو جو مناسبت یا در کسرہ دیں گے فی ہو جائیگا اور یہ نعت اکثر ہے ۱۹ کہ قولہ و فی الہ یعنی بعض لغات میں فی کہیں ہیں اور دلیل اس پر ہے کہ در مذکور ہو چکا ہے کہ کلمہ اصل میں خوا تھا جیسا کہ اس کی افزاء اس پر دلالت کرتی ہے یا کو خلاف قباس حذف کیا گیا ہے اس کے بعد داؤ کو سیم سے بدل لیا اس لئے کہ وہ دونوں قریب الحروج ہیں تم ہو گیا پھر جب غیر حالت اضافت میں تم کو کہے میں تو حالت اضافت نے یا شکلم کی صورت میں اس کے نظائر پر قباس کر کے حمی کہیں گے ۲۰

میں سے ہے غیر کی طرف مضاف نہیں ہوگا اس لئے کہ ذرا اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس کو دوری چیز کی صفت قرار دے پس اگر وہ جنس کی طرف مضاف ہوگا تو خلاف وضع لازم آئے گا اس لئے کہ غیر اسم جنس نہیں ہے اور چونکہ اسم کی اضافت اسم جنس کی طرف لازم ہے اس لئے وہ اضافت سے منع ہو گیا جیسا کہ میں جاری رہوں پس یہاں مال اسم جنس ہے اور واسطہ کے ذریعہ اس کی صفت ہے ۱۲۔ **قوله** التواضع الخ تابع کی جمع ہے اور وصفت سے اسمیت کی طرف منتقل ہے اس لئے کہ فاعل وضع کی جمع فاعل کے ذریعہ نہیں آتی بلکہ فاعل اس کی جمع فاعل کے ذریعہ نہیں آتی ہے جیسا کہ ابلیہ میں المتقین کی جمع کو ابلیہ آتی ہے **قوله** لکن ثان باعراب الخ یعنی تابع نحو یوں کی اصطلاح میں ہر وہ ثانی ہے جو اپنے

سابق کے اعراب میں موافق ہو اور دونوں کے اعراب کی جہت ایک ہو یعنی اگر یہ کلمہ پر اعراب جہت ثابت ہے آیا جو تو دوسرے کلمہ پر بھی اسی جہت ہو جائے اور اگر اس پر اعراب جہت مغولیت سے آئے ہو تو اس پر بھی جہت مغولیت سے آئے غرض دونوں کلموں کے اعراب کی جہت ایک ہونی چاہیے جیسے جانی زید العالم کو اس میں العالم تابع ہے اس لئے کہ وہ بہ نسبت زید کے دوسرے میں ہے اور اعراب یعنی رنخ میں اس کے موافق ہے پھر دونوں ایک ہی جہت سے مرفوع ہیں اور وہ جہت ثابت ہے پس جس طرح فاعل ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے اور پھر اس طرح العالم بھی جو جہت کے ساتھ متحد ہونے کی اسی حیثیت سے مرفوع ہے پس دونوں کا رنخ ایک ہی حیثیت اور جہت سے ہے پھر چونکہ یہاں ثانی سے مراد مرفوع ہے لہذا یہ تفریع تابع ثالث اور تابع کو بھی شامل ہوگی اس لئے کہ ہر ایک بلحاظ اپنے مشورہ کے دہر ثانی میں ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس کے تواج جمع ہے اور قاعدہ سے کہ جمع افراد برد لالت کرتی ہے پس صرف بالفتح افراد ہوتے ایسے ہی بھی لفظ کل فردی ہوتا ہے پس میں بھی افراد تصور میں در جو کہ کل تان الخ مرفوع بالکسر ہے لہذا مرفوع بالکسر بھی افراد ہوتے پس اس وقت تفریع الافراد بالا افراد لازم آئے گی حالانکہ وہ ناجائز ہے نہ افراد کی تفریع ہو سکتی ہے اور نہ افراد کے ساتھ کسی کی تفریع جائز ہے جیسا کہ اوائل کتاب میں مفصل گرا اور جواب یہ ہے کہ تفریع سے کبھی تو مقصود حمایت کا یہ تھا ہوتا ہے اور کبھی انحصار افراد فقط اور مقصود تفریع سے اس جگہ معنی ثانی میں نہ کہ اول

وإذا قطعت قبل أخواب وجم وھن وجم وفتح الفاء أفصح

عطف ملحقہ ۱۲ جملہ ۱۲ مضاف الیہ ۱۲

متھا وجاء جم مثل ید خب ودل ووعصا مطلقا

خبر المندرجہ فیہ من مضاف کسرۃ ۱۲ لہذا لا یخلف الاستطاعۃ ۱۲ فی کونہ ہمزہ مرفوعہ بالانحراف ثالث ۱۲

وجاء ھن مثل ید مطلقا وذلک ایضاً فی مضمرا

الکل متاخر ۱۲ جملہ ۱۲ خبر ۱۲

یقطع التواضع کل ثان باعراب سابقہ من جہۃ واحدۃ

من الافراد ۱۲ جملہ ۱۲ خبر مضاف ۱۲ فی تثنیہ باعراب ۱۲

قوله وإذا قطعت الخ یعنی جب سہ سہ میں اسماء کے مذکورہ کو اضافت سے قطع کریں گے تو ان پر مطلقا اعراب کو حرکات جاری کریں گے جیسا کہ پہلے خ و ب و ج و د و م و ن میں تین لغت ہیں ناکا

مرفوعہ ناکا کسرہ اور ناکا فتح لیکن تینوں میں ناکا فتح کے بعد اور کسرہ سے افعی ہے ۱۲۔ **قوله** وجاء جم الخ یعنی جم میں چند لغت ہیں ایک یہ کہ وہ اعراب میں یہ کسر جہت پر ہے خواہ بار شکل کی طرف مضاف ہو یا کسی اور کی طرف یا بالکل مضاف ہو جیسے مذکور الخ اور یہ لغت تان میں میں معلوم ہو چکا ہے دوسرے

یہ کہ وہ ہمزہ لا خود متصل عقب کی اور اعراب میں ان کے اشل پر تیس ہیں کے ہمزہ لا خود میرے یہ کہ اس کے آخر واو اور ما قبل اس کا ساکن ہو جیسے واو پس کہیں گے مذکور جو کہتے یہ کہ لام فصل لغت سے بدل جائے اور وہ حالت رنخ اور نصب اور جہت میں عضا کی مثل ہو جائے چنانچہ مصداق کی طرح جاک

حالت اضافت میں کہیں گے اور حالت افراد عن الافاضت میں اس کو عضا پر تیاں کریں گے مقرر مطلقا الخ یعنی جم کا اسماء لہجہ مذکورہ کی طرح ہونا ہر حال میں ہے خواہ حالت اضافت ہو یا حالت

افراد ۱۲۔ **قوله** وجاء جم الخ یعنی جم میں علاوہ لغت مذکورہ بالا کے ایک لغت اور ہے وہ یہ کہ اس کو حالت اضافت اور غیر مضاف میں مثل ید کی پڑھیں فہمذون کو دلائل لائیں اور رنخ اور نصب اور جہت میں اس پر حرکات ثلثہ جاری کریں جیسا کہ جم میں ہیں **قوله** وظایف الخ یعنی ذکر اسمائے سنہ

پس اس قدر پر تفریع الافراد میں کوئی قیاحت نہیں ہے نہ جواب میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تفریع الافراد بالا افراد ناجائز ہونا مطابق اصطلاح مطہر کے ہے تو یوں ان کے قول کے تحت ہر دوری میں اس اصطلاح کا ہر ہر عراض و بدیدہ ہو گا مافی ہے فہمذون و بدیدہ مودہ میں کہ قول کل ثان لہجہ ہے ہرسم مرفوعہ کو شامل ہے اور قول باعراب سابقہ بمنزلہ فصل کے ہے کہ اس سے شروع خبر متبدا مفعول ثانی علت اور مفعول ثالث بار علت کے ساتھ رہا ہوئے اور قول من جہت واحدہ سے یہ بھی خارج ہو گئے اس لئے کہ تلا عبد کی خبر اگر ہر مذکر اعراب میں موافق ہے مگر دونوں ایک جہت سے مرفوع نہیں ہوتا مگر اس لیے کہ جہت سے مرفوع ہے اور خبر کا مصدر ہونے کی جہت سے ایسے ہی باب علت کا مفعول ثانی معلوم ہوئے سب مفعول سے اور مفعول اول معلوم نہیں ہوئے کیونکہ سے ہے ۱۲۔

میں معنی متبوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ لغت کبھی اپنے متبوع کے معنی پر دلالت نہیں کرتی ہے مررت برجل حسن غلامہ کہ یہاں معنی حسن کے غلام ہیں میں نہ کہ برجل میں پس یہ تعریف خارج نہ ہوئی اور جواب یہ ہے کہ اسکا معنی متبوع سے مراد غلام ہیں خواہ حقیقی ہوں یا اعتباری پس مثال مذکور میں اگر وہ معنی حسن متبوع یعنی برجل میں حقیقتہً نہیں پائے جاتے ہیں اسلئے کہ جس کا غلام اچھا ہو گا وہ خود اس اعتبار سے اچھا ہو گا ۱۲؎ قولہ فاندیہ تخصیص لغت کا قاعدہ نکرہ میں تخصیص ہے جیسے عادی برجل سالم اور عفرہ میں توجع ہے جیسے عادی زید النظرین پھر توجع سے مراد یہ ہے کہ متبوع سے اعمال کو دور کیا جائے جیسا کہ مثال مذکور میں مصفت سے پیتر زید میں اجمال تھا کہ کوئی نہ زید یا اطریف یا غیر طریق پس جب اس کی صفت ظرافت لائے تو یہ اجمال جو زید میں تھا اس سے دور ہو گیا ۱۳؎ قولہ قد یكون لمجرد التشابه الخ یعنی کبھی لغت کو مجرد تشابه اور دم کے لئے لا میں تخصیص اور توجع اس سے مقدم نہیں ہوتی اور یہ اس لئے کہ ہوتا ہے کہ صفت معروف ہو اور لغت طالب کے نزدیک لغت لفظ سے قبل معلوم

میں معلوم ہو جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اغوذ بالشیطن الشیطان الرحمن مثال اول تشاد کی اور مثال ثانی ذم کی ہے ۱۲؎ قولہ والتاکید یعنی کبھی لغت کو مجرد تاکید کیلئے لائے ہیں اور یہاں پر بھی یہی شرط ہے کہ لغت مخاطب کے نزدیک لغت لائے سے پہلے مشتاق معلوم ہوئے جیسا کہ لغتہ واحدہ کہ اس میں واحدہ کے لئے سے قبل تار دو صفت پر دال ہے ۱۲؎ قولہ ولافضل میں الخ یہ ان بعض مخاطب پر رد ہے کہ جو کہتے ہیں لغت کی شرط یہ ہے کہ وہ مشتق ہو یہاں تک کہ کبھی غیر مشتق ہو تو اس کو بتا دیں مشتق کہہ دیتے ہیں پس اس مذہب کو رد کرتے ہوئے مصنف یہ فرماتے ہیں کہ لغت کے مشتق اور غیر مشتق ہونے میں کوئی فرق نہیں پس جس طرح لغت مشتق ہوتی ہے اس طرح غیر مشتق بھی ہوتی ہے بشرطیکہ اس کی وضع اس معنی پر ہو کہ متبوع میں پائے جاتے ہیں دلالت کرنے کے لئے بطریق عموم ہو یعنی اس کی دلالت اس معنی پر جو متبوع میں ہیں جمیع استعمالات میں پائی جاتی ہیں جیسے عجمی اور ذوال عجمی کی دلالت تو ہمیشہ اس ذات پر ہے جو قبیلہ بنی تمیم کی طرف منسوب ہے اور ذوال مال کی دلالت ہمیشہ اس ذات پر ہے جو کہ صاحب مال ہے ۱۶؎ قولہ اور خصوصاً الخ اس کا عطف عمومًا پر ہے اور مطلب ہے کہ یا اس غیر مشتق کی وضع اس معنی پر دلالت کرنے کی ہے جو اس معنی اور صفت پر کہ اس کے متبوع میں ہیں مطلقاً ہر حال میں دلالت کرے پس اس وقت تمام تر تابع خارج ہو جائیں گے اور لغت کی تعریف دخول فیہ سے خارج ہو جائے گی اس لئے کہ بعض ترابع مثل بدل اند تاکید مطوف کے اگرچہ گاہ بگاہ اس معنی پر کہ جو ان کے متبوع میں ہیں دلالت کرتے ہیں مگر یہ دلالت ہمیشہ نہیں بلکہ بعض مادہ کے ساتھ خاص ہے مثلاً اجمعی زید علی بن ملکہ بدل سے اللہ اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں ہیں مگر یہ دلالت ہر حال میں نہیں بلکہ اس میں خصوصیت مادہ کا لحاظ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر بجائے ملکہ کے غلامہ کہیں تو اس وقت بدل کی دلالت متبوع کے معنی نہیں ہوگی بخلان صفت کے کہ وہ ہر حال اور مادہ

النعت تابع يدل على معنى متبوع مطلقاً وفائدتہ
مبتدأ ۱۲ خبر ۱۳ الخون صفة لغت ۱۴ مبتدأ ۱۵

تخصيصاً وتوضيحاً وقد يكون لمجرد التشابه والذم
خبر مبتدأ ۱۶ عطف ملية ۱۷ تقييد ۱۸ النعت ۱۹

والتوكيد نحو نفخة واحدة ولافضل بين أن يكون
خبر مبتدأ محذوف ۲۰ ای لا فرق ۲۱ لون صفت ۲۲

مشتقاً أو غيره إذا كان ضمة لغرض المعنى عموماً
كلام مدح ۲۳ ای غیر مشتق ۲۴ جار مجرور مضاف ۲۵

نحو تمیمی ذی مالٍ أو خصوصاً مثل مدرت برجل
مضاف ۲۶ خبر مبتدأ محذوف ای ہوا ۲۷

ای رجلٍ ومدرت بهذا الرجل بزيد هذا
لہ قولہ النعت تابع الخ یعنی لغت وہ تابع ہے کہ جو اس معنی اور صفت پر کہ اس کے متبوع میں ہیں مطلقاً ہر حال میں دلالت کرے پس اس وقت تمام تر تابع خارج ہو جائیں گے اور لغت کی تعریف دخول فیہ سے خارج ہو جائے گی اس لئے کہ بعض ترابع مثل بدل اند تاکید مطوف کے اگرچہ گاہ بگاہ اس معنی پر کہ جو ان کے متبوع میں ہیں دلالت کرتے ہیں مگر یہ دلالت ہمیشہ نہیں بلکہ بعض مادہ کے ساتھ خاص ہے مثلاً اجمعی زید علی بن ملکہ بدل سے اللہ اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں ہیں مگر یہ دلالت ہر حال میں نہیں بلکہ اس میں خصوصیت مادہ کا لحاظ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر بجائے ملکہ کے غلامہ کہیں تو اس وقت بدل کی دلالت متبوع کے معنی نہیں ہوگی بخلان صفت کے کہ وہ ہر حال اور مادہ

میں ہر دلالت کرنے کیلئے جو متبوع میں ہیں بطریق خصوص ہو یعنی بعض مواضع میں اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو کہ متبوع میں پائے جاتے ہیں پس اس وقت اس لغت واقع ہوتا ہے جیسا کہ مررت برجل ای برجل کی دلالت کرتا ہے لہذا وہ برجل کی لغت واقع ہوگی ایسے ہی مررت لہذا برجل میں اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں ہیں اس لئے کہ بذات الہم پر دلالت کرتا ہے لہذا برجل ذات میں پراد چونکہ خصوصیت ذات میں کی ہلک لایک ایسے معنی ہے جو ذات الہم میں پائے جاتے ہیں اس لئے اس اعتبار سے برجل کا بذات الہم صفت ہونا صحیح ہو جائیگا علی الذی القیاس مررت بزيد ہاں جو کہ ہذا اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو زید میں پائے جاتے ہیں لہذا وہ زید کی صفت ہو جائیگا بخلان اس صفت کے موصوف اسم اثنانہ اور صفت علم ہو پس یہ ترکیب ناجائز ہوگی اس لئے کہ اس صفت میں موصوف کا صفت سے کمتر کرنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں ۱۷

صفت ہو جائیگا نہ مضر نہ کی اس لئے کہ جملہ من حیث انہما جملہ اگرچہ نہ مضر ہے اور نہ نکرہ مگر چونکہ وہ اذوات تعریف سے خالی ہوتا ہے اس لئے وہ محکم میں نکرہ کے ہے اور اس کا نکرہ کی صفت ہونا صحیح ہے اور اس وقت اس میں ایک ضمیر کا ہونا لازم ہے تاکہ وہ موصوف کی طرف عائد ہو اور اس کے ذریعہ درمیان موصوف و موصوف کے ارتباط پیدا ہو ۱۲ **۱۱** **قوله** و توصف بحال الموصوف الخ یعنی وصف دوستم پر ہے صفت بحال موصوف اور صفت بحال متعلق موصوف صفت بحال موصوف وہ ہے کہ جو ایسے معنی پر دلالت کرے کہ ذات موصوف میں پائے جاتے ہیں اور صفت بحال متعلق موصوف وہ ہے کہ جو اس معنی پر دلالت کرے جو بالذات متعلق موصوف میں اور بالاعتبار موصوف میں پائے جاتے

قوله **و توصف النكرة بالجملۃ الخبریۃ و یلزم الضمیر و**

سند البیہ ۱۲

مفہمات مجہول سند ۱۲

قوله **توصف بحال الموصوف بحال متعلقہ نحو مدر برجل حسن**

البار عارۃ والحق مجہور صنف ۱۲

علامۃ فالاول یتبعہ في الاعراب والتعريف والتذكیر الافراد

عطف علی الاعراب ۱۲

ای الوصف بحال الموصوف ۴۲

والتثنیۃ والجمع والتذکیر والتانیث والثانی یتبعہ فی

ای الوصف بحال المشتق ۱۲

الخمسۃ الاول فی البواقی کالفعل من ثم حسن قام

فعل لازم ۱۲

مجہور موصوف ۱۲

رجل قاعد غلمان وضعف قلہ غلمانہ و یجوز تعو غلمانہ

۱۱ **قوله** و توصف النکرۃ الخ یعنی کبھی جملہ خبریہ نکرہ کی صفت ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا صفت ہونا قیاس کے خلاف ہے اس لئے کہ جملہ مستقل ہوتا ہے اور صفت کا موصوف کیسا تھا اترتا ضروری ہے مگر تاہم جملہ خبریہ نہ نکرہ کی صفت ہو جاتا ہے اور جملہ انشائیہ نہیں ہو سکتا اس لئے جملہ انشائیہ کی مشابہت مفرد کے ساتھ جو کہ صفت ہیں اصل ہے تحقیق نہیں اس لئے کہ مفرد کے لئے خارج ہیں محکی عنہ پایا جاتا ہے اور جملہ انشائیہ کیلئے خارج ہیں محکی عنہ نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ وہ صدق اور کذب کے ساتھ بھی مشفق نہیں ہوتا پس وہ صفت نہیں ہوگا بخلاف جملہ خبریہ کے کہ وہ نکرہ کی

وجہ ہے کہ یہ دوسرے طریقہ پر صحیح ہو سکتی ہے وہ یہ کہ بعض نوی اسطرک کہتے ہیں کہ واؤ اذون علامت فاعل ہے نہ نفس فاعل پس تعدد فاعل لازم نہ آئیگا کیا جائیگا کہ واؤ اذون مبدل منہ اور غلمان اس سے بدلے سے پس یہ باب داسرو النوی الذین غلمان سے ہو گیا یا کیا جائیگا کہ غلمانہ مبتداء موصوف قاعدون غیر مقدم ہے ۱۲ **قوله** و یجوز تعو غلمانہ الخ یعنی ترکیب خود غلمانہ جائز ہے نہ حسن ہے نہ ضعیف ہے سب سے کہ تعود اگرچہ جمع ہے اور غلمانہ اس کا فاعل ہے مگر چونکہ وہ جمع ضمیر کے اور جمع ضمیر محکم میں مفرد کے ہوتی ہے لہذا کیا جائیگا کہ زیادہ جمع ہی نہیں ہیں یہ ترکیب مثل ترکیب تانی کے نہیں ہے کہ ضعیف ہوا و نہ مثل ترکیب اول ہے کہ اس کو حسن کہا جائے

یعنی موصوف کو صفت سے انحصار یا سادگی پر ترجیح دے۔ وہ نہ فوقیت تاج کی قبور پر لازم آئے گی کہ قولہ ومن ثم لم یوصف الخ یعنی اس جگہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معرف باللام کی صفت کسی جیسے معرف کی ساتھ کی جائے گی اس لئے کہ معرف باللام تمام معرف کی قسمیں میں کمتر ہے پس اگر اس کی صفت دیگر معرف کے ساتھ کی جائے گی تو فوقیت تاج کی قبور پر لازم آئے گی اور وہ جائز نہیں ہے کہ قولہ اور مصنف الخ یعنی یا معرف باللام کی صفت اس اسم کے ساتھ ہوگی جو اس جیسے معرف کی طرف مصنف ہے جیسے جابر الرکب صاحب القوم اس لئے کہ یہ بھی اسکے مرتبہ میں ہے پس فوقیت مذکور لازم نہ آئے گی کہ قولہ واما التزم جیسے معرف کی طرف مصنف ہے جیسے جابر الرکب صاحب القوم اس لئے کہ یہ بھی اسکے مرتبہ میں ہے پس فوقیت مذکور لازم نہ آئے گی کہ قولہ واما التزم

وصف الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقدیر سوال کی یہ ہے کہ جس طرح معرف باللام کی صفت کو معرف باللام اور مصنف الی معرف باللام دونوں طرح لانا صحیح ہے اس طرح باب مذکور یعنی اسم اشارہ کی صفت کو بھی معرف باللام اور مصنف الی معرف باللام دونوں طرح لانا صحیح ہونا چاہیے اس لئے کہ معرف باللام اور مصنف بسوئے معرف باللام دونوں مرتبہ میں یکساں ہیں پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ اسم اشارہ کی صفت معرف باللام آتی ہے مصنف بسوئے معرف باللام نہیں آتی جواب یہ ہے کہ مذکور ابہام ہے اور جو اسم کی معرف باللام کی طرف مصنف ہوتا ہے اس میں بھی ابہام ہے وہ اپنا ابہام بذریعہ اضافت کے دور کر لیتا ہے پس وہ دوسرے کے ابہام کو کس طرح پرورد کرے گا اور خورشید نم گم ست کر اور میری گند کے قولہ ومن ثم ضعف الخ یہ قول اول سے کرتی ہے کہ مذکور کی صفت مصنف معرف باللام تو کیا بعض جگہ معرف باللام بھی نہ ہوگی جب کہ اس کے صفت واقع ہونے سے ابہام موصوف میں باقی رہتا جو جیسا کہ مثال مذکور میں مذکور مبہم ہے الایض سے معلوم نہیں ہوتی لیکن جو کہ ابہام فی الجملہ رفع ہو جائے اور معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اسود نہیں لہذا ترکیب مذکور محتج نہ ہوگی بلکہ ضعیف ہے ۱۲۔ کہ قولہ حسن بہذا العالم الخ یعنی ترکیب مرت بہذا العالم حسن ہے اس لئے کہ اس وصف سے ابہام بالکل جا تا ہے اور معلوم ہوگا کہ مکارا یہ انسان بلکہ خاص مرد ہے کہ قولہ العطف تابع یعنی موصوف

والمضمحل یوصف بالموصل وخصا وخصا
من الصفة ۱۱

وَمِنْ ثَمَّ لَمْ يُوصَفْ خِ وَاللَّامُ الْإِمْتِدَاءُ وَالْمُضَا إِلَى مَثَلِ
ای لاجل ان شرط الموصوف ان يكون اخص او ساد ۱۱

وَأَمَّا التَّزَمُّ وَصَفُ بَابِ هَذَا بِذِي اللَّامِ لِإِبْهَامٍ مِنْ تَمَّ
ای اسم الاشارة ۱۲

ضَعُفَ مَرَّتُ بِهَذَا الْبَيْضِ وَحَسُنَ بِهَذَا الْعَالِمِ

الْعُطْفُ تَابِعٌ مَقْصُودٌ بِالنَّبْتِ مَعَ مَتْبُوعٍ بِتَوَسُّطِ
بمعنى المعطوف ۱۲

بَيْنَ يَدَيْ مَتْبُوعٍ لِحَدِّ الْحَرْفِ الْعَشْرَةِ وَسِيَاقِي مَثَلُ قَامَ زَيْدٌ
فای المعطوف علیہ ۱۱ قابل توسط ۱۲

کہ قولہ والمضمحل یوصف الخ یعنی مضمحل کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ہوتی اس لئے کہ مضمحل اور مخاطب معرف کی تمام قسموں میں معرف اور ارفع ہیں اور اگر گزرا چکا ہے کہ مقصود تو صیغ معرف سے اس کی تفسیح ہے پس جب یہ دونوں تفسیح کیلئے وضع ہیں تو اب ان دونوں کی تفسیح کی حاجت نہیں باقی رہی تفسیر غائب اس کو طرف اللباب ان دونوں پر حمل کر لیا گیا ہے پس ثابت ہوا کہ مضمحل موصوف نہ ہوگی ۱۲ کہ قولہ ولا توصف بہ الخ یعنی مضمحل کی صفت بھی نہ ہوگی اس لئے کہ صفت وہ ہے جو اس معنی پر کہ موصوف میں پائے جائیں دلالت کرتی ہے اور مضمحل چونکہ ذات ہر دلالت کرتی ہے۔ اور اس معنی پر دلالت نہیں کرتی۔ جو کہ ذات میں پائے جاتے ہیں۔ لہذا وہ صفت نہ ہوگی ۱۲ کہ قولہ والموصوف اخص

جو یعنی نسبت مقصود تابع و قبور دونوں ہوں پس تفریق مذکور میں قولہ تابع تمام توابع کو شامل ہے اور مقصود بالنبی کی قید سے نعت اوستا کی اور عطف بیان خارج ہیں اس لئے کہ یہ نسبت مقصود نہیں ہیں بلکہ ان کا مقصود نقد مقصود ہوتا ہے اور صفت قبور کی قید سے بدل خارج ہو جائے گا اس لئے کہ وہ خود دونوں اپنے قبور کے مقصود ہوتا ہے اس کا قبور یعنی مبدل موصوف و توحید الہیہ کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ شفا باری زید الخ میں خود بدل ہے اور وہی اس نسبت مقصود ہے پھر قید توسط بذیل الخ کی بیان واقعی ہے اور بیان حرف عشرہ کا مہم حرف میں آئیگا جیسے نام زید و عمر و کہ اس مثال میں عشر تابع ہے اور دونوں نسبت قیام سے مقصود ہیں اور ان کے درمیان حرف عشرہ میں سے ایک حرف ہے اور وہ واؤ ہے ۱۲

کا عطف ضمیر مرفوع پر کرنے کیلئے انا ضمیر منفصل سے تاکید لائی گئی ہے ۱۲۔ ۱۳۔ قولہ الا ان یقع فصل' الی آخرہ۔ مگر جب ضمیر مرفوع متصل اور معطوف کے درمیان فاصلہ ہوگا تو اس وقت ترک تاکید جائز ہے اسلئے کہ فاصلہ قائم مقام تاکید کے ہو جائیگا اور اس کے ذریعہ عطف مذکور صحیح ہوگا۔ جیسے قولہ ضربت الیوم وزید کہ یہاں مثل مذکور میں الیوم فاعل ہے اور قائم مقام تاکید ہے ۱۴۔ قولہ واذا عطف علی الضمیر المجزئۃ یعنی جب ضمیر مجزئہ پر کسی چیز کا عطف کرے تو ہمارے قواعد حرف مجزئہ اسم معطوف پر آمادہ کرینگے اسلئے کہ جہاں اور ضمیر مجزئہ شدت اتصال کی وجہ سے شل کلمہ واحدہ کے ہیں پس اگر

خافض کا آمادہ نہ کرینگے تو عطف کلمہ مستقلہ کا جز کرکے پر لازم آئیگا اور وہ ناجائز ہے جیسے قولہ ضربت بک و بزید یہ مثال مصنف محرف خافض کی لائے ہیں اسم خافض کی مثال نہیں لائے کیونکہ وہ طائر ہے جلیا کہ کہیں جارہی ہو کہ داخو زید کے قولہ والمعطوف فی حکم المعطوف علیہ الخ یعنی معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جو چیز کہ معطوف علیہ کے لئے جائز ہوتی ہے معطوف کیلئے بھی جائز بھی ہوتی ہے مادہ جو چیز کہ معطوف علیہ کیلئے ممتنع ہوتی ہے معطوف کے لئے بھی ممتنع ہوتی ہے ۱۵۔ قولہ ومن ثم لم یجز الخ یعنی چونکہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے اس لئے ترکیب مازید بقاءم ولا ذائب عمر اور ترکیب مازید قائما ولا ذائب عمر میں ذائب کا جز اور نصب دونوں ناجائز ہیں صرف رفع جائز ہے کیونکہ اگر ذائب کہ منصوب یا مجزئہ ہیں تو اس کا عطف قائم یا قائما پر ہوگا اور وہ اس وقت زید کا خبر ہوگا جیسا کہ معطوف علیہ اس کی خبر ہے پھر چونکہ معطوف علیہ میں ایک ضمیر ہے جو زید کی طرف عائد ہے اور معطوف یعنی ذائب میں کوئی ضمیر نہیں جو زید کی طرف عائد ہو۔ لہذا ذائب کا زید کی خبر واقع ہونا ممتنع ہوگا پس لامحالہ ذائب میں رفع ہوتا نہیں ہو جائیگا اور وہ خبر مقدم اور عمر و اس کا مبتدا مؤخر ہوگا اور عطف جملہ کا جملہ پر ہوگا نیز کہہ سکتے ہیں کہ ذائب مبتدا کی قسم تانی ہے اور عمر و اس کی خبر قائم مقام فاعل کے ہے ۱۶۔ قولہ وانما جاز الذی یطیر الخ یعنی ایک سوال مقدم کا جواب ہے تقریر سوال کی یہ ہے کہ آمادہ مذکور عرب کے قول الذی یطیر الخ سے منتقل ہے اس لئے کہ لیل

وَمَرُّوْا ذَا عَطَفَ عَلَی الْمَرْفُوعِ الْمُتَّصِلِ اَلْكَدِّ بِمَنْفَصِلِ

التاکید بالرفع لان لو کان منصوبا ومجرورا جانا لعطف بلا تاکید ۱۲

مثل ضربت انا وزید الا ان یقع فصل فیجوز

ترک مثل ضربت الیوم وزید واذا عطف علی الضمیر

ای ترک تاکید ۱۱

المجرر اعيد الخافض نحو ضربت بک وزید المعطوف

فحکم المعطوف علیہ من ثم لم یجز فی ما نرید

بقائہ او قائما ولا ذائب عمر والا لرفع وانما جاء

فائل مجزئہ ۱۲

الذی یطیر فیغضب زید الذی اب لانها فاء السبب

۱۷۔ قولہ واذا عطف علی المرفوع المتصل الخ یعنی جب ضمیر مرفوع متصل پر کسی چیز کا عطف کریں گے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائیں گے اسلئے کہ ضمیر مرفوع متصل شل جو کلمہ کہ ہے۔ پس اگر ضمیر تاکید کے اس پر عطف کیا جائے گا تو کلمہ مستقل کا عطف جزو کر پر لازم آئیگا اور وہ ناجائز ہے جیسے ضربت انا وزید کہ یہاں یہ

میں ضمیر ہے جو موصوف کی طرف عائد ہے اور لغضب مادہ جو کلمہ کہ معطوف ہے ضمیر موصوف سے خالی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فاعل اس ترکیب میں عطف کے لئے نہیں ہے بلکہ محض سبب کیلئے ہے بلا مجزئہ لان انکام کی المعطوف فاعل خبرہ لکھا جائے کہ فاعل اس جگہ عطف اور سبب دونوں کے لئے ہے مگر چونکہ ضمیر کا لانا رابطہ کے لئے ہوتا ہے اور رابطہ درمیان سبب اور سبب کے حاصل سے لہذا ضمیر کی مجزئہ نہ ہوگی۔ یا کہا جائے کہ فاعل محض کے لئے ہے اور ضمیر رابطہ مجزئہ ہے یعنی الذی یطیر فیغضب زید ان الذی اب ۱۸۔

۱۔ قولہ فالاولان یعان الم یعنی تاکید معنوی کے الفاظ میں سے دواول کے یعنی نفس اور عین نام میں موزوں تشبیہ اور جمع سب کیلئے آتے ہیں۔ البتہ تشبیہ کے لحاظ سے ان کا صیغہ اور ضمیر بدلتی رہے گی۔ لیکن پھر خبریہ کے لحاظ سے صیغہ کا بد نہ صرف واحد اور جمع میں ہوگا تشبیہ کے لئے جمع کا صیغہ مستعمل ہوتا ہے جیسے حاریر نفسہ و حاریران نفسہا و جاءت خالدة نفسہا ۱۔ قولہ تعول نفسہ الم یعنی واحد مذکر میں نفسہ اور واحد مؤنث میں نفسہا اور تشبیہ دیگر اور مؤنث میں لفظ نفس کو جمع لاکر ضمیر تشبیہ موزوں کے ساتھ لاحق کر کے النفسہا کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک تشبیہ میں نفسا ہا کہتے ہیں اور جمع مذکر عامل میں

۲۔ فالاولان یعان باختلاصیغۃ ما و ضمیرہا تقول نفسہ ۱۔ ای النفس والعین ۱۱

۳۔ نفسہا وانفسہا وانفسہم وانفسہن ۱۔ فی جمع المذکر والمؤنث ۱۱

۴۔ کلاہما وکلتاہما والباقی لغیر المثنی باختلاصیغۃ فی کل ۱۔ دون الفیغۃ ۱۱

۵۔ کلہم کلہن الصیغۃ فی البیاتی تقول جمع وجمعاء اجمعون ۱۔ تاکید لفظ ۱۱

۶۔ وجمع ولا یؤکد بکل اجمع الا ذوا جزاء یجمع افتراقہا حسا ۱۔ فاعل ومضاف ۱۱

۷۔ او حکما مثل اکرمت القوم کلہم واشتریت العبد کلہ

۸۔ بخلاف فجاء زید کلہ واذا اکثرت الضمیر المرفوع المتصل ۱۔ اذا اکرمت تاکید ۱۱

۹۔ بالنفس العین اکثرت بمقتضی مثل ضربت انت نفسک

انفسہم اور جمع مؤنث عامل اور جمع مذکر غیر عامل میں نفسہن کہتے ہیں ۱۔ قولہ والباقی المثنی الم یعنی جملہ لفظ کہ نفس اور عین کے بعد ہے یعنی کلاہما اور کلتاہما۔ یہ دونوں تشبیہ کے لئے ہیں۔ اول تشبیہ مذکر اور ثانی تشبیہ مؤنث کے لئے ۱۔ قولہ والباقی لغیر المثنی الموزوں باقی جتنے میں وہ سب غیر تشبیہ یعنی واحد اور جمع کے لئے آتے ہیں اور ان میں صرف لفظ کل باختلاف ضمیر آتا ہے پس واحد مذکر میں کلہ اور مؤنث میں کلتا اور جمع مذکر میں کلہم اور جمع مؤنث میں کلہن کہتے ہیں ۱۔ قولہ والصیغۃ فی البیاتی الم یعنی کل کے غیر اوسباتی الفاظ باختلاف صیغہ آئے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں اجمع وجمعاء و اجمعون وجمع والاولیٰ کو بکل و اجمع الم یعنی لفظ کل اور جمع کے ساتھ اس چیز کی تاکید کی جاتی ہے کہ جزو جزا ہے اور اجزاء بھی ایسے کہ ان کا افتراق از فیہ حسن یا حکم کے صحیح ہو ۱۔ قولہ مثل اکثرت القوم کلہم الم۔ یہ مثال اس کو کہ جس کے اجزاء کا افتراق از فیہ حسن صحیح ہے ۱۔ قولہ واشتریت العبد کلہ یہ مثال اس کو کہ جس کے اجزاء کا افتراق حکما صحیح ہے اسے کہ جو سکتا ہے کہ کسی غلام کے نصف کو ایک شخص خریدے اور نصف آخر کو کوئی دوسرا شخص ۱۔ قولہ بخلاف جاء زید کلہ الم یعنی بخلاف جاء زید کلہ کے وہ ناجائز ہے اس لئے کہ افتراق اجزاء زید کا مکمل صحیح نہیں نہ حسا اور نہ حکما ۱۔ قولہ واذا اکثرت الضمیر الم یعنی جب کہ ضمیر مرفوع عمل کی لفظ نفس اور عین کے ساتھ تاکید کر کے توالا کی تاکید ضمیر متصل کی ساتھ لائیں گے اسے اگر ضمیر متصل کی تاکید لاء ضمیر متصل کی ساتھ نہ لائیں گے تو بعض مواقع میں تاکید کا اقتباس فاعل کیسے ہوگا مثلاً جب ہم بلا تاکید ضمیر متصل کے زید اکثرتی نفسہ کہیں گے تو یہ معلوم نہ ہوگا کہ نفس فاعل ہے یا فعل میں ضمیر مرفوع ستر ہے اور وہ فاعل ہے اور نفس اس کی تاکید ہے پس اس اقتباس سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ اولاً ضمیر متصل کی ساتھ تاکید لائیں پھر لفظ نفس اور عین سے تاکید کریں باقی جن صورتوں میں اقتباس نہیں ان میں بھی ضمیر متصل کی ساتھ تاکید لانے کو ضروری قرار دیا گیا ۱۔ قولہ مثل ضربت انت ونفسک الم ہیں مثال مذکور میں تا ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لفظ نفسک ہے جو کہ بعد تاکید لانے ضمیر متصل انت کے لائی گئی ہے ۱۲

۱۲۔ ضربت انت ونفسک الم ہیں مثال مذکور میں تا ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لفظ نفسک ہے جو کہ بعد تاکید لانے ضمیر متصل انت کے لائی گئی ہے ۱۲

الایزال اور دفعہ اولیٰ کہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ قطع کی اضافت امیر کی طرف مجازی نہیں اور کبھی تاکہ یہ توہم ہو کہ دفع کرنے کیلئے آتی ہے جیسے جاری نہ زید کیلئے پس اس سے یہ وہم کہ جاری غیر زید ہے اور زید کا ذکر رسول ہو ہے دور ہوا ہے۔ اور کبھی تاکہ یہ عدم شمول کے توہم کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہے جیسے جاری انعم، جو کہ نہیں پس تاکہ یہ وہم نہیں ہو تا۔ کہ بعض قوم نہیں آئی اور اکثر حکم کل پر لگایا گیا ہے۔ نیز یہ وہم نہیں ہوتا کہ فعل مبعض سے ہوا ہے مگر اس کے نفس کو تمام کا فعل شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ سب حکم میں شخص واحد کے ہیں رکہ افعال العلامۃ الشفارانی فی مختصرہ (۱) قولہ البدل الخ یعنی بدل وہ تابع ہے کہ جو اس چیز کی نسبت سے کہ متبرع کی طرف ہے مقصود عموماً اس نسبت سے متبرع مقصود نہ ہو بلکہ وہ صرف اپنے تابع کے لئے توہید اور تہید کے طور پر آیا جو جیسے جاری نہ زید کو

کہاں محبت کی نسبت سے مقصود اخوک ہے اور زید کا ذکر صرف توہید اور تہید کیلئے ہے پھر تعریف مذکورہ تابع تمام قواعد کو شامل ہے اور قول مقصود بالاسباب الی المتبرع کی قید سے نعت اور تاکہ بدو عطف بیان خارج ہو گئے اس لئے کہ نسبت سے یہ سب مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان کے متبرع ہوتے ہیں اور وہ نہ کی قید سے معطوف بحرف خارج ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے متبرع کے ساتھ مقصود ہوتا ہے (۲) قولہ

وہو بدل کل الخ پھر معنی نے بدل کی تعریف سے فارغ ہو کر اس کی تقسیم کو بیان کیا کہ بدل کی چار قسمیں ہیں۔ بدل اکمل بدل البعض بدل

الاشتمال بدل الغلط (۳) قولہ فالاول الخ یعنی بدل کل میں تابع اور متبرع سے معنی اوردئے ذات کے متحد ہوتے ہیں جیسے جاری زید اور اخوک ایک

ہے (۴) قولہ والثانی جزوہ یعنی بدل بعض بمثل منہ کا جزو ہوتا ہے جیسے مزینت زید اور اسہ کہ اس میں اس زید کا جو ہے (۵) قولہ والثالث بدین

وہی الاول الخ یہ بدل اشتغال کی تعریف ہے یعنی بدل اشتغال وہ ہے کہ اس کے اور بمثل منہ کے درمیان حکمت اور ہزینت کے علاوہ کوئی اور قس

اور علاوہ جو خواہ بمثل منہ بدل پر مشتمل ہو جیسے شہر کوشتمل عن الشہر الخ واما قولہ فیہ کہ یہاں شہر حرام قتال کوشتمل ہے اور خواہ بدل بمثل منہ کوشتمل

جو جیسے سلب ثوبہ کہ یہاں ثوبہ بدل کوشتمل ہے اور خواہ بدل اور بمثل منہ میں سے کوئی بھی دوسرے کو شامل نہ ہو جیسے امینی زید علیہ کہ یہاں

نہ زید علیہ کوشتمل ہے ورنہ علم نہ ہو کہ پھر بدل اشتغال کو بدل اشتغال اس وجہ سے کہنے ہیں کہ اول کام باجمال آخر کام برہد لالت کرتا ہے پس گویا اول بمنزل کوشتمل کے ہے

ثانی برضا جب ہم امینی زید کیسے تو یہ معلوم ہو گا کہ ذات زید کی تعجب نگیر نہیں بلکہ اس کی شے تعجب خیز ہے پس اس وقت کلام کے یہ معنی ہونگے کہ امینی شے من زید اور یہ معنی بالاجمال علم وغیرہ سب کو شامل ہیں اور یہ وجہ تسمیہ ایسا ہے کہ تمام اقسام بدل اشتغال کو شامل ہے (۶) قولہ والاربع ان تقصد الی الخ یعنی بدل غلط وہ ہے کہ جس کا قصد بمثل منہ کو غلط ذکر کرنے کے لیکر کیا جائے جیسے جاری زید حاکم اس شال میں حاکم بدل غلط ہے اسنے کہ شکم جاری حاکم کیا جاتا تھا غلطی سے اسکی زبان

ہے زید مذکور ہوا اور اسنے اس غلطی کے تذکرہ کیلئے بعد زید کے ذکر کیا (۷) قولہ ویکون معرفتین الخ یعنی بدل اور بمثل منہ دونوں متحد ہوتے ہیں جیسے جاری نہ زید اخوک (۸) قولہ ویکون الخ یعنی کسی دونوں مختلف ہوتے ہیں کہ ایک نکرہ اور دوسرہ صرف ہوتا ہے جیسے بانہینہ نامیہ کا ذبہ اور جارہ بل غلام زید (۹)

وَكَتَبَ وَأَخَوَاهُ ابْتِغَاءَ الْجَمْعِ فَلَا تَقْدَمُ عَلَيْهِ ذِكْرُهُادُونَ
مبتدأ خبر ای ذکر کتبہ وابع و غیر ما

ضَعِيفُ الْبَدَلُ تَابِعٌ مَقْصُودٌ بِهَا نِسْبَةُ الْمَتَّبِعِ دُونَ
ای مکر البدل منہ یعنی ان مصلحتاً بقا و غیر ما

وَهُوَ يَدُلُّ الْكُلَّ وَالْبَعْضُ وَالِاشْتِمَالُ وَالْغَلَطُ فَالْأَوَّلُ
ای مکر البدل منہ یعنی ان مصلحتاً بقا و غیر ما

مَذْلُومٌ فَدَلُّوا لَوَّلَ الثَّانِي جَزْءُهُ وَالثَّلَاثُ بَيْنَهُ وَ
ای البدل منہ بدل البعض بدل الاشتغال

بَيْنَ الْأَوَّلِ مُلَابَسَةٌ بغيرها وَالرَّابِعُ أَنْ تَقْصِدَ إِلَيْهِ
بدل الغلط

بَعْدَ غَلَطٍ بغيره وَكَيُونِ مَعْرِفَتَيْنِ نَكْرَتَيْنِ مُخْتَلِفَتَيْنِ
ای مکر البدل منہ

لِأَنَّ قَوْلَهُ وَابْتِغَاءَ الْجَمْعِ ابْتِغَاءُ الْجَمْعِ فِي مَعْنَى تَابِعٍ مَوْجِبِي
حقیقت سے مذکور ہوتے ہیں اسانہ مذکور نہیں ہوتے ہی وجہ ہے کہ ذوالجہ پر مقدم ہوتے ہیں اور نہ ان کا ذکر

الجمع کے مفہور ہے اسنے کہ الفاظ مذکورہ کی دلالت معنی جمیعت پر ظاہر نہیں بخلاف الجمع کے کمال کی دلالت معنی پر مذکور ہے۔ نیز الجمع کہہ دوں ان کے ذکر کرنے میں تابع کا ذکر بدو متبرع کے لازم

آتا ہے اور یہ متضمن نہیں فالذکر مسند الیہ کی تاکہ جار فاعل کے لئے ہوتی ہے کبھی تاکہ یہ مسند الیہ کے مقصود اور بدلوں کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اس طریق پر کہ گمان خیر کا جاتا ہے جیسا کہ جاری نہ زید کیسے جب کہ شکم غفلت سے کا خیال کرتا ہے اور کبھی تاکہ یہ وہم مجاز دور کرنے کے لئے آتی ہے جیسے قطع العاص

ثانی برضا جب ہم امینی زید کیسے تو یہ معلوم ہو گا کہ ذات زید کی تعجب نگیر نہیں بلکہ اس کی شے تعجب خیز ہے پس اس وقت کلام کے یہ معنی ہونگے کہ امینی شے من زید اور یہ معنی بالاجمال علم وغیرہ سب کو شامل ہیں اور یہ وجہ تسمیہ ایسا ہے کہ تمام اقسام بدل اشتغال کو شامل ہے (۶) قولہ والاربع ان تقصد الی الخ یعنی بدل غلط وہ ہے کہ جس کا قصد بمثل منہ کو غلط ذکر کرنے کے لیکر کیا جائے جیسے جاری زید حاکم اس شال میں حاکم بدل غلط ہے اسنے کہ شکم جاری حاکم کیا جاتا تھا غلطی سے اسکی زبان

ہے زید مذکور ہوا اور اسنے اس غلطی کے تذکرہ کیلئے بعد زید کے ذکر کیا (۷) قولہ ویکون معرفتین الخ یعنی بدل اور بمثل منہ دونوں متحد ہوتے ہیں جیسے جاری نہ زید اخوک (۸) قولہ ویکون الخ یعنی کسی دونوں مختلف ہوتے ہیں کہ ایک نکرہ اور دوسرہ صرف ہوتا ہے جیسے بانہینہ نامیہ کا ذبہ اور جارہ بل غلام زید (۹)

کل کی صورت میں بدل منہ ضمیر متکلم یا ضمیر مخاطب مواد بدل اسم ظاہر تو لازم آئے گا کہ متکلم اور مخاطب غائب بن جائیں اس لئے کہ جتنے اسم ظاہر میں سب بدل غائب کے ہیں اور قاعدہ ہے کہ مداول بدل کا بدل کل میں عین مبدل منہ ہوتا ہے پس لازم آئے گا کہ متکلم اور مخاطب عین بدل ہو کر غائب ہو جائیں اور وہ باطل ہے اور جب کہ مبدل منہ ضمیر غائب اور بدل کل اسم ظاہر ہو تو یہ جائز ہے۔ اس لئے کہ اسم ظاہر مداول غائب ہے کام نہیں اس وقت مداول بدل اور مداول مبدل منہ کے ایک ہونے میں کچھ قیاحت نہیں ہے۔ قولہ غرض منہ زید الخ یہ مثال اس بدل کل کی ہے کہ جو اسم ظاہر ہے اور ضمیر غائب سے لایا گیا ہے۔

وَاِذَا كَانَ نَكْرَةً مِنْ مَعْرِفَةٍ فَالْتَمَسْتُ مَثَلًا بِالنَّاصِبَةِ
بدل ۱۱ ای بلا اس معرفت ۱۲ مبدل منہ ۱۳

نَاصِبَةٍ كَاذِبَةٍ وَيَكُونَانِ ظَاهِرَيْنِ مَضْمُونَيْنِ مُخْتَلَفَيْنِ
بدل ۱۱ ای المبدل والمبدل منہ ۱۲ الاخر مضمون ۱۳ ای یکن مضمون

وَلَا يَبْدَلُ ظَاهِرٌ مِنْ مَضْمُونٍ يَدُلُّ الْكُلُّ الْاِثْنَيْنِ الْغَائِبِ
استثنائاً من قولنا مبدل ای لا یبدل من مضمون الاثنین المضمون الغائب ۱۲

مَحْضَرِيَّتْ زَيْدًا عَطَفَ الْبَيَانَ تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ
بتدا ۱۲ خبر ۱۳

يُوضَعُ مَتَبَوِّعٌ مَثَلُ اقْتَمَ بِاللَّهِ ابْنُ حَفْصٍ عُمَرُ وَفَصْلٌ مِنْ
عطف بیان ۱۲ عطف بیان ۱۳

الْبَدَلُ لَفْظَانِي مَثَلُ اَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبِكْرَى يَشْرِي
الاشتبہ ۱۱ مکی خبر ۱۲

۱۔ قولہ واذا کان نکرۃ الخ اور جب بدل نکرہ ہو اور بدل منہ معرفت لغت لانا نکرۃ کی واجب ہے اس لئے کہ نکرہ بد نسبت معرفت کے انقض سے پس نکرہ کی صفت لائیں گے تاکہ مقصود غیر مقصود سے انقض نہ ہو۔ ۲۔ قولہ ویکونان ظاہرین الخ یعنی کبھی بدل اور مبدل منہ دونوں اسم ظاہر ہوتے ہیں جیسے جواز زید الخ اور کبھی دونوں مضمون ہوتے ہیں جیسے ازیدون لعیتیم یا ہم۔ اور کبھی مخالف ہوتے ہیں کہ ایک مضمون اور دوسرا مضمون ہوتا ہے جیسے اخوک ضربت زیداً و اخوک ضربت زیداً ایابہ۔ ۳۔ قولہ ولا یبدل ظاہر الخ یعنی اسم ظاہر سوائے ضمیر غائب کے کسی اور ضمیر سے بدل کل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر بدل

۴۔ قولہ عطف البیان تابع الخ یعنی عطف بیان وہ تابع ہے کہ جو باوجود معرفت نہ ہونے کے اپنے متبوع کی وضاحت کرنے پھر اس کی صفت نہ ہونے کے معنی میں کہ وہ مثل صفت کے اس معنی پر دلالت نہیں کرتا کہ جو ذات متبوع کے ساتھ قائم ہیں عطف بیان کی تعریف میں اس قید سے باقی تین توابع خارج ہو گئے عطف بیان کی مثال اقسم بالشر الی وصف عمر سے مثال مذکور میں عمر عطف بیان ہے کہ باوجودیکہ وہ ان شخص کی صفت نہیں مگر اس کی وضاحت کرتا ہے بتلبیدہ جانا چاہئے کہ اسم دو کیفیت میں سے جو ضمیر ہوتا ہے اس کو عطف بیان کہا جاتا ہے پس اس بگ پر جو کہ اسم عمر بہ نسبت ان کی کیفیت الوضع کے اشہر تھا اس لئے کہ عمر کو عطف بیان کیا گیا ہے۔ ۵۔ قولہ فصل من البدل لفظ الخ جانا چاہئے کہ فرق در بیان عطف بیان اور بدل کل کے باعتبار معنی کے جمیع احوال میں انظر من الشمس ہے اس لئے کہ بدل کل مقصود بالابتداء ہے اور عطف بیان مقصود بالنسبہ نہیں پس اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں البتہ ان دونوں کے درمیان فرق باعتبار لفظ کے جو کچھ خفی تھا اس لئے مصنف نے اس فرق کو بیان کیا کہ عطف بیان اور بدل میں فرق اقدوسے احکام لفظی کے مثل انا ابن التارک الخ میں واقع ہے اور مراد مثل سے ہر وہ ترکیب ہے کہ جس میں عطف بیان کا متبوع وہ معرف باللام ہو جو معرفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہے۔ جیسے الضارب الرجل زید و انا ابن التارک البکری بشر پس مثال مذکور میں بشر عطف بیان اور البکری اسکا متبوع ہے جو کہ اتارک صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہے اور اس وقت اس میں کوئی قیاحت نہیں لیکن جب ہم بشر کو البکری سے بدل قرار دیں تو قیاحت لازم آئے گی۔ اس لئے کہ بدل حکم میں تحریر حاصل کے ہوتا ہے پس تقدیر عبارت یہ ہوگی انا ابن التارک بشر اذ یہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ ترکیب اتارک بشر مثل الضارب زید کی ہے اور اس کا ناجائز ہونا تا قبل مذکور ہو چکا ہے بخلاف عطف بیان کے کہ اس میں چونکہ عامل مکرر نہیں ہوتا پس تقدیر عبارت کی اتارک بشر نہ ہوگی بلکہ صرف اتارک البکری ہوگی اور وہ جائز ہے اس لئے کہ وہ مثل الضارب الرجل کی ہے اور اس کا جائز ہونا پہلے گزر چکا ہے ۱۲

۱۔ قولہ واذا کان نکرۃ الخ اور جب بدل نکرہ ہو اور بدل منہ معرفت لغت لانا نکرۃ کی واجب ہے اس لئے کہ نکرہ بد نسبت معرفت کے انقض سے پس نکرہ کی صفت لائیں گے تاکہ مقصود غیر مقصود سے انقض نہ ہو۔ ۲۔ قولہ ویکونان ظاہرین الخ یعنی کبھی بدل اور مبدل منہ دونوں اسم ظاہر ہوتے ہیں جیسے جواز زید الخ اور کبھی دونوں مضمون ہوتے ہیں جیسے ازیدون لعیتیم یا ہم۔ اور کبھی مخالف ہوتے ہیں کہ ایک مضمون اور دوسرا مضمون ہوتا ہے جیسے اخوک ضربت زیداً و اخوک ضربت زیداً ایابہ۔ ۳۔ قولہ ولا یبدل ظاہر الخ یعنی اسم ظاہر سوائے ضمیر غائب کے کسی اور ضمیر سے بدل کل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اگر بدل

مرکبات اور مکانات کے القاب مضم اور فتح اور کسر اور وقف ہیں یہاں تک کہ مبنی کے حرکات کو جب تغیر کریں گے تو مضم اور فتح اور کسر اور مکانات میں وقف کہیں گے ۳۰
 قولہ و حکم ان لا یختلف آخرہ التوسیل حکم کی ضمیر مبنی کی قسم اول کی طرف راجع ہے اور یہ حکم اصل مبنی کا ہے کہ جو مبنی اصل کے مناسب اور مشابہ سے دور نہ آئے
 یہ حکم مبنی کی دونوں قسموں کا ہوگا تو لازم آئے گا کہ وہ اسم جو مضم ترکیب کے سبب مبنی سے ترکیب کے بعد بھی مبنی رہے یا حالانکہ وہ ترکیب کے بعد مضم ہو تا ہے کما مر
 ۳۱ قولہ وہی المضمورات المضمیر مضم ہی مبنی کی طرف لڑتی ہے اور گودہ مذکر ہے لیکن ضمیر کی تائید بتباید تائید خبر کے ہے جب کہ ماقبل گذر چکا ہے کہ

ضمیر مبتدا کو مذکر اور مؤنث لانے میں خبر کی رعایت ہوتی
 ہے نہ کہ مرجع کی ۳۲ قولہ وبعض الظروف المصنعة
 نے اس میں بعض الظروف اسے کہا ہے کہ حکم ظروف مبنی
 نہیں بلکہ بعض ظروف از قبیل مرکبات ہیں اور اگر کوئی

کے بعض موصولات بھی تو مبنی نہیں ہیں پس ان کو
 مطلق کہوں ذکر کیا بعض الموصولات نہ کیا جواب یہ ہے
 کہ موصولات کو رعایت جانب اکثر مطلق ذکر کیا ہے
 اس لئے کہ اکثر کے لئے مضم کل کا سے فائدہ جانتا

چاہئے کہ اسماء اشارہ اور اسماء موصولہ کو یاد رکھیں
 وہ حرز کی اقسام میں سے ہیں بمعناات کہنے میں اور
 وجہ یہ ہے کہ اسم اشارہ کی چیز کی طرف اشارہ کئے

بغیر مخاطب کے نزدیک مبہم ہے اور ایسے ہی موصولات
 بدون صلہ کے ذکر کے مخاطب کے نزدیک مبہم ہیں
 ۳۳ قولہ المضمورات مضم ایضاً مضمیر وہ اسم ہے

کہ جس کو متکلم کے لئے یا مخاطب کیلئے یا اس غائب
 کیلئے کہ جس کا ذکر پہلے مفعلاً یا معنی یا حکماً ہو چکا
 ہے وضع کیا گیا ہو پس قولہ تقدم ذکرہ غائب کی

صفت ہے اور قولہ لفظاً اور معنی اور حکماً یہ اس
 کے ذکر یعنی مرجع کی تفصیل ہے لفظاً سے مراد یہ ہے
 کہ مرجع مطلقاً مذکور ہو جیسے ضمیر مذکر اور مضمی سے

مراد یہ ہے کہ وہ تعیناً یا التزاماً مذکور ہو۔ اول کی
 مثال جیسے اعداؤ اقرب فتقونی۔ اور ثانی کی
 مثال جیسے دلاویہ نکل واحد منها السدر اس لئے

کہ ذکر مرآت کا مودث پر التزاماً مادالالت کرتا ہے
 اور تقدم حکمی ضمیر نشان اور ضمیر قصہ میں ہوتا
 ہے جیسے تلس ہوا انظر اعداؤ علی اسماء امراة صالحہ

پھر ضمیر نشان وہ ضمیر ہے کہ جس کو بلا مرجع کے
 ذکر کیا جاتا ہے جب کہ کسی چیز کی عظمت اور
 فحاشیت کا بیان مقصود ہوتا ہے اور اس کی تفسیر

اس کے بعد سے کی جاتی ہے اور یہی حال ضمیر قصہ کا ہے مگر فرق یہ ہے کہ ضمیر نشان ضمیر مذکر اور ضمیر قصہ ضمیر مؤنث ہوتی ہے اور اگر کوئی
 کے کہ جب اس ضمیر کا مرجع اس سے پہلے مذکور نہیں ہوتا تو اسے لانے سے فائدہ کیا ہے جواب یہ ہے کہ جب ضمیر کو بلا مرجع کے ذکر کریں گے
 تو سامع کو طلب اور شوق اس کے مرجع کا پیدا ہوگا۔ پھر وہ جب طلب اور شوق کے بعد اس کی تفسیر کو پائے گا تو وہ اذوق النفس ہوگی ۱۱

المبنی ما یناسب مبنی الأصل و وقع غیر مرکب و القاب
 مبتدا ۱۱ ای اسم ۱۲

ضم و فتح و کسر و وقف و حکم ان لا یختلف آخرہ
 مبتدا ۱۱ مبنی ۱۲ ای اسمی تھا و انشاح الغم فی التلطف ۱۲

لاختلاف العوامل فی المضمورات و اسماء الاشارة و
 المبنیات ۱۱

الموصولات و المركبات و کنایات و اسماء الافعال و

الاصوات و بعض الظروف المضمرة و وضع لمتکلم
 باربع صفت سی الاسماء و لامی لافعال ۱۲ خبر ۱۲ مبتدا ۱۲

و مخاطب و غائب تقدم ذکرہ لفظاً و معنی و حکماً
 خبر ۱۲ مبتدا ۱۲

۳۴ قولہ المبنی ما یناسب المضمیر مبنی و قسم برہے۔ ایک وہ کہ اس کی مناسبت مبنی اصل کے ساتھ منع
 اعزاب میں مرکز ہو چکر مبنی کی تعریف میں یہ قید کہ مناسبت مؤثرہ نے منع الاعراب ہو ضروری ہے تاکہ تعریف

داخل غیر صالح ہو جائے باقی رہے اقسام مناسبت مؤثرہ کے وہ اوائل کتاب میں گذر چکے ہیں ان
 کے اعادہ کی ضرورت نہیں مبنی اصل وہ ہے کہ جو اپنی اصل وضع میں مبنی ہو اور وہ تین چیزیں ہیں

فعل ماضی اور امر حاضر اور جملہ حروف اور قسم دوم مبنی کا یہ ہے کہ غیر مرکب ہو جیسے نہ بدیع و بحر
 فرس بساط اور جب ان میں سے کوئی یا ان کا مثل مرکب ہوگا تو معرب ہو جائے گا۔ پس ثابت
 ہوا کہ قسم دوم مبنی کی مبنی بالفعل اور معرب بالفقہ ہے ۱۲ قولہ والقاب ایضاً۔ یعنی مبنی کے

اس کے بعد سے کی جاتی ہے اور یہی حال ضمیر قصہ کا ہے مگر فرق یہ ہے کہ ضمیر نشان ضمیر مذکر اور ضمیر قصہ ضمیر مؤنث ہوتی ہے اور اگر کوئی
 کے کہ جب اس ضمیر کا مرجع اس سے پہلے مذکور نہیں ہوتا تو اسے لانے سے فائدہ کیا ہے جواب یہ ہے کہ جب ضمیر کو بلا مرجع کے ذکر کریں گے
 تو سامع کو طلب اور شوق اس کے مرجع کا پیدا ہوگا۔ پھر وہ جب طلب اور شوق کے بعد اس کی تفسیر کو پائے گا تو وہ اذوق النفس ہوگی ۱۱

کے لئے وضع کیا ہے اور متصل منفصل سے اختصار میں اکل ہے ۱۱ **قوله** وذلك بالتقديم التقدیر من قبل متصل کا جزد و جبر سے ہوتا ہے کمی تو ضمیر کو بقصد جملہ اس کے حال پر مقدم کرنے سے ہوتا ہے جیسے ایک ضرب میں اگر ضمیر کو اس کے عامل کے ساتھ متصل کیا جائے اور تقدیم کو چھوڑ دیا جائے تو عمر مقصود فوت ہو جائیگا ۱۲ **قوله** او بالاضاع لغرض الخ یعنی بھی تعدد متصل کا ضمیر اور اس کے عامل میں متصل واقع ہوئیگی وجہ سے مواتے بشرطیکہ یہ فعل کسی غرض کے لئے ہو جیسے ہمارے ایک انسان کے لئے اگر ضمیر مذکور متصل ہوگی تو غرض فوت ہو جائے گی ۱۳ **قوله** او بالحدف الخ یعنی بھی تعدد متصل کا عامل کے محذوف ہونے کی وجہ سے ہوتا

ہے اس لئے کہ جب ہاں کوئی ایسی چیز نہ ہوگی کہ جس کے ساتھ ضمیر متصل ہو تو لامحالہ متصل ہوگا ۱۴ **قوله** او یكون الحال منزلاً الخ یعنی بھی تعدد متصل کا عامل کے معنی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے کہ اتصال اس وقت میں متعین ہے ۱۵ **قوله** او جزاً او العیر مرفوع الخ یعنی بھی تعدد متصل کا اس لئے ہوتا ہے کہ عامل حرف سے اور ضمیر مرفوع ہے ضمیر مرفوع کا اتصال حرف کے تحت متعدد ہے ۱۶ **قوله** او نحو نہ مندرجہ الخ یعنی بھی تعدد اتصال کا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ضمیر کی طرف ایک ایسی صفت مندرجہ ہے جو اس ذات کے ضمیر پر کہ جس کی یہ صفت سے جاری ہوا اس لئے کہ اس وقت اگر ضمیر کو صفت سے متصل کر کے نہ لایا جائیگا تو بعض صورتوں میں لباس پیدا ہوگا جیسے زید و عمر و ضارب ہو پس اس جگہ اگر زید و عمر ہو نہ کہا جائے تو سامع پر متبس ہوگا کہ ضارب زید ہے یا عمر و بلکہ بتبادر یہ ہے کہ ماریا و الامر و ہے اس لئے کہ وہ اس ضمیر کے ضارب میں ہے زیادہ قریب ہے بخلاف زید و عمر و ضارب ہو کے کہ انہیں لباس نہیں اس لئے کہ اصل ضمیر میں اتصال ہے اور اتصال خلاف

اصل ہے پس جب ضمیر کو برخلاف ظاہر کے متصل لایا گیا تو محذوم ہوا کہ اس طرح بھی خلاف ظاہر ہے ورنہ حاجت ضمیر کے متصل لانے کی نہ تھی اور جب کہ بدون اتصال ضمیر کے بعض صورتوں میں لباس واقع ہوا تو بعض دوسری صورتوں کو کہ جنہیں لباس نہیں طرہ اللباس میں پر حمل کیا گیا جیسے جند زید و ضاربہ ہی - ۱۷ **قوله** مثل الخ یعنی بھی ضربت الخ یہ مثال عامل پر ضمیر کے مقدم ہونے کے ہے ۱۸ **قوله** و ما ضربک الا انا وایاک و الشر وانا زید و

والمخاطب والغائب والغایبة فی الصفة مطلقاً ولا یسوغ

المنفصل الا لتعذر المتصل وذلك بالتقدیر

ای تعدد متصل ۱۹

علی عامل او بالفصل لغرض او بالحدف او یكون

بین الضمیر و عامل ۲۰

العامل معنویاً او حرفاً والضمیر مرفوعاً او بكونه

مُسنداً الی صفة جرت علی غیر من هی له مثل

ایاک ضربت و ما ضربک الا انا وایاک و الشر وانا زید و

مثال الفعل معترض

مثال الفعل معترض

ما انت قائماً وھذا زید ضاربته ہی

مثال كون الحال جزاً

مثال كون الحال جزاً

بقرہ حاشیہ ۱۷ سے اس صفت میں مطلقاً ضمیر متعین ہوئی جواب دے کہ ان دونوں کو ضمیر کہنا درست نہیں اس لئے کہ ضمیر متعین نہیں ہوئی اور یہ دونوں متغیر ہوتے ہیں لہذا حاشیہ ۱۸ میں **قوله** و لا یسوغ المنفصل الخ - یعنی ضمیر منفصل کا استعمال جائز نہیں ہے مگر اس جگہ کہ ضمیر متصل کا لانا متعدد ہوا اس لئے کہ ضمیر کو اختصار

نفسک و انشر ہے اول فعل کو حذف کیا گیا ہے ضمیر کو منفصل لانے کے **قوله** وانا زید الخ یہ مثال ضمیر کے عامل محذوف ہونے کے ہے ۱۹ **قوله** و ما انت قائم الخ یہ مثال عامل کے حرف ہونے کے ہے ۲۰ **قوله** وھذا زید و ضاربہ ہی الخ یہ مثال اس ضمیر کے ہے کہ جس کی طرف ایک ایسی صفت مندرجہ ہے جو اس ذات کے ضمیر پر

کہ جس کیلئے وہ صفت سے جاری ہے اس لئے کہ اسناد ضمیر ہی طرف ضاربہ کا ہے اور ضاربہ ایک ایسی صفت ہے کہ جو مندرجہ ہے غیر یعنی زید پر جاری ہے اس لئے کہ وہ اس کی خبر ہے حالانکہ وہ جند کی صفت ہے اس لئے کہ ضرب کے ساتھ قائم ہے نہ کہ زید کیا ہے پس اس جگہ ضمیر کو منفصل لانے طرہ اللباس نہ جبر خوف لباس کے اس لئے کہ یہاں

ساتھ تا نیٹ فارق ہے ۱۲ -

آئے گا۔ بہر حال جب یہ تمام شرائط مذکورہ پائی جائیں تو ضمیر ثانی میں اختیار ہوگا کہ اس کو متصل لائیں جیسے قول اعطیتک وضرربک یا منفصل جیسے قول اعطیتک ایاء وضرربک یا ایک کے قولہ والا فهو منفصل الخ یعنی اگر دونوں میں سے ایک دوسرے سے اعرف نہ ہو جیسے اعطیتک ایاء یا اعرف تو ہر گز اس کو مقدم نہ کیا گیا ہو جیسے اعطیتک ایاء تو ان دونوں صورتوں میں ضمیر ثانی کا متصل لا ضرر ہی ہوگا تاکہ صورت اولیٰ میں احد المثلین کی تقدیم سے ثانی پر ترجیح بلا مرجح لازم نہ آئے اور صورت ثانیہ میں نقص کی تقدیم اتویٰ پر اس چیز میں لازم نہ آئے جو کہ بمنزلہ مکمل واحد کے ہے ۱۲۔ قولہ واختارنی خبر باب کان الخ یعنی مختار کان لولاس کے

واذا اجمع ضمیران وليس احدهما مرفوعا فان

كان احدهما اعرف فقد تمت فلك الخيار في الثاني نحو

اعطيتك واعطيتك اياء وضرربك وضرربي اياء

والا فهو منفصل نحو اعطيتك اياء او اياءك والمختار

في خبر باب كان الانفصال والاكثر لولا انت الى

اخيرة وعسيت الى اخرها وجاهلوا لك عساك الى اخرها

نظام کی خبر میں انفصال ہے اگرچہ اس میں اتصال اور انفصال دونوں جائز ہیں۔ جواز اتصال تو اس لئے کہ اس کی خبر بمنزلہ مفعول کے ہے اور ضمیر مفعول وجوباً متصل ہوتا ہے پس اس کا تشبیہ اس سے کمتر نہ ہو گا کہ جواز متصل ہو اور انفصال کا مختار ہونا اس لئے ہے کہ افعال ناقصہ کی خبر اصل میں خبر مبتدا ہے افعلاً مبتدا کی خبر میں جب ضمیر ہو تو انفصال واجب ہے پس اصل کی رعایت رکھتے ہوئے اگر افعال واجب نہ ہو تو کم از کم وہ مختار واولیٰ ضرر ہونا چاہیے ۱۳۔ قولہ والاكثر لولا انت الی آخرہ یعنی اکثر استعمال میں لولا کے بعد ضمیر مرفوع منفصل ہوتا ہے اس لئے کہ لولا کے بعد مبتدا مفعول الخبر ہے ۱۴۔ قولہ وعسیت الی آخرہ الخ یعنی اکثر استعمالات میں عسی کے ساتھ اتصال ضمیر کا ہے اس لئے کہ عسی اکثر کے نزدیک فعل ہے اور اس کے بعد ضمیر فاعل ہے اور ضمیر فاعل فعل کے ساتھ متصل ہوتا ہے ۱۵۔ قولہ وجاهلوا لك عساك الخ یعنی لولا کے ساتھ ضمیر مجرور کا اتصال بھی ثابت ہے۔ اس لئے کہ لولا بہ سبب وجود اولیٰ کے انتقال سے ثانی کے لئے آتا ہے۔ پس اصل لولا زید کی لولا وجود زید ہے۔ وجود کو حذف کر کے لولا کو اس کا قائم مقام کیا۔ اور ضمیر کی طرف مضاف کر دیا۔ پس یہ ضمیر مجرور ہو گی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لولا حرف جر اس کا مال بعد ضمیر مجرور متصل ہے ۱۶۔ قولہ وعساك یعنی عسا کے ساتھ ضمیر منصوب متصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عسی کو فعل کے ساتھ مشابہت سے اسی لئے کہ دونوں کے معنی رجا اور طمع کے ہیں۔ پس جو ضمیر کی عسی کے بعد ہو گی وہ بنا بر اسمیت منصوب ہوگا ۱۷۔ قولہ لولاك الی آخرہ اور عساك الی آخرہ ۱۲

۱۸۔ قولہ واذا اجمع ضمیران الخ یعنی جب دو ضمیریں ایک جگہ جمع ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی مرفوع نہ ہو اس لئے کہ مرفوع مثل جز فعل کے ہے پس گویا کہ فعل درمیان فعل اور ضمیر کے بالکل متحقق نہیں پس دونوں کا اتصال اس وقت واجب ہے جیسے اگر متک معضن دو ضمیریں ایک جگہ جمع ہوں اور دونوں میں سے ایک بھی مرفوع نہ ہو۔ نیز دونوں میں سے ایک ضمیر دوسری ضمیر سے اعرف ہو اس لئے کہ اگر دونوں مساوی ہوں جیسے اعطاه ایاء تو ثانی میں اتصال واجب ہوگا تاکہ ترجیح بلا مرجح لازم نہ آئے۔ نیز اعرف کو مقدم کیا گیا ہو۔ اس لئے کہ اگر اعرف کو مرفوع کریں گے تو انفصال لازم

۱۹۔ قولہ الی آخرہ الخ ضمیر تنبیہ ولواك اور عساك کی طرف نہ جھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ

قوله ونون الوقاية مع الباء الموحدة يعني يا مستعمل فعل ما فعلی کیساتھ لاحق ہو تو اس وقت ماضی کے تمام میضوں میں نون وقایہ کا لانا واجب کاتا کہ اس کی وجہ سے ماضی کا آخر فعلی کسرہ سے حرکت ہو یا مستعمل مفتوحی سے محفوظ رہے جیسے اگر کسی **قوله** فی المضارع یعنی نون وقایہ کا مضارع کے ان میضوں میں ہونا بھی لازم ہے جو کہ نون اعزالی سے خالی ہیں جب ان کے ساتھ یا مستعمل لاحق ہوتا کہ اس کی وجہ سے حرکت اعزالیہ کسرہ کی طرف مائل ہونے سے محفوظ رہے **قوله** وانت مع النون فیہ الہم اور تجہ کو مضارع کے ان میضوں میں کہ جن میں نون اعزالیہ سے نون وقایہ کے لائے اور نلانی میں اختصار ہے اور ایسے ہی لدن اور ان اور کان وغیرہ میں اختیار ہوگا کہ نون وقایہ لائیں یا نہ لائیں لفظ لدن میں نون کا لانا سکون بنانی کی مخالفت ہے کیونکہ سے اور فیلدن میں اس لئے ہے کہ حرکت بنانی اپنے حال پر محفوظ رہے اور نون نہ لانا اس وجہ سے ہوتا ہے تاکہ دو یا دو سے زائد نون کا اجتماع لازم نہ آئے **قوله** وینتاری لیت الہم یعنی نون سے نون وقایہ کا لانا حق کرنا لیت میں اندر سی طرح سن دمن میں جو کہ حرفت میں اور قد اور قط میں جو کہ معنی میں حسب کے ہیں تاکہ کلمات مذکورہ ایسے سکون پر جو کہ قلت خروف کیساتھ بنا میں اصل ہے باقی رہیں **قوله** وکسبا لعل الہم یعنی برکس لیت کے لعل میں نون کا نہ لانا محتاج ہے ایسے کلام مشدودوں کے خرج قریب ہے پس اگر نون وقایہ لائیے تو اس وقت چند نون مجتمع ہوجائیں گے اور محکم دہر میں کثرت حروف کا ہونا لازم آئیگا اور وہ اصل ہے **قوله** وبتوسط بین المبتدأ والخبر الہم یعنی مبتدأ اور خبر کے درمیان فیضہ مرفوع منفصل کا واقع ہونا ہے جو آخر وقت فیضہ وجمع وذکر و تانیث و تکلم و خطاب و غیبیت میں مبتدأ کے مطابق ہوتا ہے اس فیضہ کا نام فصل ہے اور قاعدہ اس کے لایکما یہ ہے کہ وہ خبر اور لغت کے درمیان فرق کر دیتا ہے پھر مبتدأ اور خبر پر اس صیغہ کا داخل ہونا دو طرح پر ہے ایک عوامل لفظی کے داخل ہونے سے پیشتر جیسے زید ہو انعام دوسرے عوامل لفظی کے درمیان داخل ہونے کے بعد جیسے کنت انت ارقیب فانکذا مصنف نے فیضہ مرفوع نہ کہا اور فیضہ مرفوع منفصل کہا اس لئے کہ بعض اس کو نسبت غیر مستقل پر دلالت کر چکی وجہ سے حرکت کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ اسم ہے پس مصنف نے اس میں توقف کیا اور دونوں مذہبوں میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دی کہ **قوله** وشرط

وَنُونُ الْوَقَايَةِ مَعَ الْبَاءِ لَا زِمَةٌ فِي الْمَاضِيِّ فِي الْمَضَارِعِ

عَرَبِيًّا عَنْ نُونِ الْأَعْرَابِ وَأَنْتَ مَعَ النُّونِ فِيهِ وَلَدُنْ

وَأَنَّ وَأَخَوَاتَهَا مَخْذُورٌ وَمِخْتَارٌ فِي لَيْتٍ وَمِنْ مَعْنٍ وَقَدْ

وَقَطَّ وَعَكْسُهُمَا لَعَلَّ وَيَتَوَسَّطُ بَيْنَ الْمَبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ قَبْلَ

الْعَوَالِ بَعْدَهَا صِيغَةٌ مَرْفُوعٌ مُنْفَصِلٌ مُطَابِقٌ

لِلْمَبْتَدَأِ وَيُسَمَّى فَصْلًا لِيَفْصِلَ بَيْنَ كَوْنٍ خَبَرًا وَنَعْتًا

وَشَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً أَوْ فَعْلًا مِنْ كَذَا

مِثْلَ كَانَ زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو أَوْ مَوْضِعٍ لِعِنْدِ الْخَلِيلِ

ان یوں اگرچہ یعنی فیضہ فصل لانے کی شرط ہے کہ خبر یا تو معرف ہو اس لئے کہ اگر کلمہ ہوگی تو خبر اور لغت کے درمیان القاس ہوگا کہ اس کے ذرا کیلئے فیضہ فصل لانے کی ضرورت ہوادی یا خبر اسم تعینیل سکتا بن ہو اس لئے کہ یہ بھی حکم میں معرف کے ہے پس دونوں صورتوں میں فیضہ فصل لانے کی ضرورت ہے تاکہ خبر لغت کیساتھ ملتصق ہو کہ **قوله** مثل کان زید افضل من عمر الہم اس مثال میں ہو فیضہ مرفوع منفصل غیر متصل ہے کہ اس افضل میں عمر کے صفت زید ہو یا کما شہد زکی ہوگا ایسے کہ فیضہ منفصل نسبت تمام پر دلالت کرتی ہے اور درمیان لغت اور مشبوت کے نسبت تمام نہیں ہوتی پس متین ہو گیا کہ یہ خبر ہے لغت میں **قوله** ولامواضی الہم یعنی جمل کے نزدیک ترتیب میں اس فیضہ مرفوع متصل کہنے کوئی محل عراب نہیں کہ وہ اس کے نزدیک بصورت فیضہ معرف ہے پس افضل اس مثال میں مفقوح ہوگا اس لئے کہ وہ خبر کان کی ہے ۱۲

سے قولہ و بعض العرب یجملہ الخ یعنی اور بعض عرب اس صیغہ فعل کو مستزاد کہتے ہیں اور اس کے مابعد کوس کی خبر میں افضل اس مثال میں مرفوع ہوگا اس لئے کہ وہ مبتدا کی خبر ہے اور مستزاد صیغہ فعل ہے پھر یہ جملہ متعارف اول کی خبر ہوگا ۱۲ سے قولہ و تقدم قبل الجملة ضمیر الخ یعنی جملہ اسمیہ یا فنیہ سے پہلے ایک ضمیر ہوتی ہے غائب کی اس ضمیر کو ضمیر نشان اور قصہ بنتے ہیں اور یہ ضمیر اگر مفرد ضمیر مذکر ہے تو ضمیر نشان سے بھیے جو مزید قائم اور فعلی جوازا احد ای الامر و انسان زید قائم و انشاء و ادراک مفرد موت ہے تو ضمیر قصہ ہے جسے بھی زینب جائزہ اس ضمیر غائب کی تفسیر اس کے مابعد والے جملہ سے ہوتی ہے ۱۳ سے قولہ و يكون متعلق الخ یعنی ضمیر نشان و قصہ متصل بھی ہوتی ہے اور متعلق بھی باذہبی ہوتی ہے اور ستر تہی علی حسب لولال پس اگر عامل انفصال کو متحقق ہو یاں طرکہ ضمیر مذکور کا عامل معنوی ہو تو ضمیر متعلق ہوگی اور اگر عامل اتصال کو متحقق ہو یاں طرکہ اس کا عامل نقلی ہو تو اس کا

ضمیمہ مذکور متصل ہوگی اور قابل استثناء ضمیر کی
صلاحت رکھنے والے وہ ضمیر مستثنیٰ ہوگی ورنہ باوجود
کہ امتداد مذکورہ سے ظاہر ہے کہ قول وہ مذکور معنویاً
الہ یعنی اہل ضمیر کا حذف کرنا لغت اس کے مرفوع
ہونے کے ناجائز ہے اس لئے کہ حذف عمدہ کا جائز
اور ضمیر مذکور کو جبکہ وہ منسوب ہو لفظ سے حذف کر
کے مقرر مانا بھی جائز ہے بدصنف کیساتھ حذف
اس لئے کہ وہ فضیلت اور فضلہ کا حذف جائز ہے
اور صنف کے ساتھ حذف اس لئے کہ بعد الحذف یہ
معلوم ہوگا کہ ضمیر نشان معنی یا نہیں ہے قول
الاح ان الہ یعنی ضمیر مذکور کے معنوی ہونے
کے وقت اس کا حذف ضعیف سے مگر جب کہ ضمیر
مذکور اہل ان مفہوم کے ساتھ جو جو متعلقہ سے متعلق
کیا گیا ہے تو اس وقت اس کا حذف بدون کسی صنف
کے لازم ہوگا اس لئے کہ ان ادران لفظاً اور معنی
فضل کیساتھ متشابہت رکھتے ہیں اور دونوں میں
سے ان مفہوم کو صورت بھی مثل کے ساتھ متشابہت
ہے پس اس کی متشابہت قوی ادران باکسر کی
متشابہت ضعیف ہے اور اس کے باوجود ہم کہتے
ہیں کہ بہ خفیفہ کے ان سکونہ تو مل کر تائے یہی
قول لے لے وان کل ما یوئیم اذ ان مفہوم میں نہیں
کہتا جیسا کہ وہ آخر دوان ان الحمد للہ
العالمین میں کہ بیان ما بعد ان مفہوم کا بدصنف ہے
مرفوع ہے پس اس وقت ضعیف کا عامل ہونا اور
قوی کا غیر کامل ہونا لازم آیا ہے ادنیٰ بنایت بیخ
سے ابتدا اس قیاحت سے کہنے کے لئے کہ قوی ان
مفہوم کے بعد ضمیر نشان کو مقرر ماننے میں تاکہ اس
میں عمل کرے اور مرتب ضعیف کی قوی پر لازم نہ
آئے ہے قول اسماء الاشارة ما وضع الہ یعنی

وبعض العرب يجعل مبتدأ وما بعده خبره ويقدم قبل

مستمره بحیث یکن ہمتہار و بابہ و خبر ۱۲

الجملة ضمير غائب يُسمي ضمير الشأن والقصة يُقَسَّرُ بالجملة

مرفوع علیٰ انہ صفتہ ضمیر^{۱۲} ان کا ذکر^{۱۳} ان کا موصوف^{۱۴}

يَعْدُ وَيَكُونُ مُنْفَصِلًا وَمُتَّصِلًا مُسْتَبْرَأًا وَبَارِئًا عَلَى حَسَبِ

۱۲۔ ایک ذمہ الفخیر

الحوامل نحو هذا زيدا قائم وكان زيدا قائم وان زيدا قائم

شأن المنفصل
شأن الفصل المستمّر
متداوّل

شأن المنفصل الجادّ^{۱۷}

حَذِّقْ مِنْصُوبًا ضَعِيفُ الْأَمْرِ أَنْ إِذَا خَفَّتْ فَإِنَّ الْأَنْفَ اسْمًا

خبر ۱۲ من المتفله ۱۶

الإشارة ما وُضِعَ لمشار إليه وهي المذكور ومثناه ذان و

رفعا

دین و للہونث تاودی قی و تہ و ذہ و قہی ذہی ملتناہ

نصاب و چرا

تان وتین ولجمعہما اولاء مڈا وقصراً

ای المذکر والمؤنث ۱۲

اسما اشارہ وہ اسماءیں کہ جن کو اشارہ کے لئے وضع کیا گیا ہے کہ قولہ دئی ذالذی اسماء اشارہ کی تفصیل یہ ہے کہ ذوالا بعد مذکر کیلئے اور ذی اور ذین تشبیہ مذکر کے لئے آتے ہیں باقی طور کہ حالت رفع میں ذان اور حالت نصبی درجی میں ذین اور واحد مثنیٰ کیلئے آتا ہے تا فاعلی و ذی و ذہ و ہبی و ذہی اور تشبیہ مثنیٰ کے لئے تان حالت رفع میں در تین حالت نصبی درجی میں آتے ہیں اور جمع مذکر اور مثنیٰ کے لئے اولاد بد کے ساتھ اور اولیٰ قصر کے ساتھ آتا ہے ۱۲۔

سے قولہ ولبقیا الخ یعنی اسما اشارہ کے ساتھ حرف تنبیہ لاحق ہوتا ہے اس لئے کہ اشارہ سے مقصود مخاطب کو تنبیہ کرتا ہے پس ہاتھیں کو اس کے اول میں لایا جاتا ہے تاکہ مخاطب مقصود سے غافل نہ ہو جیسے مذکور اسما اشارہ کیا تھا حرف خطاب بھی متصل ہوتا ہے تاکہ وہ مخاطب کے مفرد اور متبذع اور جمع کو مذکر اور مؤنث ہونے پر دلالت کرے **سے قولہ** ہی خستہ الخ یعنی حرف خطاب پانچ میں مفرد مذکر مفرد مؤنث جن کے متبذع جمع مؤنث ال کے متبذع مشترک ہے اور اسما اشارہ بھی پانچ میں مفرد مذکر مفرد مؤنث متبذع مشترک ہے جمع مذکر و مؤنث کے لئے ایک اسم اشارہ ہے پس پانچ کو پانچ میں غریب دینے سے ہمیں متنبہ ہوتے ہیں **سے قولہ** ہی ذاک الخ ذاک الخ یعنی یہ ہمیں متنبہ اس طرح ہمیں ذاک سے ذاکن تک اور ذاک سے ذاکن تک اور ذاکن تک الباقی اس الباقی **سے قولہ**

وایقال ذالقریب الخ یعنی اشارہ الیہ قریب کے لئے ذالاجا جاتا ہے اس لئے کہ وہ قبیل محووف ہے اور مشنا الیہ بید کے لئے ذک لایا جاتا ہے اس لئے کہ وہ کثیر المحووف ہے اور ذاک متوسط کے لئے مشتمل ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ان دونوں سے قلت اور کثرت حروف میں متوسط ہے **سے قولہ** مثل ذک الخ یعنی تک اور تا تک اور ذاک اولاً تک مثل ذک کے سے بعد اشارہ میں کہ چاروں سے بید کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے **سے قولہ** الخ یعنی لیکن تم بفتح تار اور بنا بضم ہا و تخفیف نون اور ہاء و تشدید نون خاص کہ مکالم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے دفع کے لئے ہیں **سے قولہ** الموصول وہ اسم ہے کہ جو مصلہ اور عائد کے بغیر کلام کا جزو تام یعنی مسند یا مسند الیہ نہ ہو سکے اور اگر کوئی کہے کہ اس تعریف میں دور لازم آتا ہے اس لئے کہ تعریف موصول کی مصلہ سے کی گئی ہے اور مصلہ کی تعریف موصول سے کہتے ہیں پس موصول کا سمجھنا مصلہ پر اور مصلہ کا سمجھنا موصول پر موقوف ہوا اور یہی دور ہے جواب یہ ہے کہ تعریف مذکور میں دور لازم نہیں آتا اس لئے کہ اس جگہ مصلہ سے معنی لغوی یعنی ربط مراد ہے ورنہ اگر معنی اصطلاحی مراد ہوتے تو عائد کا ذکر اس کے بعد درصحت نہ ہوتا اس لئے کہ مصلہ اور عائد دونوں متحد ہیں پس جب کہ یہاں پر مصلہ سے مراد معنی لغوی ہیں اصطلاحاً اور وہ مصلہ جس کی تعریف موصول کیا گئی ہو جاتی ہے اصطلاحاً سے ذکر لغوی تو دور لازم نہ آتا **سے قولہ**

ولیلحقها حرفُ التنبیہ فیصلُ بہا حرفُ الخطاب وہی

ای متصل واخر اسما والاشارۃ ۱۲

یصل فی الاول اسما ۱۳

خمسۃ فی خمسۃ فیکون خمسۃ وعشرین وہی ذاک الی

ای تک الخمسۃ والعشرون ۱۴

ذاکن وذانک الی ذانک کذاک الباقی ویقال ذاک

للقریب ذاک للبعید ذاک للمتوسط وتاتیک

ای لسان الی البعید

لسان الیہ القریب ۱۵

وذاک مشدد تین اولالک مثل ذاک واماثم

۱۶

وهنا وهنا فلیمکان خاصۃ الموصول ما لایتم

ای موضوع لاشارة مکان ۱۷

مبتدأ

خبر

جزء الیصلہ وعائدیصلت بجملة خبریہ والعائد

ضمیرہ وصلۃ الالف واللام اسم الفاعل والمفعول

ومصلہ بجملة خبریہ الخ یعنی موصول کا مصلہ خبریہ ہوتا ہے ذالانشا نیز اس لئے کہ مصلہ کیلئے ثبوت بنفسہا لازم ہے اور جملہ انشا نیز اس سے خالی ہوتا ہے بھرمائد مصلہ میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو حرف موصول کی طرف کوئی ہے **سے قولہ** وصلۃ الالف واللام الخ یعنی الف واللام یعنی الی کا مصلہ اسم نال اور اسم مفعول ہوتا ہے اس لئے کہ یہ لام ذو جہتین ہے مودۃ میں لام تعریف خلی کیا تھا مشابہت لکھتا ہے اور حقیقت میں اسم ہے پس اس کا مصلہ بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ مودۃ مفرد و اور حقیقتہ جملہ تاکہ ذو جہتین ہو جائے اور وہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہے ۱۸ محمد مشیت اللہ ربہدی

لے قلم وہی الذی الخ یعنی مفعولات یہ ہیں الذی واحد مذکر کے لئے اور الخ واحد مؤنث کیلئے اور الذان اور اللتان حالت نفی میں متشبه مذکر و مؤنث کیلئے اور الذین اور اللّٰہین حالت تثنیٰ اور جری میں تثنیہ مذکر مؤنث کیلئے اور الاولیٰ بر وزن علی جمع مذکر و مؤنث دونوں کیلئے ہے اور الذین جمع مذکر کیلئے اور اللّٰہی (ہمزہ اعلیٰ کیساتھ) اور اللّٰہ (بدون ہمزہ) یا (کیساتھ) یہ تینوں جمع مؤنث کے لئے ہیں اور من مذکر اور مؤنث دونوں کیلئے مطلقاً آتا ہے لیکن اول خبر ذوی المفعول کیلئے اور ثانی ذوی المفعول کے لئے ہے اور ای مذکر کیلئے اور ایتہ مؤنث کیلئے ہے اور ذوالطایفہ یعنی لغت جی طے اس ذرا سم موصول ہے جو مثنیٰ میں الذی کے ہوتا ہے کافی قول الشاعر عہ و یثیری ذو حضرت و ذوطوی مای الذی حضرت و الذی طویۃ اور وہ ذابجو کہ بعد ما استفہامیر کے ہے موصول ہوتا ہے جیسے ما ذا صنعت ای مائزی صنعت اور وہ الف و لام جو کہ اسم فاعل واسم مفعول پر ہوتا ہے موصول ہوتا ہے نیز وہ اپنے مفعول کے اعتبار سے یعنی الذی یا الخ یا اللّٰہ یا اللّٰہین یا اللّٰہی ہوتا ہے

وہی الذی الخ الذان واللتان بالالف والياء

المفرد والمذکر مفرد والمؤنث مثنی الذکر مثنی المؤنث ۱۲

الاولی والذین اللّٰہی واللاہ واللائی واللاقی واللّٰو

ای ذوالنسبۃ ہے نبی طای الخ لیسبۃ لیسبۃ طے یعنی والحق ۱۲

وَمَنْ مَا وَائِيَّ وَذَو الطائِيَةِ وَذَا اَبْدَمَا لَا اسْتَفْهَام

وَالْاَلَفُ وَالْاَلَاءُ وَالْعَائِلُ الْمَفْعُولُ يَجُوزُ حَذْفُهُ اِذَا اخْبَرْتَ

بِالذِي صَدَقَتْهَا وَجَعَلْتَ مَوْضِعَ الْمَخْبِرِ عَنْهُ ضَمِيرًا لَهَا

ای کلمۃ الذی ۱۲

وَاخْبَرْتَ خَبْرًا عَنْهَا اِذَا اخْبَرْتَ عَنْ زَيْدٍ مِنْ ضَرْبِ

ای لفظ الذی ۱۲

زَيْدٍ اَقْلَتَ الَّذِي ضَرْبِ زَيْدٍ وَكَذَلِكَ الْاَلِفُ وَالْاَلَاءُ

ای مثل الذی ۱۲

فَالْجُمْلَةُ الْفَعْلِيَّةُ خَاصَّةٌ لِيَجْعَلَ بِنَاءُ اسْمِ الْفَاعِلِ الْمَفْعُولِ

اس اخبار کا یہ ہے کہ کافی طلب میں مرکب ہوتا ہے کہ شکل سے ایک فعل مرزومہ ہے مکررہ علی التین یہ نہیں جانتا جائیے کہ کس پر واقع ہے یہی موصول نے اس کی شناخت کر دئی کہ وہ کون شخص ہے جیسا کہ مثال میں مذکور ہے اخبار بالذی کے مضموم ہو گیا کہ وہ شخص جس کو شخص نے ارادہ زید سے حذف کر دیا کہ ذلک الالف واللام الخ یعنی اخبار الذی کی طرح الف و لام کے ذریعہ اس اسم سے خبر لے سکتے ہیں جو کہ خاص جملہ فعلیہ میں واقع ہے اس لئے کہ الف و لام کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے جو فعل سے ہی بنایا جاتا ہے پس جب کہ نام زید میں مشدّد زید سے بذریعہ الف و لام خبر دیں تو القام زید کہیں گے ۱۲۔

ہو تو اس کا کلام سے حذف کرنا جائز ہے اس لئے کہ وہ فاعل ہے لیکن جب حذف مذکور پر کوئی مانع موجود ہو تو اس وقت ضمیر مفعول کا حذف کرنا نا جائز ہوگا کہ قولہ و اذا اخبرت بالذی الخ یہاں سے مصنف باب الاخبار بالذی اور ما یقوم مقامہ کا بیان مع اس کی مثال کے کرتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب الذی کے ذریعہ کسی جملہ کے جز سے خبر دینا چاہیے تو وہ میں شرطوں کیساتھ شرط ہے اول یہ کہ الذی کو جملہ تانیہ کے شروع میں لائیں دوسرے یہ کہ جملہ تانیہ میں خبر عزلی ہوگی یعنی اس جگہ کہ جملہ اولیٰ میں جز و جملہ ثانیہ ایک ضمیر لائیں جو الذی کی طرف اشارہ ہو تیسرے یہ کہ خبر عنہ اس کی جگہ موقوف کریں اور ان خالیکہ وہ الذی سے خبر ہو گئے قولہ فاذا اخبرت عن زید الخ یہ اخبار بالذی کی مثال ہے اور مطلب یہ کہ جب تم الذی کے ذریعہ زید سے جو خبر تانیہ میں خبر دینا چاہو تو بقاعدہ مذکور بالا الذی ضربتہ زید کہو اس لئے کہ یہاں جملہ اولیٰ ضربت زید میں ہے اس کے جز یعنی زید سے الذی سے ذریعہ خبر دینا مقصود ہے پس الذی کو جملہ تانیہ یعنی الذی ضربتہ زید کے شروع میں لائے اور موضع میں خبر عنہ یعنی زید کے ضمیر لائے اور الذی ضربتہ کہا اور زید کو اس کی جگہ سے کہ محل مفعول کا ہے موقوف کر کے الذی کی خبر بنا دیا اور الذی ضربتہ زید کہا تا فہم ما حفظ یحیر جانتا جائیے کہ فائدہ اس اخبار کا یہ ہے کہ کافی طلب میں مرکب ہوتا ہے کہ شکل سے ایک فعل مرزومہ ہے مکررہ علی التین یہ نہیں جانتا جائیے کہ کس پر واقع ہے یہی موصول نے اس کی شناخت کر دئی کہ وہ کون شخص ہے جیسا کہ مثال میں مذکور ہے اخبار بالذی کے مضموم ہو گیا کہ وہ شخص جس کو شخص نے ارادہ زید سے حذف کر دیا کہ ذلک الالف واللام الخ یعنی اخبار الذی کی طرح الف و لام کے ذریعہ اس اسم سے خبر لے سکتے ہیں جو کہ خاص جملہ فعلیہ میں واقع ہے اس لئے کہ الف و لام کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے جو فعل سے ہی بنایا جاتا ہے پس جب کہ نام زید میں مشدّد زید سے بذریعہ الف و لام خبر دیں تو القام زید کہیں گے ۱۲۔

کو خبر نہیں ہے تو وہ الذی سے مؤخر ہوگی اور صدارت لازمہ جاتی ہے گی۔ اسی طرح اخبار مذکورہ موصوف اور صفت میں بھی متنبہ ہے۔ اس لئے کہ ضمیر نہ موصوف ہوئی ہے اور نہ صفت پس اگر موصوف سے بدون صفت کے اور صفت سے بدون موصوف کے بذریعہ الذی خبریں تو موصوف اولیٰ میں ضمیر کا موصوف ہونا اور صفت ثانیہ میں اس کا صفت ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے اسی طرح موصوف و صفت کے عمل نہیں کرے گا۔ نیز اس وقت اس ضمیر کا جو کہ موصوف و صفت کے عمل پر مقدم ہوتا ہے پس اگر اس کو مؤخر کریں گے تو وہ بوجہ اپنے صفت عمل کے عمل نہیں کرے گا۔

فَإِنْ تَعَذَّرَ أَمْرٌ مِّنْهَا تَعَذَّرَ الْأَخْبَارُ وَمِنْ ثَمَرِ امْتِناعِ
خبر ۱۱ خبر ۱۲ ای الاخبار بالذی

فِي ضَمِيرِ الشَّانِ وَالْمَوْصُوفِ وَالصِّفَةِ وَالْمَصْدَرِ

وَالْعَامِلِ وَالْحَالِ وَالضَّمِيرِ الْمُسْتَحَقِّ لِغَيْرِهَا وَ

الاسْمِ الْمَشْتَقِّ عَلَيْهِ مَا الْأَسْمِيَّةُ مَوْصُولَةٌ
مبتدا ۱۱ خبر ۱۲

وَاسْتِفْهَامِيَّةٌ وَشَرْطِيَّةٌ مَوْصُولَةٌ وَتَامَةٌ

بِمَعْنَى شَيْءٍ وَصِفَةٍ وَمَنْ كَذَلِكَ إِلَّا فِي

التَّامَّةِ وَالصِّفَةِ وَآيٍ وَآيَةٍ كُنْ

الحق قولہ فان تعذر امر منها الخ یعنی اگر شرط تلاش مذکورہ میں سے کوئی شرط مستبعد ہو تو اخبار مذکورہ مستبعد ہوگا ۱۲ قولہ ومن ثم امتناع الخ یعنی اور اس وجہ سے کہ تعذر شرط کا مانع اخبار سے ضمیر شان سے بذریعہ الذی کے خبر دینا متنبہ ہے اس لئے کہ ضمیر شان صدارت لازمہ کو چاہتی ہے پس اگر اس

ای ای ضرب کا ۱۲ قولہ ومن كذلك الخ یعنی مگر من جیسے اقسام مذکورہ میں مثل لفظ با ہے لیکن وہ تامہ اور صفت نہیں ہوتا ۱۲ قولہ وای وایہ من الخ یعنی ای وایہ ثبوت احوال بعد اور اشتغافے تامہ اور صفت میں مثل من کی ہیں ۱۲

مصدق کی جگہ واقع ہے مصدق کی طرح عمل کرنا لازم آئے گا۔ حالانکہ ضمیر میں عمل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ اسی طرح حال سے بھی خبر دینا متنبہ ہے اس لئے کہ حال کا نکتہ ہونا ضروری ہے اور ضمیر معروضہ ہے لہذا ضمیر اس کی جگہ پر واقع نہ ہو گی اسی طرح بذریعہ الذی کے اس ضمیر سے خبر دینا بھی متنبہ ہے جو کہ کلمہ الذی کے غیر کی طرف راجع ہے جیسے زید ضربتہ میں ضمیر مفعول سے خبر دینا اور الذی زید ضربتہ کہنا جائز نہیں اس لئے کہ اگر ضمیر کو زید کی طرف راجع کریں تو موصول بلا عائد کے باقی رہے گا اور اگر موصول کی طرف راجع کریں تو زید مبتدا رہے گا جس سے کا وہ مستحق ہے محروم رہ جائیگا۔ علیٰ ہذا القیاس اس اسم سے بھی خبر دینا جائز نہیں جو اس ضمیر پر مشتمل ہو جو کہ کلمہ الذی کے غیر کی طرف نوتی ہے جیسے زید ضربت غلام میں غلام سے بذریعہ الذی خبر دینا اور الذی زید ضربتہ غلام کہنا جائز نہیں اس لئے کہ اگر ضمیر کو موصول کی طرف عائد کریں تو زید مبتدا رہے گا عائد رہ جائے گا اور زید کی طرف راجع کریں تو موصول بلا عائد رہ جائے گا۔ اور دونوں شقیں باطل ہیں ۱۲ قولہ وما الاسمیة موصولة الخ یعنی الاسمیة چند قسم ہے ۱۔ موصولہ جیسے معرفت ما اشتریت (۲) اشتغافہ جیسے ما عندک (۳) شرطیہ جیسے ما تفتتح اصنع (۴) موصوفہ خواہ اس کی صفت معروضہ جیسے مروت بما موجب لک یا جملہ جیسے رہا ترکہ النفس من الامر لفرجۃ کمال العقال (۵) نام معنی میں شے کے ہوتا ہے جیسے فتمایہ ای فتماشی ہی (۶) صفت جیسے ضربتہ فتمایہ

مضات بر تقدیر ثانی وہ عرب ہیں خواہ ان کا صدر صلا مذکور ہو یا نہ ہو اور بر تقدیر اول اگر صدر صلا مذکور نہ ہو تو مبنی ہوں گے جیسے قول تعالیٰ ثم ننزل من
سکبہ الیم اسند علی الرحمن علیا الخ ای الیم ہوا شد پس اتی اس قرأت میں کہ الیم کو مرفوع پڑھیں مبنی ہے اس لئے کہ شال مذکور ہیں اتی کا صدر صلا
مذکور نہیں۔ نیز وہ مضات ہے اور اس صورت میں اتی اور اتی کے مبنی جو یہ ہے کہ جب ان کے صدر کا صدر یعنی جز اول حذف ہو گیا
تو اس وقت ان کی حرف کے ساتھ احتیاج الی الخ میں مشابہت زیادہ قوی ہو گئی پس مبنی ہوں گے اور بالخصوص مبنی بر ضم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صدر صلا

کے حذف کرنے میں اس کی مشابہت غایات
کے ساتھ ہو جاتی ہے پس جس طرح بر کہ
غایات سے مضات الیہ کو حذف کر دیتے ہیں
حالانکہ وہ اس کے لئے مبین ہے اسی طرح

پر یہاں اس چیز کو حذف کر دیتے ہیں جو کای اور
ایہ کو واضح کرتی ہے ۱۲ **قوله** وئی ماذا صنعت
وجہان یعنی ماذا صنعت میں دو وجہین ہیں اول
یہ کہ ما استغماہ اور ذامعنی الذی ہوا ی ما
الذی صنعت۔ یعنی وہ کیا چیز ہے جن کو تو نے
کیا۔ پس ما مبتدا ہو گا۔ اور اس کا مابعد

خبر یا بالعکس۔ اور اس وقت اس کا جواب
مرفوع ہو گا۔ مثلاً حسب وقت ماذا صنعت کہیں
تو اس کے جواب میں خبر کہہ جائے گا ای
الذی صنعت خبر تاکہ سوال وجواب دونوں اس

امر میں کہ دونوں جملہ اسمیہ ہیں مطابق جو مابین
دوسرے یہ کہ ما استغماہ بمعنی اتی شئی
جو۔ اور اس فعل سے خبر اس کے بعد مذکور
ہے محلاً منصوب ہوا اور لفظ فاذا مذکور ای
ای شئی صنعت اور اس وقت اس کا جواب
نصب کے ساتھ ہو گا تاکہ سوال وجواب میں
مطابقت رہے مثلاً کہیں خبر ای صنعت خبر
۱۲ **قوله** اسماء الافعال الخ یعنی اسماء الافعال

وہ اسماء ہیں جو معنی میں ماضی یا امر کے ہوں اور
ان کے مبنی جو نیکی وجہ یہ ہے کہ یہ موقع میں مبنی
اصل کے واقع ہیں جیسے وید زید ای امہل اور

ہیئت ایک ای تھا اور یہ دونوں اسماء ہیں ۱۲
قوله وفعال بمعنی الامر الخ یہ تمام اسماء
افعال ہیں سے ایک صیغہ فعال کا ہے جو کہ معنی

میں امر کے ہوتا ہے اور وہ ثلاثی مجرد سے قیاسی
ہے جیسے نزال بمعنی انزل اور ترک بمعنی ترک
ہی مبنی ہے بالاتفاق وہ فعال جو کہ مصدر مجرد سے معدول ہے جیسے فجار الفجر سے اور مجاد المجود سے معدول ہیں۔ نیز وہ فعال بھی مبنی ہے جو
صفت مرفوع سے معدول ہے جیسے فاسق فاسق سے اور کفار کفار سے معدول ہیں اور وجہ ان دونوں کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ یہ دونوں فعال
مبنی امر کے ساتھ معدول در وزن میں مشابہت رکھتے ہیں ۱۲

وہی معربةٌ وحدھا الا اذا حذف صدر صلتہا

وفی ماذا صنعت جہان احدھا الذی وجواب

رفع والاخرای شئی وجواب نصب اسماء الافعال
تبدل
خبر مبتدا مخدوم
علی انہ مفعول بفعل المخدوم

ماکان بمعنی الامر والماخی نحو روید زید ای امہل
خبر
تقدم الامر لان اثر اسماء الافعال مبتدا ۱۱
شان ما یکن معنی للماضی ۱۲

وہیات ذلک ای بعد وفعال بمعنی الامر من
مبتدا

الثلاثی قیاس کتزال بمعنی نزل وفعال مصدر امر
خبر ۱۲

کفار وصفہ مثل یافساق مبنی مشابہت لعدا وزن

قوله وہی معربةٌ وحدھا الخ۔ یعنی ان سب میں صرف ای اور ایہ تمام صلا تین میں عرب ہوتے ہیں
مگر صرف ایک صحت میں مبنی ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ ان کے صلا کا جز اول مخدوم ہو اور یہ مضات ہوں
بجرا تا چاہیے کہ اتی اور ایہ کی چار حالتیں ہیں۔ اس لئے کہ ہر ایک ان میں سے یا مضات ہو گا یا غیر

قوله وفعال بمعنی الامر الخ یہ تمام اسماء
افعال ہیں سے ایک صیغہ فعال کا ہے جو کہ معنی
میں امر کے ہوتا ہے اور وہ ثلاثی مجرد سے قیاسی
ہے جیسے نزال بمعنی انزل اور ترک بمعنی ترک
ہی مبنی ہے بالاتفاق وہ فعال جو کہ مصدر مجرد سے معدول ہے جیسے فجار الفجر سے اور مجاد المجود سے معدول ہیں۔ نیز وہ فعال بھی مبنی ہے جو
صفت مرفوع سے معدول ہے جیسے فاسق فاسق سے اور کفار کفار سے معدول ہیں اور وجہ ان دونوں کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ یہ دونوں فعال
مبنی امر کے ساتھ معدول در وزن میں مشابہت رکھتے ہیں ۱۲

وزن میں شامل ہے اور نئی قسم کے نزدیک یہ فعال محسوب ہے۔ لیکن وہ فعال کس کے آئین میں رہے اکثر نئی قسم کے نزدیک مبنی ہے اس لئے کہ ماہر حرف کو نقل ہے پس اگر اس پر عرب مختلف جاری کریں گے۔ تو نقل ہو جائے گا۔ لہذا مبنی جو گاسے قولہ الاموات کل لفظ الخ یعنی سجد مبنیات لازماً الہا کے اسماء اصوات ہیں اور وہ عبارت ہے اس لفظ کے کہ جس سے کسی کی آواز کو نقل کیا جائے۔ جیسے غاق کہ اس سے کوئے کی آواز کو نقل کرتے ہیں یا وہ لفظ ہے کہ اس سے ہمام اور چاہے ہیں سے کسی کو آواز دی جائے جیسے فتح کہ اس سے اونٹ کو بچاتے ہیں اور دجر اسماء اصوات کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ یہ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اور اگر ترکیب میں واقع ہوں

تو ان میں تصرف نہیں کرتے۔ تاکہ حکایات مقصودہ باقی رہیں۔ قولہ المركبات الخ یعنی مرکبات بھی مبنیات سے ہیں اور مرکب ہر وہ اسم ہے کہ جو دو لفظوں سے مرکب ہو اور ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو۔ یعنی ترکیب اسنادی اور اضافی اور تو مبنی نہ ہو۔ قولہ فان تضمن الخ یعنی ہیں اگر جو ثانی کسی حرف کو تضمن ہو تو اصل کے دونوں جز مبنی ہوں گے جزء اول تو اس لئے کہ وہ جزء ثانی کا محتاج ہے۔ پس احتیاج میں حرف کے مشابہ ہے اور جزء ثانی اس لئے کہ وہ حرف کو جو کہ مبنی اصل ہے۔ متضمن ہے۔ جیسے عشر وعادی عشر اور اس کے اختراعات یعنی قسم عشر وغیرہ کہ یہ سب مبنی ہیں۔ اس لئے کہ ان کا جزء ثانی حرف کو تضمن ہے مگر اثنا عشر اور اثنا عشر کہ ان دونوں کا جزء ثانی لفظ مبنی ہے اور جزء اول مبنی نہیں بلکہ عرب ہے۔ حالانکہ مبنی ہونے کی علت اس میں بھی پائی جاتی ہے یعنی اس کا وسط کلمہ میں واقع ہونا جو کہ کل اعراب کا نہیں۔ لیکن باوجود علت بنا کے جزء اول عرب سے اور دجر عرب ہونے کی یہ ہے کہ نون کے ساقط ہونے کی وجہ سے وہ معنات کے ساتھ مشابہ ہے اور ترکیب اضافی مبنی ہونے کو واجب نہیں کرتی۔ باقی رہا یہ امر کہ اثنا عشر سے نون کے مخدوف ہونے کی علت کیا ہے۔ حواس کا جواب یہ ہے کہ جب بوجہ ترکیب کے واؤ کو کہ انفصال کا خبر دیتا ہے۔ حذف کیا گیا تو حذف نون بھی واجب ہو گیا تاکہ بادی النظر میں یہ معلوم ہو کہ بیان انفصال نہیں اور اگر کوئی کہے کہ حذف نون سے اس کی ثابت معنات کی ساتھ کیوں ہوتی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ نون تنہا اور

وَفَعَالٍ عَمَّا لِلْأَعْيَانِ مَوْثِقًا لِقَطْمٍ غَلَابٍ مَبْنِيٍّ
تضمن من الاشتقاق
علم المرأة ۱۱
علم المرأة ۱۲

فِي الْحِجَازِ وَمُعَرَّبٌ فِي تَمِيمٍ إِلَّا مَا كَانَ فِي آخِرِهِ رَأً نَحْوِ

حَضَارِ الْأَصْوَاتِ كُلِّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهَا صَوْتُ أَوْ

صَوْتُ بِلِهَا ثُمَّ فَا لَوْلَا كَغَا قُ الثَّانِي كُنْهُ الْمَرْكَبِ

كُلُّ اسْمٍ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ فَإِنْ تَضَمَّنَ الثَّانِي

حَرْفًا بَيْنِيًّا كَخَمْسَةٍ عَشْرٍ وَحَادِي عَشْرٍ وَآخَوَاتِهَا إِلَّا

إِثْنَيْ عَشَرَ إِلَّا أَعْرَبَ الثَّانِي كَبُعَيْدٍ وَبَنِي الْأَوَّلِ عَلَى الْأَصَحِّ

ا حوالہ فعال علامہ اعلیٰان مرتبہ نیز یعنی وہ فعال کہ اعیان موزن کا علم ہے جیسے طعام وغیرہ اور ان کے نظائر اس میں اختلاف ہے پس یہ فعال اہل حجاز کے نزدیک مبنی ہے اس لئے کہ یہ فعال مبنی امر کے ساتھ ملتا اور ہو کہ بیان انفصال نہیں اور اگر کوئی کہے کہ حذف نون سے اس کی ثابت معنات کی ساتھ کیوں ہوتی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ نون تنہا اور

میزبان الخ۔ یعنی کم استغفار میں کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جیسے کم دنیا را عندک۔ اور کم خبریہ کی تمیز بھی مجرور ہوتی ہے۔ جیسے کم رجل غندی اور کبھی مجرور مجموع ہوتی ہے۔ جیسے کم رجال غندی اس لئے کہ کم اعداد میں سے ہے اور عدد کے لئے یہی مرتبہ میں تلیل اور کثیر اور وسط پس مناسب یہ ہے کہ کم کی تمیز عدد کے مراتب ثلاثہ کی تمیز کی طرح ہو۔ پھر چونکہ کم استغفار میں کم خبریہ سے اس لئے کہ خبر کا درجہ استغفار کے بعد ہے لہذا النسب یہ ہے کہ کم استغفار میں عدد وسط کا لفظ رکھیں اس

لئے کہ خبر الامور اور سلما
یعنی اس کی تمیز
کو منصوب مفرد کریں
جیسا کہ عدد وسط کی
تمیز کو منصوب مفرد
کرتے ہیں اس کے
بعد کم خبریہ باقی رہا
اور عدد کے دو مرتبہ
باقی ہیں۔ پس ان
دونوں مرتبوں کی
تمیز کا لحاظ کم خبریہ
کی تمیز میں ہوگا اور یہی
وجہ ہے کہ کم خبریہ کی تمیز
کو کبھی مجرور مفرد کرتے ہیں
اور کبھی مجرور مجموع تاکہ
کم استغفار اور کم خبریہ تمیز
عدد کے مراتب ثلاثہ کی
تمیز کو نشان ہو جائے ۱۱
۱۲ قولہ متدخل من
الخ یعنی من بیابین کم
استغفار اور کم خبریہ
دونوں کی تمیز کے شروع
ہیں آتا ہے اور اس
وقت ان کی تمیز مجرور
ہوتی ہے ۱۱ قولہ
ولما صدر الکلام الخ یعنی
کم استغفار اور کم خبریہ
دونوں کو صدر کلام میں لانا
ضروری ہے اس لئے کہ کم

الکنايات كم وكذا العدد وليت وذيت للحديث

فكم الاستغفارية فيزها منصوب مفرد والخبرية
مجرور مفرد ومجموع وتدخل ضمن فيهما ولهما صدر
۱۲ قولہ خبریہ ۱۱ قولہ خبریہ

مجرور مفرد ومجموع وتدخل ضمن فيهما ولهما صدر
۱۲ قولہ خبریہ ۱۱ قولہ خبریہ

الکلام وکلاهما يقع مرفوعاً ومنصوباً ومجروراً

۱ قولہ الکنايات الخ یہ کنایہ کی جگہ ہے اور کنایہ وہ ہے کہ کسی شے کو کسی عرض کی وجہ سے لے لے
لفظ سے تعبیر کریں کہ دلالت کرنے میں وہ مرکب نہ ہو ۱۲ قولہ وکذا العدد الخ۔ یعنی کم وکذا اعداد
کنایہ کے لئے آتے ہیں اور جانا چاہئے کہ کم کی دو قسمیں ہیں۔ استغفار اور خبریہ۔ کم استغفار
تو اس لئے مبنی ہے کہ وہ متضمن معنی حرف استغفار کو ہے اور کم خبریہ بنا، میں اس پر محمول ہے
اور کنایہ کا تشبیہ۔ اور ذالسم اشارہ ہے مرکب سے اور وہ دونوں مبنی ہیں۔ پس جو چیز کہ
ان دونوں سے مرکب ہے وہ بھی مبنی ہوگی اور اگر کوئی کہے کہ زید بھی تین حرف سے مرکب ہے
اور وہ تینوں مبنی اصل ہیں۔ پس چاہیے کہ ان سے مرکب یعنی زید بھی مبنی مواد جواب ہے کہ وہ مبنی
میں فرق ہے کہ ذالسم مبنی سے مرکب ہے لہذا وہ مبنی ہوگا۔ یہ خلاف زید کے کہ وہ تین حرفوں
سے مرکب ہے۔ پس ترکیب کے بعد اس کا وہ حکم نہ ہوگا۔ جو کہ ترکیب سے پہلے حرف ہوا کا ہے۔
۲ قولہ کیت وذیت الحدیث الخ میں یہ اور ذیت حدیث اور کلام سے کنایہ کے لئے آتے
ہیں اور یہ دونوں مبنی ہیں اور وہ ان کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ یہ جملہ کی جگہ واقع ہوتے
ہیں۔ اور جملہ من حیث انما جملہ اگرچہ نہ مرکب ہے اور نہ مبنی مگر وقت تقسیم اس کو مبنی میں داخل
کرتے ہیں۔ نیز جملہ صاحب مفضل و محری کے نزدیک مبنی ہے ۱۲۔ ۱۳ قولہ حکم الاستغفار

استغفار اقسام کلام میں سے ایک قسم پر دلالت کرتا ہے۔ یہی اس کا صدر کلام میں ہونا ضروری ہے کہ باوی النظر میں یہ معلوم ہو جائے
کہ کلام کس قسم کا ہے رہا کم خبریہ سو وہ اس پر محمول ہے ۱۴ قولہ وکلاهما یقع الخ۔ یعنی کم استغفار اور کم خبریہ میں سے ہر ایک بھی مرفوع
الحال ہوتا ہے اور کبھی منصوب اور کبھی مجرور اس لئے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے اسم سے اور ہر اسم مرکب کے لئے اعراب ضروری ہے
اور یہ دونوں قابل رفع اور نصب اور جر کے ہیں پس مرفوع اور منصوب اور مجرور ہوں گے ۱۲

کم بنا بر مبتدا جوئے کے مرفوع ہوگا۔ بشرطیکہ ظرف نہ ہو جیسے کہ جلا اخراک۔ اور بنا بر خبر ہونے کے مرفوع ہوگا۔ اگر وہ ظرف ہوگا جیسے کم یوما سفر کم
 ۱۲ **قوله** وکذا لک اسماء الاستفهام الہ یعنی کم کی طرح جیسے اسمائے استفہام اور شرط ہیں۔ پس جس طرح کم میں اعراب کی چار وجوہ ہیں۔ نصب و جرح و رفع
 بنا بر مبتدا و رفع بنا بر خبر بہت اسی طرح مجموعہ اسماء شرط اور استفہام میں چار وجوہ ہیں نہ یہ کہ ہر ایک کلمہ استفہام اور شرط میں چار چار وجوہ جاری ہیں
 اور جو شرط کم میں مذکور ہوئیں وہی شرائط اسماء استفہام اور شرط میں ملحوظ ہیں **قوله** و فی مثل کم عمہ لک الہ سے یعنی مثل اس مصرعہ میں تین وجوہ

جائز ہیں اور داخل اس مصرعہ سے ہر وہ ترکیب ہے
 کہ جس میں کہ محتمل استفہام و خبر ہو اور اس کی تفسیر محتمل
 ذکر و حذف ہو۔ اور بعض کھوں میں سے وہی مثل تمیز
 کم عمہ ہیں بر تقدیر نسخہ اولی احتمال کے کہ معنی
 کلام کے یہ ہوں کہ اس جگہ کم میں یا تمیز کم میں تین
 وجوہ جائز ہیں اور بر تقدیر ثانی احتمال ثانی
 مخصوص اور مقطوع بہ ہے۔ یعنی یہ کہ کم کی تمیز
 عمہ میں تین وجوہ ہیں اول عمہ کا رفع یا بتداء و اولہ
 کم استفہام ہو یا خبر یہ۔ دوسرے اس کا نصب
 اس تقدیر پر کہ کم استفہام ہو۔ تیسرے اس کا
 جرح اس بنا پر کہ کم خبر یہ ہو۔ اب اگر کوئی کہے
 کہ مصنف نے فرمایا کہ تمیز کم میں تین وجوہ ہیں
 حالانکہ جب کم کی تمیز یعنی شدت کو رفع و نصب یا
 توہ تمیز کم کی نہ ہوگی بلکہ اس کی تمیز محمد بن
 ہوگی جواب یہ ہے کہ تمیز سے مراد یہ ہے کہ تمیز
 باعتبار غلبہ کے ہو پس عمہ اگرچہ بوقت
 مرفوع ہونے کے تمیز نہیں ہے مگر باعتبار غلبہ
 کے تمیز ہے باقی رہا بیان وجوہ ثلاثہ کام میں سو

فَلَمْ يَأْبَعْ دَا فَعْلٌ غَيْرُ مُشْتَغَلٍ عَنْهُ بِضَمِّهِ كَان

مَنْصُوبًا مَعْمُولًا عَلَى حَسَبِ كُلِّ مَا قَبْلَهُ حَرْجًا وَمَضًا

فَجَرَحُوا وَالْأَفْرُوعُ مُبْتَدَأٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ ظَرْفًا وَخَبْرًا إِنْ

كَانَ ظَرْفًا وَكَذَلِكَ أَسْمَاءُ الِاسْتِفْهَامِ وَالشَّرْطِ وَفِي مِثْلِ

ع كَمَ عَمَّتْ لَكَ يَا جَرِيدٌ وَخَالَةٌ ثَلَاثَةٌ أَوْجُهُ

۱۳ **قوله** فَعْلٌ غَيْرُ مُشْتَغَلٍ بِضَمِّهِ كَان یعنی ہر کہ استفہام یا خبر ہو جس کے بعد ایک ایسا فعل واقع ہے جو ضمیر کم
 میں عمل نہیں کرنا تو ایسا کم فعل مذکور کے عمل کے موافق منصوب ہوتا ہے یعنی کبھی مفعول فیہ ہو کہ منصوب
 ہوتا ہے جیسے کم یوما سفر اور کبھی مفعول بہ ہو کہ منصوب ہوتا ہے جیسے کم رہا اگر مت۔ پس جس طرح ہر
 فعل مذکور کا انتشاء ہوگا۔ اسی طرح کم میں عمل کرے گا۔ **قوله** وکل ما قبل حرف جر الہ یعنی اگر کم استفہام
 یا خبری سے قبل حرف جر ہو یا مضاف ہو تو وہ مجرور ہوتا ہے جیسے کم رہا اشتہیت و غلام کم ریل اگر مت
 اگر کوئی کہے کہ کم کے لئے تو حدادت کلام ضروری ہے پس اس پر حرف جر کیونکر داخل ہوگا۔ یا مضاف
 اس پر جس طرح مقدم ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ عمل حرف ہمار کا ضعیف ہے لہذا اس کا مجرور سے
 مؤخر ہونا متعین ہے پس بنا علیہ کم پر جار کے مقدم ہونے کو خاف نے جائز رکھا اور جار مجرور کو حکم
 میں کہ وہ اولہ کے کہے کم کو مستحق صلاحت ہی رکھا۔ لہذا کہ مجرور اپنے مرتبہ سے ساقط نہ ہو **قوله**
 و لا لفرع الہ یعنی جب ان دو وجوہوں میں سے جو اولہ مذکور ہوئیں کوئی وجہ نہ ہو تو اس وقت

دو ہائے مفعول کے ٹپڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ یا تو کثرت مدنیت کیوجہ سے ایسی ہوگی جس میں اور بادہ فتنہ ایسی ہی ہیں اور دس ماہ کی حاملہ
 اور شیوں کے دودھ دوسے کو ذکر کرنے کیوجہ سے کہ ایسی اور شیوں کے دوسے میں تکلیف ہوتی ہے پھر علت فعل کو مل گیا تھرتھری کر نیے اس امر کی
 طرف اشارہ ہے کہ فردی ان کی خدمت کاوی کو جو حسن ان کی خدمت کے محروم کھتا ہے اور جب کہ عمہ کو کم استفہام کی تفسیر میں تو اس میں ساقط نہ ہو
 ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ جریر کی فالہ صریح تقدیر کثرت سے فردی کی خدمت میں ہیں کہ اس کو ان کا مدد دیا نہیں۔ ہاں جس جریر سے سوال کرتا ہے اور اسی کو ہنکھم
 اور استنزا کہتے ہیں۔

الاضافۃ پر ایسا دیکھا یہ ہے کہ ان کا مضاف ایہ مذکور ہے یا مخروف۔ اگر مذکور ہو تو اس وقت یہ دونوں معرب ہوں گے۔ اور مخروف ہوں تو دو صورتیں ہیں مضاف الیہ نسبتاً شیاء کے درجہ میں ہوگا۔ یا مخروف منوی ہوگا۔ اگر نسبتاً منوی ہو تو دونوں معرب ہوں گے اور مخروف منوی ہو تو اس وقت مبنی ہوں گے۔ کیونکہ اس صورت میں مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے میں ان کی مشابہت حرف کے ساتھ ہے ۱۱۔ **قوله** واجری مجزاً الخ یعنی لفظ واجری اور یس غیر ماہود یک طرف نہیں۔ لیکن حذف مضاف الیہ اور مبنی پر ہم ہونے میں طرف مقطوع الاضافۃ کے قائم مقام ہیں پھر ان دونوں کا طرف مذکورہ کے قائم مقام ہونا ان کے ذات ابہام میں مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے ۱۲۔ **قوله** وجہ الخ یعنی ایسے ہی لفظ حسب کو لفظ غیر کی ساتھ کثرت استعمال اور عدم تعریف بالاضافۃ میں مشابہ ہونے کی وجہ سے قائم مقام طرف مذکورہ کے کیا گیا ہے **قوله** ومنہا حیث یعنی طرف مبنیہ میں سے حیث ہے اور وہ اکثر جمہ کی طرف مضاف ہوتا ہے اور جملہ من حیث ہی جملہ کریم مضاف اور مضاف الیہ نہیں ہوتا۔ مگر بناو پر مصدر جو کہ مضاف الیہ ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مضاف الیہ واصل مصدر ہے جو کہ مذکور نہیں اور جب حیث کا مضاف الیہ مذکور نہ ہوا تو وہ مضاف الیہ کا محتاج ہوگا اور عدم ذکر مضاف الیہ میں اس کی مشابہت غایات یعنی طرف مقطوع عن الاضافۃ کے ساتھ ہوگی۔ لہذا مبنی ہوگا۔ اور حیث کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہو کر مستعمل ہوتا ہے اور اس وقت وہ معرب مبنی ہوگا بلکہ اختلاف القولین ۱۱۔ **قوله** ومنہا اذا الخ یعنی طرف مبنیہ میں سے اذا ہے اور وہ زمانہ مستقبل کے لئے ہے۔ اگرچہ ماضی و فعل ہو۔ اور اذا کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے ۱۲۔ **قوله** وفيما معنی الشرط الخ اور اذا میں معنی شرط کے پائے جلتے ہیں اور یہ اس کے مبنی ہونے کی علت ہے پھر چونکہ اذا میں معنی شرطیت کے پائے جاتے ہیں لہذا اس کے بعد فعل کا لازم مختار ہے کیونکہ فعل کو شرط کی ساتھ مناسبت ہے ۱۳۔ **قوله** وقد تكون المفاجاة الخ یعنی کبھی اذا صرف مفاجاة کے لئے آتا ہے اور واصل وقت اس میں معنی شرط کے نہیں ہوتے لہذا اس کے بعد مبتدا کا لازم ہے۔ تاکہ اذا مفاجاتہ اور شرطیہ میں فرق ہو جائے۔ تنبیہ یاد رکھو کہ یہاں پر لزوم بمعنی کثرت وقوع ہے تاکہ اس قول میں اور صفت کے اس قول میں جو کہ بابا الصغر ماضی میں گزرا۔ تعارض پیدا نہ ہو ۱۴۔ **قوله** ومنہا ذلما معنی یعنی طرف مبنیہ میں سے اذا ہے۔ درود ماضی کے لئے آتا ہے۔ اگرچہ مستقبل پر داخل ہو۔ پھر اذ کے مبنی ہونے کی وجہ یا تو وہی ہے جو حیث میں مذکور ہوئی یا اس کی قطع کا کلی وضع حرف کے ہونا ان کے مبنی ہونے کا سبب ہے اور چونکہ اذ معنی شرط کو شتم نہیں ہوتا لہذا اس کے بعد کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے جیسے کان ذلک اور یہ قائم ۱۱۔

وقد يحدث في مثل كمالك وكما ضربت الظاوت
ای تمیز کر ۱۱ ای کم مرہ ۱۲

منها ما قطع عن الاضافۃ كقبل وبعد اجري مجزاً

لا غير وليس غير وحسب منها حيث ولا يضاف

الا الى الجملة في الاكثر ومنها اذا هي للمستقبل وفيها
ای من الظروف المبنیہ ۱۲

مغنی الشرط ولذلك اختير بعدها الفعل وقد تكون

للمفاجاة فيلزم المبتدا بعد ومنها اذ لما وليق بعد الجملة كان

۱۔ **قوله** وقد يحدث الخ تمیز فی مثل کم مالک الخ یعنی جس جگہ پر کم کی تمیز کے حذف پر قرینہ موجود ہو تو اس جگہ کبھی تمیز کو حذف کر دیتے ہیں جیسے کم مالک و کم ضربت۔ اول میں حذف تمیز کا قرینہ ہے کہ کم معوضہ پر داخل نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں تمیز محذوف ہے ای کم درجا اور درجہ مالک۔ اور مثال ثانی میں حذف تمیز کا قرینہ یہ ہے کہ کم فعل پر داخل نہیں ہوتا پس اس میں بھی تمیز محذوف ہے ای کم مرہ اور کم مرہ ضربت ۱۱۔ **قوله** الظاوت منہا ما قطع عن الاضافۃ الخ طرف میں سے بعضہ طرف جو مبنی میں وہ ہیں جو اضافت سے قطع کے لئے چلیے قبل اور بعد تفصیل یہ ہے کہ قبل اور بعد لازم

کے نہیں ہوتے لہذا اس کے بعد مبتدا کا لازم ہے۔ تاکہ اذا مفاجاتہ اور شرطیہ میں فرق ہو جائے۔ تنبیہ یاد رکھو کہ یہاں پر لزوم بمعنی کثرت وقوع ہے تاکہ اس قول میں اور صفت کے اس قول میں جو کہ بابا الصغر ماضی میں گزرا۔ تعارض پیدا نہ ہو ۱۴۔ **قوله** ومنہا ذلما معنی یعنی طرف مبنیہ میں سے اذا ہے۔ درود ماضی کے لئے آتا ہے۔ اگرچہ مستقبل پر داخل ہو۔ پھر اذ کے مبنی ہونے کی وجہ یا تو وہی ہے جو حیث میں مذکور ہوئی یا اس کی قطع کا کلی وضع حرف کے ہونا ان کے مبنی ہونے کا سبب ہے اور چونکہ اذ معنی شرط کو شتم نہیں ہوتا لہذا اس کے بعد کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے جیسے کان ذلک اور یہ قائم ۱۱۔

۱۷ قولہ رہنا این دانی الخ۔ یعنی طرف مبتدئہ میں سے این اورانی ہیں جو مکان کے لئے بمعنی شرط اور استفہام آتے ہیں۔ این اورانی کے معنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں معنی حرف شرط اور استفہام کو متضمن ہوتے ہیں ۱۲ قولہ دینی للزمان الخ یعنی سنی زمان کے ساتھ متضمن ہے اور استفہام اور شرط کیلئے آتا ہے جیسے سنی لقتال اور سنی تخرج الخ ۱۲ قولہ وایان للزمان الخ ایان استفہام کیلئے خاص ہے اس میں شرط کے معنی نہیں ہوتے ہیں۔ مثال استفہام کی جیسے ایان یوم الدین ۱۲ قولہ وکیف للحال الخ یعنی کیف حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے کیف زید یعنی زید کی حالت اور کیفیت

کیا ہے ۱۲ قولہ مذو مند الخ یعنی مذو مند ظرف مبتدئہ میں سے ہیں اور ان کے معنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں قلت بنا میں حرفت کے مشابہ ہیں۔ مذو مند کی دو صورتیں ہیں اول مدت کے لئے آتے ہیں اور اس وقت ان کے بعد مفرود سمرز بنی فصل کے واقع ہوتا ہے اس لئے کہ اول مدت امر واحد معین ہے جیسے ماربعہ مذیوم الجمعہ اور کبھی جمع مدت کے لئے آتے ہیں اور اس وقت ان کے بعد عدد کا مجموعہ متصل ہوتا ہے کہ جس کا قصد کیا گیا ہے خواہ مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع جیسے مارا شتہ بذیان اور مند ثلاثہ ایام۔ یعنی اس کو میرے مذیوم کے تمام مدت سے ۱۲ قولہ وقد یقع المصدرا الخ

۱۲ قولہ وقد یقع المصدرا الخ یعنی بعد مصدر یا فعل یا ان شقلا یا محقق واقع ہوتا ہے پس ان صورتوں میں مذو مند کے بعد لفظ زمان مقدور ہوتا ہے جیسے ماخرجت مذان ذمبت ای مند زمان ذباکہ وکذا الخ قولہ ومو مبتدئہ الخ یعنی مذو مند میں سے ہر ایک ترکیب میں مبتدئہ ہوتا ہے اس لئے کہ دونوں بتاویل لسان سمرز اور معنی میں اول مدت یا جمع مدت کے ہیں اور ابعدان کا خبر ہے بکلاف زجاج نحوی کے کہ اس کے نزدیک مذاد مند خبر مقدم اور اس کا ما بعد مبتدئہ اور خبر ہے زجاج کی دلیل یہ ہے کہ دونوں نکرہ ہیں لہذا مبتدئہ نہیں ہو سکتے۔ جمہور کہتے ہیں کہ دونوں ماول بمعر فیہیں ۱۲ قولہ ومنہا لدی ولدین الخ یعنی طرف مبتدئہ میں سے لدی اور لدین ہیں

وَمِنْهَا إِنْ دَانِي لِلْمَكَانِ اسْتِفْهَامًا وَشَرْطًا وَمَتَى لِلزَّمَانِ

فِيهَا وَأَيَّانَ لِلزَّمَانِ اسْتِفْهَامًا وَكَيْفَ لِلْحَالِ اسْتِفْهَامًا وَ

مَذْوْمًا وَمَعْنَى أَوَّلِ الْمُدَّةِ فَيَلِيهَا الْمَفْرُودُ الْمَعْرُوفُ وَمَعْنَى

الْجَمِيعِ فَيَلِيهَا الْمَقْصُودُ بِالْعَدِّ وَقَدْ يَقَعُ الْمَصْدَرُ أَوِ الْفِعْلُ أَوْ

أَنْ وَإِنْ فَيَقْدَرُ زَمَانٌ مَصْطَفٍ وَهُوَ مُبْتَدَأٌ وَخَبَرٌ كَمَا بَعْدَ

خِلَافًا لِلزَّجَاجِ وَمِنْهَا لَدَى وَلَدُنْ وَقَدْ جَاءَ

لَدُنْ وَلَدَيْنْ وَلَدُنْ وَلَدٌ وَلَدٌ وَلَدٌ وَمِنْهَا

قَطُّ لِلْمَاضِي الْمُنْفِيِّ وَعَوَضُ لِلْمُسْتَقْبَلِ الْمُنْفِيِّ

اور ان میں چند لغت اور میں لدن اور لدن اور لد اور لد اور وجہ ان طرفت کے معنی ہونے کی یہ ہے کہ ان میں سے بعض تو قلت بنا میں مشابہت کے ہیں اور باقی ان پر عمل ہیں ۱۱ قولہ رہنا قط الخ یعنی طرف مبتدئہ میں سے قط ہے اور وہ معنی منفی میں استغراق نفی کے لئے آتا ہے جیسے ماخرج قط میں میں نکلے گا کبھی نہیں مارا اور قط بھی محقق ہوتا ہے۔ پس حرف کے ساتھ قلت بنا میں مشابہ ہوگا لہذا معنی ہوگا۔ اور بعض مستقل معنی میں استغراق نفی کے لئے آتا ہے جیسے ہا کلمہ عوض میں میں اس کو کبھی نہیں کہلاؤگا اور چونکہ مضاف الیہ عوض کا محذوف معنی ہوتا ہے لہذا یہ بھی ہوگا ۱۲

۱۰ قوله والظروف المضافه اليه يعني ده ظرف جرحه يكثر اذ كل طرف مضاف هوته بين تخفيف کی وجہ سے ان کا معنی بر فقر ہونا جائز ہے جیسے ہم تیفخ الصادقین صدقہ کہ بیان یوم جہد کی طرف مضاف اور معنی بر فقر ہے اسی طرح ومن غزی یومئذ کہ اس میں یوم اذ کی طرف مضاف ہے اور معنی بر فقر ہے نتیجہ ۵ قویہ جو سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان ظروف کا جو کہ جملہ یا اذ کی طرف مضاف ہیں معنی بر فقر پر حنا جائز ہے۔ اسی طرح ان کو معرب بھی پر حنا سکتے ہیں۔ پس اہل میں یوم کو بنا پر خبر جہاد کے مرفوع اور ثانی میں غزی کے مضاف الیہ ہونگی بنا پر خبر و بر فقر ہونے کے ہیں ۱۰ قوله وکنک شل وغیرہ

یعنی اس طرح لفظ شل اور غیر جہد کہ ما اور ان مصدر ہے اور ان مشقہ کیساتھ واقع ہوں جواز لایا اور بنا میں ظرف مذکورہ کے شل ہونے اس لئے کہ یہ جملہ کی طرف مضاف ہونے میں ظرف مذکورہ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں لہذا ان دونوں کا معنی بر فقر ہونا بھی جائز ہے اور معرب ہونا بھی جیسے قبانی مثل نام نام ذید و مثل ان نام ذید و قبانی غیر نام ذید ۱۰ قوله المعزۃ والکرۃ یعنی یہاں معزۃ و ذکرہ کے بیان میں ہے ۱۱ قوله المعزۃ ما وضع الخ یعنی معزۃ وہ اسم ہے کہ جب کو کسی ایسی چیز کیلئے وضع کیا جو۔ بر اسلم اور مخاطب کے نزدیک معین اور معلوم ہے پس انکرہ اس تعریف سے خارج ہو جائے گا ۱۲ قوله وہی المضمرات الخ یعنی معزۃ کے اسم چھ ہیں جو کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہیں

تنبیہ

۱۰	معزۃ
۱۱	کرۃ
۱۲	مضمرات
۱۳	مضمرات
۱۴	مضمرات
۱۵	مضمرات
۱۶	مضمرات
۱۷	مضمرات
۱۸	مضمرات
۱۹	مضمرات
۲۰	مضمرات

والظروف المضافۃ الی الجملة واذ یجوز بناؤها علی

ای بناہ تک الظروف ۱۲

الفترۃ وكذلك مثلٌ وغیرمہ ما وان وان المعرفۃ

ای کی الظروف المذكورة ۱۲

والنکرۃ المعرفۃ ما وضع لشیء بعینہ فی المضمرات

والاعلام والمہمات وما عرفت باللام والنداء

ای الندیۃ والکبیۃ او الاستغاثۃ ۱۲

المضاف الی احدها معنی العلم ما وضع لشیء بعینہ

ای الی احد الامور المذكورة ۱۲ مبتدأ ۱۲ خبر ۱۲

غیر متناول غیرۃ بوضع واحد اعرفها المضمر المتکلم

ای اعراب المعارف ۱۱

ثم مخاطب الشکرۃ ما وضع لشیء لا بعینہ

سبتدأ ۱۲ خبر ۱۲

کو بیان نہیں کیا ۱۲ ۱۰ قوله الشکرۃ ما وضع الخ یعنی نکرہ وہ اسم ہے کہ جس کو شیء غیر معین کے لئے وضع کیا گیا ہے تعریف نکرہ میں لا بعینہ کی قید سے معرفہ خارج ہو گیا ۱۲

تنبیہ یہ یاد رکھو کہ اور مذکور میں سے کسی ایک کی

طرف اضافت سے مراد اضافت معنوی ہے اس لئے کہ اضافت لفظی تعریف کا نالہ نہیں دیتی نیز اور مذکورہ سے مراد کے سوا مراد میں اس لئے کہ مراد کی طرف اضافت نہیں ہوتی ۱۰ قوله العلم ما وضع الخ یعنی علم عام ہے کہ جب کو کسی نے معین کیلئے وضع کیا کہلے اور وہ وضع واحد میں ہونے کی وجہ سے متناول ہو تو تعریف مذکور میں زائد نہیں ہے کیونکہ خاص ہے اور غیر متناول خصوص کی قید سے تمام مراد سے اخرا ہے اور وضع واحد کی قید سے علم مشترک خارج ہے جیسے یہ جبکہ دو شخص کا نام جو میں سویت اگر ہر دو کو متناول ہے ۱۱ وضع واحد سے متناول ہے نہ متناول ہے ۱۲ قوله اعرفها الخ العلم الخ یعنی عرف المعارف منبر متکلم ہے اس لئے کہ اس میں انشاس تکم سے مراد اس کے بعد منبر مخاطب جیسا کہ ظاہر ہے اور چون کہ منبر مخاطب اور متکلم میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون اعرف ہے لہذا مصنف نے غیر مخاطب

۱۔ قولہ اسماء اللہ الخ یعنی اسماء معدودہ الفاظ ہیں جن کو ازاد اشیا کی تعداد میں مانگنے کیلئے وضع کیا گیا ہے تلاتہ رجال میں ثلاثہ اسماء معدودہ سے اور رب کے تین فرد پر وراثت کرتا ہے ۲۔ قولہ اصول الخ یعنی اصول اسماء معدودہ کے بارہ کلمے ہیں ایک سے دس تک اور مائتہ اور الف اب باقی دس دیکھ کر اثبات اللہ کے صودہ ان بادہ کلموں سے ماخوذ ہیں ۳۔ قولہ تعقل واحد الخ اب یہاں سے مصنف رحمہ فرمایک کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ لفظ واحد مفرد مذکر کے لئے اور لفظ اثنان متینہ مذکر کے لئے اور واعدۃ ادرشتان اور مشنان مؤنث کے لئے ہیں

أَسْمَاءُ الْعَدَمِ وَأَوْضَحَ لِكَمِّيَةِ إِحَادِ الْأَشْيَاءِ أَصُولَهَا

اَتَتَا عَشْرَةَ كَلِمَةً وَاحِدَةً اِلَى عَشْرَةِ مِائَةٍ وَالْفُتُورُ

واحد اثنان احدى اثنان وثنان وثلاثة الى
 للمذكر^{١٢} للمؤنث^{١٣} للمذكر^{١٤}

عَشْرَةٌ وَثَلَاثٌ إِلَى عَشْرٍ وَاحِدٍ عَشَرَ اثْنَا عَشَرَ أَحَدًا
 لَمَنْزِلَةٍ ۱۱

عشرة اثنتا عشرة وثنتا عشرة وثلاثة عشر الى

تِسْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ إِلَى تِسْعِ عَشْرَةَ وَتَمِيمٌ

تَكَسَّرَ الشَّيْنُ فِي الْمُونِثِ وَعِشْرُونَ وَآخِرَاتُهَا

فِيهِمَا وَاحِدٌ وَعِشْرُونَ وَوَاحِدٌ وَعِشْرُونَ

اور یہ قیاس کے موافق مذکر کے لئے مذکر اور مؤنث کے لئے مؤنث سے لیکن تین سے دس تک اعداد خلاف قیاس آتے ہیں مذکر کے لئے علامات تانیث لائی جاتی ہے۔ جیسے تائید زحال اور مؤنث کے لئے علامت تانیث نہیں لائی جاتی۔ جیسے ثلاث نسوة اور دلیل اس کی یہ ہے کہ جمع باعتبار جماعت کے مؤنث ہے۔ پس عدد میں اس کی علامت تانیث کی لائیں گے۔ تاکہ حمزہ اور تخیز میں مناسبت باقی رہے پھر جب مذکر میں تین سے لے کر دس تک علامت تانیث کی لائے تو مؤنث میں ان کے علامت تانیث کی نہ لائیں گے تاکہ مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق ہو اب اگر کوئی کہے کہ برعکس کیوں نہیں کیا گیا جواب یہ ہے کہ بوجہ احوال اور شرافت کے مذکر مقدم ہے پس اولاً اس کے حلال پر نظر کی گئی اور علامت تانیث اس کو دی گئی اس کے بعد مؤنث کا لحاظ کیا اور مذکر اور مؤنث میں فرق کرنے کے لئے اس میں علامت مؤنث کی نہیں لائے ۱۲۔ ۱۳ قولہ احد عشر یعنی دس کے عدد میں ترکیب کے ساتھ عطف نہ کیا جائے گا۔ اور گیرہ اور بارہ مطابق قیاس کے مذکر کے ساتھ عشر اور اثنا عشر۔ اور مؤنث کے لئے احدی عشر اور اثنتا عشر اور ثلثا عشر کہا جائے گا۔ اور تیس سے لے کر انیس تک پہلا جز خلاف قیاس ہو گا۔ جیسا کہ ترکیب سے پیشتر تھا تاکہ فرع اور اصل میں موافقت رہے اور دوسرا جز موافق قیاس کے ہو گا چنانچہ

مگر کے لئے غلظت عشرہ اور صوف کے لئے ثلث عشرہ تا تسع عشرہ کہا جائے گا۔ **قولہ** ویکم نکسر الشیخ الغنی یعنی نبی کریم ﷺ کے وقت عشرہ کے شیخ کو گمرو دے دیتے ہیں۔ تاکہ قرآنی اربع صحیح کی نقل ترکیب کے ساتھ لازم نہ آئے۔ لیکن اہل مجاز و شیخ مذکور کو بھی ساکن کرنے میں اور بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ تا معلقہ مگر ہے۔ پس تو انی چار حقوں کی کلمہ واحد میں آتی **قولہ** وعشرون واخرها یعنی عشرون اور اس کے نظائر ثلاثون وغیرہ میں مذکور دونوں دونوں مساوی ہیں جیسے عشرون و ملباء عشرون امرا اور شیخ کے بعد مذکور کے لئے اعداد عشرون اور صوف کے لئے اعداد عشرون کہیں گے ۱۲۔

ہو تو اس وقت اس میں دو وجہ جائز ہیں۔ اس لئے کہ کبھی رعایت لفظ کی کرتے ہیں اور کبھی رعایت معنی کی۔ اول کی مثال لفظ شخص ہے جب کہ اس سے مونث کا ارادہ کریں۔ پس باعتبار لفظ کے ثلثہ اشخاص کہیں گے اس لئے کہ لفظ مذکر ہے اور باعتبار معنی کے ثلث اشخاص کہیں گے اس لئے کہ وہ باعتبار معنی کے مونث ہے اور ثانی کی مثال لفظ نفس ہے جب کہ اس کا اطلاق مذکر پر کیا جائے۔ پس اس میں دو وجہ جائز ہیں۔ باعتبار معنی کے ثلثہ اشخاص اور باعتبار لفظ کے ثلث اشخاص کہیں گے اس لئے کہ باعتبار لفظ کے وہ مونث سماجی ہے ۱۲ قولہ ولا یزید واحد واثنتان یعنی واحد اور اثنتان کی تمیز نہیں آتی۔

چنانچہ نہ تو واحد بدل کہا جاتا ہے اور نہ اثنتا بدل اس لئے کہ لفظ تمیز کا مثلاً رجل اور رجلان باعتبار مادہ کے جنس پر اور باعتبار صیغہ کے وحدت اور ثنیت پر دلالت کرتا ہے پس تمیز کو ذکر کرنے کے بعد واحد اور

اثنتان سے اشتقاق لازم آئے گا اور وہ باطل ہے ۱۱ قولہ وتقول فی المفرد والجمع مصنف جب عدد اور اس کی تمیز کے بیان سے فارغ ہو گئے تو اب

یہاں سے حال اور تغییر کو بیان کرتے ہیں کہ دونوں میں کیا فرق ہے تفصیل حکم کی یہ ہے کہ جب کسی عدد کا واحد سے انتخاب کرتا چاہیں۔ تو اس کی

دو صورتیں ہیں درجہ عدد کا اس میں لحاظ ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر درجہ عدد کا ملحوظ نہ ہو تو نہ حال

ہے اور تغییر عیب کا واحد من الثلثہ اور درجہ عدد کا ملحوظ ہو تو دو صورتیں ہیں۔ نسبت ماتحت ملحوظ ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر نسبت ماتحت ملحوظ

مذکور تغییر ہے۔ جیسے ثالث اثنتین یعنی واحد جو دو کو تین کرنے والا ہے اور مطلب یہ کہ دو کا عدد تین کے مرتبہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ایک اور عدد نہ طلبا جائے پس

یہ عدد واحد ایسا ہے کہ اس نے دو کو ثالث کے مرتبہ پر پہنچا دیا اور نسبت ماتحت ملحوظ نہ ہو تو حال ہے جیسے ثالث ثلثہ یعنی تین سے تیسرا

بہر حال مصنف نے قولہ وتقول فی المفرد سے حال اور تغییر کا بیان کیا کہ جب عدد کا استعمال

معدودات میں کیا جائے تو اس وقت واحد من المتعدد میں اس اعتبار سے کہ وہ واحد اور

الفصل کو یک مرتبہ عدد زاد کر دیتا ہے۔ اثنائی اور اثنائین کہتے ہیں۔ اول مذکر کے لئے اور

ثانی مونث کے لئے اور یاد رکھو کہ تغییر معدودات کی

وَمُمِيزَاتٍ وَالْفِ تَثْنِيَةٌ مَا وَجُمِعَ مَخْفُوضٌ مُفْرَدٌ

اِذَا كَانَ الْمَعْدُومُ ثَنَا وَاللَّفْظُ مَذْكَرًا أَوْ بِالْعَكْسِ

فَوَجْهَانِ لَا يُمِيزُ وَاحِدٌ وَاثْنَانِ لِسْتَغْنَاءٍ بِلَفْظِ التَّمْيِيزِ

عَنْهُمَا مِثْلُ رَجُلٍ وَرَجُلَانِ لِإِفَادَةِ النِّصِّ الْمَقْصُودِ

بِالْعَدَدِ وَتَقُولُ فِي الْمَفْرُودِ مِنَ الْمُتَعَدِّ بِاعْتِبَارِ تَصْيِيرِهِ

ایہی استعمال العدود فی الامور دوات ۱۲

ایہی الواحد ۱۱

الثَّانِي وَالثَّانِيَّةُ إِلَى الْعَاشِرِ وَالْعَاشِرَةُ لِأَعْدَادٍ

۱۱ قولہ ویمیز ثنائہ والفاء الہ یعنی ثنائہ اور الف کی تمیز محدود ہوتی ہے اور عدد محدود اضافت کی وجہ سے اور مفرد اس لئے کہ ثنائہ اور الف جو کثرت پر دلالت کرتے ہیں اور اسی طرح ثنائہ اور الف کے ثنیت

اور صرف الف کی جمع کا حال ہے نہ ثنائہ کی جمع کا واسطہ کہ ثنائہ کی جمع کا استعمال مع اس کی تمیز کے متروک ہے لہذا ثلث مات رجل نہیں کہا جائے گا ۱۲ قولہ واذا کان العدود مونث الہ یعنی جب معدود باعتبار معنی کے مونث اور باعتبار لفظ کے مذکر ہو یا برعکس سو کہ لفظ کے اعتبار سے مونث اور معنی کے لحاظ سے مذکر

ہو مفعول ہے اور یہاں پر اپنے فاعل کا طرف صفا ہے اور اس کے دونوں مفعول محذوف ہیں ای تغییر الفص ازید نیز جانا چاہیے کہ مصنف نے تغییر کا اعتبار ثنائی سے کیا ہے اس لئے کہ واحد سے پیشتر کوئی عدد بھی نہیں جو اس عدد کو واحد بنائے نیز یعنی تغییر کا اعتبار عشرہ سے زیادہ میں نہیں کیا اس لئے کہ اس کا فرق مرکب ہے اس سے اسم فاعل کا اشتقاق نہیں ہو سکتا حالانکہ تغییر میں یہ ضروری امر ہے۔ بخلاف حالی

کے اس میں اسم فاعل بنانے کی حاجت نہیں ۱۲

(بند۱۱ مشیت الشریعہ بند۱۲ غفر لہ)

۱۔ قولہ وباعتبار حال الخ۔ یہ باعتبار تفسیرہ پر معطوف ہے اور مطلب یہ کہ بعد من المتعدد کو باعتبار حال اور مرتبہ کے جو اس میں ہے۔ مذکور کے لئے الاول اور ثانی۔ اور مونث کے لئے الاولیٰ اور ثانیہ کہتے ہیں۔ اسی طرح عاشر اور عاشرہ تک اور علیٰ هذا القیاس حادی عشر اور حادیہ عشرہ سے لے کر تاسع عشر اور تاسعہ عشرہ تک وکذا الی لا ثانیہ لہ قولہ ومن ثم قیل الخ یعنی چونکہ اعتبار تفسیر اور باعتبار حال میں اختلاف ہے۔ پس اس

وباعتبار حال الاول والثانی والاولی والثانیۃ الی
فی المونث ۱۱

العاشر والعاشرۃ والحادی عشر والحادیۃ عشرۃ والثانی
فی المونث ۱۱

عشر والثانیۃ عشرۃ الی التاسع عشر والتاسعۃ عشرۃ و
فی المونث ۱۱

من تحفیل فی الاول ثالث اثین ای مصدیرھا ثلاثۃ

من ثلاثۃ ما و فی الثانی ثالث ثلاثۃ ای احدھا وتقول
ای باعتبار المکرر الی المکرر المکرر

حادی عشر احد عشر علی الثانی خاصۃ وان شئت قلت حادی
الاول ۱۱

احد عشر الی التاسع تسع عشر فغیر الاول المذکور والمونث المونث
ای باعتبار المکرر المکرر المکرر

ما فیہ علامۃ التانیث لفظاً او تقدیراً
عبر ۱۱

کردار اصل ارضتہ تھا بدیل ارضتہ اس لئے کہ تفسیر اسہا کو ان کی اصل کی طرف سے جاتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ارض میں تاو تانیث متقدم سے تنبیہ ہے۔ مصنف نے تعریف میں مونث کو مذکور پر مقدم کیا۔ یا تو اس وجہ سے کہ اس میں اختصار عبارت ہے اور یا اس وجہ سے کہ مونث کی تعریف وجودی ہے اور مذکور کی عددی اور تا عدد ہے کہ وجودی عددی پر مقدم ہوتا ہے ۱۲

(محمد مشیت اللہ دیوبندی)

وجہ سے عدد کی طرف ان کی اضافت کرنے میں بھی اختلاف ہے۔ تفسیر کی صورت میں عدد کی اس کے ماتحت کی طرف اضافت کہتے ہیں مثلاً ثالث اثین کہتے ہیں۔ یعنی دو کو تین کرنے والا عدد اور حال کی صورت میں اس کے مساوی یا با فوق عدد کی طرف اضافت کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہیں ثالث ثلث یعنی تین میں کا تفسیر یا کہیں ثالث ثلث یعنی تین میں کا تفسیر اور قولہ ونقول حادی عشر احد عشر الخ یعنی مرکب اول کی مرکب ثانی کی طرف اضافت جائز ہے باعتبار حال کے نہ کہ باعتبار تفسیر کے۔ کیونکہ اعتبار تفسیر میں جیسا کہ معلوم ہوا دس سے تینا و تینیں کرتا۔ پس باعتبار حال کے حادی عشر احد عشر کہتے یعنی گیارہ میں کا گیارہ وال اور باعتبار تفسیر کے نہیں کہہ سکتے۔ قولہ وان شئت قلت الخ یعنی مرکب اول سے بقریۃ ثانی جزو آخر یعنی عشر کو حذف کر کے حادی احد عشر تاسع عشر کہنا بھی جائز ہے لیکن اس وقت مرکب اول کا جزو اول معرب ہوگا ماس لئے کہ اس کا مبنی ہونا وسط کلمہ میں واقع ہونے کی وجہ سے تھا پس جب مرکب اول کا جزو ثانی سا قح ہو گیا تو جزو اول وسط کلمہ میں نہ رہا لہذا معرب ہوگا۔ قولہ المذکور والمونث الخ مباحث عدد کا اجزاء چونکہ ذکر تانیث اور تذکیر کے ساتھ والستہ تھا۔ لہذا ذکر عدد کے بعد تذکیر و تانیث کا ذکر مناسب معلوم ہوا۔ قولہ المونث ما فیہ یعنی مونث وہ اسم ہے کہ جس میں علامت تانیث کی پائی جائے لفظاً جیسے طلسمہ کہ اس میں نا طلمات تانیث معطوف ہیں ہے۔ یا تقدیراً جیسے ارض

۱۔ قولہ والمذکر بخلافہ الخ یعنی مذکر وہ اکم ہے جو مونث کے خلاف ہو یعنی اس میں علامت تانیث نہ پائی جائے نہ لفظاً اور نہ تقدیراً ۲۔ قولہ وعلامت التانیث الخ یعنی علامت تانیث کی تین ہیں (۱) نام جیسے طلحہ (۲) الف مقصورہ جیسے حبلی (۳) الف ممدودہ جیسے حمراء ۳۔ قولہ ورجحی ولفظی الخ یعنی حوت و قوس پر سے حقیقی اور لفظی۔ حقیقی وہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں جنس حیوان مذکر ہو جیسے امراء کہ اس کے مقابلہ میں بعل ہے اور جیسے ناقۃ کہ اس کے مقابلہ میں بعل ہے اور لفظی وہ ہے جو حقیقی کے خلاف ہو یعنی اس کے مقابلہ میں جنس حیوان سے مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ

اور عین۔ پہلی مثال تانیث لفظی حقیقی کی ہے اور دوسری مثال تانیث لفظی تقدیری کی ہے اس لئے کہ تانیث لفظی عین میں مقدر ہے۔ بدیل عینیت کے اس لئے کہ تفسیر اسماء کو اپنی اصل پر لے جاتی ہے ۴۔ قولہ واذا اسند الفعل الخ یعنی جب فعل مونث حقیقی کی طرف مسند ہو تو اس وقت فعل میں تاء لازم ہے جیسے ضربت ہند عمراً ۵۔ قولہ وانت فی ظاہر غیر الحقیقی الخ یعنی اگر فعل اسم ظاہر مونث غیر حقیقی کی طرف مسند ہو تو کچھ کو فعل میں اختیار ہے خواہ اس کو مذکر لا یا اس میں علامت تانیث زیادہ کر جیسے طلح اشس اور طلعت اشس ۶۔ قولہ وحکم ظاہر الجمع یعنی اسم ظاہر جمع کا حکم بشرطیکہ جمع مذکر سالم نہ ہو اسم ظاہر مونث غیر حقیقی کا ہے بشرط خواہ اس کا واحد مونث ہو جیسے مونثات یا نہ ہو جیسے الرجال پس اس جمع کے فعل میں بھی اختیار

والمذکر بخلافہ وعلامة التانیث التاء والالف

مبتدأ ۱۲ خبر ای مالم یوجد فیہ علامت التانیث ۱۲ خبر ۱۲

مقصورة او ممدودة وهو حقیقہ ولفظی فالحقیقی ما

المونث ۱۲

بازائہ ذکر من الحيوان كأمراء وناقۃ واللفظی

ای ذکر کائن من جنس الحيوان احقر از من مخلد ۱۲

بخلافه كظلمۃ وعین واذا اسند الفعل اليه

فالتاء وانت فی ظاہر غیر الحقیقۃ بالخيار وحکم

ظاہر الجمع غیر المذکر السالم مطلقاً حکم ظاہر

غیر الحقیقۃ وضہیر العاقلین غیر المذکر السالم

باعتبار الجماعۃ ۱۲

فعلت وفعلوا والنساء والا یامر فعلت وفعلن

ع یا یفتنیہ الاسل ۱۲

ہے کہ علامت تانیث کی لائیں مثلاً جادت الرجال کہیں یا علامت تانیث کا کو لائیں مثلاً جاد الرجال کہیں پھر جمع ذکر سالم کو اس حکم سے خارج کر نیکی وجہ یہ ہے کہ اس کے فعل میں علامت تانیث کا لانا بالکل جائز نہیں پس طول جادت الزیدون نہیں کہہ سکتے ۷۔ قولہ وضہیر العاقلین الخ یعنی جو ضمیر بھی جمع مذکر مطلق کی طرف لگنے کو جمع مذکر سالم کے غیر ہے تو وہ ضمیر وصال سے خالی نہیں۔ یا تو ضمیر متکثر ہوگا جو تبادلی جماعت کو ملتی ہے جیسے الرجال جماعت اور یا فعل کا ضمیر بار مذکر جیسے الرجال جاد ۸۔ قولہ والنساء الا یم الخ یعنی وہ ضمیر جو ساد اور با یم میں جمع کی طرف ملتی ہے وہ بھی دو حال سے خالی نہیں۔ فعلت کی ضمیر ہوگی یا فعلن کہ جیسے النساء قالت ولسا قتلن اور لا یم خلعت و لا یم مضین ۱۲

۱۔ قولہ **الْمَثْنَىٰ** یعنی جسے وہ ہے جس کے آخر میں الف یا یا مائل مفتوح اور نون مکسورہ لاحق ہو اور یہ اس لئے کہ اس لحوق سے یہاں معلوم ہو رہا ہے کہ غرض یہ کہ اس کے ساتھ اس کے جنس سے ایک اور بھی ہے جیسے دبلا نون ثنیہ سے اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اصل کی ساتھ اور ایک اصل ہے ۲۔ قولہ **فَالْمَقْصُورَانِ** یعنی ہمزہ اسم مقصور کہ اس کا الف واؤ سے بدلا ہو ہو افعلاقی ہمزہ ثنیہ ہلتے وقت اس کے الف کو واؤ سے بدل میں گئے اس لئے کہ اصل اس میں واؤ ہے نیز ثلاقی خفیف ہے پس سخت کی وجہ سے واؤ کے آنے میں ثقالت پیدا نہ ہو گی جیسے

اور قصوان ۱۲۔ ۳۔ قولہ

والا فیا یا وا الخ یعنی اگر لفظ ثلاقی نہ ہو مام ادین کہ اس کا الف یا سے بدلا ہو ہو جیسے ملی ملیاں یا کسی چیز سے بدلا ہو نہ ہو جیسے جاری جبار یاں یا ثلاقی ہو مگر اس کا الف یا سے بدلا ہو ہو جیسے دجی وار جیان یا کسی چیز سے بدلا ہو نہ ہو جیسے نفی

فتیان تو ان سب صورتوں

میں اس الف کو یا سے

بدل لینے کا خطرہ لا مثله

۴۔ قولہ **وَالْمُدُودِ** یعنی

اگر اسم کے آخر میں ممدودہ

ہو تو ثنیہ بنائے وقت ہمزہ

ثابت رہے گا بشرطیکہ اسکی

ہو۔ اس لئے کہ اصل بقا

کو مقتضی ہے جیسے قراء اور

قرآن اور اگر ہمزہ ثانیہ کیلئے

ہو تو ثنیہ بنائے وقت واؤ

سے بدل جائیگی اس لئے

کہ ثقالت میں واؤ ہمزہ کے

قریب ہے جیسے عمراء اور عمرا

ان ۵۔ قولہ **وَالْأَفَاوِجِرَّانِ**

الخ یعنی جب ہمزہ نہ اصل یہ

ہو اور نہ ثانیہ محال تو اس

وقت اس میں دو ہمزہ جائز

ہیں ہمزہ کو ثابت رکھنا بھی جائز

۶۔ اور واؤ سے بدل لینا بھی جیسے کہ اردن اور کاردن

اس لئے کہ نون تالی کلمہ بدلات کرتا ہے اور اسم نام غیر تغیر کے مضاف نہیں ہوتا ۷۔ قولہ **حَذَفْتُ** تا واو ثانیہ

ثانیہ کو گرا دینے میں اس لئے کہ خصیثین اور البتین میں سے ہر ایک لازم البتہ ہے : پس دونوں ہمزہ کمر واحد کے ہیں ۔ اور تا علاوہ ہے کہ علامت

ثانیہ وسط کلمہ میں نہیں ہوتی ۱۱

۱۔ **الْمَثْنَىٰ مَا لِحَقَّ آخِرُهُ الْفَّ أَوْ يَاءُ مُفْتَوَحٍ مَا**
نورسین ۱۲

قَبْلَهَا وَنُونُ مَكْسُورَةٍ لِيَدُلَّ عَلَى أَنَّ مَعَهُ مِثْلَهُ

۲۔ **مِنْ جَنْسِهِ فَاَلْمَقْصُورَانِ كَانَتِ الْفَاءُ عَنْ وَادٍ**

۳۔ **وَهُوَ ثَلَاثِي قَلْبٍ وَأَوَّاءٌ إِلَّا فَبِالْيَاءِ وَ**
حال ۱۲

۴۔ **الْمُدُودُ إِنْ كَانَتْ هَمْزُهُ أَصْلِيَّةً ثَبَتَتْ**
ای غیر زائدہ ولا متفقہ ۱۱

۵۔ **وَإِنْ كَانَتْ لِلثَّانِيَةِ قَلْبٌ وَأَوَّاءٌ إِلَّا فَالْوَجْرَانِ**
جائز ان ۱۱

۶۔ **وَيُحْذَفُ نُونُهُ لِلْإِصْفَاقِ وَحُذِفَتْ تَاءُ**
اسی نون المثنی ۱۱

۷۔ **الْثَّانِيَةُ فِي خَصِيَّانٍ وَالْيَاكُنَ**

۸۔ قولہ **وَيُحْذَفُ نُونُهُ** للاضافۃ الخ یعنی اضافت کے وقت نون ثنیہ کو گرا دیا جاتا ہے اس لئے کہ نون تالی کلمہ بدلات کرتا ہے اور اسم نام غیر تغیر کے مضاف نہیں ہوتا ۹۔ قولہ **حَذَفْتُ** تا واو ثانیہ ثانیہ کو گرا دینے میں اس لئے کہ خصیثین اور البتین میں سے ہر ایک لازم البتہ ہے : پس دونوں ہمزہ کمر واحد کے ہیں ۔ اور تا علاوہ ہے کہ علامت ثانیہ وسط کلمہ میں نہیں ہوتی ۱۱

۱۔ قولہ المجرع اول الخ یعنی مجروح وہ اسم ہے جو اپنے حروف مفرد میں غور سے سے تغیر کے بعد افراد مقصودہ پر دلالت کرے۔ تعریف مذکور میں احواد مقصودہ کی قید سے اسماء اجناس خارج ہو گئے اس لئے کہ وہ واحد پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ اور حروف مفردہ کی قید سے اسماء عدد اور قوم اور وسط وغیرہ خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اگرچہ احواد مقصودہ پر دلالت کرتے ہیں۔ مگر ان کا مفرد نہیں اور تغیر یا کی قید سے مثل و کتب خارج ہو گیا اس لئے کہ اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۲۔ قولہ فخر و رجب الخ جس میں مثل قرار دیکھ کے اجماع مذہب کی بنا پر جمع نہیں میں بلکہ ترسم جس سے اس لئے کہ اس میں فرد مقصود نہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق بعد پر بھی جائز ہے اور کتب و اکب کی جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے۔ اس لئے کہ فاعل کی جمع فعل کے وزن پر مشعر نہیں ۳۔ قولہ و نحو فلک الخ یعنی فلک باوجودیکہ اس کا مفرد بھی فلک ہے جمع ہے اس لئے کہ تعریف جمع میں تغیر سے مراد نام ہے۔ تغیر حقیقی ہو یا منکی۔ پس فلک میں اگرچہ تغیر حقیقی نہیں مگر تغیر منکی ضرور ہے اس لئے کہ مفرد کی حالت میں اس کا وزن نقل اور جمع کی صورت میں اس کا وزن اسد ہے ۴۔ قولہ و ہو صبیح و مکرر الخ یعنی جمع کی دو صورتیں ہیں۔ جمع صبیح اور جمع مکرر جمع صبیح وہ ہے کہ بنا بر واحد کی اس میں سلامت رہے اور جمع مکرر وہ ہے کہ بناء واحد کی اس میں سلامت نہ رہے۔ جمع صبیح کی دو نوع ہیں۔ جمع صبیح مذکر اور جمع صبیح مؤنث ۵۔ قولہ فاعل الخ یعنی جمع صبیح مذکر وہ اسم ہے کہ اس کے مفرد کے آخر میں واو یا قبل مضمر یا یا بعد ماقبل مکرر اور وزن مفتوح لاحق ہوتا کہ یہ نحو اس امر پر دلالت کرے کہ مفرد کے ساتھ مفرد سے اکثر ہیں۔ جیسے مسون کہ وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ایک مسلم کے ساتھ ایک مسلم سے زیادہ یعنی دو یا چند ہیں ۶۔ قولہ فان کان آخرہ یا الخ یعنی پس اگر جمع صبیح کے مفرد کے آخر میں یا بعد ماقبل مکرر ہو تو جمع بنانے وقت وہ یا بعد مکرر جائے گی۔ جیسے قاضون کہ اصل میں قاضین متقا۔ پس اس قلیل سے جو کتب صرف میں مفصل تحریر ہے۔

المجموع ما دل على احواد مقصودة بحروف مفردة
ای قصدت فیہ ۱۱

بتغیر ما فنحو مکرر و کتب لیس مجمع علی الاصح و نحو

فلک جمع و هو صبیح و مکرر فالصیح مذكر و لمؤنث
ای الجمع زمان ۱۱۔ کون بنا بر واحد میثاقہ ۱۲

فالذکر ما لحق آخره واو مضموم ما قبلها اویاء
ای آخر مفردہ ۱۱۔ ای تک الواد اللفظ الواحد

مکسور ما قبلها ونون مفتوحة لیدل علی ان معہ

اکثر منہ فان کان آخره یاء قبلها کسرة حذف
ای من ذلک الاسم ۱۱

مثل قاضون وان کان آخره مقصوراً حذف الالف

وبقی ما قبلها مفتوحاً مثل مصطفون

قانون کر یا گیا کہ قولہ وان کان آخره مقصور الخ یعنی اگر جمع صبیح کے مفرد کے آخر میں الف مقصورہ ہو تو وہ الف جمع میں التقاءے ساکنین کی وجہ سے گرجا جائے گا جیسے مصطفون کہ اصل میں مصطفون تھا۔ پس یا بعد ماقبل مفتوح ہونے کے الف ہو گئی اور الف التقاءے ساکنین کی وجہ سے گرجا گیا ۱۱

(بندہ مشیت اللہ ربوبندی غفرلہ)

اگر کوئی کہے کہ اس کا عکس کہیں نہیں کیا اس طرح پر کہ افعل فعلان کی جمع توجہ سام آتی ہے اور افعل اسم تفصیل کی یہ جمع نہ آتی جواب یہ ہے کہ اسم تفصیل میں معنی صفت کے زائد ہیں پس وہ آوازے اور اشرف ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ اس کی جمع بھی اشرف الجمرع ہو اور وہ جمع سالم سے ہے تو لا فعلان فعلی الخ یعنی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ اسم صفت اس فعلان کے وزن پر نہ ہو کہ جس کا مونث فعلی کے وزن پر آتا ہے جیسے سکران ثم اس کا مونث سکرئی آتا ہے اس لئے کہ اگر اس فعلان کی جمع واؤن کے ساتھ آئے گی تو اس میں اور فعلان فعلان میں القباس پیدا ہو جائے گا پس القباس سے

وشرط ان کان اسمًا فہذا کر علم یعقل وان کان صفة
بشرط ۱۱

بجئے کے سے فعلان فعلی کی جمع واؤن کے ساتھ نہ آئے گی اور اگر کوئی کہے کہ اس کا عکس کی نہیں کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ اصل فرق میں درمیان مذکر اور مونث کے تا ہے اور یہ فعلان فعلان میں موجود ہے پس مناسب یہ ہے کہ اس کی جمع اشرف الجمرع ہو نیز موم عکس کی جمع واؤن کے ساتھ لائی جائے کہ جس کا مونث فعلی ہے تو لازم آئے گا کہ اس کے مونث کی جمع الف تاو کے ساتھ لائی جائے اس لئے کہ یہ جمع تصحیح ہے حالانکہ اس کے مونث کی جمع کا الف تاو کے ساتھ آنا لازم نہیں ہے قولہ ولا مستویا فیہ مع المونث الخ یعنی چونکہ شرط یہ ہے کہ وہ اسم صفت ایسا نہ ہو کہ جس میں مذکر و مونث برابر ہوں جیسے جریح و صبور اس لئے کہ اگر ایسے اسم صفت کی جمع کو واؤن کے ساتھ لایا جائے گا۔ تو اس کا اختتام مذکر کے ساتھ لازم ہوگا۔ حالانکہ وہ مذکر کے ساتھ مختص نہیں ہے قولہ ولا تباؤ اتانیت الخ یعنی پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ اسم صفت تاو تانیت کے ساتھ مقبض نہ ہو اس لئے کہ ذوالتاو کی جمع اگر واؤن کے ساتھ لائی جائے گی تو وہ صوتیں ہیں۔ واؤن کو تاو سے پیشتر لائیں گے یا تاو کے بعد اول صورت متنبع ہے اس لئے کہ اس صورت میں علامت تانیت کا دوسرے کل میں داخل ہونا لازم آتا ہے اور دوسری صورت بھی متنبع ہے اس لئے کہ اس وقت علامت تانیت کا دسٹ کلہ میں داخل ہونا لازم آتا ہے اور وہ ناجائز ہے قولہ وتحدف نور الخ۔ ای توں التبع یعنی اضافت کی وجہ سے وزن کو گرا دیتے ہیں۔ جیسے بسوا النقم اور علت اس کی وہی ہے جو کہ تنذیر میں گزری ۱۱ کہ قولہ وقد شد الخ۔ یعنی سنتہ بالفتح اور ارض کے مانند جمع کو واؤن کے ساتھ لانا شاذ ہے اس لئے کہ اول اسم غیر مفتی ہے اور اس میں عقل اور تذکیر اور علمیت کی شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں اور یہی حال ثانی کا ہے پس سنین اور متین ان کی جمع شاذ ہیں ۱۲

فہذا کر یعقل وان لا یكون افعلا مثل اخر
ای مونث ۱۱

حماؤ ولا فعلان فعل نحو سکران ولا مستویا فیہ
ای مونث فعلی ۱۱

مع المونث مثل جریح و صبور ولا تباؤ التانیت مثل
بشرط ۱۱

علامۃ وتحدف نور بالاضافۃ وقد شد نحو سنین و
ای وزن الجمع ۱۱

۱۱ قولہ وشرط ان کان اسمًا الخ۔ یعنی جمع مذکر جمع کی شرط یہ ہے کہ اگر وہ اسم ہو تو مرکب ذوقی القول کا علم ہو۔ اور مراد مذکر سے یہ ہے کہ تاو مذکر اور مقدور سے خالی ہوتا کہ مثل طلحہ اور عین اس کم سے خارج ہو جائیں اس لئے کہ ان کی جمع سالم نہیں آسکتی اور یہ شرط اس وجہ سے ہے کہ جمع تمام مجمعین اشرف سے اور مذکر عاقل بھی اشرف ہے پس اشرف اشرف کو دیا تا کہ تناسب باقی دے ۱۱ قولہ وان کان صفة الخ یعنی جب اسم مذکر صفت ہو جیسے اسم فاعل۔ اسم مفعول وغیرہ تو اس کی جمع صحیح کے لئے چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ وہ مذکر عاقل ہو اور اس کی علت وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اسم صفت اس فعل کے وزن پر نہ ہو کہ جس کا مونث فعلان کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے بحر ثم اس لئے کہ اس فعل کی جمع بھی اس وزن پر آتی ہے کہ جس کا مونث فعلی ہوتا ہے۔ پس اگر فعل فعلی کی جمع بھی اس وزن پر آئے گی تو دونوں فعل کے درمیان القباس پیدا ہو جائے گا اور

۱۲ جیسے بسوا النقم اور علت اس کی وہی ہے جو کہ تنذیر میں گزری ۱۱ کہ قولہ وقد شد الخ۔ یعنی سنتہ بالفتح اور ارض کے مانند جمع کو واؤن کے ساتھ لانا شاذ ہے اس لئے کہ اول اسم غیر مفتی ہے اور اس میں عقل اور تذکیر اور علمیت کی شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں اور یہی حال ثانی کا ہے پس سنین اور متین ان کی جمع شاذ ہیں ۱۲ (بندہ مشیت اللہ دیوبندی)

۱۔ قولہ الموثق بالحق آخرہ الخ۔ یعنی جمع موثق سالم وہ ہے کہ جس کے مفرد کے آخر میں الف اور تاو لاحق ہو تب موثق سالم کی شرط جب کہ اس کا مفرد اسم صفت ہو اور اسم مفرد کا مذکر بھی ہو۔ ہے کہ اس کے مذکر کی جمع داؤ اور ذوں کے ساتھ لائی جاتی ہو۔ تاکہ مزیت فزع کی اصل پر لازم نہ آئے۔ اور جب اس کے مفرد کا مذکر نہ ہو تو اس کے جمع موثق سالم بنانے کی شرط یہ ہے کہ وہ لفظ تاو تا بیث سے خالی نہ ہو جیسے حائض کہ اس کی جمع حائضات نہیں آتی بلکہ ذواتہاء یعنی حائضہ کی جمع حائضات آتی ہے۔ پس اگر حائض کی جمع بھی حائضات آئے تو البتہ اس پیدا ہو جائیگا اور یہ معلوم نہ ہوگی۔ کہ حائضات حائضہ کی جمع ہے یا نفس کی۔ پھر حائض اور حائضہ کے درمیان لفظ تفریق اس لئے مفرد سے ہے کہ ان دونوں میں معنی تفریق سے اس لئے حائض زن بالغہ کو کہتے ہیں۔ یعنی اس کو کہ جس میں حیض کی صلاحیت ہے اور حائضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو فی الحال حیض میں مبتلا ہے ۲۔ قولہ والا جمع مطلقا الخ یعنی اگر وہ اسم صفت نہ ہو بلکہ اسم محض ہو تو اس وقت بلا اعتبار شرط کے الف اور تاو کے ساتھ جمع لائی جائیگی ۳۔ قولہ جمع التکسیر الخ یعنی جمع تفسیر وہ ہے کہ جس میں بناء واحد کی سلامت نہ ہے۔

الضمين الموثق ما لحق آخره الف وتاء وشرطان
ای الجمع ایضاً
ای آخر مفرد ۱۲۵

كان صفة ولم يذكر فان يكون مذكراً بالواو والنون
ای لہ تک الام ۱۲

وان لم يكن لم يذكر فان لا يكون مجرداً الحائض والا

جمع مطلقاً جمع التکسیر ما تغیر بناء واحد کرجال

وافراس جمع القلة أفعال وأفعال وفعلة وفعل

الصحيح وقاعدة اذ لك جمع كثرة المصدر اسم

للحدث الجاری علی الفعل وهو من الثلاثی المجرد
ای المصدر ۱۲

یما ومن غیر قیاس و یعمل عمل فعله فاضیاً وغیرہ
ای قیاس ۱۱
ای غیر الثلاثی المجرد ۱۲

الکافی الخ الخ یعنی معادہ شلاقی مجرور کے ساتھ ہیں اور مزاج الادراج میں ہے کہ سیوہ کے نزدیک اس کے اوزان تیس ہیں ۱۔ قولہ ومن غیر قیاس الخ یعنی غیر قیاسی مجرور سے اوزان مصدر کے قیاسی ہیں ۲۔ قولہ ویعمل عمل فعله الخ یعنی مصدر اپنے فعل کا سا مل کر اپنے فعل کا فعل لازم ہے تو فعل لازم کا سا مل کر ہے گا اور مصدر کی ہے تو فعل متعدی کا سا مل کر گا خواہ مصدر بمعنی ماضی ہو یا بمعنی حال استقبال پھر فاضیاً وغیرہ سے یہ تقسیم کی گئی ہے کہ کسی کو یہ تو کم ہو کہ مصدر بمعنی ماضی ہو گا تو عمل کرے گا جیسا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول بمعنی ماضی عمل نہیں کرتا اور مصدر بمعنی ماضی عمل کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم فاعل و اسم مفعول تو ثابت متضام کی وجہ سے عمل کرتا ہے اور مصدر بالذات عمل کرتا ہے پس مصدر کے فاعل ہونے میں حاجت معنی حال اور استقبال کی نہیں ۱۱

۱۔ قول و یعمل عمل عند الخ یعنی اسم فاعل اپنے فعل کا مائل کرتا ہے خواہ وہ فعل لازم ہو یا متعدی لیکن شرط یہ ہے کہ اسم فاعل معنی میں مائل یا استقبال کے جو اس لئے کہ اسم فاعل فعل مضارع کے ساتھ صورتہ و معنی مشابہ ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے پس ضروری ہے کہ وہ معنی میں مائل یا استقبال کے ہوتا کہ مضارع کے ساتھ مشابہت معنوی بھی متحقق ہو جائے ۲۔ قولہ والاعتماد علیہ الخ یہ اسم فاعل کے عمل کرنے کا دوسری شرط ہے اور مطلب یہ کہ وہ اپنے صاحب پر کہ مبتدأ امر یا موصول یا موصول یا ذوالحال ہے اعتماد رکھے اس لئے کہ وہ مائل ہیجف ہے پس اعتماد

کرنا چاہئے ۳۔ قولہ واللمعزۃ ادا الخ یعنی اسم فاعل اپنے صاحب پر اعتماد رکھے یا ہمزہ استفہام اور مانا فیه پر جیسا کہ قسم ثانی مبتدأ میں ہوتا ہے۔ جیسے امام زید ۴۔ قولہ فان کان للماضی الخ یعنی اگر اسم فاعل معنی میں ماضی کے ہو تو اضافت معنوی واجب ہوگی اور وہ عمل نہیں کرے گا اس لئے کہ اس کے عمل کرنے کی شرط یعنی معنی میں حال یا استقبال کے ہونا مفقود ہے بخلاف کسائی کے کہ اس کے نزدیک صورت مذکورہ میں بھی اضافت معنوی واجب نہیں بلکہ اسم فاعل خواہ معنی میں ماضی کے ہو یا مضارع کے ہر صورت میں عمل کرے گا۔ اور اگر اضافت کریں تو اضافت لغتی ہوگی ۵۔ قولہ فان کان لامعزول الخ یعنی جب اسم فاعل معنی ماضی کا مضارع الیہ کے سوا کوئی دوسرا موصول ہو تو اس موصول کا نصب فعل مقدر سے ہوگا نہ کہ اسم فاعل سے جیسے زید مطلقاً اور ہما اس ای اعلیٰ درجہ اور یہ مذہب جمہور کا ہے ۶۔ قولہ فان دخلت اللام الخ یعنی اگر اسم فاعل پر الف و لام داخل ہو تو اس وقت ہر حال میں عمل کرے گا خواہ معنی میں مضارع کے ہو یا ماضی کے اس لئے کہ الف و لام موصول ہے اور اس کے لئے صلا اس کے مابعد میں لازم ہے اور مطلقاً ہوتا ہے۔ پس گویا کہ وہ اسم فاعل خود فعل ہے۔ لہذا ہر معنی میں عمل کرے گا۔ جیسے مررت بانضراب البوہ زید اس کے قولہ و ما وضع الخ یعنی ہر وہ اسم جوامم فاعل ہے جبالغہ کے لئے وضع کیا گیا ہے جیسے ضرب اور ضرب وغیرہ مل اور شرط عمل میں اسم فاعل کی

و یعمل عمل فعلہ بشرط معنی الحال او الاستقبال و
ای حال کو نہ متنبہا بشرط الخ

الاعتماد علی صاحبہ والہمزۃ او ما فان کان للماضی

وجبت الاضافة معنی خلافا للکسائی فان کان

لزمعزول اخرفی فعل مقدر یخوزید معطو وادھما
ای نمونہ شمس بتقدیر فعل مقدر و ل معطو اسم فاعل

امسرفان دخلت اللام استوی الجہیز وکما وضع
ای علی اسم الفاعل ۱۲ ای للماضی و الحال و الاستقبال ۱۱

منہ للمبالغة کضرب و ضرب و مضرب و
مبتدأ ۱۲

علیم و حد و مثله و المثنی و المجموع مثله
خبر ۱۲

و یجوز حذف النون مع العمل التعریف تخفیفاً

طرح ہے ۱۔ قولہ المثنی و المجموع الخ یعنی اسم فاعل اور مبالغہ کا تشبیہ اور جمع اشتراط اور مل میں مثل اسم فاعل مفرد کی ہے ۲۔ قولہ و یجوز حذف النون الخ یعنی اسم فاعل کے نون کا حذف کرنا جائز ہے جب کہ یہ دو شرطیں پائی جائیں۔ ایک یہ کہ وہ مائل ہو دوسرے یہ کہ معرف ہو اور یہ حذف تنقیص اور تقلیل تلویل کے لئے ہے۔ جیسے بالمقیمی الصلوۃ اس قرأت پر کہ مملوۃ کو منصوب پڑھا جائے اور جب اضافت کریں تو حذف نون کا وجہ ہوگا ۱۲۔

لے قولہ ۱۱ مفعول ما اشتق ۱۱ اسم مفعول وہ اسم ہے کہ مصدر سے اس ذات کے لئے مشتق ہو کر جس پر فعل کا وقوع ہوتا ہے اسم مفعول کا صیغہ تثنائی مجزوع مفعول کے وزن پر آتا ہے اور غیر تثنائی مجزوع سے اس کا صیغہ اس باب کے اسم فاعل کے وزن پر ہوتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ اسم مفعول میں ما قبل آخر کو فتح ہوتا ہے ۱۱ قولہ وادعوا فی العمل والاشتراط ۱۱ یعنی عمل نصب اور اشتراط عمل میں اسم مفعول کا حال اسم فاعل جیسا ہے پس اسم مفعول کے عمل کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ معنی میں حال یا استقبال کے ہوا اور مورد مذکورہ ہیں سے کسی ایک پر اعتماد کئے ہوئے ہوا اور جب

اسم المفعول ما اشتق من فعل لمن وقع علیہ

وصیغته من الثلاثی علی مفعول ومن غیرہ

علی صیغۃ الفاعل بفتح ما قبل الآخر مستخرجہ و

أمرہ فی العمل الاشتراط کا مفعول فاعل مثل زید

معطی غلامہ درہما الصفة المشبهة ما اشتق من

فعل لازم لمن قام بہ علی معنی الثبوت وصیغہا

مخالفة لصیغۃ الفاعل علی حسب السماع

کحسن و صعب و شدید و تعمل عمل فعلها مطلقاً

صفت مشبہ اور اسم فاعل میں فرق ہے اور یہ کہ فرق تین طرح پر ہے ایک یہ کہ صفت مشبہ میں صفت مودۃ یعنی دائمی موتی ہے اور اسم فاعل میں حدودی یعنی جائی ہو دوسرے یہ کہ صفت مشبہ کے صیغہ اسم فاعل کے مخالف ہیں تیسرے یہ کہ صفت مشبہ کے صیغہ اسمی ہیں اور اسم فاعل کے قیاسی ۱۱ قولہ و تفعل عمل فعلہ ۱۱ یعنی صفت مشبہ اپنے فعل لازم کا عمل کرتا ہے۔ بغیر شرط زمانہ حال یا استقبال کے اس لئے کہ اس میں ثبوت کے معنی میں حدوت کے نہیں کہ کسی زمانہ کا اعتبار کیا جائے ۱۱ -

اسم مفعول معرب بلام
مجزوع یعنی ہوا کر کسی
عمل کرے گا جیسے زید علی
غلامہ درہما ۱۱ قولہ
الصفة المشبهة الموصولة
صفت مشبہ وہ اسم
ہے کہ جو فعل لازم یعنی
مصدر لازم سے اس
ذات کے لئے مشتق
کیا گیا ہو کہ جس کے
ساتھ وہ فعل بطور
ثبوت قائم ہے پس
قولہ علی معنی الثبوت
قائم کے متعلق ہے اور
اس قید سے اسم
فاعل خارج ہو جاتا
ہے اس لئے کہ اس
میں معنی حدوت کے
ہیں کما ۱۱ قولہ
وصیغتها مخالفة الموصولة
صفت مشبہ کا صیغہ
اسم فاعل کے صیغہ
کے مخالف ہے تا آنکہ
اوزان صفت مشبہ
کے اسمی ہیں جیسے
حسن اور صعب اور
شدید کہ اشتراط کو
میں سے ایک بھی اسم
فاعل کا صیغہ نہیں بہر حال

۱۔ قولہ و تقسیم مسائلہا ان تعین تقسیم اقسام صفت مشبہ کی یہ ہے کہ صفت مشبہ یا معرف باللام ہوگا۔ یا مجرد عن اللام اور ہر تقدیر پر معمول اس کے مضام ہوگا یا معرف باللام یا دونوں سے مجرد کہ نہ صفت ہو اور نہ معرف باللام پس تین کو دو میں ضرب دینے سے چھ صورتیں برآمد ہوتی ہیں ۲۔ قولہ والمعمول فی کل واحد الخ یعنی پھر دیکھنا چاہیے کہ اقسام ستہ ہیں ۳۔ صفت مشبہ کا معمول کس قسم کا ہے مرفوع یا منصوب یا مجرد پس اس وقت ان تین کو چھ میں ضرب دینے سے کل اٹھارہ صورتیں ہوں گی ۴۔ قولہ فارفع الخ یعنی صفت مشبہ کے معمول میں رفع شامل ہونے کی بنا پر یہ ہوگا۔ اور اس کا نصب جب وہ معمول معروض ہو معمول کی ساختہ مشابہ ہونے کی وجہ سے ہوگا نہ کہ مفعولیت کی بنا پر اس لئے کہ فعل لازم معمول کو نہیں چاہتا اور نکرہ ہو تو نصب بنا پر تیز ہونے کے ہوگا۔ جیسے الحسن الوجه۔

۵۔ قولہ و تقسیما یعنی مفعول اقسام صفت مشبہ کے ضمن میں اشعار جزئیہ کے یہ ہیں۔۔۔ ۶۔ قولہ حسن وجہ الخ یعنی حسن وجہ میں تین وجہ ہیں (۱) صفت کی تعین اور وجہ کا بنا پر مفعولیت کے رفع (۲) وجہ کا نصب بنا پر تشبہ معمول کے (۳) تعین صفت کا حذف اور بنا پر اضافت کے وجہ کا جرح ۷۔ قولہ و کذا الخ حسن الوجه الخ یعنی اسی طرح حسن الوجه اور حسن وجہ میں تین تعین وجہ ہیں جبکہ کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہے

و تقسیم مسائلہا ان تكون الصفة باللام او مجردة
عن اللام ۱۲

و معمولها مضافا او باللام او مجردا عنها فہذا ستة
ای الصفة المشبہ ۱۲

والمعمول فی کل واحد منها مرفوع ومنصوب ومجروح
ای من الاقسام المذكورة ۱۲

فصارت ثمانية عشر فالرفع علی الفاعلیۃ والنصب علی
ای نصب المفعول ۱۲

التشبیہ بالمفعول فی المعرفة و علی التمییز فی النکرۃ

والجرح علی الاضافة و تقصیلها حسن وجہ ثلاثہ و کذا لك
بتبدل و قول حسن وجہ الخ بتبادل بدخبر ۱۲

حسن الوجه حسن وجہ الحسن وجه الحسن وجه

اقسام صفت مشبہ

غیر معرف باللام

معرف باللام

معمول دونوں سے خالی ہو

معمول معرف باللام

معمول مضام ہو

معمول دونوں سے خالی ہو

معمول معرف باللام

معمول مضام ہو

افرن
لجرح
افرن

افرن
لجرح
افرن

افرن
لجرح
افرن

افرن
لجرح
افرن

افرن
لجرح
افرن

افرن
لجرح
افرن

بہذا لہذا نہ ہوگی اس لئے کہ مقصود یہ ہے کہ اضافت نکرہ کی طرف ہونے پر کہ اضافت معرفہ کی نکرہ کی طرف ہوئے قولہ واختلفت فی حسن وجہ الخ یعنی جب کہ صفت معرفہ باللام اپنے اس معمول کی طرف مضاف ہو جو کہ ضمیر موصوف کی طرف مضاف ہے تو اس صورت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ترکیب حسن صلیح ہے اس لئے کہ اضافت سے اس میں تخفیف پائی گئی ہے تو بن محمد بن ہو گئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صورت قبیح ہے اس لئے کہ اصل تخفیف میں یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں سے ہو اور یہاں مضاف الیہ میں تخفیف

نہیں ہوئی اس لئے اس میں ضمیر موصوف نہیں ہوئی ہے قولہ والبواقی ما کان فیہ الخ یعنی اٹھارہ قسموں میں سے پندرہ قسمیں بواقی رہ گئی ہیں ان میں سے ہر وہ قسم کہ جس میں صرف ایک ضمیر ہے حسن ہے اس لئے کہ اس میں ضمیر بقدر حاجت ہے اور وہ ہر قسم کہ جس میں دو ضمیر ہیں وہ حسن ہے اس لئے کہ وہ نامزدانہ حاجت ضمیر پر مشتمل ہے اگرچہ مقصود کے لئے وانی ہے کہ قولہ دنا لا ضمیر فیہ الخ یعنی ہر قسم کہ جس میں کوئی ضمیر نہیں ہے صلیح ہے اس لئے کہ ضمیر نہ ہونے کی وجہ سے تخفیف و رفعت ہو جائے گا۔ اور موصوف صفت کے ساتھ ربط نہ ہوگا۔ ہے قولہ ومتی رفعت بہما الخ اب یہاں سے مصنف رحمہ اللہ نے یہاں سے کا ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب صفت مشبہ کے معمول کو مرفوع پڑھا جائے گا تو اس وقت اس میں کوئی ضمیر نہ ہوگی اس لئے کہ اس کا یہ معمول فاعل ہے اور صفت اس وقت مثل فعل کے ہے پس جس طرح فعل کو فاعل کے مثنیٰ اور مجرور ہونے کی حالت میں مثنیٰ اور مجرور نہیں لاتے۔ اسی طرح اس صفت کو فاعل کے مثنیٰ اور مجرور ہونے کی حالت میں مثنیٰ اور مجرور نہیں لائیں گے ہے قولہ والا فہما ضمیر الخ یعنی جب صفت کے معمول کو مرفوع نہ پڑھیں تو اس وقت اس میں ضمیر موصوف ہوگی پس موافق موصوف کے صفت کو مرفوع اور مذکور اور مثنیٰ اور جمع لائیں گے کہ قولہ اسماء الفاعل والمفعول الخ یعنی وہ اسم فاعل جو غیر مثنیٰ ہو یعنی فعل لازم سے مشتق ہو جیسے قائم اور وہ اسم مفعول جو غیر مثنیٰ ہو اور ہر ادم تعدیہ اسم مفعول سے یہ ہے کہ دوسرے مفعول کو نہ چاہے۔ پس یہ دونوں مثل صفت کے ہیں۔ اٹھارہ قسموں مذکورہ بالا میں اور اس میں کہ بعض صورتیں ان کی حسن اور بعض احسن اور بعض متبع اور بعض تلحیح ہیں وعلیک باستخراج الامثلة ۱۲۔

اثنان منها ملتئمان مثل الحسن وجه الحسن وجه

واختلفت فی حسن وجه والبواقی ما کان فیہ ضمیر

واحد منها احسن وما کان فیہ ضمیر ان حسن وما

لا ضمیر فیہ قبیح ومتی رفعت بہا فلا ضمیر فیہ کالفعل

ای بالصفت المشبہ

والا فہما ضمیر الموصوف فتؤنت وتثنی وتجمع واسما

ای الصفت ۱۲

ای فی الصفت ۱۲

الفاعل والمفعول غیر المتعدیین مثل الصفة فیما ذکر

۱۲ قولہ اثنان منها ملتئمان الخ یعنی اثنان مذکورہ ہیں سے دو قسمیں متبع ہیں ایک تو الحسن وجہ یعنی صیغہ صفت معرفہ باللام ہوا اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہوا اس لئے کہ یہ بلا تخفیف کے اضافت نقل ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حسن کی تحریر الف ولام کی وجہ سے ساقط ہوئی ہے۔ پس ترکیب مذکورہ جائز نہ ہوگی۔ دوسرے الحسن وجہ یعنی صفت معرفہ باللام اپنے معمول بحر عن اللام کی طرف مضاف ہوا اور وجہ اس ترکیب کے متع ہونے کا یہ ہے کہ ہر چند اس اضافت نے ضمیر کے حذف اور صفت میں اس کے مستتر ہونے کا فائدہ دیا مگر چونکہ اس میں اضافت معرفہ کی نکرہ کی طرف ہے۔

فعل لازم سے مشتق ہو جیسے قائم اور وہ اسم مفعول جو غیر مثنیٰ ہو اور ہر ادم تعدیہ اسم مفعول سے یہ ہے کہ دوسرے مفعول کو نہ چاہے۔ پس یہ دونوں مثل صفت کے ہیں۔ اٹھارہ قسموں مذکورہ بالا میں اور اس میں کہ بعض صورتیں ان کی حسن اور بعض احسن اور بعض متبع اور بعض تلحیح ہیں وعلیک باستخراج الامثلة ۱۲۔

الحقوله اسم التفضيل ما اشتق الهمعني اسم تفضيل ده اسم ہے جو فعل لغوی یعنی مصدر سے اس لئے مشتق ہو کہ اس ذات پر دلالت کرے جس میں باعتبار کسی دوسری چیز کے معنی مصدر سے زیادہ تر یا کم جاتے ہیں **لے قولہ** وہو افعل الخ یعنی اس کا وزن افعل ہے جیسے افعل اور جانتا ہے کہ غیر و شتر بھی اسم تفضیل کے معنی ہیں اصل میں اخیر اور اشر کے الف کو تخفیف کے لئے گرا دیا گیا **لے قولہ** و بشرط ان یعنی الخ یعنی افعل کی شرط یہ ہے کہ ثلاثی مجرد سے بنایا جائے اس لئے کہ وہ اس کے غیر سے ممکن نہیں وہو ظاہر۔ احد ثلاثی مجرد بھی ایسا ہو کہ معنی میں لون و عیب کے نہ ہو اس لئے کہ ثلاثی مجرد لون و عیب کے معنی میں ہوتا ہے اس سے صیغہ افعل کا غیر اسم تفضیل کے لئے آتا ہے پس اگر لون و عیب سے بھی افعل کا صیغہ اسم تفضیل کے لئے بنایا جائے گا۔ تو التباس پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی کہے کہ اسود و ابيض اسم تفضیل پر وزن افعل ثلاثی مجرد سے باجور معنی لون ہونے کے آئے ہیں جواب یہ ہے کہ اہل بصرہ کے نزدیک توبہ شاذ ہیں اور کوفیوں کے نزدیک یہ جائز نہیں اس لئے کہ یہ دونوں اصل افعال کی ہیں **لے قولہ** شل زید افضل الناس الخ مثال اس اسم تفضیل کی ہے کہ ثلاثی مجرد سے افعل کے وزن پر ہے اور اس میں نہ معنی لون کے ہیں اور نہ عیب کے **لے قولہ** فان قصد غیر الخ یعنی اگر اس ثلاثی مجرد کے غیر سے ہو کہ معنی لون اور عیب سے خالی ہے اسم تفضیل بنانے کا قصد کریں تو اس وقت لفظ اشد یا اس کے ہم مثل کسی لفظ کو جو مقصود کے موافق ہو اختیار کریں گے اس کے بعد اس مصدر کو کہ جس سے اسم تفضیل کا بنانا متنع ہے بطور تمیز ذکر کریں گے۔ جیسے قولہ ہواشد

متاخر تھا اجایہ ثلاثی مزید کی مثال ہے اور قولہ عی عیب کی مثال ہے ۱۲ **لے قولہ** و قیاسہ افعال الخ یعنی قیاسی اسم تفضیل کا یہ ہے کہ وہ افعال کے لئے ہوتا ہے اس لئے کہ اگر فاعل و مفعول دونوں میں ملحد ہو گا۔ تو التباس کثیر واقع ہو گا لہذا

اسم التفضیل ما اشتق من فعل لموصوف

بزیادة على غيره وهو افعل وشرط ان يبنى من

ثلاثي مجرد ليمكن منه وليس بلون ولا عيب لان منها

افعل لغيره مثل زيدا افضل الناس فان قصد غيره

توصل اليه باشد مثل هو اشد منه استخرجا

ويياضا وعي وقياسه للفاعل وقد جاء للمفعول

نحو اعدروا اليوم واشغلوا شهر وليستعمل على

احد ثلثة اوجه مضافا او من او معروفا باللام

مخرف پر اقتدار کیا گیا اور وہ فاعل ہے جیسے احسن (زیادہ اچھا) کہ قولہ وقد جاء المفعول الخ یعنی بھی مفعول کی تفضیل کے لئے بھی آتا ہے جیسے اعدروا مفعول الام (زیادہ ملامت کیا ہوا) اشغل (زیادہ مشغول) اشهر (زیادہ مشہور) **لے قولہ** وليستعمل على احد ثلاث اوجه الخ یعنی اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے ساتھ ہو گا۔ یا تو مضاف ہو کہ جیسے زید افضل الناس یا من کے ساتھ جیسے زید افضل من عمرو۔ اور یا معرف باللام ہو کہ جیسے زید افضل ۱۲

۱۰ قولہ فلا یجوز زید الا فضل من عدا الخ۔ یعنی زید الا فضل من عدا الخ۔ اس لئے کہ اس میں وجہ ثلاثہ میں سے الف و لام اور سن دونوں جمع ہیں اسی طرح زید افضل گنا بھی جائز نہیں اس لئے کہ اس میں اسم تفصیل وجہ ثلاثہ میں سے ایک کے ساتھ بھی مکمل نہیں لیکن جب کہ مفضل علیہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں وجہ ثلاثہ میں سے مدون کسی وجہ کے استعمال کرنا بھی جائز ہے جیسے اشتر اکبر ای من کل شئی ۱۱ قولہ فاذا اُضیف الخ۔ یعنی جب کہ اسم تفصیل مضاف ہو تو اس وقت اس کے دو معنی ہونگے ایک معنی خبر

اکثر مراد ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اسم تفصیل کے موصوف کی رادائی مضاف الیہ پر مقصود ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مفضل مفہوم بنفس مفضلیہ میں داخل ہو جیسے قولہ زید افضل اناس پس زید مفہوم مفضل علیہ یعنی اناس میں داخل ہے جو کہ مضاف الیہ ہے ۱۲ قولہ فلا یجوز یوسف احسن اخوت الخ۔ یعنی یوسف کی وجہ سے کہ اوپر مذکور ہوئے ترکیب یوسف احسن اخوت نا جائز ہے اس لئے کہ جب اخوت کی اصناف ضمیر یوسف کی طرف کی گئی تو معلوم ہوا کہ یوسف اخوت سے خارج ہے حالانکہ شرط اس معنی میں یہ تھی کہ مفضل مفہوم مفضل علیہ میں داخل ہو ۱۳ قولہ واثانی ان تقصد الخ۔ یعنی دوسرے معنی یہ ہیں کہ اسم تفصیل سے سلق زیادتی کا قصد کیا جائے یعنی اول کی طرح مضاف الیہ پر زیادتی مقصود نہ ہو پس اس صورت میں اسم تفصیل کی اصناف فقط ترضیع کیلئے ہوگی نہ کہ مضاف علیہ تفصیل کے لئے۔ پس اس وقت ترکیب یوسف احسن اخوت جائز ہوگی اس لئے کہ اس میں دخول مفضل کا مفضل علیہ میں شرط نہیں ۱۴ قولہ ویجوز فی الاول الافراد الخ۔ یعنی معنی اول میں اسم تفصیل کا مفرد لانا بھی جائز ہے اور یہ کہ اس کو مطابق موصوف کے لائیں یہ بھی جائز ہے۔ مفرد لانا تو اس لئے جائز ہے کہ یہ اسم تفصیل مکمل بن کے ساتھ مفضل علیہ کے مذکور ہونے میں مشابہ ہے اور اور مکمل بن میں ہمیشہ افراد واجب ہے لہذا مشابہت مذکورہ کی وجہ سے مشابہ بن بھی یہ جائز رکھا ہے کہ وہ بھی مفرد ہو۔ لیکن چونکہ اس کی دوسری چیز کے ساتھ بھی مشابہت ہے لہذا اس میں افراد واجب نہیں باقی اس اسم تفصیل کی موصوف کے ساتھ مطابقت مودہ اس لئے جائز ہے کہ اسم تفصیل اولیٰ جو کہ حقیقت میں صفت اور موصوف میں مطابقت ہوتی ہے ۱۵

فلا یجوز زید الا فضل من عدا ولا زید افضل
جمع الومنین ۱۱ ترک الجمع ۱۲

الا ان یعلم فاذا اُضیف فله معنیان احدهما
ای اسم التفصیل ۱۳

وهو الاكثر ان تقصد بزيادة علی من اُضیف

الی فی شرط ان یكون منهم مثل زید افضل
ای من اُضیف الیہ ۱۴

الناس فلا یجوز یوسف احسن اخوت لخروج

عنهم باضافتهم الیہ والثانی ان تقصد زیادة
الامرة ۱۲ یوسف ۱۳ ای المعنی الثانی ۱۴

مطلقاً ویضاف للتوضیہ فیجوز یوسف احسن

اخوت ویجوز فی الاول الافراد والمطابقة لمن هو له

بندہ مشیت اللہ عزوجل

۱۔ قولہ ولک ان تقول الخ یعنی اس عبارت میں اختصار کے لئے احسن فی جیدہ اکمل من میں زید کہنا بھی جائز ہے پس من میں زید کو قائم مقام منہ فی عین زید کے رکھتے ہیں ۲۔ قولہ فان قدمت ذکر العین الخ یعنی زیادت اختصار کے لئے ذکر عین کو مقدم کر کے مارائیت کہ عین زید احسن فیہا اکمل بھی کہہ سکتے ہیں اور اس وقت معنی میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ بلکہ معنی وہی ہوئے گا میں نے زید کی آنکھ کے مانند کوئی خوبصورت سرگین آنکھ نہیں دیکھی ۱۱۔ قولہ مثل مررت علی وادی السباع الخ اس جگہ لفظ مثل منصوب ہے اس لئے کہ وہ مصدر

مخذوف کی صفت ہے اسی قلت مارائیت کہ عین زید احسن فیہا اکمل قولاً یا مثل قول الشاعر۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قولہ مثل حال ہوا ی قلت مارائیت کہ عین زید مثلاً قول الشاعر اور مطلب یہ کہ مارائیت کہ عین زید احسن فیہا اکمل مثل اس قول الشاعر کے ہے اس لئے کہ شاعر نے اس جگہ مفضل علیہ کو مقدم کیا ہے اور اس طرح پر کہنا ہے لا اری کو ادی السباع الخ اور یہ اصل میں لا اریے وایا اقل بہ رکت منہ فی وادی السباع تھا اس میں وادی السباع کو اسم تفضیل اقل بہ رکت پر مقدم کر دیا اور دوبارہ اس کے ذکر کرنے سے معنی ہو گئے پھر قول لا اری یا تو روئے بصر سے ہے اور یا روئے قلب سے بر تقدیر یا دل وادیا اس کا مفعول اور کو ادی السباع وادیا سے حال مقدم ہوگا۔ اور بر تقدیر ثانی وادیا مفعول اول اور کو ادی السباع مفعول ثانی ہوگا۔ اور دونوں تقدیروں پر میں نظم تشبیہ کا ظرف ہوگا جو کہ کاف تشبیہ سے مستفاد ہوئی ہے اور وادیا وادیا میں اعتراف ہے یا حالہ اور اقل وادی کی صفت ہے اور لفظ یہ اقل کے متعلق ہے اور ضمیر مجرور اس میں وادی کی طرف عائد ہے اور رکت اقل کا فاعل ہے اور جملہ اتوہ رکت کی صفت ہے اور تائید اس نسبت سے تمیز ہے جو کہ اقل کی رکت کی طرف ہے یا وہ بنا بر مصدریت کے منصوب ہے اسی امتیان تائید اور اخوف کا مفعول اقل پر ہے اور وہ اس جگہ معنی میں مفعول یعنی خوف کے ہے اور ضمیر وادی کی طرف مستند ہے اور

بینه وبين مَعْمُولٌ بِأَجْنَبِيٍّ وَهُوَ الْكَحْلُ
اسم التفضیل
دہرہ ۱۲

۲۔ وَلَکَ انْ تَقُولَ احْسَنَ فِی عَیْنِ الْکَحْلِ مِنْ عَیْنِ
فی ہذہ المسئلۃ ۱۲

زید فان قدّمت ذکر العین قلت مارائیت کہ عین
علی اسم التفضیل ۱۲

زید احسن فیہا الکحل مثل ولا اری فی قطعہ
فاعل احسن ۱۱

۳۔ مررت علی وادی السباع ولا اری کو ادی السباع

حين یظلم وادیا اقل بہ رکت اتوہ تائید

واخوف الا ما وقی اللہ ساریاً
صفت علی اقل ۱۲

۴۔ ہر وقت وادی سباع سے زیادہ خوفناک ہو۔ مگر اس وقت جبکہ حق تعالیٰ رات کے چلنے والے سواروں کو آفات سے محفوظ رکھے۔ ۱۲۔ محمد شیت الشہر یونہدی مغرلاً

یعنی میں کہ وادیا اقل بہ رکت منہ کو وادی السباع واخوف منہ اور ما وقی اللہ میں ما مصدر یہ ہے اور ساریاً موصوف مخذوف کی صفت ای کہنا ساریاً جو کہ مفعول ہے اور مستثنیٰ مغرغ ہے۔ اسی وادیا اقل واخوف کی کل وقت الا فی وقت وقایۃ اشہر ساریاً اور معنی دونوں بیت کے یہ ہیں کہ میں اس وادی پر گذر جو کہ کثرت دُندوں کے باعث وادی سباع کے نام سے مشہور ہے وہاں حایک میں وادی السباع کے مانند ہر وقت تاریکی کے کسی وادی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ اس میں سواروں کا توقف وادی سباع سے کمتر ہو۔ اور وہ ۴

خواص جمع خاصہ کی ہے اور خاصہ وہ ہے کہ جو شئی کے ساتھ مختص ہو اور اس کے غیر میں نہ پایا جائے۔ خاصہ کی دو قسمیں ہیں۔ شاملہ و غیر شاملہ۔ خاصہ شاملہ وہ ہے کہ جو مختص بہ کے تمام افراد میں پایا جائے۔ جیسے کاتب بالقوۃ کہ انسان کے تمام افراد کو شامل ہے اور خاصہ غیر شاملہ اس کے خلاف ہے کہ مختص بہ کے تمام افراد میں نہیں پایا جاتا جیسے کاتب بالفعل کہ انسان کے تمام افراد کو شامل نہیں۔ پھر خواص جمع کثرت کا وزن ہے اور اس پر سن مشورہ داخل ہے جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ فعل کے خاصے بکثرت ہیں مگر یہاں بعض خواص ذکر کے جائیں گے کہ قولہ

دخول قدر الخ یعنی خواص فعل

میں سے قدر کا داخل ہونا ہے

اس لئے کہ قدر تحقیق فعل کیلئے

مستقل ہوتا ہے اور ماضی میں

تحقیق کے ساتھ تقریب کا

فائدہ دیتا ہے یعنی ماضی کو

حال کے قریب کرتا ہے جیسے

قد نصر تحقیق مدح کی اس ایک

مرد نے اور مضارع میں تقبیل

کے لئے آتا ہے اور یہ ایسے

معنی میں کہ فعل کے سوا کسی

میں مشورہ نہیں ہو سکے اسی

طرح سین اور سوف کا

داخل ہونا بھی فعل کا خاصہ

ہے اس واسطے کہ سین استقبال

قریب اور سوف استقبال بعید

کے لئے آتا ہے اور ظاہر

ہے کہ استقبال فعل میں ہوتا

ہے کہ قولہ و اجزائ الخ

یعنی اجزائ کا دخول بھی فعل

کے ساتھ مختص ہے اس لئے

کہ اجزائ کی وضع یا تو نفی فعل

کیلئے ہے جیسے لم ودا یا طلب فعل

کے لئے ہے جیسے لام امر یا نفی فعل

کیلئے جیسے لاۓ نہی یا کسی شئی کو

فعل پر معلق کرنے کیلئے جیسے

اودات شرط اور یہ ایسے معنی ہیں

کہ ان میں سے ایک بھی غیر نازل میں

محقق نہیں ہو سکتے کہ قولہ

الْفَعْلُ مَا دَلَّ عَلَى مَعْنَى فِي نَفْسِهِ مُقْتَرِنٌ

ای کلمہ دولت ۱۲

بأحد الأزمنة الثلاثة وَمِنْ خَوَاصِّ دُخُولِ

ای من خواص الفعل ۱۲

قَدْ وَالسَّيْنِ وَسَوْفَ وَالْجَوَازِمِ وَلِحُوقِ تَاءِ

التَّانِيثِ سَاكِنَةٍ وَخَوَاصِّ فَعَلَتْ

کہ قولہ الفعل ما دلّ الخ فعل کی تعریف میں لفظ آئے مراد کہ ہے اس لئے کہ وہ مقسم ہے اور مقسم تعریفات اقسام میں معتبر ہوتا ہے اور ضمیر مجرور فی لفظ میں بھی تاک طرف لوثی ہے۔ اور مطلب یہ کہ فعل وہ کلمہ ہے کہ جو ان معنی پر دلالت کرے کہ ذات کلمہ میں پائے جاتے ہیں اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ مقترن ہو۔ اس تقریب میں فی لفظ کی قید سے حرف خارج ہو گا اور غیر مقترن کی قید سے اسم پس یہ دونوں قیامیہ یا بالاعتبار یعنی فعل کے دوہر میں ہیں اور قولہ ما دلّ الخ نہیں ہے اور یاد رکھو کہ قولہ مقترن باحد الأزمنة الثلاثة میں اقتران بازمان سے مراد اقتران وصفی ہے تاکہ تعریف فعل میں افعال مشبوہ عن ازمان عسی وکاد وغیرہ داخل ہو جائیں۔ اس لئے کہ ان افعال کی اصل وضع میں زمانہ ہے اور اسما و افعال روید بل و غیرہ خارج ہو جائیں اس لئے کہ ان میں سبب وضع زمانہ نہیں اور اگر کوئی کے کہ فعل کی یہ تعریف فعل مضارع پر صادق نہیں آتی اس لئے کہ فعل مضارع میں حال یا استقبال دو زمانے پائے جاتے ہیں جواب یہ ہے کہ مضارع میں دونوں زمانے ایک ساتھ نہیں پائے جاتے بلکہ علی سبیل التدریج وضع سے پیدا ہوتے ہیں۔ نیز فعل مضارع میں جب دو زمانے پائے جاتے ہیں تو ان کے ضمن میں ایک زمانہ بھی پایا جاتا ہے لہذا فعل کی تعریف مذکور فعل مضارع پر بھی صادق آئے گی اور استکمال وارد نہ ہو گا کہ قولہ و من خواص الخ

و لحوق تاء التانیث الخ یعنی فعل کے خواص میں سے لاحق ہونا تاکہ تانیث ساکنہ کا اور مثل تاء فعلت ہے اور وجہ یہ ہے کہ تاء تانیث ساکنہ تانیث قابل بردہ لثرت کرتا ہے لہذا محرف فاعل مضارع میں بھی ہوتا ہے مگر چونکہ ان میں تاء تانیث محرف کے لاحق ہوتی ہے لہذا مضارع تاء تانیث ساکنہ سے مستثنیٰ ہو کر پس ثابت ہو گا کہ تاء تانیث ساکنہ فعل کے سوا دوسری جگہ نہیں پائی جائے گی باقی رہی تاء فعلت سوا اس سے مراد ضمیر مرفوع مستقل یا زہے اور ظاہر ہے کہ وہ فعل کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی پس وہ فعل کے ساتھ خاص ہو گی ۱۲

زمانے میں ان کے علم بھی علیحدہ علیحدہ دو زمانے ماننے پڑیں گے و علم جزا پس زمانے کے لئے زمانہ جو کہ تسلسل لازم آتا ہے اور وہ محال ہے اور مستلزم ہر محال کا خود محال ہے لہذا تعریف مذکور ناجائز ہوگئی۔ جواب یہ ہے کہ قول علی زمان قبل زمانک میں جو دو زمانے سمجھے جاتے ہیں اگر مشرتہ اور حال یہ اجزاء زمان میں اور اجزاء زمان میں قبلیتہ ذاتیہ ہوتی ہے نہ کہ زمانی اس لئے کہ قبلیتہ ذاتیہ زمانیات میں پائی جاتی ہے نہ کہ اجزاء زمان میں اور قبلیتہ ذاتیہ وہ ہے کہ مقدم اور موخر دونوں ایک زمانے میں پائے جاتے ہیں اور مقدم و موخر کیلئے علت تاخر ہو جیسے حرکت پید اور حرکت

تعلیم کہ دونوں ایک زمانہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور حرکت پید حرکت تعلیم کے لئے علت تامہ ہے پس اب مقدم و مؤخر لازم نہ آئے گا مثال کے قولہ مبنی الزمان جو مبنی اور مطلب یہ ہے کہ ماضی مبنی بر وقتہ ہوتی ہے۔ ہر جیکہ اس میں ضمیر مرفوع متحرک اور واؤ مؤخر مبنی کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ماضی مختلفہ مثل فاعلیت اور مفعولیت اور انصاف کے عارض نہیں ہوتے۔ پس ماضی میں بناو اصل ہے اور فقرہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فقرہ اخف الحركات ہے باقی رہا یہ امر کہ ماضی کے مبنی بر وقتہ ہونے کی یہ شرط کہ وہ ضمیر مرفوع متحرک اور واؤ سے خالی کیوں ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ ماضی ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ متعلق ہونے کے وقت مبنی بر سکون ہوتی ہے اس لئے کہ ضمیر فاعل بمنزلہ جوہر فعل ہے پس اگر آخر فعل کو ساکن نہ کیا جائے تو انفس میں جو کہ مکمل واحدہ کے درجہ میں ہے تو الی اربع حرکات لازم آئے گی اور وہ ناجائز ہے اس طرح فعل کے ساتھ جب واؤ ہو تو مناسب واؤ کی وجہ سے وہ مبنی علی انضم ہوگا۔ جیسے نعرہ وغیرہ کے قولہ والمضارع ما اشبه انهم مضارع اسم فاعل کا ضمیر سے معنی میں مشابہت کہنے والے کے مضارع کو مضارع اس لئے کہے ہیں کہ وہ اسم کے ساتھ حال۔ اور مستقبل میں مشترک ہونے اور سین اور سوف کے ساتھ خاص ہونے میں مشابہت رکھتا ہے۔ گویا دونوں شمول نے ایک ہی صرح (دہستان)

الماضي ما دل على زمان قبل زمانك مبنی علی
الفقره مع غير الضمير المرفوع المتحرك والواو المضارع

ما اشبه الاسم باحد حروف نأيت لوقوعه

مُشتركا وتخصيصه بالسین اوسوف

لے قولہ الماضی ما دل انہ لفظ آسے مراد فعل ہے۔ اس لئے کہ وہ مقسم ہے اور مقسم اپنے اقسام میں مجزئ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا اور یاد رکھو کہ تعریف مذکور میں قولہ ماضی ہے ہر فعل کو شامل ہے اور قولہ دل علی زمان انہ بمنزلہ فعل کے ہے اس لئے کہ اس سے ماضی کے سوا سب فعل خارج ہو گئے انقض ماضی وہ فعل ہے جو اس زمانہ پر دلالت کرے۔ جو قدرے زمانے سے پیشتر ہے یعنی لے مخاطب و جس زمانے میں موجود ہے اس زمانے سے سابق زمانہ جس فعل کی دلالت ہو وہ ماضی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تعریف تنبیہ نہیں اس لئے کہ اس میں زمانے کے لئے زمانہ جو کہ تسلسل لازم آتا ہے اور تسلسل ماضی ہے اور مستلزم امر ماضی کا خود باطل ہے لہذا تعریف مذکور باطل ہوتی تسلسل متماثل کی یہ ہے کہ تو زمانہ دل علی زمان قبل زمانک میں قبلیتہ ذاتیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ مقدم اور موخر دونوں ایک زمانے میں نہ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ مقدم کے لئے اور زمانہ ہو اور موخر کے لئے اور پس جب کہ قولہ ما دل علی زمان قبل زمانک میں قبلیتہ ذاتیہ ہو تو لازم آتا ہے کہ علی زمان میں جو زمانہ ہے اس کے لئے کوئی اور زمانہ ہو اور قبل زمانک میں جو زمانہ ہے اس کے لئے اور زمانہ ہو تا کہ دونوں علیحدہ زمانوں میں پائے جاتے ہیں پھر جو کہ وہ دو زمانے جو کہ زمان مقدم اور موخر کے لئے مانے گئے ہیں وہ بھی زمانے ہیں بلکہ ان میں بھی قبلیتہ ذاتیہ ہوگی اور ان کے لئے علیحدہ علیحدہ دو زمانے ماننے پڑیں گے۔ پھر وہ بھی دو

سے دو دھریا ہے بعض نے مضارع کی تعریف میں مبنی لغوی کی رعایت رکھی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ مضارع وہ فعل ہے کہ جو حروف نایت میں سے کسی ایک کے ساتھ متعلق ہو کہ اسم کے ساتھ حال اور مستقبل میں مشترک ہونے اور سین اور سوف کے ساتھ خاص ہونے میں مشابہت رکھتا ہے پھر حروف نایت وہی حروف ہیں جن کو حرف میں حروف امین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ترکیب میں قولہ باحد حروف نایت اشبه کی ضمیر فاعل سے حال ہے اور قولہ ووقوعه اشبه کے متعلق ہے اور اس وقت معنی واضح میں لکھا مر۔ ۱۱

کہ واحد غائب معظم کے لئے فعلوا نہیں کہہ سکے البتہ کلام مولدین میں یہ استعمال جائز ہے اور تاہم فرقا یہ مخاطب کے لئے ہے عام ازیں کہ وہ مفرد یا مشنی یا مجموع اور یا مذکر یا مؤنث۔ نیز واحد مؤنث غائب اور تثنیہ مؤنث غائب کے لئے بھی آتی ہے۔ قولہ والیاء للغائب غیر تالیف یعنی یا غائب کے لئے ہوتی ہے بشرطیکہ وہ غائب واحد مؤنث اور تثنیہ مؤنث کے غیر ہو جس وہ چار صورتوں میں ہو گی یعنی واحد مذکر غائب تثنیہ مذکر غائب اور جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب۔ ان کے علاوہ اور کسی صیغہ میں نہ آئے گی لہذا ہوا لفظ ہوا لفظ سے قولہ وحروف المضارع مضمونہ الیٰ یعنی حروف مضارع کے رباعی میں معنوم ہوں گے اور مراد رباعی سے وہ فعل مضارع ہے کہ جس کی ماضی میں چار حروف ہوں عام ازیں کہ وہ چاروں حرف اصلہ ہوں۔ یا نائدہ جیسے کریم اور یغفر اور حب مضارع رباعی نہ ہوں تو علامت مضارع مفتوح ہوگی اور یہاں پر مضارع کے رباعی نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی ماضی چار حرفی نہ ہو بلکہ اس میں یا تو چار حرفوں سے نائد ہوں یا کم جیسے یغفر اور یستغفر۔ قولہ ولا یعرب من الفعل غیرہ الیٰ یعنی تفلوں میں سے کوئی فعل تفل مضارع کے سوا معرب نہیں ہوتا۔ اور وجہ یہ ہے کہ مضارع ایک ایسا فعل ہے کہ جس کو اسم کے ساتھ مشابہت نامہ حاصل ہے پس وہ معرب ہوگا۔ اس لئے کہ اصل اسم میں اعراب سے پس اس کا مشابہ بھی اعراب سے خالی نہ ہوگا۔ قولہ اولم یقتل یا لغویہ ظرف قول معصفت ولا یعرب من الفعل غیرہ سے جو حصر استفاد ہوتا ہے ای انما یعرب المضارع اس کے متعلق ہے اور مطلب یہ کہ فعلوں میں سے صرف فعل مضارع معرب ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ اس کے ساتھ نون تاکید تھیں اور حقیقہ اور نون جمع مؤنث متصل نہ ہوں اس لئے کہ نونائے مذکورہ کے اتصال کے وقت مضارع کے معرب اور ملتی ہونے میں اختلاف ہے جمود کے نزدیک یعنی ہوتا ہے اس لئے نون تاکید بوجہ شدت اتصال کے بمنزلة خبر وکلمہ کے ہے پس

فَالْمُهْمُزَةُ لِلْمُتَكَلِّمِ مُفْرَدًا وَالنُّونُ لَهُ مَعَ غَيْرِهِ وَالْتَّاءُ
الْفَاعِلُ الْمُتَغَيِّرُ ۱۱

لِلْمُخَاطَبِ مُطْلَقًا وَلِلْمُؤنَّثِ وَالْمُؤنَّثِينَ غَيْبَةً وَالْيَاءُ

لِلْغَائِبِ غَيْرِهَا وَحُرُوفُ الْمَضَارِعِ مَضمُونَةٌ فِي الرَّبَاعِ
ای غیر المؤنث والمؤنثین ۱۲ فی صیغۃ المعلومۃ والمجهولۃ ۱۱

وَمُفْتَوِحَةٌ فِيمَا سِوَاهُ وَلَا يَعْرَبُ مِنَ الْفِعْلِ غَيْرُهُ إِذَا
فی صیغۃ المعلومۃ فقط ۱۲

لَمْ يَتَّصِلْ بِهِ نُونٌ تَاكِيدٌ وَلَا نُونٌ جَمْعٌ مُؤنَّثٌ

۱۱ قولنا المھمزۃ الخ یہ حروف نائیت کا بیان ہے کہ کون حرف کسی جگہ آتا ہے جہاں کہہ کہتے ہیں کہ جمرہ واحد متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ اور نون متکلم مع الغیر کے لئے ہے خواہ وہ غیر ایک ہو یا ایک سے زیادہ۔ پس اس وقت متکلم مع الغیر تثنیہ اور جمع دونوں کو شامل ہوگا۔ اور اس میں یہ تخصیص نہ ہو گی کہ وہ مذکر ہی ہوں یا مؤنث۔ بلکہ اگر مختلف ہوں کہ بعض مذکر اور بعض مؤنث تو یہ صورت بھی میں داخل ہوگی۔ واحد متکلم کی مثال جیسے اذکر۔ اور متکلم مع الغیر کی مثال جیسے نذکر۔ اور اگر کوئی کہے کہ بعض مواضع میں واحد متکلم کے لئے بھی نون آتا ہے۔ جیسے سخن نقص الایہ میں کہ باوجودیکہ باری تعالیٰ سبحانہ ایک ہے مگر صیغہ وہ لائے جو کہ متکلم مع الغیر کا ہے جواب یہ ہے کہ واحد معظم کے لئے استعمال صیغہ جمع کا جائز ہے اس لئے کہ وہ بوجہ اپنی عظمت و شان کے بمنزلہ جماعت کے ہے اور بجائے واحد کے ہمارا صیغہ جمع کا استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن واحد غائب اور مخاطب جب معظم ہوں تو اس وقت پر ہر چند کلام قدیم میں ان کے لئے صیغہ جمع کا استعمال کرنا جائز نہیں حتیٰ

اگر نون تاکید کے قبل اعراب جاری کرینگے تو اعراب کا دخول وسط کلمہ پر لازم آئے گا اور نون تاکید پر اعراب جاری کرے تو وہ چونکہ دو مرکب سے لہذا دو مرکب کلمہ پر اعراب کا داخل ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی ناجائز ہے پس ثابت ہوگا کہ بوقت اتصال نون تاکید کے مضارع پر اعراب جاری نہ ہوگا اور یہی حال نون جمع مؤنث کا ہے۔ اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ فعل مضارع بعد اتصال نون تاکید اور نون جمع مؤنث کے معرب باقی رہے گا جیسا کہ اسم تثنیہ کے متصل ہونے کے بعد ملتی نہیں ہوتا اس میں اعراب باقی رہتا ہے پس معلوم ہوا کہ معرب کے ساتھ اتصال حرف سے وہ معرب ہی رہتا ہے یہی نہیں ہوتا ۱۱

۱۔ قولہ واعراب رفع الخ یعنی فعل مضارع کے اعراب تین ہیں رفع اور نصب اور جزم۔ اول الذکر واعراب ہم میں بھی ہوتے ہیں اور فعل میں بھی۔ لیکن جزم فعل مضارع کے ساتھ خاص ہے۔ جبکہ جواسم کے لئے مختص ہے ۲۔ قولہ فالصمیم الخ یہاں سے اعراب مضارع کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ مضارع جب صحیح ہو اور ضمیر بارز مرفوع سے جو کہ مثبتہ مذکر اور تثنیہ مؤنث اور جمع مذکر اور جمع مؤنث اور واحد مؤنث مخاطب کے لئے ہوتی ہے خالی ہو تو ایسے مضارع کا اعراب حالت رفع میں ضمہ کے ساتھ جیسے جو ضمیر اور حالت نصب میں سکون کے ساتھ ہوگا جیسے لم یضرب لم یضرب صحیح سے مراد یہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ پھر وہ ٹیپے مضارع کے جو ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہوتے ہیں اور جن میں اعراب مذکور لازم آتا ہے۔ کل یا پنج ہیں واحد مذکر ثابت و واحد مؤنث ثابت و واحد مذکر متغیر و واحد مؤنث متغیر اور شکل مع الیہ و غیرہ

واعراب رفع ونصب وجزم فالصمیم الخ مجرد عن المضارع ۱۱

ضمیر بارز مرفوع للتثنیۃ والجمع والمخاطب المؤنث

سورہ کان فذکر اور مؤنث ۱۲

بالضمة والفتحة والسکون مثل یضرب ولن یضرب

نہجہ ۱۲ رفعا ۱۱ نقبا ۱۱ جزا ۱۱ فی حالتہ ارفع ۱۱

ولم یضرب والمتصل بہ ذلک بالنون حذف ہما مثل

مبتداء ۱۱ ای حذف النون وذلک فی عاۃ النصب والجزم ۱۲

یضربان یضربون وتضربین المعتل بالواو والیاء

بالضمة تقدیراً والفتحة لفظاً والحذف والمعتل

لشکل الضمة علی الواو والیاء ۱۲ الاعراب اللفظی وعدم المانع منقطع الفتح ۱۲

بالالف بالضمة والفتحة تقدیراً والحذف ید تفع

مبتداء ۱۱ نہجہ ۱۱ رفعا ۱۱ نقبا ۱۱ جزا ۱۱

اذا تجرد عن الناصب الجازم نحو یقوم ضریداً

فتح کے ساتھ جیسے لن یضرب اور حالت جزم میں سکون کے ساتھ ہوگا جیسے لم یضرب صحیح سے مراد یہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ پھر وہ ٹیپے مضارع کے جو ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہوتے ہیں اور جن میں اعراب مذکور لازم آتا ہے۔ کل یا پنج ہیں واحد مذکر ثابت و واحد مؤنث ثابت و واحد مذکر متغیر و واحد مؤنث متغیر اور شکل مع الیہ و غیرہ

معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ کما کہ جب مضارع حامل ناصب اور جازم سے خالی ہوگا تو وہ مرفوع ہوگا۔ جیسے یقوم زید۔ اور سخاۃ لیسز کہتے ہیں کہ مضارع کا اسم کی جگہ میں ہونا اس کا حامل رفع کا ہے۔ لیس زید لیسز چو نکہ زید مارب کی جگہ میں ہے لہذا اس کو اسم کا وہ اعراب دیا گیا جو کہ اسبق اور اقویٰ ہے ۱۱

(بندہ مشیت اللہ ربہ بندہ)

جیسے قولہ تعلقہ ما کان اللہ یغیرہم اور چونکہ یہ سب حروف جارہ ہیں اور قاعدہ ہے کہ حرف جر فعل پر داخل نہیں ہوتا لہذا ان حروف کے بعد ان مصدر یہ مصدر ہوگا۔ تاکہ فعل مضارع بناوید مصدر ہو کہ مدخل جر ہو سکے (۴) ظہور کے بعد ان مصدر ہوتا ہے۔ جیسے زری فاکرک (۵) واؤ کے بعد ان مصدر ہوتا ہے جیسے لا تا کل السک و شرب اللبن (۶) او کے بعد ان مصدر ہوتا ہے۔ جیسے لا زکک او تعطینی حتی فاعل اور واؤ کے بعد تو تقدیر ان کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ دونوں حروف ماطفہ سے ہیں اور ما قبل ان حروف کا جملہ انشائیہ اور ابجد جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ پس ان دونوں کے بعد ان مصدر کہیں گے۔

تاکہ فعل مضارع بناوید مصدر ہو کہ مصدر کا عطف مصدر پر ہو جائے پس زری فاکرک کے معنی دیکھیں سنگ زبارة فاکرک ام منی کے ہیں اور لا تا کل السک و شرب اللبن کے معنی لایکین سنگ اکل السک و شرب اللبن کے ہیں اور دونوں جملہ

عطف مفرد کا مفرد پر ہے نہ کہ عطف جملہ کا جملہ پر ہے۔ ہائی رہی او کے بعد تقدیر ان کی وجہ سو وہ آئندہ آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

۱۲ قولہ مثل ارید ان تحسن الی وان تصوموا خیر لکم والی تقعر بعد ان طغوزا کی ہے اور اس میں نصب فتح کے ساتھ ہے ۱۲

۱۲ قولہ وان تصوموا خیر لکم والی تقعر بعد ان طغوزا کی ہے اور اس میں نصب حذف ذی کے ساتھ ہے ۱۲

۱۲ قولہ وان تصوموا خیر لکم والی تقعر بعد ان طغوزا کی ہے اور اس میں نصب حذف ذی کے ساتھ ہے ۱۲

۱۲ قولہ وان تصوموا خیر لکم والی تقعر بعد ان طغوزا کی ہے اور اس میں نصب حذف ذی کے ساتھ ہے ۱۲

۱۲ قولہ وان تصوموا خیر لکم والی تقعر بعد ان طغوزا کی ہے اور اس میں نصب حذف ذی کے ساتھ ہے ۱۲

وَيَنْتَصِبُ بَانَ لَنْ اِذْنَ كِي وِبَانَ مَقْدَرَةً بَعْدَ حَتَّى

وَلَا مَكِي لَامُ الْحُجُودِ وَالْفَاءُ وَالْوَاوُ قَانُ مِثْلُ اُرِيدَ

اِنْ تَحْسِنَ اِلَيَّ وَاَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ وَالَّتِي تَقْعُرُ بَعْدَ

الْعِلْمِ هِيَ الْمَخْفِفَةُ مِنَ الْمُثْقَلَةِ وَلَيْسَتْ هَذِهِ نَحْوُ

عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُومُ وَاَنْ لَا يَقُومَ وَالَّتِي تَقْعُرُ بَعْدَ الظَّنِّ فِيهَا

الْوَجْهَانِ وَلَنْ مِثْلُ لَنْ اَبْرَحَ وَمَعْنَاهَا نَفْيُ الْمُسْتَقْبَلِ

۱۲ قولہ ومنتصب الخ یہ نواصب مضارع کا بیان ہے کہ وہ ان اور لن اور کے اور ان سے منصوب ہوتا ہے ان سے مراد ان طغوزا ہے اس لئے کہ ان مقدم کا ذکر آگے مستقل طور پر کیا گیا ہے۔ ۱۲ قولہ وہاں مقدمہ الخ یعنی جس طرح ان طغوزا کے بعد فعل منصوب ہوتا ہے اسی طرح ان مقدمہ کے بعد بھی فعل مضارع پر نصب آتا ہے ان مقدمہ کی صورتیں یہ ہیں (۱) حتی کے بعد مقدمہ ہوتا ہے۔ جیسے مرت حتی داخل البعد لام کے کے بعد مقدمہ ہوتا ہے۔ جیسے مرت لا داخل البعد (۲) لام بخود کے بعد مقدمہ ہوتا ہے لام بخودہ لام جو کہ کان منفی کی خبر مراد اعلیٰ ہو کہ تاکید منفی کے لئے آتا ہے

۱۲ قولہ ولن مثل لن ابرح الخ یہ لن کی مثال ہے ۱۲ تاکیدیہ و تائیدیہ ادنا کیہ انقطاع و تائیدیہ فقط علی اختلاف القولین ۱۲

۱۲ قولہ ولن مثل لن ابرح الخ یہ لن کی مثال ہے ۱۲ تاکیدیہ و تائیدیہ ادنا کیہ انقطاع و تائیدیہ فقط علی اختلاف القولین ۱۲

میں اس کے حکم مقدم ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کہے گا اسی لئے کہ اذن ان مصدریہ کی فرع ہے اور وہ ضعیف الفعل ہے پس ضعیف الفعل اپنے مقدم میں اگرچہ تقدم حکمی ہی کیوں نہ ہو عمل نہیں کرتا۔ پھر جانا جائے کہ اگر اذن کے عمل کرنے کی دوسری شرط یعنی فعل مضارع کہنہ میں مستقبل کے ہونا شقی ہو جائے تو وہ نصب نہیں دے گا جیسے کوئی شخص اذان کا ذائقہ اسے کہ اذن نامیہ جواب اور جزا کیلئے ہوتا ہے اور جواب و جزا زمانہ استقبال میں ہوتی ہے نہ کہ زمانہ حال میں لے کہ قولہ واذا وقعت بعد الواو الہ یعنی جب اذن واو اور فاعل کے بعد واقع ہو تو اس وقت

وَإِذْنٌ إِذَا الرِّعْتِدُ مَا بَعْدَهَا عَلَى مَا قَبْلَهَا وَكَانَ

الفعل مُسْتَقْبَلًا مِثْلَ إِذْنٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَإِذَا

وَقَعْتَ بَعْدَ الْوَاوِ وَالْفَاءِ فَالْوَجْهَانِ وَكَغَيِّ

مِثْلِ أَسْمَلْتَ كِيَادْخُلُ الْجَنَّةِ وَمَعْنَاهَا السَّبَبِيَّةُ

لے کہ قولہ واذن اذا لم یعمد الخ یا اذن کے نصب لینے کی شرطوں کا بیان ہے اذن فعل مضارع کو دو شرطوں کے ساتھ نصب دیتا ہے ایک یہ کہ اذن کا مابعد اذن کے ماقبل پر اعتماد نہ رکھتا ہو یعنی اس کا مابعد ماقبل کا محمول نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ فعل میں معنی مستقبل کے ہوں نہ کہ حال کے جیسے اذن تَدْخُلُ الْجَنَّةَ اس شخص کے جواب میں کہیں کہ جس نے سمت کیا پس مثال مذکور میں چون کہ اذن کا مابعد اس کے ماقبل میں عمل نہیں کرتا۔ نیز فعل مضارع میں معنی مستقبل کے پائے جاتے ہیں لہذا ان دو شرطوں کے پائے جانے کی وجہ سے اذن لینے مابعد میں عمل کرے گا۔ اور فعل مضارع کو نصب دے گا۔ لیکن جب اذن کا مابعد اس کے ماقبل کا محمول ہو اور شرط اول شقی ہو تو اس وقت وہ فعل مضارع کو نصب نہ دے گا۔ بلکہ اس وقت اس کا مابعد مرفوع ہوگا جیسے کوئی اذان اگر کہ اس شخص کے جواب میں کہے کہ جس نے انا آیتنگ کہا پس اس جگہ فعل مضارع میں اگرچہ معنی مستقبل کے پائے جاتے ہیں مگر چونکہ اذن کے عمل کرنے کی شرط اول مقصود ہے لہذا وہ لینے مابعد کو نصب نہ دے گا۔ اس لئے کہ اس کا مابعد ماقبل کا محمول ہے پس اگر وہ لینے مابعد میں عمل کرے گا تو اور دو علل کا ایک محمول پر لازم آئے گا۔ دوسرے اذن کا مابعد اپنے ماقبل کا محمول ہونے کی حیثیت سے اذن پر حکم مقدم ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے کہ محمول کا عامل کے ساتھ انصال ضروری ہے۔ اور جب مابعد اذن کا اذن پر حکم مقدم ہو تو اب اذن لینے مابعد فعل

کے مابعد میں دو وجہ برہین
رفع اور نصب رفع تو
اسنے کہ اذن کا مابعد ما
قبل پر اعتماد رکھتا ہے
لہذا اذن کے نصب
دینے کی شرط اول شقی
ہوگی اور نصب اس لئے
کہ فعل اپنے فاعل کیساتھ
ل کر حرف عطف سے
قطع نظر کرنے پر بھی چوکی
افادہ میں مستقل ہے لہذا
گویا کہ وہ اپنے ماقبل پر اعتماد
نہیں رکھتا پس نصب جائز
ہوگا۔ جیسے فاذن اگر کہ
اس شخص کے جواب میں
کہیں کہ جانا آیتنگ کہے
معرض مثال مذکور میں اذن
فاعل کے بعد واقع ہے اور
اس کے مابعد یعنی اگر کہ
میں رفع اور نصب دونوں
جائز ہیں اور جیسے قول تعالیٰ
وَإِذْنٌ لَّا يَشُوْهُ اَعْلَانُکَ مَالَا یَہ
یہ مثال اذن کے واقعے
بعد واقع ہونے کی ہے
اور اس میں بھی مابعد اذن
میں رفع اور نصب دونوں
جائز ہیں کہ قولہ کے
مثلاً اسمت الخ اور کے نائب
مثلاً اسمت کے اذن الجنۃ

کے ہے۔ اور اے معنی سببیت کے ہیں یعنی کہ ماقبل اس کے مابعد کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ مثال مذکور میں اسلام لانا داخل جنت کا سبب اور یہ مذہب کو فہوں کا ہے کہ وہ کے کوچہ استیالات میں نامیہ بالفعل بناتے ہیں بارہ نہیں لکھتے بخلاف بھروں کے کہ وہ کے کو حوت جہتے ہیں اور نصب کو بتقدیر ان ماننے میں مصنف نے اس مقام میں کو فہوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے اور اس کو نامیہ بنا یا ہے اور وجہ یہ ہے کہ اگر کہے جاوے ہوتا تو اس پر لام جارہ داخل نہ ہوتا حالانکہ اس پر لام جارہ داخل ہوا ہے جیسے قرآن میں لکھا یحییٰ ۱۲ محمد منشیہ اللہ غفر لی

ہیں نئے تاکہ شہر میں داخل ہوں اور حتیٰ بمعنی الیٰ کی مثال اس وقت ہوگی جب کہ مقصود مشکلم کا غایت اور انتہاء ہو اور اس صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے کہ سیر کی میں نے بیان تک کہ میں شہر میں داخل ہوا۔ اب مثال مذکور میں حتیٰ کا مابعد یعنی دخول شہر ہوگا یا قبل حتیٰ کے لحاظ سے زمانہ مستقبل میں سے لیکن زمانہ تکلم کے لحاظ سے مستقبل ہے کہ زمانہ ماضی میں جو زمانہ حال یا زمانہ استقبال میں ہو اس لئے کہ اگر جملہ مذکورہ کو مشکلم نے شہر میں داخل ہونے کے بعد کہا ہے تو حتیٰ کا مابعد یعنی دخول البلد نظر زمانہ تکلم کے ماضی میں ہوگا اور اگر شہر میں داخل ہوتے وقت کہا ہے۔ تو دخول البلد نظر زمانہ تکلم کے حال میں ہوگا اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے کہا ہے۔ تو دخول البلد نظر زمانہ تکلم کے مستقبل میں ہوگا

وَحَتَّىٰ اِذَا كَانَ مُسْتَقْبَلًا بِالنَّظَرِ اِلَى مَا قَبْلَهَا بِمَعْنَى

كَأَوَالَىٰ مَثَلِ اسْلَمْتُ حَتَّىٰ ادْخُلَ الْجَنَّةَ وَكَنْتُ

بمعنی کے ۱۲

سِرْتُ حَتَّىٰ ادْخُلَ الْبَلَدَ وَاَسِيرُ حَتَّىٰ تَغِيْبَ الشَّمْسُ

بمعنی لئے ۱۱

بمعنی الیٰ وعدہ لم مستقبل تحقیقاً

فَاِنْ ارَدْتَ الْحَالَ تَحْقِيقًا وَحِكَايَةً كَانَتْ حُرُوفُ ابْتِدَاءِ

ای حتیٰ ۱۱

فَتَرْفَعُ وَتَجِبُ السَّيِّئَةُ مَثَلِ مَرَضٍ حَتَّىٰ لَا يَرِجُونَ

الحق قولہ حتیٰ اذا کان الخ یعنی جب حتیٰ کا دخول اس کے قبل کے لحاظ سے زمانہ مستقبل میں ہو تو حتیٰ بمعنی میں کے با آنے کے ہوگا پھر مابقی حتیٰ کے لحاظ سے دخول حتیٰ کا زمانہ مستقبل میں ہونا یا اس معنی سے کہ وقت حصول مابقی کے اس کا مابعد مترقب الحصول ہو ہم ازیں کہ وقت زمانہ تکلم اس کا مابعد ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں ترکیب قولہ حتیٰ مبتدأ اور بمعنی کے اس کی خبر ہے اور قولہ اذا کان ظرف اور مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای ہوا اذا کان مستقبل اور جملہ مذکورہ درمیان حتیٰ مبتدأ اور اس کی خبر بمعنی کے کے جملہ مترقب ہے الحق قولہ مثل اسمت حتیٰ داخل الجنة الخ یہ حتیٰ بمعنی کے کی مثال ہے اور اس میں حتیٰ کا مابعد یعنی دخول جنت اس کے قبل یعنی اسلام لانے کے لحاظ سے بھی مستقبل میں ہے۔ اور زمانہ تکلم کے لحاظ سے بھی زمانہ مستقبل میں ہے الحق قولہ وکنْتُ سرْتُ حتیٰ ادخل البلد الخ یہ مثال حتیٰ بمعنی کے کی بھی ہو سکتی ہے اور حتیٰ بمعنی الیٰ کی بھی۔ حتیٰ بمعنی کے کی مثال اس وقت ہوگی جب کہ اس سے مشکلم کو قصد نیست کا ہو اور اس صورت میں یہ معنی میں کہ سیر کی گئی میں

حقیقہ مراد ہے اور اس حتیٰ کی مثال کیا ہوگی کہ جس کے مابعد یہ حال بطریق حکایت مراد ہے جواب یہ ہے کہ اس کی مثال کنت سرْتُ حتیٰ داخل البلد ہے بشرطیکہ عبادت مذکورہ کو مشکلم نے اس وقت کہا ہو جبکہ وہ زمانہ تکلم سے پہلے شہر میں داخل ہو چکا ہے پس ظاہر ہے کہ اس جملہ فعل مذکورہ حال گذشتہ سے حکایت ہے اس لئے کہ اصل عبارت شہر میں داخل ہوتے وقت مشکلم کو بوجہ کسی چاہے تھی لیکن وہ اب زمانہ تکلم میں اپنے شہر میں داخل ہونے کی حکایت کرتا ہے کہ گویا اس وقت داخل ہو رہا ہے پس حال بطریق حکایت ہوگا اور جب مابعد حتیٰ سے حال کا ارادہ کیا گیا تو اس مثال میں بھی حتیٰ کا مابعد مرفوع اور حتیٰ ابتداء ہوگا۔

فِي النَّاقِصَةِ وَأَسْرَتْ حَتَّى تَدْخُلَهَا وَجَازَى الثَّامَنُ

کی مثل اسلمت لا دخل الجنة والامر المحمود امر تاكيد بعد النفي
 اسی لان اهل الجنة ۱۱

أَحَدُهَا السَّيِّئَةُ وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ قَبْلَهَا أَمْرٌ أَوْ

نہیٰ او استیقام او نفیٰ او تمین او عرض

الحق کہ من ثم اتفق الرضخ المراد یعنی جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مابعد حسی سے جس وقت مالک کا ارادہ کرے کہ یہ خلیفہ یا حکمداور حسی ابتدا یہ ہوگا اور اسکا مابعد کلام متعلق ہوگا تو اب کان سیری حسی اور خلیفہ میں جب کان کو تمامہ کہیں گے۔ تو مابعد حسی میں رضح متعلق ہوگا اسے لئے اس کے کم رضح ہوئی صورت میں حسی ابتدا یہ ہوگا اور

[illegible]

سیر بیان تک پہنچ کر میں اب داخل ہوتا ہوں۔ پس اس وقت مقصود مشکل کا واضح ہے اور معنی میں کوئی تباہی نظر نہیں آتی۔ لہٰذا قولہ و لام سارہ معنی بدھما الخ یعنی ترکیب مذکورہ میں بھی حتیٰ کے بعد اصل مضامین کو بدھما سارہ سے اسے اس کی سبب یعنی سیر تحقق سے اور شک مرفوعین فعل میں ہے جیسا کہ ترکیب مذکورہ کے معنی سے ظاہر ہے معنی ترکیب مذکورہ کے یہ ہیں کہ ان میں سے یہاں تک کہ کسی نے سیر کی کہ وہ شہر میں داخل ہوا۔ پس جب سبب یعنی سیر تحقق ہو تو سبب یعنی دخول کا تحقق حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ قولہ و لام کے الخ یعنی وہ لام کہ جس کے بعد مضارع بتقدیر ان منصوب ہوتا ہے اور معنی میں کہ جس کے ہوتا ہے اس کی مثال اسلمت داخل الجنۃ ہے یعنی اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہوں لہٰذا قولہ و لام الحمد یہ لام لام تاکید ہے اور کان منبغی کے بعد تاکید لغی کے لئے آتا ہے اس لام کی بعد اصل مضارع بتقدیر ان منصوب ہوتا ہے لام الحمد کی مثال قولہ لعلی ما کان انشر یخضع ہم اس جگہ کان کے اسم سے مضارع منصرف ہے اصل عبارت یہ ہے ما کان مسفت اللہ تعالیٰ ہم۔ پس جب کہ اسم کان سے مضارع مقدر ہوا تو کان کے اسم و خبر کے درمیان حل صحیح ہوگا اور یہ معنی ہوں گے کہ ہمیں ہے مسفت اللہ کی ان کو عذاب دینا لہٰذا قولہ و لافاء بشرطین الخ یعنی وہ فاعل کہ جس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے و بشرطین کے ساتھ مشروط ہے ایک کہ فاعل کا مائل اشیاء ہوں میں ایک شئی جو اشیاء سے ہے پس انفرسی استفہام لغی معنی عرض مضارع کا ہے بعد ان کے مقدر ہونے کی یہ و بشرطین میں شرط اول کی دلیل یہ ہے کہ دفع سے نصب کلمہ مدلول سیئت برد لالت کر شئی وجہ سے ہوا جیسا کہ

خاطر ہے کہ تغیر لفظ بغیر معنی پر لالہ کرتا ہے جس کی وجہ سے ہمیشہ اشتیاق و ستیزہ مکر رہیں گے ایک شے ہوگی تو اس کا معنی امر کی مثال جیسے زرعی یا کرکٹ کی میکانیزم یا زور و محنت یا کہ ایسی ہی کبھی محنت اور فشر بہ معنی نفی کی مثال مانا گیا ہے۔
عوض کی مثال جیسے اناترسل بنا فیعیب بخیر الایکون
ہر جگہ مقصود میں اوصاف پر لالہ کرتی ہے نیز غلام کے قبل شل

بعد اؤ کے ان مقدر کریں گے تاکہ فعل بتا دیں مصدر ہو کر اسم تاویلی بن جائے اور اس کا مجرور اور مستثنیٰ ہونا صحیح ہو ۱۲۔ قولہ والعاطفۃ الخ اس لفظ کو مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ مرفوع پڑھنے کی صورت میں اس کا عطف یا تو حروف ناصبہ تنقید پر ان میں سے پہلے حرف یعنی حتیٰ اذا کان مستقبلاً پر ہوگا یا پہلے حرف پر ہوگا جو کہ قولہ والعاطفۃ کے متصل ہے یعنی اول بشر ما معنی الی الی الا ان پر۔ اور جب قولہ والعاطفۃ کو مجرور پڑھیں تو اس کا عطف بان مقدرۃ بعد حتیٰ میں حتیٰ پر ہوگا اور تقدیر عبارت اس طرح پر ہوگی۔ کہ یتصیب المصابیح بان مقدرۃ بعد حتیٰ وبعد العاطفۃ الخ مرفوع

عاطفۃ کے بعد خواہ وہ حروف عطف نہ کہوہ سے ہوں یا نہ ہوں ان مقدر ہوتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ موقوف علیہ اسم صریح ہو اس لئے کہ اس وقت اگر ان کو مقدر نہ کریں گے۔ تو فعل کا عطف اسم پر اور جملہ کا عطف مجرور پر لازم آئے گا۔ اور وہ باطل ہے پس لامی لان کو مقدر کریں گے۔ تاکہ عطف مذکور صحیح ہو جیسے اعجبنی ضربیک زید و تشتم او تشتم او تشتم یس ظاہر ہے کہ یہاں واو اور ذہ عاود تم کے بعد ان مقدر سے تعلیل ہے اور اس مقام پر یہ جانتا ضروری ہے کہ موقوف علیہ جیسا ہم صریح ہو تو واو اور ذہ کے بعد تقدیر ان شرط مذکور بالا کے ساتھ مشروط نہ ہو گا ۱۲۔ قولہ ورجوز الھماران الخ مصنف در یہاں سے ان مواضع کو بیان کرتے ہیں کہ جن میں ان مصدر یہ کا الھمار جائز یا واجب ہے تاکہ بعد لا متبتین الاشباع کے طور پر وہ مودعین ذہن نشین ہو جائیں کہ جن میں الھماران جائز نہیں رہا۔ جملہ مصنف در کہتے ہیں کہ ان مصدر یہ کا الھمار لام کے اور ان حروف عطف کے ساتھ جائز ہے جو کہ مناصح کو اسم صریح پر عطف کرتے ہیں لام کے کی مثال جملک لان ٹکر منی اور یاد دیکھو کہ لام کے ساتھ لام زائدہ کو لاحق کیا گیا ہے جیسے اردت لان تقوم۔ لام کے کے کہنے سے لام مجرور سے احتراز مقصود ہے اس لئے کہ لام مجرور کے ساتھ الھماران جائز نہیں حروف عطف کی مثال جیسے اعجبنی قیامک ان تذبذب ہے اور وجہ لام کے اور لام زائدہ اور حروف عطف کے ساتھ الھماران کے جائز ہونے کی یہ ہے کہ یہ تینوں اسم صریح پر داخل ہوتے ہیں جیسے جملک لاکرام اول اعجبنی ضرب زید وغضبہ اور اردت نہیں ہوتا۔ لہذا اسم کی طرف فعل کو منتقل کرنے کے لئے الھمار نہ ہوگا ۱۲۔ قولہ ویجب مع لان یعنی ان ناصبہ کا الھمار اس صورت میں واجب ہے۔ جب کہ لام کے ساتھ لائے نافذ بھی ہو۔ جیسے قولہ تالے لکسا لعلیم تاکہ اجتماع لایں لازم نہ آئے ۱۲

والواو بشرطین الجمعۃ وان یكون قبلها مثل ذلك

والواو بشرط معنی الی ان الا ان والعاطفۃ اذا کان المعطوف

علیہ اسما و یجوز اظہار ان مع لاکرکی والعاطفۃ ویجب مع

۱۔ قولہ والواو بشرطین الخ یعنی واؤ کے بعد تقدیر ان کی بھی دو شرطیں ہیں ایک جمعیت کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ واؤ کا ماقبل اس کے بعد کا معاصی ہو یعنی دونوں کے حصول کا ایک زمانہ ہو۔ اور جمعیت کے معنی معاصت کے اس لئے کہ گئے ہیں کہ اگر یہ معنی مراد نہ ہوں۔ تو جمعیت کو واؤ کے لئے شرط قرار دینے کے سنے نہ ہوں گے اس لئے کہ واؤ ہمیشہ جمعیت کے لئے آتا ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ واؤ سے پیش فاعل کی طرح اشتباہ سے اسے کوئی نہ کوئی ضرور ہو۔ باقی رہی واؤ کی مثالیں سو وہ بعینہ فاعل کی مثالیں ہیں۔ بصرف واؤ کو فاعل کی جگہ دیکھا پڑتا ہے۔ مزید کسی طرف کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ مثال امر میں زنی واؤ کرکے کسی ای لیکن منک زیادہ واکرام منی ۱۲۔ قولہ واو بشرط الخ یعنی واؤ کے بعد مناصح تنقید پر ان اس وقت منصوب ہوتا ہے جبکہ وہ معنی میں لے ان یا الا ان کے ہوتا ہے اور واصل او کے معنی الی یا الا کے ہیں ان او کے مفہوم سے خارج سے ورنہ اگر ان کو بھی مفہوم ادیں داخل کیا جائے گا۔ تو کوران لازم آئے گا۔ اور وہ باطل ہے او کی مثال باعتبار دونوں معنی کے لائشک و تعطینی حق ہے۔ پس مثال مذکور میں سیویر او کو یعنی الاکتا ہے اور اس کے نزدیک مضاف مقدر ہے تاکہ استثناء وسیع ہو۔ پس تقدیر عبارت اسی طرح پر ہوگی۔ لائشک فی کل وقت الادقت ان تعطینی حق یعنی میں تیرا کسی وقت چھٹا نہیں چھوڑوں گا۔ مگر اس وقت کہ تو مجھے میرا حق دیدے۔ اور دیگر سخا او کو مثال مذکور میں معنی آئے ہیں۔ ان کے نزدیک البعد او کا بتا دیں مصدر ہے۔ پس ان دونوں کے نزدیک تقدیر عبارت اس طرح پر ہوگی لائشک الی عطا ک حق۔ اور اگر کوئی کہے کہ لائشک الی بالاکے بعد تقدیر اشیاء و جگہ کہ ہے تو جواب یہ ہے کہ لائشک الی بالاکے صورت میں فعل کا مجرور ہونا اور مستثنیٰ ہونا لازم آتا ہے اور وہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ مجرور اور مستثنیٰ ہمیشہ اسم ہی ہوتا ہے پس لامی لام

پس جائز ہے کہ ان کیساتھ اس چیز کو ظاہر کریں کہ جو فعل کو اسم کی طرف منتقل کر دیتی ہے بملات لام مجرور کے کہ وہ اسم صریح پر داخل نہیں ہوتا۔ لہذا اسم کی طرف فعل کو منتقل کرنے کے لئے الھمار نہ ہوگا ۱۲۔ قولہ ویجب مع لان یعنی ان ناصبہ کا الھمار اس صورت میں واجب ہے۔ جب کہ لام کے ساتھ لائے نافذ بھی ہو۔ جیسے قولہ تالے لکسا لعلیم تاکہ اجتماع لایں لازم نہ آئے ۱۲ مشیت اللہ ربوبندی مختصر لہ

۱۱ قولہ وجزم لم دلالت علی فعل مضارع لم اور ما اور لام امر اور لائے ہی اور کلم مجازات سے مجزوم ہوتا ہے۔ کلم مجازات یہ ہیں۔ ان اور مہا اور اذا ما اور اذا ما اور حیثا اور ین اور متی اور ین اور انی اور ان کلمات کو کلم مجازات اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں اور ایک جملہ دوسرے کیے جزاء ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور چونکہ ان میں سے بعض اسم اور بعض حروف ہیں لہذا مصنف علام نے اس مقام پر لفظ کلم احتساب کیا تاکہ دونوں کو شامل ہو جائے ۱۲ قولہ واما مع کیفا الخ یعنی کیفا اور اذا ایک جمع ہے وہ بدون لفظ اما کے ہو مضارع کا مجزوم ہونا شاذ ہے اس لئے کہ کیفا عام افعال پر دلالت کرتا ہے جیسے کیفا تذهب اذ تذهب یعنی جس طرح تو چلے گا اسی طرح میں چلوں گا اور یہ معنی متعذر ہیں اس لئے کہ دو شخصوں کا یاں طور چلنا کہ ایک کیفیت میں سادی ہوں متعذر ہے اور جب سادات متعذر ہوتی تو معنی شرط کے بھی متعذر ہوتے لہذا معنی ان شرطیہ کو متعذر نہ ہوگا اور اس سے فعل مضارع کو مجزوم نہ آئیگا۔ باقی رہا اذا اسودہ سے

لا في الامر وينجزم لم ولما ولا في الامر لا في النهي كالمجازاة و

هي ان مہا واذما واذما وحيثما واین متی وما و من وائی

وائی واما مع کیفا واذ افشاذ و بان مقدارۃ فلم

لقلب المضارع ماضیا ونفیه ولما مثلها وتختص

بالاستغراق وجواز حذف الفعل قلام الام المطلوب

بها الفعل وه مکسورة ابداء ولا النہی المطلوب بها

الترك وكل مجازاة تدخل علی الفعلین لسیبۃ

الاول ومسببۃ الثاني ویسمیان شرطا وجزاء

کیا جائے اور اس لام میں لام دعا بھی داخل ہے جیسے لیغفر لنا اللہ اور یہ لام مکسور ہوتا ہے اور کبھی بعد واو اور فاعل اور ضم کے ساکن کر دیا جاتا ہے جیسے قولہم ولما تظن فلیصلا فتم یقضوا اور لائے ہی وہ ہے کہ جس کے ذریعے ترک فعل طلب کیا جائے اور لام نہی کا مقام کے تمام متغیر پر داخل ہوتا ہے کلمات لام امر کے اور امر حاضر معرف پر داخل نہیں ہوتا ۱۲ قولہ وکلم المجازاة الخ کلمات شرط اور جزاء کے دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور پہلے فعل کے جب اور دوسرے کے سبب ہونے پر دلالت کرتے ہیں پہلا فعل شرط اور ثانی جزاء ہوتا ہے جیسے ان تکرم اکرم یعنی اگر تو میرا اکرام کرے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا ایک جہاں پر فعل اول تکرم شرط اور ثانی فعل یعنی اکرم جزاء ہے ۱۲

بے مجازات کے مناسب نہیں اس لئے کہ وہ تعین اور خصوص کے لئے ہوتا ہے اور شرط ابہام اور عموم کو چاہتی ہے ۱۲ قولہ و بان مقدارۃ الخ اعتبار ترکیب کے اس لفظ کا عطف لم پر ہے اور یہ معنی ہیں کہ ان متعذرہ کے ذریعہ سے فعل مضارع مجزوم ہوتا ہے کما سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ ۱۳ قولہ لم شلب المضارع الخ یہاں سے مصنف مجزوم مضارع کو کلیں بیان کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ کلم لم مضارع کو ماضی منفی کی طرف متغلب کر دیتا ہے اور یہی حال ملا کا ہے کہ وہ بھی مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ ملا میں تو معنی استغراق کے ہوتے ہیں یعنی نفی وقت انتفاع سے لے کر وقت تک تمام اوزم ماضیہ کو شامل ہوتی ہے۔ بخلاف لم کے کہ وہ صرف زمانہ ماضی میں نفی فعل کا فائدہ دیتا ہے اس میں معنی استغراق کے نہیں ہوتے دوسرے ملا کا استعمال اکثر اس فعل میں ہوتا ہے۔ جس کے وقوع کی توقع ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملا کے فعل کا حذف کرنا جب کہ اس پر کوئی تریز موجود ہو جائز ہے جیسے کوئی شخص اس مقام میں کہ جہاں امر کے سوال ہونے کا ذکر ہو یا جنت و ملکہ اسی ملا پر کتب اور بھی ملا کا استعمال فعل غیر متوقع میں بھی ہوتا ہے جیسے ندم فلان ولما یضغ القدم کہیں یعنی فلان شخص نام ہوا اور اب تک مذمت نے اسکو فائدہ نہیں دیا تمیز فرق لم و ملا میں یہ ہے کہ ملا پر ادوات شرط داخل نہیں ہوتے ان ملا یعرب ومن لما یعرب نہیں کہتے مگر ان لم یعرب ومن لم یعرب کہتے ہیں ۱۳ قولہ ولام امر الخ یعنی لام امر وہ لام ہے کہ جس کے ذریعہ فعل طلب

مک و احیب ۱۲

جائزہ

قوله فان كان مضافا الى الخ يعني جب شرط و جزاء دون فعل مضاف يا شرط فعل مضاف موقوف
 اس وقت فعل مضاف پر جزم واجب ہوگا اور اگر جزاء فعل مضاف ہو اور شرط ماضی تو اس وقت فعل
 مضاف میں دو درجہ جائز ہیں۔ جزم اور رفع۔ جزم اس لئے کہ جازم داخل ہے اور وہ مکمل جزم ہونے
 کی صلاحت رکھتا ہے اور رفع اس لئے کہ ماضی کے وسط میں آنے کے وجہ سے جازم سے اس کا تعلق مستقیم
 ہو گیا۔ بخلاف صورتیں اولیں کے کہ جازم سے فعل کا تعلق ان میں قوی ہے لہذا جزم واجب ہوگا
 قوله واذا كان الجزاء ماضيا الخ یعنی جب جزاء ماضی بغیر قدم و عام ازلی کے ماضی لفظاً ہو۔ ایسی ان ضرورت

کہ معنی ان یکن لہ مال مانفقہ کے ہیں اور مرض کی مثال جیسے الا تزل نصب خیر اے ان تزل نصب خیر ۱۲

(بندہ مشیت اللہ دیوبندی غفرلہ)

اور جو فائدہ کہ اس پر مرتب ہوتا ہے وہ دخول جنت ہے نیز اسلام کا سبب اور دخول جنت مسبب ہے پس یہاں پر اسلام صیغہ امر کے بعد ان شرطیہ فعل شرط کے مقدم ہوگا اور تدخل مضارع مذکور جواب ہوگا اور تقدیر عبارت سے اس طرح یہ ہوگی۔ ۱۰۔ سلم ان تسلم تدخل الجنة اسلام لا اگر تو اسلام لے آیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ ۱۱۔ لا تکفر تدخل الجنة الخ یہ مثال نہیں کے بعد ان شرطیہ کے مقدم ہونے کی ہے اور اس میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی لا تکفر ان لا تکفر تدخل الجنة۔ کفر مت کر اگر تو نے کفر نہ کیا تو جنت میں داخل ہوگا ۱۲۔ ولا تمنع لا تکفر تدخل النار الخ یعنی یہ ترکیب ممنوع ہے اس لئے کہ لا تکفر صیغہ نہی فعل منفی کی تقدیر کا قریب ہے نہ کہ مثبت پس تقدیر عبارت ان لا تکفر تدخل النار ہوگی اور یہ معنی ہوگے کہ کفر مت کر اگر تو نے کفر نہ کیا تو دوزخ میں داخل ہوگا اور فساد اس معنی کا ظاہر ہے کہ عدم کفر سبب دخول جنت کا ہے نہ دخول النار کا۔ پھر ترکیب مذکور کا اقتناع مذہب جمہور کی بنا پر ہے اور کسائی نحوی اس میں جمود کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لا تکفر تدخل النار متنع نہیں اس لئے کہ عرف میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ لا تکفر تدخل النار کفر مت کر اگر کفر کیے گا۔ جہنم میں داخل ہوگا۔ پس جب عرف فعل مثبت کی تقدیر پر ہے اور عرف تمام قرآن میں اقویٰ ہے لہذا عرف کا اعتبار ہوگا اور بوقت قیام قرآن فعل منفی کے بعد مثبت کی تقدیر جائز ہوگی ۱۲۔ لا تکفر قوله لان التقدير الخ یہ مذہب جمہور کی دلیل ہے ۱۲۔

اذا قصد السببية نحو اسلم تدخل الجنة ولا تکفر

تدخل الجنة وامتنع لا تکفر تدخل النار خلافا

لان عدم الكفر ليس سببا لدخول النار

للكسائي لان التقدير لان لا تکفر الامر صيغة يطلب بها

لان تکفر متنی لازم الحمد و ۱۲

الفعل من الفاعل المخاطب بحذف حرف المضارعة

الحقوله اذا قصد السببية الخ یعنی اشتیاء مذکورہ (المراد فی وغیرہ) کے بعد ان شرطیہ کا مقدم ہونا اور فعل مضارع کو اس سے جزم آنا اس وقت ہے جب کہ مضمون مضارع کے لئے اشتیاء مذکورہ کی مبیہت کا قصد کیا جائے پس اس وقت ان شرطیہ مع مضارع کے جو اقدم یعنی امر وغیرہ سے ماخوذ ہے مقدم ہوگا اور وہ مضارع جو اشتیاء مذکورہ میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہے ان شرطیہ مقدمہ کی وجہ سے مجزوم ہو جیسا کہ استدلال مذکور بالا سے ظاہر ہے اور اگر کوئی کہے کہ صرف اشتیاء مذکورہ کے بعد ان شرطیہ کے مقدم ہونے کی وجہ کیا ہے جواب یہ ہے کہ یہ اشتیاء طلب پر دلالت کرتا ہے اور طلب غالباً ایسے مطلوب کی جوتی ہے کہ جس پر کوئی فائدہ اس طرح پر مرتب ہوتا ہے کہ مطلوب اس کا فائدہ کا سبب اور وہ فائدہ مسبب جو الخ من جب فعل مضارع اشتیاء مذکور میں سے کسی شے کے بعد واقع ہو اور مضمون مضارع کے لئے اشتیاء مذکورہ کی مبیہت کا قصد کیا جائے تو اس وقت سے شرط کے تحقق ہو جائے گا ورنہ شرطیہ مع فعل شرط کے جو کہ اشتیاء مذکورہ سے ماخوذ ہے مقدم ہوگا اور تدخل مضارع جو ان اشتیاء کے بعد مذکور ہے ان شرطیہ کی وجہ سے مجزوم ہوگا۔ اس لئے کہ وہ ایک فائدہ ہے جو کہ طلب فعل پر اس طرح مرتب ہوتا ہے کہ فائدہ مسبب اور مطلوب اس کا سبب ہے۔ پس مضارع مذکور شرط مقدمہ کی جزا ہے اور جزا مجزوم ہوتی ہے لہذا وہ مجزوم ہوگا۔ جیسے قولہ اسم تدخل الجنة کیساں اسم صیغہ امر ہے اور مطلوب سلام ہے

ترکیب ممنوع ہے اس لئے کہ لا تکفر صیغہ نہی فعل منفی کی تقدیر کا قریب ہے نہ کہ مثبت پس تقدیر عبارت ان لا تکفر تدخل النار ہوگی اور یہ معنی ہوگے کہ کفر مت کر اگر تو نے کفر نہ کیا تو دوزخ میں داخل ہوگا اور فساد اس معنی کا ظاہر ہے کہ عدم کفر سبب دخول جنت کا ہے نہ دخول النار کا۔ پھر ترکیب مذکور کا اقتناع مذہب جمہور کی بنا پر ہے اور کسائی نحوی اس میں جمود کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لا تکفر تدخل النار متنع نہیں اس لئے کہ عرف میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ لا تکفر تدخل النار کفر مت کر اگر کفر کیے گا۔ جہنم میں داخل ہوگا۔ پس جب عرف فعل مثبت کی تقدیر پر ہے اور عرف تمام قرآن میں اقویٰ ہے لہذا عرف کا اعتبار ہوگا اور بوقت قیام قرآن فعل منفی کے بعد مثبت کی تقدیر جائز ہوگی ۱۲۔ لا تکفر قوله لان التقدير الخ یہ مذہب جمہور کی دلیل ہے ۱۲۔

سے نبی خارج ہو جاتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ نہی میں ترک مطلب ہوتا ہے اور لفظ من الفاعل سے امر مجہول کے سبب صیغہ خارج ہو جاتی ہے ۱۰۔ کہ ان میں طلب مقول سے ہوتی ہے نہ کہ فاعل سے اور لفظ المخاطب سے غائب معلوم اور مستلزم معلوم سے احتراز ہو جاتا ہے اور قول بحذف حرف المضارعة سے جزمید مضمون ہوتی ہے نہ کہ احترازی اور بعض شرح میں ہے کہ اس سے امر اور سے احتراز ہے ۱۱

(بندہ شیت احمد دیوبندی)

الحق قولہ وحکم آخرہ الخ یعنی امر حاضر معرود کے آخر کا حکم مثل حکم مضارع مجزوم کے ہے حتی کہ مضارع مجزوم سے جیسا کہ بوقت جزم کبھی حرکت گرجاتی ہے اور کبھی نون اعزالی اور کبھی حرف علت گرجاتا ہے اسی طرح امر حاضر معرود سے بھی کبھی حرکت گرجاتی ہے جیسے اقبل اور کبھی نون اعزالی جیسے اقبل اور اقبل اور کبھی حرف علت محذوف ہو جاتا ہے جیسے اغز اور ارم اور احسز لے قولہ فان کان بعدہ ساکن الخ یعنی بعد حذف حرف مضارع کے دیکھو اگر بعد اس کا ساکن ہو اور مضارع رباعی نہ ہو تو ہمزہ وصل مضمومہ زیادہ کر دج ساکن کے بعد ہمزہ نہ آئے یا ہمزہ وصل مکسور لاؤ اگر ساکن کے بعد فتح

وَحُكْمُ آخِرِهِ حُكْمُ الْمَجْزُومِ فَإِنْ كَانَ بَعْدَهُ سَاكِنٌ وَ

ای بعد حذف حرف المضارعة

لَيْسَ بِرَبَاعِيٍّ زِدَتْ هَمْزَةٌ وَصَلٍ مَضْمُومَةٌ إِنْ كَانَ بَعْدَهُ

ضَمَّةٌ وَمَكْسُورَةٌ فِيمَا سِوَاهُ مَثَلُ اقْتُلْ وَضَرْبٌ وَاعْلَمْ

وَإِنْ كَانَ رُبَاعِيًّا فَمَقْطُوعَةٌ فِعْلٌ مَالِمٌ يُسَمَّى

فَاعِلًا هُوَ أَحَدُ فَاعِلَيْنِ فَإِنْ كَانَ مَاضِيًّا ضَمَّ أَوَّلُهُ

وَكُسِرَ مَا قَبْلَ آخِرِهِ وَيُضَمُّ الثَّالِثُ مَعَ هَمْزَةٍ الْوَصْلِ

وَالثَّانِي مَعَ التَّاءِ خَوْفَ اللَّيْسِ وَمُعْتَلٌّ الْعَيْنُ

مال ای مقروء مع التاء زائدة في اوله ۱۲

الْأَفْصَحُ قِيْلَ وَيُعْرَفُ وَجَاءَ الْأَشْهُامُ وَالْوَادُ

یا کسر ہے جیسے اقبل اور اضرب اور اسمع وغیرہ ۱۲ لے قولہ فان کان بعدہ ساکن الخ یعنی اگر مضارع رباعی ہو تو اس کا ہمزہ مفتوح ہو گا اور منقطع وسط کلام میں ساقط نہیں ہو گا کیونکہ یہ ہمزہ اصلید ہے نائدہ نہیں کہ وسط کلام میں گرجائے بخلاف ہمزہ وصلی کے کہ وہ نائدہ ہوتا ہے اور وسط کلام میں گرجاتا ہے تنبیہ مفسر نے یہاں پر وہ صورت بیان نہیں فرمائی کہ بعد حذف حرف مضارع کے اس کا ما بعد متحرک ہے اس لئے کہ اس وقت اس کے آخر کو ساکن کرنے سے امر بن جاتا ہے جیسے تعد سے عدا اور ظاہر ہے کہ اس کے بیان کرنے کی حاجت نہیں ۱۱ لے قولہ فعل مالئم یسمی فاعل الخ یعنی فعل مالئم فاعل وہ فعل ہے کہ جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو یہاں پر مالئم یسمی فاعل سے مراد مفعول ہے اور فعل مالئم یسمی فاعل کے یہ معنی ہیں فعل المفعول الذی لم يذكر فاعله یعنی اس مفعول کا فعل ہے جس کا فاعل کا مذکور نہیں ۱۲ لے قولہ فان کان ماضیا الخ یعنی اگر وہ فعل کہ جس کے فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول کو رکھنا چاہیں فعل ماضی ہو تو اس کے اول کو ضمہ اور ما قبل آخر کو کسرہ دیں گے جیسے فعل اور ضرب وغیرہ اور وجہ یہ ہے کہ اگر فعل مالئم یسمی فاعل بنائے وقت اس قسم کا تصرف نہ کریں گے۔ تو فعل معرفت اور مجہول میں امتیاز نہ ہو گا نیز معلوم نہ ہو گا کہ مفعول بعد فعل کے فاعل ہے یا نائب فاعل پھر حکم اس ماضی کا ہے کہ جس کے اول میں ہمزہ وصل اور تاء نہ ہو جب ماضی کے اول میں ہمزہ وصل ہو تو اس وقت ماضی کے حرف ثالث کو مع ہمزہ وصل کے متحد دیں گے۔ جیسے استغفر اور اطلق تاکہ اس باب کے ساتھ اس کا الفبا سے نہ ہو گا ماضی کے اول میں تاء ہو تو اس وقت دوسرے حرف کو مع تاء کے متحد دیں گے۔ جیسے تفضل تاکہ وہ باب تفضل کے صیغہ مضارع کیساتھ ملے نہ ہو لیکن واضح ہے کہ ما قبل آخر ماضی کا یہ حالت میں مکسور ہو گا جیسا کہ مثلاً مذکورہ بالا سے ظاہر ہے ۱۳ لے قولہ مثل اللین الخ مثل میں وادی ہو یا یا یا تلالی جو دوسرے افعی لغت کی بنا پر قبل اور مع سے اور اسمیں اشہم بھی جائز ہے اور شہم سے مراد یہ ہے کہ قاعدہ کے کسرہ کو غیر کی طرف اور میں کھڑے کر دے پھر اس کا واد کی طرف مائل کر کے پڑھیں گے تاکہ اشہم سے معلوم ہو کہ اصل قاعدہ میں ضمہ ہے اور میں میں قول اور دوسرے بھی آیا ہے کہ بجائے یاد کے داؤ پڑھیں ۱۲۔

۱۔ قولہ وذلّ باب اختیر الیم یعنی جس طرح ثلاثی مجرد کی ماضی میں وجہ ثلاثہ مذکورہ بالا جاری ہوتی ہیں اسی طرح باب افتعال اور انفعال کے ماضی میں جب کہ وہ معتل العین ہو تو وجہ ثلاثہ مذکورہ جاری ہوں گی۔ جیسے اختیر اور انقید کہ ان کو تین طریقوں سے پڑھ سکے ہیں اسلئے کہ ان میں تیرا وہ قید دونوں کی فرق کے قیل اور بیح کے مانند ہیں ۲۔ قولہ دون استخیر واقتید الیم یعنی باب استفعال اور انفعال کی ماضی میں جب کہ وہ معتل العین ہو۔ وجہ ثلاثہ مذکورہ جاری نہ ہوں گی اس لئے کہ باعتبار اصل کے ماقبل حرف علت کا ان میں ساکن ہے پس یہ قیل اور بیح کا طرح پر نہ ہونے ۱۲:

وَمَثَلُ بَابِ اخْتِيرَ وَانْقِيدَ وَانْ اسْتَخِيرَ وَاقْتِيدَ وَانْ كَانِ
۱۲ الفعل ۱۲

مُضَارِعًا خَمَّ أَوَّلُ وَفَتْحُ مَا قَبْلَ آخِرِهِ وَمَعْتَلُ الْعَيْنِ

يَنْقَلِبُ فِيهِ الْعَيْنُ النَّافَا الْمُتَعَدَّى وَغَيْرُ الْمُتَعَدَّى فَالْمُتَعَدَّى

مَا يَتَوَقَّفُ قَهْمًا عَلَى مُتَعَلِّقٍ كَضَرَبَ وَغَيْرِ الْمُتَعَدَّى

بِخِلَافِهِ كَقَعَدَ وَالْمُتَعَدَّى يَكُونُ إِلَى وَاحِدٍ كَضَرَبَ
متعدی ۱۲ مقول ۱۲

وَالِإِثْنَيْنِ كَأَعْطَى وَعَلِمَ وَالِثَلَاثَةِ كَاعْلَمَ وَآرَى وَأَنْبَأَ
متعدی ۱۲ متعایل ۱۲

وَنَبَأَ وَآخَرَ وَخَبَرَ وَحَدَّثَ وَهَذِهِ مَفْعُولُهَا الْأَوَّلُ
الافعال المتعدی ۱۲

كَمَفْعُولِ أَعْطَيْتَ وَالثَّانِي وَالثَّلَاثُ كَمَفْعُولِ عَلِمْتُ

۳۔ قولہ دان کان مضارعاً الیم یعنی اگر وہ فعل کو جس کے فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کا قائم مقام کرنا چاہیں۔ فعل مضارع ہو تو اس کے اول حرف کو کہ علامت مضارع سے ضمزدیں گے اور ماقبل آخر کو فتح جیسے یقتل اور مقتل العین ہو تو اس کا عین مکمل بقاعدہ صرف الف سے بدل جائے گا جیسے یقال اور یباع وغیرہ ۱۱۔ ۴۔ قولہ فاما متعدی یا متوقف الیم یہاں سے فعل کی دو قسموں متعدی اور غیر متعدی کو بیان کرتے ہیں کہ متعدی وہ فعل ہے کہ اس کا سمجھنا مستحق یعنی غیر فاعل کے سمجھنے پر موقوف ہو متعلق سے مراد مفعول ہے۔ فعل متعدی کی مثال جیسے ضرب اس لئے کہ اس کا سمجھنا جیسا کہ فاعل یعنی مضارب پر موقوف ہے اسی طرح اس کا سمجھنا غیر فاعل یعنی معروب پر بھی موقوف ہے ۱۔ قولہ و غیر المتعدی بخلاف الیم یعنی غیر متعدی اس کے خلاف ہے اس لئے کہ اس کا عقل غیر فاعل کے عقل پر موقوف نہیں ہوتا جیسے قعد الیم قولہ والمتعدی یكون الیم یعنی فعل متعدی کی مختلف صورتیں ہیں کبھی ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمروا۔ اور کبھی دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے اعطیت زیداً ورجلاً اور علت زیداً ورجلاً لیکن فرق یہ ہے کہ پہلی مثال میں تو مفعول ثانی مصلوق میں مفعول اول کے متعلق ہوتا ہے اور دوسری مثال میں عین مفعول اول ہے اور کبھی تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ جیسے اعلم اشرفاً ورجلاً وفاضلاً علی بدر القیاس انباء اور بناء اور اخبر اور خبر اور حدث اعلام کے معنی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مفعول ثالث کی طرف متعدی ہوتے ہیں ۲۔ قولہ وندہ مفعول الاول الیم یعنی یہ افعال جو کہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہیں ان کا پہلا مفعول اعطیت کے مفعول کی مانند ہے پس جس طرح ہر اک اعطیت کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اختصار جائز ہے اسی طرح ہو سکتا ہے ان افعال میں صرف مفعول اول کو ذکر کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ اول کو حذف کر کے دوسرے اور تیسرے مفعول کو ذکر کریں بخلاف ثانی اور ثالث کے کہ وہ دونوں مثل دو مفعولوں باب علت کے ہیں۔ پس ان میں اختصار جائز نہیں کہ ایک کو ذکر کریں اور دوسرے کو حذف کر دیں۔ پس یا تو دونوں کو ذکر کریں گے اور یا دونوں کو حذف کر دیں گے ۱۳۔

۱۔ مفعول ثالث کی طرف متعدی ہوتے ہیں ۲۔ قولہ وندہ مفعول الاول الیم یعنی یہ افعال جو کہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہیں ان کا پہلا مفعول اعطیت کے مفعول کی مانند ہے پس جس طرح ہر اک اعطیت کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اختصار جائز ہے اسی طرح ہو سکتا ہے ان افعال میں صرف مفعول اول کو ذکر کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ اول کو حذف کر کے دوسرے اور تیسرے مفعول کو ذکر کریں بخلاف ثانی اور ثالث کے کہ وہ دونوں مثل دو مفعولوں باب علت کے ہیں۔ پس ان میں اختصار جائز نہیں کہ ایک کو ذکر کریں اور دوسرے کو حذف کر دیں۔ پس یا تو دونوں کو ذکر کریں گے اور یا دونوں کو حذف کر دیں گے ۱۳۔

لے قول افعال القلوب الخ یعنی افعال القلوب لغت اور صحت وغیرہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ یہ یا کوئی کہ جملہ از قبیل علم ہے یا ظن جیسے علمت زیداً تاکہ افعال لغت زیداً تاکہ پس زید قائم ایک جملہ ہے اور اس میں علمت اور لغت کے داخل ہونے سے پیشتر احتمال ہے کہ ثبوت قیام کا زید کے لئے اور قبیل علم ہو یا ظن بجز حب علمت زیداً تاکہ تاکہ تو معلوم ہوا کہ حکم مذکور از قبیل علم ہے اور حب لغت زیداً تاکہ تاکہ مذکور از قبیل ظن ہے الغرض افعال قلوب اس چیز کے بیان کرنے کیلئے آئے ہیں کہ جس سے یہ ماخوذ ہیں۔ اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے دونوں جزوں کو بنا بر مغنویت کے نصب دیتے ہیں ترکیب افعال القلوب

مبتدأ اور لغت اور حب و غیرہ اس سے بدل ہیں اور لغت جملہ خبریہ تنبیہ افعال قلوب سات ہیں۔ جیسا کہ فیہ میں مذکور ہیں ان میں تین فعل کے لغت اور حب اور لغت من کے لئے آتے ہیں اور زعمت کبھی ظن کے لئے اور کبھی یقین کیلئے ہوتا ہے باقی علمت اور راہت اور وحدت یہ تینوں یقین کے لئے ہے ۲۷ قولہ من خصائص الخ مصنف نے یہاں سے افعال قلوب کے خصائص کو بیان کیا ہے چنانچہ گہا کہ افعال قلوب کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے دو مفعولوں میں جب ایک مذکور ہوگا۔ تو دوسرے کا ذکر کرنا بھی واجب ہوگا اس لئے کہ دونوں بمنزل ایک مفعول بہ گئے ہیں۔ پس اگر ایک کو ذکر کریں اور دوسرے کو حذف کریں تو بعض اجزاء کا حذف لازم آئے گا بظن باب اعطیت کے کہ وہاں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اقتدار جائز ہے ۲۸ قولہ ومنہا جزاء الخ الخ یعنی افعال قلوب کے بعض خواص میں سے یہ ہے کہ جب یہ افعال دونوں مفعولوں کے وسط میں ہوں یا ان سے مؤخر تو ان کا انشاء جائز ہے انشاء قبل الفعل لفظاً اور معنی کو کہتے ہیں اور وجہ اس وقت جو انشاء کو یہ ہے کہ یہ دونوں مفعول بعد اس کے کہ ان میں مبتدا اور خبر بننے کی صلاحیت ہے کلام مستقل ہیں اور افعال قلوب عمل میں ضعیف ہیں پس جب دو دونوں مفعولوں کے درمیان میں یا ان سے مؤخر ہوں گے تو وجہ اپنے ضعف عمل کے عمل نہ کریں گے لکھ قولہ ومنہا انما تعلق الخ یعنی افعال قلوب کے بعض خصائص میں سے یہ ہے کہ جب وہ استغناء یا نفی یا لام ابتداء سے

أَفْعَالُ الْقُلُوبِ ظَنَّتْ حَسِبَتْ وَخَلَّتْ وَزَعَمَتْ وَ

سبعة مثله لاشك وثلاثة متعين معاً من غير اشتراك ۱۲

عَلِمَتْ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ دَخَلَ عَلَى الْجُمْلَةِ الاسْمِيَّةِ

لِبَيَانِ مَا هِيَ عَنْهُ فَتَنْصِبُ الْجُزَيْنِ مِنْ خَصَّائِهَا

أَنَّهُ إِذَا ذَكَرَ أَحَدَهُمَا ذَكَرَ الْآخَرَ بِخِلَافِ بَابِ أُعْطِيََتْ وَ

مَنْهَا جَوَازُ الْإِلْغَاءِ إِذَا تَوَسَّطَتْ أَوْ تَأَخَّرَتْ لِاسْتِقْلَالِ

الْجُزَيْنِ كَلَامًا وَمَنْهَا أَنْهَا تَعْلُقُ قَبْلَ اسْتِفْهَامٍ وَالنَّفْيِ

وَاللَّامِ مِثْلَ عَلِمْتُ أَزِيدُ عِنْدَكَ أَمْعَدُ وَمَنْهَا أَنْهَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ

فَاعِلًا وَمَفْعُولًا بِأَضْمٍ مِنْ لَشَيْءٍ وَاحِدٍ مِثْلَ عَلِمْتُ مَنْطِقًا

افعال القلوب ۱۲ تشتملین ۱۳

پس واقع ہوتے ہیں۔ تو معلق ہو جاتے ہیں۔ یعنی لفظ بطریق وجوب ان کا عمل باطل ہو جاتے ہیں معنی باطل نہیں ہوتا جیسے علمت ازید عندک ام عمرو ۲۹ قولہ ومنہا انما یجوز انہ یعنی افعال قلوب کے بعض خصائص میں سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں ضمیر متصل ایک کسی کے لئے ہوں۔ جیسے علمتی مستحقا پس ظاہر ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں شکم کی ضمیر ہیں اور ایک شے سے لینے شکم کی طرف لامتی

۱۔ قولہ وبعضا معنی آخر الخ یعنی بعض افعال تلوپ کے لئے اور دوسرے معنی بھی ہیں کہ جن کے سبب وہ ایک مفعول کی طرف متحرک ہوتے ہیں۔ مثلاً
ظننت کہ یہ ظننت معنی تہمت سے مشتق ہو کر معنی میں اتمت کے ہوتا ہے اور ایک مفعول کی طرف متحرک ہوتا ہے اور جیسے علت کہ معنی میں عرفت
کے ہو کر ایک مفعول کی طرف متحرک ہوتا ہے علی ہذا لقیاس راایت معنی میں البصر کے اور وجہ تہمت سے نہیں اذیت کے ہو کر ایک مفعول کی طرف متحرک

۱۱۔ قولہ افعال ناقصہ الخ یہاں افعال ناقصہ کا بیان ہے۔ افعال ناقصہ کو ناقصہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اور افعال کی طرح صرف فاعل پر کام نہیں نہیں ہوتے۔ بلکہ خبر کے ملانے کی ضرورت ہوتی ہے افعال ناقصہ وہ افعال ہیں کہ جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور یہ کہ صرف فعل میں جو کام سے لے کر میں تک مذکور میں ۱۲۔

۱۳۔ قولہ وقد جاء الخ یعنی افعال ناقصہ صرف یہی افعال نہیں جو کہ مذکور ہوئے بلکہ دوسرے اور افعال بھی ناقصہ آئے ہیں۔ مثلاً ما جاء ت حاجتک میں کلمہ جاء ت اور قد ت کا بنا حرفہ میں قد ت ناقصہ ہیں پس اول معنی کانت اور ثانی معنی صارت ہے اور دونوں میں ضمیر ہے جو کہ اسم ہے اور خبر اول میں حاجتک اور ثانی میں کانت نیچے مثل ہے ۱۴۔ قولہ تدخل علی الجملة الاسمية الخ یعنی افعال ناقصہ اپنے معنی کا حکم اور اثر خبر کو عطا کرنے کے لئے جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے کان زید قائما میں کان فعل ناقص ہے زید قائم جملہ اسمیہ پر اس لئے داخل ہے کہ وہ اپنے معنی یعنی ثبوت کا حکم و اثر اپنی خبر یعنی قیام کو عطا کرے ۱۵۔ قولہ قرآن الاول الخ یعنی افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر جزو اول کو رفع دیتے ہیں اور جزو ثانی کو نصب جیسے کان زید قائما میں کان عامل ہے اور اس کی وجہ سے زید مرفوع اور قائما منصوب ہے ۱۶۔ قولہ نکان تکون الخ یہ لفظ کان کی تفصیل ہے کہ وہ تین قسم پر ہوتا ہے۔ ناقصہ تامر زائدہ۔ مہر کان ناقصہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اپنی خبر کو اپنے اسم کے لئے زمانہ ماضی میں ثابت کرتا ہے عام ازین کہ وہ ثبوت تمام زمانہ ماضی میں دائمی ہو۔ جیسے کان الشہر عزیز احکما یا شقط ہو جیسے کان زید قائم دوسرے جیسے صار جیسے کان زید غنیاً۔ تمہید بامتنار ترکیب کے جیسے صار قول لثبوت خبر ہا پر موقوف ہے اور یہ کان ناقصہ کی دوسری قسم ہے ۱۷۔

و بعضہا معنی آخر یبعثی بہ الی واحد ظننت بمعنی ظننت

و علمت بمعنی عرفت و رايت بمعنی البصر و وجد بمعنی

اصبت الافعال الناقصة ما وضع لتقريب الفاعل علی

صفة وهي کان صار واصبر واهله واضحه وظل و بات و اخر و

عاد وغدا وراح وما زال وما انفك و ما فتى وما برح وما دام و

ليس وقد جاء ملجاء حاجتك وقعدا کا تھا حریہ تدخل

علی الجملة الاسمية الاعطاء الخبر حکم معناها فترفع الاول و

تنصب الثاني مثل کان زید قائما فکان تکون ناقصة

ماضی میں ثابت کرتا ہے عام ازین کہ وہ ثبوت تمام زمانہ ماضی میں دائمی ہو۔ جیسے کان الشہر عزیز احکما یا شقط ہو جیسے کان زید قائم دوسرے جیسے صار جیسے کان زید غنیاً۔ تمہید بامتنار ترکیب کے جیسے صار قول لثبوت خبر ہا پر موقوف ہے اور یہ کان ناقصہ کی دوسری قسم ہے ۱۷۔

(مشیت اللہ دیوبندی غفرلہ)

اے قولہ ومن ثم الخ یعنی جب یہ ثابت ہوا کہ مادام توقیت مذکور کے لئے آتا ہے تو اب اس سے پیشتر ایک کلام مستقل کے محتاج ہونگے اس لئے کہ وہ خبر ہے اور خبر اپنے فائدہ میں مستقل نہیں پس کلام مستقل مثال مذکور میں جیسے ہے جو کہ مادام سے پہلے مذکور ہے اے قولہ وليس لنفي مضمون الجمل الخ یعنی افعال ناقصہ میں سے پس زمان خال میں مضمون جملہ کی نفی کے لئے آتا ہے جیسے نہیں زید ضار یا یعنی زید زمان حال میں رہنے والا نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں مطلقاً مضمون جملہ کی نفی کیلئے آتا ہے عام ازیں کہ وہ نفی زمان حال میں ہوا یا استقبال میں یا ماضی میں ۱۲ اے قولہ ويجوز تقديم اخبار الجمل الخ یعنی افعال ناقصہ کی خبروں کا آگے

ومن ثم احتاج الى كلام لان ظرف وليس لنفي مضمون

ای لاجل ان مادام لغزوقیت ۱۱

الجملته حالاً وقيل مطلقاً ويجوز تقديم اخبارها كلها

على اسمائها وهي في تقديمها عليها على ثلاثة اقسام

ای علی نفس الافعال ۱۲

فيسمى يجوز وهو من كان الى راسه وقسم لاجوز وهو ما في

وہی اور بشر افعال ۱۳

ای يجوز تقديم خبره عليه ۱۴

اول ما خلافاً لابن كيسان في غير ما دام وقسم مختلف

فيه هو ليس افعالاً لمقاربة ما وضع لدنو الخبر

متدا ۱۵

خبر ۱۶

رجاء او حصولاً واخذاً فيه فالاول عسى وهو غير

متصرف تقول عسى زيدا ان يخرج وعسى ان يخرج زيدا

زید نیکے پس عسی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مستقبل فاعل کیلئے حصول خبر کی امید رکھتا ہے کہ عنقریب حاصل ہوا اور یاد رکھو کہ عسی کا غیر متصرف ہے کہ اس کا ماضی کے سوا اور کوئی صیغہ نہیں آتا غیر عسی کا استعمال دو طرح پر ہے ایک عسی زید ان يخرج اس صورت میں فاعل عسی کا ام مخرج ہوتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتا ہے اور دوسرے عسی ان يخرج زید اس صورت میں عسی ماضی کا ماضی ہے اور زید يخرج کا فاعل ہے العز عسی کے مبدوء و استیصال میں لیکن استعمال اول میں کبھی ان مصدر یہ کو فعل مضارع سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے عسی نیدان يخرج اور دوسرے ہے کہ عسی کو لاد کے ساتھ مقاربت میں شائبہ ہے پس جرح بدون ان کے کہ وہ زید يخرج کہنا جائز اسی طرح عسی زید يخرج کہنا بھی جائز ہے۔

اسما پر مقدم ہونا جائز ہے اس لئے کہ یہ تقدیم منصوب کی مرفوع پر ہے اور وہ جملہ افعال میں درست ہے باقی رہی افعال ناقصہ پر ان کی خبروں کی تقدیم سو وہ میں قسم پر ہے اس لئے کہ بعض افعال ناقصہ کو ایسے میں کہ ان میں تقدیم مذکورہ جائز ہے اور وہ کان سے لے کر راجح تک گیارہ فعل ہیں۔ اور بعض افعال ایسے ہیں کہ ان میں تقدیم مذکورہ جائز نہیں اور وہ فعل ناقصہ سے کہنے کے اول میں کہہ رہے خواہ ماضی ہو۔ یا مصدر۔ لیکن افعال مذکورہ میں تقدیم کا ناجائز ہونا جمود کے مذہب پر ہے اور ابن کيسان بخبر مادام کے ماضی جتنے افعال ہیں۔ مازال اور ما برح اور ما فاتی اور ما الفک ان میں تقدیم مذکورہ جائز کہتا ہے اور نہیں میں خود جمود کا وہ تقدیم مذکورہ کے جائز اور ناجائز ہوتے ہیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ نہیں کی خبر کو اس پر مقدم کرنا جائز ہے اس لئے کہ نہیں نفی کے لئے ہے اور نفی مصدر کا کلام کو مقتضی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں کی خبر کو نہیں کا عمل نفی کی وجہ سے نہیں غلبت کی وجہ سے ہے پس فعل میں جرح منصوب کو اس پر مقدم کرنا جائز ہے نہیں میں بھی جائز ہے اے قولہ افعال المضارع الخ یعنی افعال مقاربتہ فعل میں جو خبر کو اپنے فاعل کے نزدیک کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں ماضی میں کر یہ نزدیک کرنا خبر کا باعتبار رجاء اور امید کے ہو یا باعتبار حصول کے یا باعتبار اخذ یعنی مخرج فی الخبر کے پس اس وقت عبارت میں رجاء منصوب سے پہلے ولو مصدر مقدر ہوگا اور وہ ترکیب میں متغول مطلق ہوگا اسی ولو رجاء اور حصول اور ولو اخذ ۱۷ اے قولہ لاد عسی الخ یعنی باعتبار امید کے خبر کو فاعل کے نزدیک کرنے کے لئے عسی آتا ہے۔ جیسے عسی زید ان يخرج یعنی امید ہے

لے قولہ ماشائی ہوا یعنی دوسرا فعل انفعال متعدي میں ہے کا دے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول نہ مل کے لئے معنی ہو جو والا سے جیسے کا دے میرا خبرج یعنی میرے لئے حصول خبرج یقیناً ہونے والا ہے پس مثال مذکور میں زید کا کا فعل اور خبرج فعل مضارع اسکی خبر ہے جو کہ مل نصب میں ہے اور کبھی کاو کی خبر ہوا ان مصدر یہ فعل ہوتا ہے لے کاو کی محلی کا معنی شائبہ ہے پس کاو کی خبر میں بھی معنی کی خبر کی طرح ہن مصدر یہاں لیں گے ۱۱۔ لے قولہ واذا دخل النقی یعنی جب کاو اور اس کے شقائق رفتی داخل ہوتی ہے تو وہ دوسرے افعال کی طرح مضمر کی جگہ لے کا کا فاعل دیتے ہیں اور یہ اصح مذہب ہے اور علامہ اس مذہب کے دعوہ میں اس میں اور میں معنی کہتے ہیں کہ کاو رفتی اثبات کیلئے ہوتی ہے مطلقاً خواہ وہ منی پر داخل ہو یا مستقبل پر ماضی کی مثال مذکور کاو کا دو لفظوں میں مثال مذکور میں ان لوگوں کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ گائے کو گھڑی سے ذبح کر دیا اور وہ ذبح کرنے کے قریب تھے اور میل یہ ہے کہ اگر کاو اسے مراد لے ہو تو تناقض لازم آئے گا۔ یہ نہیں ہو سکا ذبح کرنے سے پیشتر وہ ذبح کرنے کے قریب نہ ہوں اور ذبح کر دیں اور اصح مذہب ولے اس کا جواب دیتے ہیں کہ جب کاو کا دو لفظوں میں نفی مراد ہے جاوے گی تو کلام میں تناقض نہ ہوگا۔ اور یہ معنی ہوں گے کہ انہوں نے گائے کو ذبح کر دیا اور ذبح سے پیشتر اپنی نافرمانی کے سبب ذبح کرنے کے قریب نہ تھے پس ظاہر ہے کہ اس میں کچھ تناقض نہیں اس لئے کہ تناقض میں مجہد و عدات شخاض کے وحدت زمانی شرط ہے اور وہ یہاں بنیدانی گئی اور مضارع کی مثال ذی الرمتہ کا یہ شعر ہے

وقد یحذفان والثانی کاو تقول کاو زید یحبی وقد

تداخل ان واذا دخل النقی علی کاو فہو کا لانفعال علی

الاصح وقیل یكون للاثبات وقیل یكون فی الماخی للاثبات

ای اثبات الخبر

وفی المستقبل کا لانفعال تمسکا بقولہ تعالیٰ وما کاو

یفعلون بقول ذی الرمتہ شعرا ذاعبرا ہجر المحبین

کہ دو قدیکہ بغیر ہجر ذوق دوستانہ ۱۲

لہ یکدہ رسیس الہوی من حی مبیۃ یبرس

یہ کو ذال شرد ۱۲

من دوستی ہا عشق

والثالث طفق وکرب وجعل واخذ وہی مثل

بفتح الراء من اکرب ووزدیک شدن کسی را بکاوے من ترب ۱۱

کاو او شک مثل عسی وکاو فی الاستعمال

صحیح میں لے قولہ وقیل یكون الہ یعنی تمسکاً بزمب یہ ہے کہ حرف نفی ماضی پر داخل ہو کر تو نفی کا فاعل ہن ہن و تبا لکہ اثبات اپنے ہی حال پر رہتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ قدیر ہما کا دو یفعلون و مضارع پر داخل ہو کر حرف نفی و خبر افعال کی طرح نفی کا فاعل دیتا ہے جیسا کہ ذوالرمتہ کے شعرا ذاعبرا ہجر المحبین تم یکدہ خبر میں یکدہ کے معنی نفی کے ہیں باقی رہا استعمال کا طریقہ اور اسکا جواب سورہ پیلہ مذکور ہو چکا یہاں علامہ کی ضرورت نہیں لے قولہ والثالث طفق الہ یعنی افعال مقامہ میں سے وہ فعل جو ماضی کیلئے خبر کے نزدیک ہوئے وہ بقیا و عذر اور شروع تباہے میں طفق اور کرب اور جعل اور اخذ میں اور استعمال میں مثل کاو کے میں جیسے طفق و کرب و جعل اخذ زید خبرج اور ایک فعل او شک ہے اودھ استعمال میں عسی اور کاو کی مثال ہے پس اس کا استعمال کبھی تو معنی کے دونوں استعمالوں کی طرح ہوتا ہے جیسے او شک زید خبرج اور او شک خبرج زید اور کبھی استعمال کا دیکھو طرح بنیران کے ہوتا ہے۔ جیسے او شک زید خبرج - ۱۲

۱۔ قولہ فعل التعجب الخ یعنی اس مقام پر کہ ایک کے لئے مختلف ہیں بعض نسخوں میں افعال التعجب اور بعض نسخوں میں فعلا التعجب بصورت متضاد ہے اور یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ اگر کہا جائے کہ تعریف جس کیے ہوئی ہے تو فعل التعجب کہا مناسب ہے اور اگر کہیں کہ ان کے افراد کثرت سے ہیں تو بیحد صحیح کا لانا زیادہ مناسب ہے اور متضاد اس وجہ سے ہے کہ تعجب کے دو معنی ہیں ماضی اور مضارع دونوں ایسے صیغہ ہیں کہ ان میں تعریف جاری نہیں ہوتی یہاں تک کہ ان سے نہ تو مضارع آتا ہے اور نہ مجہول ۱۲۔ قولہ ولا یبیدان الخ یعنی یہ دونوں معنی فعل تعجب کے اسی جز سے بنائے جاتے ہیں کہ جس سے فعل التفضیل بنایا جاتا ہے اور وہ ظانی مجرور ہے کہ چون اور علیک خالی ہو اور وہ یہ ہے کہ فعل تعجب اور فعل التفضیل کو باہمی ایک دوسرے کے ساتھ شائبہت ہے

فعل التعجب ما وضع لانشاء التعجب وله صیغتان

ای للتعجب ۱۱

و فی بعض النسخ فعلا التعجب وهو الانسب ما سبق ۱۱

مَا أَفْعَلُ أَفْعَلُ بِهِ هَا غَيْرُ مُتَصَرِّفَيْنِ مِثْلُ مَا أَحْسَنَ زَيْدًا

وَأَحْسَنُ زَيْدًا وَلَا يَبِيدَانِ الْأَمْثَالُ يُدْنِي مِمَّا أَفْعَلُ التَّفْضِيلُ

دہر اشکافی المجرد

وَيَتَوَصَّلُ فِي الْمُهْتَمَعِ مِثْلُ مَا أَشَدَّ اسْتِخْرَاجُهُ أَشَدُّ دِيَا اسْتِخْرَاجُهُ

ای مامری اشکافی المجرد ۱۱

وَلَا يَتَصَرَّفُ فِيهِمَا بِتَقْدِيمٍ وَتَاخِيرٍ وَلَا فَضْلٍ إِلَّا جَا زِلًا مَازِنًا

الْفَصْلُ بِالطَّرْفِ مَا أَبْتَدَأَ نَكْرَةً عِنْدَ سَبَبِيَّةٍ مَابَعْدَهَا الْخَبَرُ

ای فی الاصل

لِتَوْصُولِ الْخَفْشِ وَالْخَبَرِ مَحْدُودٍ بِفَاعِلٍ عِنْدَ سَبَبِيَّةٍ فَلَا ضَرِيحَ فِي

بیتداد ۱۲ خبر ۱۲ و اباہ زیدہ علی الفاعل ۱۲

أَفْعَلُ مَفْعُولٌ عِنْدَ الْخَفْشِ الْبَاءُ لِلتَّعْدِيَةِ أَوْ لَا تَدْعُ فَنَفِيهِ ضَمِيرٌ

تا بغیر زیدہ متصرف فی الفعل ۱۲

ہیں اور جانتا ہے کہ اس کی ایک مذہب ذرا کے کو مصنف نے ذکر نہیں کیا وہ یہ کہ ماضی ای شی مبتدا اور اباہ اسکا خبر ہے پس ذرا کے نزدیک ما حسن زید کے معنی ای شی حسن زید کے ہیں ۱۱۔ قولہ وہ فاعل عند سببویہ یا نحو یہ فعل تعجب کے دوسرے صیغہ کا بیان ہے کہ اس میں حسن سببویہ کے نزدیک فاعل ہے پس اس وقت حسن نہیں اگرچہ حسن امر کا صیغہ ہے لیکن معنی میں حسن ماضی کے سے اور بالفاظ میں جاریہ زائد ہے اور ضمیر مجرور اس کا فاعل ہے اور مجرور صیغہ کا ہے پس معنی حسن زید کے سببویہ کے مذہب پر زید صاحب حسن کے ہیں ۱۲۔ قولہ ومفعول عند الاخفش کہتا ہے کہ حسن امر کا صیغہ ہے اور یہ میں باہر تعدیہ کے لئے یا زائدہ ہے اور اس وقت حسن میں ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے ۱۲۔

۱۔ قولہ افعال مدح والذم المصنف بعد سے افعال مدح اور ذم کو بیان کرتے ہیں کہ افعال مدح و ذم وہ فعل ہیں جو افتاد مدح و ذم کیلئے وضع کئے گئے ہیں افعال مدح اور ذم میں سے نعم اور نسیں ہیں اور ان دونوں کے فاعل کی شرط یہ ہے کہ انکا فاعل یا تو معرف باللام ہو جیسے نعم الرسل یا معرف باللام کی طرف صفت ہو جیسے نعم صاحب الرسل زید یا ایسی ضمیر مستتر ہو کہ جس کی غیر یا تو نحو منسوب ہو۔ جیسے نعم رجلا زیدا و یا غیر کلمہ یا جو جیسے قولہ تعالیٰ فنتھاہی ای نعم شیاہی مذکرہ معنی میں شئی کے مرنے اور بنا بر غیر کے کلام منسوب ۱۲۔ قولہ وبعد ذلک المخصوص الخ یعنی فعل مدح اور ذم کے فاعل کے بعد مخصوص بالمدح یا بالذم درج ہے جیسے نعم الرسل زید میں الرسل نعم کا فاعل ہے اور اس کے بعد زید مخصوص بالمدح ہے ۱۲۔ قولہ و جو مبتداء الخ ترکیب کے اعتبار سے مخصوص مذکور کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مبتداء اور اس کا ماقبل جملہ ہو کہ اس کی خبر اور اگر کوئی کہے کہ مبتداء کا خبر جب جملہ ہوتی ہے تو اس میں عائد ہونا چاہئے حالانکہ اس جگہ کوئی ضمیر نہیں جو مبتداء کی طرف عائد ہو جواب یہ ہے کہ عائد کے لئے فقط ضمیر ضروری نہیں بلکہ نعم الرسل زید میں الف اللام عہدی بھی عائد ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ مخصوص مذکور جو مبتداء مخصوص کی خبر اور نعم الرسل علیہ جملہ فعلیہ ہو اور اس وقت تم الرسل اور دوسرا اسمیہ یعنی موزید پس اس جملہ کا جز اول یعنی جو محدود ہے ۱۲۔ قولہ و شرط مطابقة الفاعل الخ یعنی مخصوص کی شرط یہ ہے کہ وہ فاعل کے ساتھ مذکور ثابت اور متینہ اور صحیح میں مطابق ہو۔ جیسے نعم الرسل زید احد تحت المراجعة زید نعم الرسل ان الزیدان اور نعم الرسل زیدون ۱۲۔ قولہ و بنسب مثل القوم الذین الخ یہ ایک سوال کا جواب ہے تقریر سوال کی یہ ہے کہ آیت بنسب مثل القوم الذین کذبوا میں بالذین کذبوا مخصوص بالذم سے صحیح ہے اور مثل القوم فاعل ہے جو کہ مفرد ہے پس مخصوص او فاعل میں مطابقت نہ ہوگی لہذا یہ کسنا کمال اور مخصوص میں مطابقت ہونی چاہئے کیونکہ صحیح ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ یہ آیت اور اس کا مثل متادل ہے بایں طرز مثل القوم الذین کذبوا من الذین کذبوا سے پہلے صفت مقدّم ہے اور اصل عبارت اس طرح پر ہے مثل القوم مثل الذین کذبوا پس اس وقت دونوں میں مطابقت ہوگی اس لئے کہ دونوں مفرد ہیں یا ایک

أَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ مَا دُخِلَ لَانْشَاءِ مَدْحٍ أَوْ ذَمٍّ

فَنَهَا نَعْمٌ وَبَسٌّ شَرْطُ مَا أَنْ يَكُونَ الْفَاعِلُ مَعْرُوفًا بِاللَّامِ
الرسل زید ۱۲

أَوْ مُضَاهَاً إِلَى الْمَعْرِفَةِ بِهَا أَوْ مُضَمًّا هِيَ أَنْ يَكُونَ مَنْصُوبًا
خو نعم لام الرسل زید ۱۲

أَوْ بِمَا مِثْلُ فَنَعْمًا هِيَ وَبَعْدَ ذَلِكَ الْخَصُوصُ وَهُوَ مُبْتَدَأٌ
بالمدح او الذم ۱۲

مَا قَبْلَهُ خَبْرُهُ أَوْ خَبَرٌ مُبْتَدَأٌ لِحَذُوفِ مِثْلِ نَعْمَ

الرَّجُلِ زَيْدٌ وَشَرْطُ مَطَابَقَةِ الْفَاعِلِ وَبَسٌّ مِثْلُ الْقَوْمِ

الَّذِينَ كَذَبُوا وَشَبَّهٌ مُتَأَوَّلٌ وَقَدْ يَحْذَفُ الْمَخْصُوصُ

إِذَا عَلِمَ مِثْلُ نَعْمِ الْعَبْدِ وَقَنْعِ الْمَاهِدُونَ سَاءَ مِثْلُ بَسٍّ
ای سخن ۱۲

جائے کہ الذین قوم کی صفت ہے مخصوص نہیں۔ مخصوص محدود ہے ای شلم ۱۲۔ قولہ وقد حذف المخصوص الخ یعنی کبھی مخصوص کو وقت قائم ہوئے قرینہ کے حذف کر دیتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ نعم الماہدون ای سخن اور قولہ تعالیٰ نعم العبدای الیوب اور قرینہ حذف کا دونوں جگہ نظر ہے اول میں تو والاد من فرشتہ باد اور دوسری میں یہ ہے کہ یہ الیوب علیہ السلام کا قصہ ہے ۱۲۔ قولہ وساء مثل بس الخ یعنی افعال ذم میں سے ساء حکم بس کی طرح پر ہے۔ تمام محذوف میں جیسے ساء الرسل زید ۱۲

اسے قولہ ومنہا جذباتہ یعنی افعال مدح و ذم میں سے جذبات ہے اور یہ لفظ حب اور ذاسے مرکب سے ترکیب میں حب فعل اور ذاس کا فاعل ہے اور یہ فعل مدح ایسا ہے کہ محشر ایک حالت پر رہتا ہے مثلاً اور جمع اور تائید میں ایسے مخصوص کا مقابل نہیں کرتا جیسے جذباتہ یرقان اور جذباتہ یرقان اور جذباتہ یرقان پھر جذباتہ ذاک کے جو درجہ کم ملکہ جو کما و مخصوص بالمدح جو کما اور اس مخصوص بالمدح کا اعراض بھی قسم کے مخصوص بالمدح کی طرح ہے حتیٰ کہ جو ذمہ کہ قسم کے مخصوص میں مذکور ہو میں وہی جذباتہ کیسے مخصوص بالمدح میں جاری ہو گا ۱۲۰۵ قولہ ویرقان یعنی مخصوص جذباتہ سے پہلے یا

ایکے بعد بغیر بحال کا تذکرہ و تائید اور افزا و اور
تثنیہ اور جمع میں مخصوص کے مطابق جو کہ واقع ہوا جائز
ہے جیسے جہذا و جلا زید اور جہذا زید و جلا و قس
علیٰ نذا ابو بقی ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔

وَمِنْهَا حَبْدًا أَوْ قَاعًا ذَا لَا يَتَغَيَّرُ وَبَعْدَهُ الْمَخْصُوصُ وَ

أَعْرَابُهُ كَأَعْرَابِ مَحْضُومٍ نَعْمَ وَيَجُوزُ أَنْ يَقَعَ قَبْلَ

المخصوص بعد قيود احوال على وفق مخصوص الحرف

مَادَّلَ عَلٰی مَعْنٰی فِی غَیْبِهِ وَ مِنْ ثُمَّ اَحْتٰجَاجٌ فِی جَزَیَّتِهَا ^{۱۱}

الى اسم او فعل حُرُوف الجِزْمَا وضع للافضاء

بِفَعْلٍ أَوْ مَعْنَاهُ إِلَى مَا يَلِيهِ هِيَ مِنْ وَالٍ وَحَتَّى وَفِي وَالْبَاءُ وَاللَامُ
 اباءه مستعمدة فان الالف تاء لازم اي الى منزل اي حرف الجر ۱۱

وَرَبِّ وَأَوْهَادِ الْقِسْمِ بَاءُءُ وَتَاءُءُ وَغَوْءُ عَلَى وَالْكَافِ وَ

مَذْمُومٌ وَخَلَاوَعْدٌ أَوْ حَاشَا مِنْهُ لِلْإِبْتِدَاءِ وَالتَّبْيِينِ وَالتَّبَعِضِ

کی مثال جیسے صحت من یوم الحجۃ بھلائی دونوں مکر میں کا مجروحہ فعل ہے کہ جس سے فعل کی ابتداء ہوتی ہے اور صلاحت من ابتداء شیعہ کی یہ ہے اس کے بعد اے خروف حبرا اس چیز کا جرمی میں اے کے ہوتی ہے فنا مع ہوا کے قولہ والتبعین الخ یعنی تبعین کے لئے آتا ہے جیسے قولہ فاقبضنا ارجس من الاوثان - یعنی لپیڑی سے بچ کر حوت ہیں - پس مثال مذکور میں من بیانہ ہے اور اس کی صلاحت یہ ہے کہ اگر اس کے نبھائے موصول کو دیکھیں تو سننے میں ہے ۱۲ کے قولہ والتبعین کے لئے بھی آتا ہے جیسے اخذت من الدرام اے بعض الدرام ۱۱

کلام غیر موجب میں ہوتی ہے اور وہ کلام ہے جس میں نفی نہی اور استفہام ہوتا ہے اور انقضائے اور سحاح کو نہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی زیادتی کے لئے کلام غیر موجب کہ کچھ تخصیص نہیں بلکہ کلام موجب میں بھی اس کی زیادتی ہوجاتی ہے اور وہ اپنے اس دعوے پر قول عرب قدکان من مطر سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں من زائد ہے اور اصل قدکان مطر ہے مگر مصنف ہر قدکان من مطر کا جواب دیتے ہیں کہ یہ متادل ہے یاں طور دس تیس فیضہ کہا جائے یا تیس فیضہ یا قدکان بعض مطر اور قدکان شئی من مطر لے کر لانا سہاء الخ یعنی لے کر انتہا غایت کے لئے ہے عام ازیں کہ استواء مذکور زبان میں ہو یا مکان یا ان دونوں کے غیر میں اول کی مثال قولہ تعالیٰ البلیل اور ثانی کی مثال ذببت الی البلیت اور ثالث کی مثال تبیی الیکم اور الی معنی میں سح کے بھی آتا ہے مگر تیس جیسے قولہ تعالیٰ یا تاکو امواکم الی امواکم ای مع امواکم ۱۲ لے کر قولہ معنی کہ تک الخ یعنی حتی بھی الی جارہ کی طرح انتہا غایت کے لئے ہونا ہے مگر فرق یہ ہے کہ حتی معنی مع کثرت سے متصل ہوتا ہے جیسے اکنت السمکۃ حتی رہا سہا ای مع راسہا ہے۔ دوسرے حتی اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے ضمیر پر داخل نہیں ہوتا۔ بخلاف الے کہ وہ اسم ظاہر و ضمیر دونوں پر داخل ہوجاتا ہے اور مرد کہتا ہے کہ حتی اسم ظاہر کے ساتھ خاص نہیں ضمیر پر بھی داخل ہوجاتا ہے لے کر قولہ و فی للظرفیۃ الخ یعنی حرف جارہ میں سے مگر فی جس کلمہ پر داخل ہوتا ہے اس کو کسی شے کا ظرف بتاتا ہے جیسے زید فی البلیت اور الخیزی فی الکذب دونوں مثالیں ظرفیت کی ہیں مگر فرق یہ ہے کہ مثال اول میں بیت حقیقہ ظرف ہے اور مثال ثانی میں کذب مجاز ظرف ہے ۱۱ لے کر قولہ و فی معنی ظہر الخ یعنی فی معنی میں معنی کے بھی متصل ہوتے مگر یہ استعمال قبیل ہے جیسے قولہ تعالیٰ ولا یصلکم فی جردع النخل ای علی جردع النخل لے کر قولہ و اباح للاحصان الخ یعنی باء حرف جارہ میں سے الصاق کے لئے ہے الصاق کے معنی اتصال الشئی بالشئی کے ہیں خواہ یہ اتصال حقیقہ ہو جیسے ہوا و باہمی جیسے مریت بزیء۔ اور باء استعانة کے لئے ہوتی ہے جیسے کسبت بالقلم اور معا جند کے لئے ہوتی ہے جیسے اشتربت الفرس لیرجہ ای مع سرطہ اور مقابله کے لئے ہوتی ہے جیسے اشتربت البجاریۃ بفرس یعنی میں نے باندی کو گھوڑے کے بدلے میں خریدی اور باء تقدیر کے لئے ہوتی ہے یعنی لازم کو مقدر کے لئے جیسا ذہمیت بزیء ای ذہمیت اور ظرفیت کے لئے ہوتی ہے جیسے صلیت بالذکر ای فی الذکر لے کر قولہ و زائدۃ الخ یہ باعتبار

و زائدۃ فی غیر الموجب خلافاً للکوفیین والاختفین
خوارجہ فی من احدہ ۱۱
ناظر الی قید غیر الموجب ۱۲

وقدکان من مطر وشبه متاؤل والی للاستہاء و
مبتداء ۱۲

معنی مع قلیلاً و حتی کذلک ومعنی مع کثیراً و یختص

بالظاہر خلافاً للبدوی للظرفیۃ ومعنی علی قلیلاً و
الام ۱۱
انہ کون مدحوماً ظرفاً لاشی ۱۲

الباء للالصاق والاستعانة والمصاحبة والمقابلة

والتعدیۃ والظرفیۃ وزائدۃ فی الخبر فی الاستفہام

والنئی قیاساً فی غیرہ سماعاً نحو محسبک زید والقی بیدہ
الکجی بہ ہدیۃ ۱۱
الکجی بہ ہدیۃ ۱۲
الکجی بہ ہدیۃ ۱۳

لحقولہ و زائدۃ الخ یہ حرف ہے اور لاقیاء پر صلوات ہے اور مطلب یہ کہ اس زائدہ بھی ہوتا ہے من کے لئے زائد ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو حرف کر دی تو معنی مقصود میں غلط واقع نہ ہو جیسے باء فی من احدکم اس جگہ من زائد ہے بجز من کے زائدہ ہونے میں سحاح کا اختلاف ہے بعضی یہ کہتے ہیں کہ اس کی زیادتی صرف

اعراب کے حرف ہونے اور لاصاق پر اس کا عطف ہے اور قولہ فی الخبر زائدۃ کے متعلق ہے اور فی الاستفہام متعلق انکاس کے ہو کر انحراف صفت سے اور مطلب یہ کہ باء اس خبر میں زائد ہوتی ہے جو استفہام میں ہوتی ہے یہاں استفہام سے مراد خاص و استفہام ہے جو مل کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ بزیء قائم اس لئے کہ جو استفہام میں باء زائد نہیں ہوتی علی ہذا القیاس اس نفی میں باء زائد ہوتی ہے جو یس کی خبر میں ہوتی ہے جیسے یس زید قائم ان دونوں جگہ میں باء کا زائد ہونا قیاس کے مطابق ہے لے کر قولہ و فی غیرہ سماعاً الخ یعنی اور خبر مذکور کے غیر میں باء کا زائد ہونا سماعی ہے عام ازیں کہ وہ زیادتی حرف میں ہو جیسے محسبک درہم کہ یہاں باء کی زیادتی مبتداء پر ہے یا مقبوض میں ہو جیسے النئی بیدہ کہ اس جگہ باء کی زیادتی مقول پر ہے

الحرف واللام للاختصاص الخیہ لام جاره کایان ہے کہ وہ چند معنی کے لئے ہوتا ہے اختصاں کیلئے جیسے الجمل لغرس یعنی میں غرس گھونٹے کے لئے ہے اور تعلیل کے لئے ہوتا ہے جیسے ضربتہ لثاویب اور معنی میں عن کے ہونا ہے جبکہ وہ قول کے ساتھ ہوتا ہے جیسے قلت زیدی عن زید اور لام زائدہ بھی ہوتا ہے جیسے ردن کم ای ردن کم اور یہ زیادتی لام جاره کی اس صورت میں ہے جبکہ میں مستدی بنفسہ جو اور لام معنی واؤ کے ہوتا ہے اس قسم میں بر تعجب کے لئے ہوتا ہے قسم سے مراد یہاں قسم ہے کہ جس کی قسم کھائی جائے جیسے لہ لا یخراجل بین عداکی قسم اجل موخر نہ ہوگی کہ قولہ ذب للتعلیل الخ یعنی حرف جاره میں سے رب انشاء تعلیل کے لئے

واللام للاختصاص والمعنی عن مع القول زائدۃ

و بمعنی الواو فی القسم للتعجب و رب للتقلیل ولہا صدر
۱۲ ای لانشاء ۱۱

الکلام مخفۃ بنکرۃ موصوفۃ علی الایضہ وفعلہا ما ض

مخذوف غالباً وقد تدخل علی مضمر مہم مہیز بنکرۃ
ای مخذوف غالباً اور زماناً غالباً

منصوبۃ والضمیر مفر ذکر خلافاً للکوفیین فی

مطابقتہ التمییز وتلحقہا ما قد دخل علی الجمل واوہا تدخل
ای رب ۱۲ ای رب بعد الحرف ۱۳

علی نکرۃ موصوۃ واو القسم اما تکرر عند حد الفعل غیر السوا

مخفۃ بالظاہر التاء مثلاً مخفۃ باسم اللہ الباء اعم منها
فی الواو ۱۲

واو القسم الخ یعنی واؤ قسم فعل قسم کے حذف کی وقت متعلی ہوتا ہے اور سوال کیسا کہ سنیں لایا جاتا اور ہمیشہ اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے غیر پر داخل نہیں ہوتا جیسے واشر لافعلن کذا ۱۱ کہ قولہ والتاء مثلاً الخ یعنی واؤ قسم کی طرح تا قسم سے کہ اس میں بھی فعل قسم مخذوف ہوتا ہے اور سوال کیسا کہ سنیں لائی جاتی اور اسم ظاہر میں سے صرف نظر پر داخل ہوتی ہے اور کسی اسم ظاہر پر داخل نہیں ہوتی تا انشاء فعلن کذا ۱۱ کہ قولہ والباء اعم منها الخ یعنی واؤ قسم اور باء قسم سے باء اعم ہے اس میں فعل قسم مذکور ہوتا ہے اور مخفۃ بھی اور سوال کے ساتھ مذکور ہوتی ہے اور بدون سوال کے بھی اسم ظاہر پر بھی داخل ہوجاتی ہے اور اسم صغیر پر بھی جیسے القسم بالشراب یک لافعلن کذا ۱۲

لے قولہ ویتلقى القسم الخ یعنی جواب قسم پر لام تاکید اور ان مکسودہ اور حرف نفی ما اور لا کو داخل کیا جاتا ہے جیسے واشر زید قائم اور واشر ان زید قائم اور واشر زید بقائم اور واشر لا یقوم زید۔ اور یا مدکر ہو کہ جواب قسم پر اشیا مذکورہ بالا میں سے کسی شئی کا داخل ہونا اس وقت ہے جب کہ جواب قسم غیر سوال ہو اور سوال میں اس چیز کو داخل کیا جائے کہ جس میں منہی طلب کے موافق ہے جیسے یا مشرول تمام زید سے قولہ قدر کھرت جواب الخ یعنی جب کہ قسم اس جملہ کے درمیان ما اس جملہ کے بعد واقع ہو کہ جواب قسم پر دلالت کرتا ہے تو اس وقت جواب قسم محذوف ہو جائے گا جیسے زید واشر قائم اور زید قائم واشر سے قولہ وعن المجاوزة الخ یعنی من مجاوزة کے لئے ہے مجاوزت تین طریقہ پر ہوتی ہے ایک یہ کہ وہ مدخل من سے زائل ہو کہ کسی دوسری شئی کی طرف منتقل جائے جیسے سمیت السهم عن القوس یعنی تیرک پھینکا اگر لگا کر شکار کی طرف پہنچ جائے جیسے افدت عن العلم یعنی میں نے اس سے علم لے لیا تیسرے وہ مدخل من سے بغیر وصول ہوئے زائل ہو کر دوسری شئی کی طرف پہنچ جائے جیسے ادبت الدین عن الی زید یعنی میں نے اس کی طرف سے دین زید کو ادا کیا پس مثال مذکورہ میں دین بغیر دیوں کے طرف پہنچنے اس سے زائل ہو کر دین کی طرف پہنچ گیا قائل۔

۱۲ لے قولہ وصل الاستعلاء الخ یعنی علی استعلاء کے لئے ہے خواہ استعلاء حقیقی ہو جیسے زید علی السطح یعنی زید چھت پر ہے یا مجازی جیسے علیہ دین یعنی اس پر فرض ہے اور بھی من اور من اسم ہوتے ہیں اور اس وقت ان پر من داخل ہو جاتا ہے جیسے من عن یعنی یعنی میری واسطی طرف سے اور من علیہ یعنی اس کے اوپر سے ہے قولہ وان کان للتشیب کے لئے آتا ہے جیسے زید کا لاسد اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ لیس کند شئی ای لیس مشک شئی اور کان بھی اسم ہوتا ہے جیسے یمن من کاہر وای من اسنان مثل ابرو اور یہ کان اسم ظاہر کہنا محذوف خاص ہے معبر پر داخل نہیں ہوتا لے قولہ مذومند الخ یعنی حرف جارہ میں سے مذومند زمان کے لئے ہیں اور وہ اس وقت یا تو زمانہ ماضی میں زمانہ نقل کی ابتدا کے لئے ہوتے ہیں جیسے ماریتہ مذومند ماضی یعنی میں نے اس کو غزوت مہینہ سے نہیں دیکھا۔ اور بازمانہ حاضر میں غزوت محض کے لئے ہوتے ہیں جیسے ماریتہ مذومند یعنی اس کو میرے دیکھنے کا دن یہ آج کا دن ہے لے قولہ حاشا وعدا وعدا الخ یعنی کروت جارہ میں سے یہ تینوں حرف استثناء کے لئے ہیں جیسے جاء فی القوم

فی الجميع ویتلقى القسم باللام وان حرف النفی وقد

یجذب جوابہ اذا اعترض او تقدما ما یدل علیہ وعن القسم

للمجاوزه وعلى للاستعلاء وقد يكونان اسمین بدخول

من والكاف للتشبي زائدا وقد تكون اسما وتختص

بالظاهر ومذومند للزمان للابتداء في الماضي

الظرفية في الحاضر نحو ماریتہ مذومند و مذومند و

حاشا وعدا و خلا للاستثناء الحروف المشبهة

بالفعل وهي ان وان وكان ولكن وليت ولعل

حاشا و خلا اور عدلا یعنی زید کے سوا میرے پاس تمام قوم آئی ہیں حرف مذکورہ کا استثناء کے لئے ہونا ظاہر ہے لے قولہ الحروف المشبهة بالفعل الخ حرف جر کے بعد حروف مشبہ بالفعل کو بیان کرتے ہیں حرف مشبہ بالفعل ان اور ان اور کان اور لیکن اور لیکن اور لیکن ان حرف کو مشبہ بالفعل اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی فعل کی طرح مشابہت ہے لفظی اور معنوی۔ لفظی مشابہت یہ ہے کہ فعل ماضی جیسا کہ ماضی ہو فتوہ جیسا ہے اس طرح یہ حرف بھی جیسا ہے فتوہ ہوتے ہیں اور جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی اور خماسی ہوتا ہے اس طرح یہ بھی ہیں اور مشابہت معنوی یہ ہے کہ ان اور ان معنی میں حقیقت کے اور کان معنی میں شبہت کے اور لیکن معنی میں استسقاء کے اور لیکن معنی میں ترجیح کے ہے ۱۲

احتمولہ ولہا صدر الکلام الخ یعنی حرف مذکورہ سوائے ان مفتوحہ کے صدر کلام میں آتے ہیں تاکہ اول وطر میں معلوم ہو جائے کہ کلام مثلاً از قبیل تاکید ہے یا از قبیل تشبیہ و
وہ ان مفتوحہ کے وسط کلام میں آئے کہ یہ ہے کہ ان اپنے اتم و خبر سے ل کر تبادل مفرد ہوتا ہے پس کلام تام بننے کیلئے اس کا تعلق کسی دوسری چیز کے ساتھ ہوگا کہ قلم
وتمتصا الخ یعنی حرف مشبہ بالفعل کے بعد کا ذرا آجائے اور وہ ان کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے جیسے انا ما لبشر اور اس وقت بعد لاحق ہونے کا ذکر حرف
مذکورہ فعل پر بھی داخل ہو سکتے ہیں جیسے قولہ فاعل نقل انا حرم علیکم القیۃ یعنی حرم میں نیست کہ قدر نے تم پر میہ کو حرام کیا کہ قولہ فان لا یخیر الخ ابداً
سے مصنف نے حرف مشبہ بالفعل کی تفصیل کو بیان فرمایا ہے کہ ان کسورہ جملہ کے معنی میں تفسیر نہیں کرتا بلکہ اس میں معنی تاکید اور تحقیق کے زیادہ کرتا ہے اور
ان مفتوحہ جملہ کے معنی کو متغیر کر دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جملہ کے موقع پر ان کسورہ اور مفرد کے موقع پر ان مفتوحہ لاتے ہیں کہ قولہ کسرت ابتدا الخ الخ یعنی
پس شروع کلام میں ان کسورہ کو لاتے ہیں اس لئے

ولہا صدر الکلام سوی ان فربی بعکسہا و تلحقہا ما فتلغی
ای لہذا الحروف ۱۱ ای ہذا الحروف ۱۲ طلبہ ۱۱

علی الاقصی وتدخل حینئذ علی الافعال فان لا تغیر
ای میں یجتمعا

معنی الجملة وان مع جملة ہا فی حکم المفرد ومن ثلث

وجب الکسر فی موضع الجمیل والفتح فی موضع المفرد

فکسرت ابتداء وبعدا القول الموصول وفخت فاعلة

ومفعولة ومبتداً ومضافاً الیہا وقالوا لولا انک لان مبتداً

ولوا انک لان فاعل وان جاز التقدير ان جاز الامر ان نحو

من یکرہنی فانی اکرہہ مع اذا ان عبد الفقہ واللہ ہا زمرہ

کہ وہ جملہ کو مقتضی ہے جیسے ان ربک نعیم نیز قول
اور اس کے مشتقات کے بعد ان کسورہ لاتے ہیں جیسے
قلت انت قائم اسے کہ مفعول قول کا ہمیشہ جملہ ہوتا ہے
علی ذلک القیاس موصول کے بعد بھی ان کسورہ لاتے
ہیں اسے کہ موصول کے اس کا ملکہ ہوتا ہے اور وہ
جملہ ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے جملہ سے ل کر فاعل ہو
جیسے یعنی انک منطلق یا مفعول ہو جیسے سمعت انک
اذہب یا مبتداً ہو جیسے عنذی انک تا وہا مضاف
الیہ ہو جیسے اجمعتی انک قائل۔ تو ان سب صورتوں
میں ان مفتوحہ پڑھا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ سب
مواضع مفرد کے ہیں مینا کا ظاہر ہے کہ فاعل اور
مفعول اور مبتداً اور مضاف الیہ کا مفرد ہونا ضروری
ہے کہ قولہ وقالوا لولا الخ الخ یعنی لولا کے بعد ان
مفتوحہ پڑھتے ہیں اس لئے کہ لولا کے بعد مبتداً ہوتا
ہے اور مبتداً کا مفرد ہونا ضروری ہے اسی طرح لہ
کے بعد ان مفتوحہ پڑھتے ہیں اس لئے کہ لہ کو شرطیہ
فعل کو مقتضی ہے پس ان مفتوحہ اپنے جملہ کے ساتھ
ل کر فعل ممدود کا فاعل ہوگا جیسے ولوا تم اذہبوا
ای نوشت لہ قولہ وان جاز التقدير ان الخ یعنی
اگر کسی مقام پر مفرد اور جملہ دونوں کی تقدیر ہو سکتی ہو تو
اس وقت ان کسورہ اور ان مفتوحہ دونوں جائز ہونگے
جیسے مثل ترکیب من کرہنی فانی اکرہہ میں ان کا اور ان
بالفتح دونوں پڑھ سکتے ہیں پھر مثل من کرہنی فانی اکرہہ
یہ ہے کہ ان فاعل جزایہ کی جگہ ہو جیسا کہ مثال مذکور میں
اگر تقدیر کلام کی من کرہنی فانی اکرہہ ہو تو ان کسورہ ہوگا کہ
اگر تقدیر کلام کی من کرہنی فانی اکرہہ ہو تو اس وقت
ان مفتوحہ پڑھنا واجب ہوگا۔ اسے کہ اس وقت ان
پہلے اتم و خبر سے ل کر مبتداً کی خبر ہوگا۔ اور خبر مفرد

ہے علی ذلک القیاس قول شاعر اذا عبد القضا واللہ ہا زمرہ میں ان کسورہ اور مفتوحہ دونوں جائز ہیں اور ہر دو مصنف کی اس جگہ پر یہ ہے کہ جس ترکیب
میں ان مقدم و خبر کے اذہبنا یہ کے بعد واقع ہو تو اس ترکیب میں دونوں وجہ جائز ہیں کسویہ اور فتح بھی کسورہ اس وقت جبکہ تقدیر کلام کا اذہب
عبد القضا واللہ ہا زمرہ ہوا اور فتح اس وقت جب کہ کلام مذکور تقدیر میں اذا جودیہ القضا واللہ ہا زمرہ ثابت ہے ہوا اور وہ ہا زمرہ ہے اس لئے کہ اس تقدیر اسے جملہ
اسمیتہ بنانے کے ہے اور دوسری تقدیر ان کو اتم و خبر کے تبادل مفرد مبتداً بنائے ہے پورا شعر علامہ کی گئے اس طرح پر نقل فرمایا ہے کہ کنت اری زید کما
قیل سید اذا عبد القضا واللہ ہا زمرہ یعنی زید کو میں مطابق شرت کے سر و خیال کرتا تھا مگر وہ تو یکایک گردن اور جبروں کا غلام ثابت ہوا یعنی کھانے اور
سونے والا کم حمت انسان نکلا ۱۲

ہے علی ذلک القیاس قول شاعر اذا عبد القضا واللہ ہا زمرہ میں ان کسورہ اور مفتوحہ دونوں جائز ہیں اور ہر دو مصنف کی اس جگہ پر یہ ہے کہ جس ترکیب
میں ان مقدم و خبر کے اذہبنا یہ کے بعد واقع ہو تو اس ترکیب میں دونوں وجہ جائز ہیں کسویہ اور فتح بھی کسورہ اس وقت جبکہ تقدیر کلام کا اذہب
عبد القضا واللہ ہا زمرہ ہوا اور فتح اس وقت جب کہ کلام مذکور تقدیر میں اذا جودیہ القضا واللہ ہا زمرہ ثابت ہے ہوا اور وہ ہا زمرہ ہے اس لئے کہ اس تقدیر اسے جملہ
اسمیتہ بنانے کے ہے اور دوسری تقدیر ان کو اتم و خبر کے تبادل مفرد مبتداً بنائے ہے پورا شعر علامہ کی گئے اس طرح پر نقل فرمایا ہے کہ کنت اری زید کما
قیل سید اذا عبد القضا واللہ ہا زمرہ یعنی زید کو میں مطابق شرت کے سر و خیال کرتا تھا مگر وہ تو یکایک گردن اور جبروں کا غلام ثابت ہوا یعنی کھانے اور
سونے والا کم حمت انسان نکلا ۱۲

تک کہ اگر خرمطوف سے پہلے جگہ پر ایک چوہ لفظاً اور نہ تقدیراً اس وقت محلِ اہم پر عطف ناجائز ہوگا۔ جیسے ان زید و عمرو ذابہان۔ اسلئے کہ اگر کشال مذکور میں عطف کو جائز کہیں گے تو اسوقت ایک معمول کے اعراب پر دو عطلوں کا اجتماع لازم آئے گا۔ اور وہ ناجائز ہے۔ تشریح متکم کی یہ ہے کہ کشال مذکور میں ذابہان مسطوف اور عطف علیہ دونوں کی خبر ہے پس اس حیثیت سے کہ وہ عطف علیہ اسم ان کی خبر ہے ان حامل ہوگا۔ اور اس حیثیت سے کہ وہ عطف یعنی عمرو کی خبر ہے اس میں حامل ابتداء ہوگا۔ پس اس وقت ایک معمول یعنی ذابہان کے اعراب پر دو عطلوں کا اجتماع لازم آئے اور وہ ناجائز ہے پس یہ مذہب بطلان

وشبهه ونذلك جاز العطف على اسم المكسوة لفظاً أو

حَكَمًا بِالرَّفْعِ دُونَ الْمَفْتُوحَةِ وَلِيَسْتَرْطِمْضِي الْخَيْرَ لِقَطَا أَد
تَحْوَانِ زَيْدًا وَعَمْرًا كَأَمْ زَيْدًا كَأَمْ وَعَمْرًا ۱۲

نخون زید او عمر وقائم اذ التقدير ان زید اقام و عمر قائم ۱۲

تَقْدِيرٌ أَخْلَافَ الْكُوفِيِّينَ لَا أَتْرُكُونَ مَبْنِيًّا لِلْمَبْدُودِ وَالْكَسْبِ

فِي مِثْلِ أَنْتَكَ وَزَيْدٌ ذَاهِبَانِ وَلَكِنَّ كَذَلِكَ

۱۔ قولہ ولذک جاز العطف الخ یعنی جب یہ ثابت ہو چکا کہ ان مسورہ جملہ کے معنی میں تفسیر میں استنباط کرنا تو اب جائز ہے کہ عمل اسم ان پر کسی اسم کا رفع کے ساتھ عطف کریں اس کے کہ انکا اسم اصل میں مرفوع ثابت ہے پھر ان عام ہے کہ لفظ مسورہ جو جیسے ان زید قائم و عمر دیا حکما جیسے علت ان زید قائم و عمر دواس لئے کہ مثال مذکور میں ہر چند کہ ان مفتوحہ ہے مگر کما شکور ہے اور وجہ یہ ہے کہ ان علم کے بعد اگرچہ اپنے اسم وجر سے مل کر وہ مفعول کے قائم مقام ہے مگر تاویل میں جملہ کے سے اس لئے کہ وہ حقیقت میں مبتدا اور خبر ہیں۔ العرض ان مسورہ کے اسم پر رفع کے ساتھ جب کسی اسم کو عطف کرنا جائی شوا ان کو معدوم فرض کر کے عطف عمل اسم ان پر جائز ہو گا۔ بخلاف ان مفتوحہ کے کہ اس کے عمل اسم پر رفع کے ساتھ عطف مذکور جائز نہ ہو گا اس لئے کہ ان مفتوحہ معنی جملہ کو مستیخ کر دیتا ہے پس ان مفتوحہ کو معدوم فرض کر کے اس کے عمل اسم پر عطف مذکور جائز نہ ہو گا۔ ۱۱۔ قولہ ویشرط منہ الخ الخ یعنی ان مسورہ کے عمل اسم پر عطف مذکور اس وقت جائز ہو گا۔ جب کہ معطوف سے پہلے ان کی خبر مہجکی ہو لفظ جیسے ان زید قائم و عمر دیا تقدیر جیسے ان زید و عمر قائم۔ اس لئے اس جملہ پر ان کی خبر پہلے تقدیر انگور دیکھی ہے اور معطوف کی خبر اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی وجہ سے نابا اس کو حذف کر دیا جاتا ہے پس تقدیر عبارت یہ ہے ان زید قائم و عمر دیا جملہ پر حال محبت عطف کے لئے معطوف سے پہلے ان کی خبر کا نہ کر دینا بشرط یہاں

کے عمل اس میں پر عطف مذکور جائز ہے اور اس کے لئے بھی خبر لفظ یا تقدیر اگر دے کر شرط معتبر ہے اور وجہ یہ ہے کہ کنگن معنی جلد کو ان مسدودہ کی طرح سفیر نہیں کرتا جیسا کہ غائب ہے کہ کنگن استمداک کے لئے ہوتا ہے اور استمداک معنی جلد کے منافی نہیں لکن کی مثال یہ ہے کہ خروج زید کنگن خروج حاج دیکر ۱۱

اس چیز کی خبر پر آجکا جو حملہ کی حیثیت کو باقی رکھتی ہے اور اس چیز کی خبر پر داخل نہ ہوگا جو حملہ کو تبادل مفرد کویتی ہے اور وہ ان مفتوحہ صفت علی مذا القاسم .
تاکید کا ان کسورہ کے اسم پر داخل ہو جاتا ہے جب کہ اسم اور ان کے درمیان فصل واقع ہو اور ان مفتوحہ کے اسم پر داخل نہ ہوگا نیز لام تاکیدیہ اس شئی پر داخل ہو
جاتا ہے جو کان کسورہ کے اسم اور خبر کے درمیان متعلقات جملہ سے ہے جیسے ان زید طعامک اکل لکھ قولہ وقی من ضعیف الخ یعنی من میں اس کی خبر پر اس کے
اسم پر یا اس چیز پر جو کلمہ کے اسم و خبر کے درمیان سے لام تاکیدیہ کا داخل ہونا ضعیف ہے اسلئے کہ من کو لام تاکیدیہ کا ساتھ وہ مناسب نہیں جو ان کسورہ کو لام تاکیدیہ
کیا ساتھ ہے لکھ قولہ وتخفف المسکوبۃ الخ یعنی ان کسورہ میں تخفیف کر سکتے ہیں اور اس وقت بعد تخفیف کے لام تاکیدیہ لازم ہے تاکہ ان مخففہ اور ان ناسیہ
میں فرق ہو جائے نیز اس وقت اس کے مال کا انصار یعنی باطل کرنا بھی جائز ہے اور یہ کہ ان مخففہ اس فعل پر داخل ہو سکتا ہے کہ جو فعل ان افعال میں سے ہیں کہ جو

وَلَدَلَاكَ دَخَلْتَ اللَّامَ مَعَ الْمَكْسُورَةِ دُونَهَا عَلَى الْخَبَرِ أَوْ

الاسم إِذَا فُصِّلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا أَوْ عَلَى مَا بَيْنَهُمَا وَفِي

ای میں الاسم والخبر ۱۱

ای میں الاسم ۱۲

لَكِنْ ضَعِيفٌ وَتَخَفُّفٌ الْمَكْسُورَةِ فَيَلْزِمُهَا اللَّامُ وَيَجُوزُ

الْقَاءُ هَا وَيَجُوزُ دُخُولُهَا عَلَى فَعْلٍ مِنْ أفعالِ الْمُبْتَدَأِ

خِلَافَ الْكَوْفِيِّينَ فِي التَّعْيِيمِ وَتَخَفُّفِ الْمَفْتُوحَةِ فَتَحْمِلُ

فِي ضَمِيرِ شَانٍ مَقْدَرٍ دَخُلْ عَلَى الْجَمْلِ مُطْلَقًا وَشَدَّ

أَعْمَالُهَا فِي غَيْرِهِ وَيَلْزِمُهَا مَعَ الْفَعْلِ السَّيْنِ أَوْ سَوِّفَ أَوْ قَدْ

فی ضمیر شان ۱۱ ای المفتوحہ المعقوفہ ۱۲

لکھ قولہ ولذلک دخلت اللام الخ یعنی جب یہ ثابت ہو کہ ان جملہ کے معنی میں خبر پیدا نہیں کرتا تو اب اس وجہ
اس کی خبر پر لام تاکیدیہ داخل ہو جائیگا نہ کہ ان مفتوحہ کی خبر پر اسلئے کہ لام تاکیدیہ صرف جملہ کی تاکید کیواسلئے ہوتا ہے پس وہ

ان مفتوحہ بعد تخفیف کے جب فعل پر واقع ہوگا تو اس وقت فعل پر سین یا سوف یا قد یا حرف نفی لازم ہوگا . سین کی مثال قولہ تعالیٰ اعم ان يكون منكم مني
اور سوف کی مثال قول الشاعره واعم فاعلم المرء بنفعه ان سوف یا قد اور قد کی مثال قولہ تعالیٰ اعلم ان قد ابلغوا رسالت ربهم اور حرف نفی کی مثال قولہ
تعالیٰ ولا یرون ان لا یرجع الیهم سے مجرور مذکورہ لازم ہووے ہے کہ ان مخففہ اور ان مصدر کے کہ درمیان فرق ہو جائے لیکن حرف نفی جو کہ ان مفتوحہ اور
مصدر یہ دونوں کیساتھ جمع ہو جاتا ہے اسلئے دونوں میں فرق کہ نہ کیجئے حرف نفی کے ساتھ کسی اور چیز کا اعتبار کرنا پڑے گا . اور وہ یہ کہ اگر وہ فعل کہ جس پر نفی
فعل ہے منسوب ہو تو ان مصدر سے دہ ان مخففہ مجرور حکم محل متصرف کا ہے اور جب غیر متصرف فعل پر داخل ہو تو اس امور مذکورہ میں سے کوئی شئی نہیں
آئیگی جیسے قولہ تعالیٰ وان یسألن اللسان الامسی ۱۱

فعل اور اثبات میں متغایرین برابر ہے کہ لفظ کے اعتبار سے بھی وہ متغایر ہوں یا نہ ہوں اول کی مثال جابر زید لکن عمرو ولم یکن یعنی اس نے اس جگہ دونوں کا معنی ہی متغایر معنوی کے ساتھ متغایر لفظی بھی ہے جب کہ ظاہر ہے کلام اول مثبت اور کلام ثانی سنی ہے اور ثانی کی مثال زید حاضر لکن عمرو غایب ہے اس لئے کہ ان دونوں کلاموں میں لفظی متغایر یا یک نہیں دونوں مثبت ہیں متغایر صرف معنوی ہے لہٰذا قولہ وتخفف لفظی الہی یعنی لکن میں تخفیف مرجعانی اور وہ اس وقت لفظی متغایر ہے عمل نہیں کرتا اس لئے کہ تخفیف کے بعد اس کی مشابہت فعل کے ساتھ متعین ہوجاتی ہے اور یہ جائز ہے کہ لکن کے ساتھ واو ذکر کر کے برابر کو لکن متغایر ہو یا تخفف ۱۲ لہٰذا قولہ ولیت لفظی الہی یعنی حرف مشبہ بالفعل میں سے لیت متنی کے لئے ہے جیسے لیت

أوحرف النفي وكان للتشبيه وتخفف فتلغى على الافصح

ولكن للاستدراك تتوسط بين كلامين متغاييرين معنی
اسی مطلب درک الب مع بدیع مامسی ان یترجم ۱۱

وتخفف فتلغى ويجوز معها الواو وليت للتمتی واجازا

الفراء ليت زيدا قائما ولعل للترجی وشذ الجزیرا الحروف
بیں

العاطفة وهي الواو الفاء وثم وحتى واو اما واما واولا
عشر ۱۱

بل ولكن فالاربعة الاول للجمع فالواو للجمع مطلقا

لہٰذا قولہ وكان تشبیه الحروف مشبہ بالفعل میں سے کان ہے اور وہ ایک شے کو دوسری شے کے ساتھ تشبیه دینے کے لئے ہوتا ہے اور کبھی اس میں تخفیف کر لی جاتی ہے اور بعد تخفیف کے وہ ملتی ہو جاتا ہے یعنی عمل نہیں کرتا اور یہ اصح مذہب ہے جیسے کہ قول شاعر کہ نہ ثیاء حقان میں ثیاء استیہ ہے اور فروغ ہے اور وہ تخفیف کے بعد اس کے مل کر کے یہ ہے کہ اس وقت اسکی مشابہت فعل کی ساتھ جاتی رہی لہٰذا قولہ ولكن للاستدراك الہی یعنی لکن مشبہ بالفعل میں سے استدراك کے لئے ہے استدراك کے معنی کلام سابق سے دہم دور کرنے کے ہیں اور لکن ایسے دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جو اعتبار معنی کے

اور یہ نہ بتایا کہ دونوں ایک ساتھ آئے یا آگے پیچھے مصلحت کے ساتھ یا بدون مصلحت کے بخلاف فاعل اور ضم کے کہ یہ دونوں مطلق جمع کے لئے نہیں بلکہ فاعل غیر مصلحت کے ترتیب کے لئے ہے جیسے جاء فی عمرو فزید یعنی عمر میرے پاس پہنچ آیا پھر زید پس مثال مذکور میں فاعل نے اس امر کا فاعل دیا کہ عمرو پہنچ آیا اور اسکے بعد زید فی الفور بغیر مصلحت کے آیا اور ضم اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مطلق اور مطلق علیہ میں ترتیب مصلحت کیب متعین ہے جاعلی زید ثم خالد یعنی زید میرے پاس آیا اور دیر کے بعد پھر خالد آیا پس اس جگہ ترتیب مصلحت کے ساتھ ہے ۱۲

اشاب یعود یعنی کاش جوانی لوٹ آئے اور فراء کہتا ہے کہ لیت کے بعد دونوں جرودوں کو نصب دینا جائز ہے اس لئے کہ لیت بمعنی اتمتی ہے پس لیت کے بعد دونوں جرود بنا بر مفعولیت منصوب ہوں گے اور بیت زید قائما کہنا صحیح ہوگا لہٰذا قولہ ول یترجی یعنی لعل ترجی کے لئے ہے تنہی اور ترجی میں فرق ہے تنہی ہر شے کی ہو سکتی ہے ممکن ہو یا محال اور ترجی اس چیز کی ہوتی ہے کہ جس کا ہونا ممکن ہو پس لیت اشاب یعود کہہ سکتے ہیں اور لعل اشاب یعود نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ جوانی کا ہونا ممکن نہیں لہٰذا قولہ وشذ الجزیرا الخ یعنی لعل کی وجہ سے شاذ ہے جیسے قول شاعر لعل ابی المظوار منک قریب یعنی ابی المظوار میرے نزدیک ہے پس اس مثال میں ابی المظوار لعل کی وجہ سے مجرور ہے لیکن ہر جگہ کہ شعر میں ابی المظوار لعل کی وجہ سے مجرور نہ ہو بلکہ اس پر اسباب حکای ہو یا وہ ابی المظوار کے نام سے مشہور ہو پس قول شاعر سے استدلال صحیح نہ ہوگا لہٰذا قولہ الحروف العاطفة الخ حروف مشبہ بالفعل سے فاعل ہو کر مصنف نے حروف عاطفہ کو بیان کیا کہ حروف عطف واو اذ فاعل اور ضم اور حتی وغیرہ میں اور یار دل کے مطلق اور مطلق عید کو حکم داند میں جمع کرنے کے لئے آتے ہیں حتی کو حکم مطلق عید کو ہوتا ہے وہ ہی مطلق کا بھی ہوتا ہے لہٰذا قولہ فاعل اولی الخ یہ واو کا بیان ہے کہ حروف عاطفہ میں سے واو مطلق جمع کیلئے ہے جیسے جاعلی زید و عمر یعنی زید و عمر میرے پاس آئے پس مثال مذکور میں واو نے مطلق اور مطلق علیہ کے درمیان مطلق جمع کا فاعل دیا

۱۔ قولہ حتی شفا الخ۔ یعنی افادہ تربیب اور صحت میں حتی شفاء کے مثل ہے مگر فرق یہ ہے کہ حتی میں صحت کم ہوتی ہے اور شفاء میں زیادہ دوسرے حتی میں معطوف اپنے متبوع کا جزو مرتبہ برابر ہے کہ جزو ضعیف ہو جیسے قدم الحاج حتی المشاة پس سب حاجی آگئے یہاں تک کہ پیادہ ہر لوگ تھے وہ بھی آگئے یا جزو قوی ہو جیسے مات الناس حتی الانبیاء یعنی سب لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء مرنے بھی وقت پائی۔ اور اگر کوئی کہے کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ حتی میں جزو معطوف علیہ کا عطف معطوف علیہ پر کیا جاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ مصنف اس کی یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ عطف سے معطوف میں قوت اور ضعف کا ناظرہ حاصل ہوتا ہے میرے حتی میں صحت دہنی ہوتی ہے اور تم میں صحت خارجی جیسا کہ ظاہر ہے مات الناس حتی الانبیاء میں تمام آدمیوں

کی موت کے بعد انبیاء کی وفات ایک دہائی سے
بچے خارج ہیں یہ ترتیب نہیں بلکہ انبیاء کی وفات
دیگر انسانوں کی موت کے درمیان سے ۱۰۰۰۰۰
اور دوا انجریاں سے مصفحہ آن حروف ملاحظہ کو
بیان کرتے ہیں کہ جو درامروں میں سے کسی ایک
امربہم کے لئے ہے وہیں اولادہ اولادامادہ
ام میں رام کی دو قسمیں ہیں ایک متصلہ اور دوسرا
منقطع۔ ام متصلہ کو ہمزہ استنہام لازم ہے اور
یہ کہ مستوفی میں یعنی محطوف اور منقطع علیہ سے
ایک کا اتصال ام کے ساتھ ہوا اور دوسرے کا
ہمزہ استنہام کے ساتھ اور یہ اس کے تحت وین
میں سے کسی ایک امر کی جملہ اعلیٰ القیاس ثابت ہے
قیاس طلب کی جاتے ہیں ازید عندک ام محمد زنی
تو تبا کہ فتر سے پاس زید ہے یا محمد پس شامل
مذکورہ میں بعد فوت اس امر کے کہ مخاطب کے پاس
زید اور محمد میں سے اعلیٰ القیاس ایک ہے مشکل
تعیین چاہتا ہے کہ وہ زید ہے یا محمد ۱۰۰۰۰۰
قولہ دین تم لم یجز انہ یعنی جب یہ معلوم ہو چکا
کہ مستوفی میں سے ایک کا اتصال ام کے ساتھ
اور دوسرے کا ہمزہ کے ساتھ ضروری ہے تو اب
اس وجہ سے ترکیب ارایت زید ام محمد نا جائز
ہو جائے گی اس لئے کہ اس میں دوسری زید و محمد
میں سے کو ایک ام کے ساتھ متصل ہے مگر دوسرا
ہمزہ سے متصل نہیں۔ بلکہ فعلی اس کے ساتھ متصل
ہے ۱۰۰۰۰۰ قولہ دین تم کان جو ابنا محمدی جب مینو
ہو چکا کہ ہمزہ اور ام سے احد الامرین کی تعین مطلوب
ہوتی ہے تو اب سوچو کہ ام کا جواب احد الامرین
کی تعین ہوگی یہ فہم اور لاشع قولہ وانقطع انہ
یہ ام کی دوسری قسم کا بیان ہے جسے ام منقطع کہتے
ہیں یہ ام مثنوی میں اور ہمزہ کے ہوتا ہے جتنا بخیر
تے پھر یاد رکھو کہ ام منقطع کے استعمال کی دوسری
میں ہمزہ کو شک ہوا اور اس نے کہا ام شاعر ای ہل
قصیدہ استفہام کے واقع ہوتا ہے میس ازید عندک
محطوف علیہ سے بیشتر ایک اور مالایں بخلاف او کے کہ
جائز ہے۔

لَنْزِيَةٍ فِيهَا وَالْفَاءُ لِلتَّرْتِيبِ وَثُمَّ مَثَلُهَا بِمُحَلَّةٍ وَحَتَّى مَثَلُهَا

ای مثل الفاعل

ای سونم ۱۲

۱۰. ای ترتیب مع الجمع ۱۱

من غیر تقسیمہ تہذیب و اقوام و تراخ و تدیرج ۱۲

ومعطوفها جزء من متبوعه ليقيد قوة اضعفاً واو

عوا كملت السكة حتى راسها ۱۲ تخ فدم بختىر حتى الامير

وَأَمَّا أَمْرُ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ مَبْهُمًا وَأَمَّا الْمَتَّصِلَةُ لِأَنْفِ الْأَهْمَةِ

الاستيفاء ما يليها أحد المستويين والآخر الهزة بعد

ثبوت أحدهما الطلب التعيين ^٢ من ثم لم يجز إرايت زيدا

امعروا ومن ثم كان جوابه بالتعيين دون نعم اولاً

و لا حول الا للطيب التبعين بعد العلم لثبوت احد المستر من عند الله

وَالْمَنْقُطَةُ كَبَلٌ وَالْهَيْمَةُ مِثْلُ إِهْزَا الْإِبِلِ أَمْ شَاةٌ وَ

ای ملا نرب عن الاول مع الشك فی اثباتی ۱۶

إِمَّا قَبْلَ الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ أَوْ مَعَ إِمَّا جَانِزَةً مَعَ أَوْ

ہیں یہ ام مثنوی یک لہ اور عمرہ کے متوابع چنانچہ خیریں مکرر ام منقطعہ ہوگا۔ وہاں پہلے کلام ہے عرض اور اس کلام سے استفادہ ہوگا جو ام منقطعہ کے بدو فتح
تے پھر یاد رکھو کہ ام منقطعہ کے استعمال کی دو صورتیں ہیں کسی بعد خبر کے واقع ہوتا ہے جیسے کسی نے دورے جاوے گا کہ دورے کا انداز کیا یقیناً اونٹ
میں پھر کو شک ہو اور اس سے کہ ام شاعر اہل ہی شاعری کی یہ بکریاں ہیں پس ظاہر ہے کہ اس کلام کے بعد والے کلمے سے استفادہ اور پہلے کلام سے عرض ہے اور
کبھی بعد استفادہ کے واقع ہوتا ہے جیسے ازید عندک ام عمر و لے قولہ انا قبل المظنون علیہ لہ جب کسی تم پر بندیدو اے عطف کرنا چاہیں تو لازم ہے کہ
مظنون علیہ سے پیشتر ایک اور ام لایں بخلاف او کے کہ اس کے ذیلے جب کسی چیز پر عطف کرنا چاہیں تو اسکو مظنون علیہ سے پہلے اے اے کا لازم ضروری نہیں بلکہ
جائز ہے۔

۱۔ قولہ وان مع لما الخ۔ یعنی ان مفتوحہما کے ساتھ اور واو قسم کے درمیان اکثر زائد ہوتا ہے اور کاف کے ساتھ اس کا زائد ہونا متعین ہے
 ۲۔ قولہ واما مع اذا الخ۔ یعنی کلمہ اذا اور متی اور ای اور ان کے ساتھ جب کہ یہ شرطیہ ہوں زائد ہوتا ہے وعلیک۔ باستخرج لاشر
 اور بعض حروف جر کے ساتھ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے قولہ تلتاے فہما جز من الشراہی برجز من الشراہر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان
 بھی زائد ہوتا ہے مگر قلت کے ساتھ جیسے اسر زید من غیر جرم ۳۔ قولہ ولا مع الواو الخ یعنی کلمہ لا واو کے ساتھ بعد نفی کے زائد ہوتا ہے

وَأَنْ مَعَ لَمَّا وَبَيْنَ لَوْ وَالْقِسْمِ وَقَلَّتْ مَعَ الْكَافِ وَمَا مَعَ

أَذَا وَمَتَى وَآيَ وَأَيْنَ إِنْ شَرْطًا وَبَعْضَ حُرُوفِ الْجُرُ

قَلَّتْ مَعَ الْمُضَافِ وَالْأَمْعِ الْوَائِلِ بَعْدَ النَّفْيِ إِنْ الْمَصْدِيَةِ وَقَلَّتْ

قَبْلَ أَقْسَمُ وَشَدَّتْ مَعَ الْمُضَافِ مِنْ الْبَاءِ وَالْأَمْرِ تَقْدَامَ

ای دیکھت حروف جر ۱۲

زیادہ لا ۱۲

ذَكَرَ حُرُوفَ التَّقْسِيرِ أَيَّ وَأَنْ فَاِنْ مَخْتَصَّةٌ بِمَا فِي مَعْنَى

موصوف ۱۲

الْقَوْلِ حُرُوفُ الْمَصْدَمِ مَا وَأَنْ فَالْأَقْلَانِ لِلْفَعْلِيَّةِ

ای مجمل الحمد والتعظیم

ای ماوان ۱۲

خبر ۱۱

مبتدأ ۱۱

مفت ۱۲

وَأَنْ لِلْأَسْمِيَةِ حُرُوفُ التَّخْصِيصِ هَلَاوَالْأَوَّلُ وَكَأ

خبر ۱۱

براہین مختار ۱۱

مبتدأ

وَلَوْ مَا لَمْ يَصْدَرِ الْكَلَامُ وَيَلِزَمُهَا الْفَعْلُ لَفْظًا أَوْ تَقْدِيرًا

ای حروف التخصیص ۱۱

اول ۱۱

برابر ہے کہ نفی لفظ ہو جیسے لم یفل زید ولا عمرو
 اور یا منفی ہو جیسے قولہ تم غیر المغضوب علیکم
 ولا الضالین۔ کہ یہاں لفظ غیر معنی میں نفی
 کے ہے اور اس کے بعد لازماً زائد ہے۔ نیز لان
 مصدر یہ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے جیسے قولہ
 نجانے ماسک ان لاسکد ای ان لاسکد اور لفظ
 قسم سے جیسے بھی لازماً زائد ہوتا ہے مگر قلت
 کے ساتھ جیسے لا أقسم بهذا البلد مگر مضاف
 اور مضاف الیہ کے درمیان لا کا زائد ہونا شاذ
 ہے جیسے قول شاعرہ فی بیروا لحوفا شاذ
 میں لازماً زائد ہے باقی رہے حروف زیادت
 میں سے سن اور باع اور لام سوان کا ذکر حروف
 جر کی بحث میں گزر چکا ہے ۴۔ قولہ حرف
 تفسیر الخ یعنی وہ حروف جو تفسیر سہم کے لئے
 وضع کئے گئے ہیں وہ ہیں ای اور ان ان میں
 سے ای بر سہم کی تفسیر کرتا ہے برابر ہے کہ وہ
 سہم جملہ ہوا مفرد۔ مفرد کی مثال شنگ جاری
 ای عمرو اور جملہ کی مثال جیسے تن زید عمرو
 ای ہمزہ شدید باقی کلمہ ان وہ ہمیشہ اس فعل
 کے مفعول کی تفسیر کرتا ہے جو بمعنی قول ہے۔
 پھر وہ مفعول ہوتا ہے۔ جیسے قولہ تلتاے
 دنیاہ ان یا ابراہیم کہ یہاں پرند بمعنی قول
 ہے اور ان یا ابراہیم اس کے مفعول مقدر
 کی تفسیر ہے ای نادیاہ بلفظ ہو۔ قولہ
 یا ابراہیم ۵۔ قولہ حروف المصدر نادان
 الخ یہ حروف مصدر کا بیان ہے حروف مصدر
 تین ہیں ما اور ان اور ان جن میں سے
 ما اور ان صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں
 اور اس کو معنی میں مصدر کے گردیتے ہیں جیسے

قولہ فعاتت علیہم الارض بما رجعت ای برجا اور جیسے راعنی ان ضربت زیداً۔ اور ان جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو بتا دیں
 ضرور کہ دیتا ہے جیسے العجینی ایک ساحرائی العجینی ساحر تیک ۶۔ قولہ حروف التخصیص الخ یعنی حروف تخصیص جاری ہیں ہا اور لولا اور لولا
 فعل پر داخل ہوتے ہیں برابر ہے فعل لفظ ہو یا تقدیراً اور مصدرات کلام کو مقتضی ہیں پس جب ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو گزشتہ فعل پر
 ملازم کا فائدہ دیتے ہیں جیسے ہا ضربت اور جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو فعل کرنے کیے براہین کرتے ہیں جیسے ہا تقریب یعنی تو کیوں نہیں
 ہا ۱۲

لحرف التوقع الحرف یعنی حرف التوقع قد ہے جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو وہ تحقیق اور تقریب کے معنی کے ساتھ توقع کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے کوئی شخص امیر کے موار ہونے کی امید کرے اور اس کو تدریک الامیر کہیں اور کبھی توقع کا فائدہ نہیں دیتا جیسے کوئی قدر کب الامیر اس شخص سے لے کر جو امیر کے موار ہونے کی امید نہیں رکھتا اور مضارع پر جب داخل ہوتا ہے تو اکثر تفخیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے قد یکن ۱۲۔ لفظ حرف الاستفهام الحرف یعنی حرف استفهام دو میں حمزہ اور بل اور دونوں صدارت کلام کو مقتضی میں جیسے ازید قائم اور قائم زید مثال اول حمد اسمیہ پر حمزہ استفهام کے داخل ہونے کی یہ ہے اور مثال ثانی جملہ فعلیہ پر حمزہ استفهام کے داخل ہونے کی ہے پھر جس طرح پر حمزہ استفهام دونوں قسم کے جملوں اسمیہ اور فعلیہ

پر داخل ہوتا ہے اسی طرح ہی جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے بل زید قائم اور بل قائم زید لیکن فرق یہ ہے کہ حمزہ تو صرف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے خواہ خبر اس میں فعل ہو یا اسم اور بل اس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے کہ جس میں خبر فعل نہیں اور وجہ یہ ہے کہ اصل بل میں یہ ہے کہ وہ معنی میں قدر کے ہو اور قدر لازم فعل سے ہے پس جب بل اپنے مابعد جملہ میں فعل کو دیکھے گا تو یہ چاہے گا کہ فعل کے متصل ہو لہذا یہ نہ ہوگا کہ فعل کے ہوتے ہوئے اسم پر داخل ہو لہذا حرف استفهام

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ وَهِيَ فِي الْمَضَارِعِ لِلتَّقْلِيلِ حَرْفًا
مبتدأ ۱۱ خبر ۱۲

الاسْتِفْهَامِ الْهَمْزَةُ وَهَلْ أَمَّا صَدْرُ الْكَلَامِ فَقَوْلُ أَزِيدًا
خبر ۱۱ فی لایمہ ۱۲

قَائِدًا قَامَ زَيْدًا وَكَذَلِكَ هَلْ وَالْهَمْزَةُ أَعْمَ تَصَرُّفًا
خبر ۱۱ فی النعیسۃ ۱۲

تَقُولُ أَزِيدًا أَضْرِبْتَ وَأَنْضِرْبُ زَيْدًا وَهُوَ أَخُوكَ وَ
سن بل داخل فی باب الاستفهام ۱۱ حال ۱۲

أَزِيدًا عِنْدَكَ أَمْ عَمْرُوًا ثُمَّ أَذَا مَا وَقَعَ وَأَفْنَنْ كَانَ
خبر ۱۱ مبتدأ ۱۲

وَأَوْ مَنَّ كَانَ حُرُوفُ الشَّرْطِ إِنْ وَلَوْ أَمَّا لَهَا
خبر ۱۱ مبتدأ ۱۲

صَدْرُ الْكَلَامِ فَإِنَّ لِلْاسْتِقْبَالِ وَإِنْ دَخَلَ عَلَى الْمَاضِي
منقول ۱۱

وَلَوْ عَكْسًا وَتَلْزَمَانِ الْفِعْلَ لَفْظًا أَوْ تَقْدِيرًا
ای مفسر ان ۱۱

خوش نہیں۔ اسی طرح انضرب زیداً وخواخو کہنا جائز ہے اور بل تضرب زیداً وخواخو کہنا ناجائز ہے اس لئے کہ معنی اس کلام کے استفهام انکاری کے ہیں اور استفهام انکاری کے لئے حمزہ ہے نہ بل البتہ ہی ازید عندک ام عمرو کہنا جائز ہے اور بل زید عندک ام عمرو کہنا جائز نہیں اس لئے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ ماضی متبادل میں حمزہ کے آتا ہے نہ بل کے۔ اسی طرح حروف عاطفہ تم اور فاع اور واو پر حمزہ استفهام کو داخل کر کے اتم اذا ما وقع او لا فمن کان او من کان کہنا جائز ہے۔ اور حروف عاطفہ مذکورہ پر بل کو داخل کرنے کے بل ثم وغیرہ کہنا جائز نہیں اور وجہ یہ ہے کہ بل استفهام میں اصل نہیں بلکہ وہ حمزہ کی طرح صدارت کلام کو متقاضی نہ ہوگا بلکہ حروف عاطفہ سے مراد ہوگا۔ لفظ حرف الشرط الخیریاں ہے مصنف نے حروف شرط کو بیان کیا کہ وہ ہیں ان اور واو اما۔ اور یہ تینوں صدارت کلام کو مقتضی ہیں مگر کلام ان استقبال کے لئے ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے ان مقتضی فتشکر یعنی اگر تو مجھے گالی دے گا تو میں تجھے گالی دوں گا اور مگر تو کا اس کے برعکس ہیں اس لئے کہ وہ زمانہ ماضی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے وا کرمت اگر مت یعنی اگر تو اکرام کرتا تو میں بھی اکرام کرتا پھر ان دونوں کو لازم ہیں برابر ہے کہ فعل لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے قولہ تانے دلو انتم تفلکون ای تو تفلکون اتم اور جیسے قولہ تانے وان لحد من المشرکین استجارک ای وان استجارک لحد من المشرکین ۱۳

اے قولہ ومن ثم قبل الخ یعنی جب یہ معلوم ہو چکا کہ ان اور لو کو فعل لازم ہے لفظاً یا تقدیراً تو اب اس وجہ سے ہوا کہ جیسی ترکیب میں ان کو فتح موزون کے ساتھ پڑھتے ہیں نہ ان کو سورہ اس لئے کہ ان اپنے بعد جملے سے لے کر تاویل مفرد ہو کر فعل مقدر کا فاعل ہے ای لو ثبت الگ نیز وہ مذکورہ بالا کی بنا پر اس جگہ کو حجاب کے بعد ان مفتوحہ سے ان کی خبر کو بجائے اسم فاعل کے فعل لاتے ہیں تاکہ یہ فعل مذکور عرض میں اس فعل کے مروجانے کو قبول کے بعد مقدر ہے نیز ہوا کہ انطلقہ کہتے ہیں اور لو کہ منطلق نہیں کہتے مگر جب ان کی خبر اسم جادہ ہو تو چونکہ اس وقت اسم جادہ سے بوجہ تقدیر اشتقاق

خبر کو لانا مقدر ہے لہذا یہ اسم جادہ ہی ان کی خبر ہو گا جیسے قولہ فاعلہ دلو ان مانی الارض من بحرۃ اقلام میں اسم جادہ ہے اور وہ ان کی خبر ہے اے قولہ واذا تقدم القسم الخ یعنی جب ابتداء کلام میں قسم شرط سے پہلے واقع ہو تو شرط کو ماضی لانا لازم ہے برابر ہے کہ ماضی لفظاً ہو یا معنی تاکہ شرط مذکور عدم کل حرف شرط میں جواب قسم کے مطابق ہو و الحاصل حرف شرط نے چونکہ جواب میں لفظاً ہو جس اس کے جواب قسم ہونے کے عمل نہیں کیا۔ لہذا شرط کو ہمیشہ فعل ماضی لائیے تاکہ اس میں بھی حرف شرط عمل نہ کرے اور عدم عمل حرف شرط میں جواب کے موافق ہو جائے۔ اے قولہ وکان الجواب للقسم الخ یعنی وہ جواب کہ قسم اور شرط کے بعد واقع ہے لفظوں میں جواب قسم سے شرط اور قسم دونوں کا جواب نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ جواب شرط ہونے کے اعتبار سے وہ مجزوم ہو اور جواب قسم ہونے کے اعتبار سے غیر مجزوم ہو اور یہ یعنی ایک شئی کا مجزوم اور غیر مجزوم ہونا باطل ہے۔ باقی رہا معنی اس کا جواب ہونا۔ سودہ شرط اور قسم دونوں کا جواب ہے قسم کا اس حیثیت سے کہ وہ مشروط ہے اے قولہ شل والشر الخ مصنف نے یہ مثالیں ذکر فرمائی ہیں ان میں سے یعنی والشر ان آیتیں لاکر تنگ ماضی لفظاً کی مثال ہے اور دوسری یعنی والشر ان لم تاتنی لاکر تنگ لفظاً جواب قسم ہے اے قولہ وان توسط بتقدیم الشرط الخ یعنی جب کہ قسم ابتداء کلام میں نہ آئے بلکہ شرط یا غیر شرط کے مقدم ہونے کے سبب درمیان کلام میں مذکور ہو تو اس وقت دونوں امر جائز ہیں یہ کہ شرط کا اعتبار کیا جائے اور جواب کو جزاؤ کہا جائے اور جواب کو جواب قسم کہا جائے۔ پس مصنف نے اپنے قول جاز ان یعبر او ان یعنی ہے ان ہی دونوں صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اے قولہ کقولک الخ یہاں بھی مصنف نے دو مثالیں ذکر فرمائی ہیں۔ مثال اول یعنی انا و انت انی الگ قسم پر غیر شرط کے مقدم ہونے کی ہے اور یہ کہ اس میں قسم کا اعتبار ہے ۱۲۔

وَمِنْ ثَمَّ قَبْلَ لَوَأَنَّكَ بِالْفَتْحِ لِأَنَّهُ فَاعِلٌ وَأَنْطَلَقَتْ

ای سن اہل زدم الفصل ۱۲

بِالْفِعْلِ مَوْضِعَ مَنْطِقٍ لِيَكُونَ كَالْعَوِضِ فَإِنْ

سن المذوق ۱۱

كَانَ جَامِداً جَازاً لَتَعَذُّرِهِ وَأَذا تَقَدَّمَ الْقِسْمُ أَوَّلَ

اول زمان فی

شرط ۱۲

ای تقدیر وقوع انفس ۱۱

الْكَلَامِ عَلَى الشَّرْطِ لَزِمَ الْمَاضِي لَفْظاً وَمَعْنَى فَيَطَابِقُ

وَكَاَنَّ الْجَوَابَ لِلْقِسْمِ لَفْظاً مِثْلُ وَاللَّهِ إِنْ أَتَيْتَنِي

مثال الماضی لفظاً ۱۲

أَوَلَمْ تَأْتِنِي لَأَكْمُتْكَ وَإِنْ تَوَسَّطَ بِتَقْدِيمِ الشَّرْطِ أَوْ

ای القسم ۱۲

جواب القسم ۱۲

مثال الماضی معنی ۱۲

غَيْرِهِ جَازاً أَنْ يَعْتَبِرَ وَأَنْ يُلْغَى كَقَوْلِكَ إِنْ أَلَّهِ

ای القسم او الشرط ۱۲

ای غیر القسم او الشرط ۱۲

إِنْ تَأْتِنِي أَتَيْتَكَ وَإِنْ أَتَيْتَنِي وَاللَّهِ لَا تَيْتَكَ

اور یہ کہ قسم کا اعتبار کیا جائے

اور جواب کو جزاؤ کہا جائے

اور جواب کو جواب قسم کہا جائے۔ پس مصنف نے اپنے قول جاز ان یعبر او ان یعنی ہے ان ہی دونوں صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اے قولہ کقولک الخ یہاں بھی مصنف نے دو مثالیں ذکر فرمائی ہیں۔ مثال اول یعنی انا و انت انی الگ قسم پر غیر شرط کے مقدم ہونے کی ہے اور یہ کہ اس میں قسم کا اعتبار ہے ۱۲۔

کہ انکے مشترکون لفظاً جواب قسم ہے اور قسم مقدر سے واشران اطمینان نیز شرط اس جگہ ماضی ہے باقی دلیل اس امر پر کہ قولہ تعالیٰ انکم مشترکون جواب قسم ہے جزاء شرط میں یہ ہے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ پر جب کہ وہ جزاء جو فاعل کا آنا لازم ہے پس ثابت ہوا کہ لفظاً یہ جزاء شرط نہیں بلکہ جواب قسم ہے ورنہ اس پر فاعل داخل ہوتا ۱۲۔ قولہ واما التفصیل الخ یہ اما شرطیہ کا بیان ہے کہ وہ شئی مجمل کی تفصیل کے لئے آتا ہے برابر ہے کہ وہ مجمل لفظاً ہوا تقدیراً اول کی مثال جیسے تقیت اخوک اما ازید فاکسنی واما عمر ونبیسی اور ثانی کی مثال جیسے اما زید فاکسنی واما عمر ونبیسی جب کہ یہ کلام ایسے مخاطب سے کریں کہ جواب اپنے معانیوں کی نسبت یہ علم رکھتا ہو کہ وہ شکم سے لئے ہیں۔ پس اس جو تقیت اخوک مقدر ہے اور بیان

مجل تقدیراً مذکور سے پھر جانتا جائے کہ کثرت استعمال کے سبب ہمیشہ اس کے فعل شرط کو حذف کر دیتے ہیں اور سبب اس کے اس کے اما اور فاعل جزاء کے درمیان اس چیز کو لاتے ہیں جو نام کی چیز میں ہے تاکہ بعد حذف فعل شرط کے علامت اور علامت جزاء کا اجتماع بلا غلطی لازم نہ آئے پھر وہ جزاء اگر اما اور اس کی فاعل کے درمیان بعض محذوف لایا جاتا ہے ہر حال میں جزاء فاعل کا جزاء ہوگا خواہ اس کی تقدیم سے فاعل جزاء کے علاوہ کوئی اور چیز مانع ہو یا نہ ہو۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو جزاء بعض محذوف فاعل اور اما کے درمیان لایا جاتا ہے۔ حیر فاعل کا جزاء نہیں بلکہ وہ فعل محذوف کا معمول ہے خواہ اس قبل فاعل میں عمل ابعد سے کوئی مانع ہو یا نہ ہو۔ قولہ مثل ایوم الجمعة الخ یہ اما شرطیہ کی مثال ہے مذہب اول کی بنا پر ایوم الجمعة فزید منطلق کی اصل مہاکین من شئی فزید منطلق ایوم الجمعة سے یکین من شئی شرط کو حذف کر کے اما کو قائم مقام مہاکین کی لگا اور جزاء کے معمول ایوم الجمعة کو اما اور فاعل کے درمیان بعض محذوف مانے اور مذہب ثانی پر اس کی اصل مہاکین من شئی ایوم الجمعة فزید منطلق سے پس اس وقت ایوم الجمعة شرط کا معمول ہوگا۔ جب کہ ظاہر ہے اور اس جگہ تفسیر مذہب اول سے اور وہ یہ کہ جزاء مذکور اگر جائز التقدیم ہو یعنی فاعل جزاء کے علاوہ اس کی تقدیم سے کوئی اور مانع نہ ہو تو وہ قسم اول سے ہے یعنی وہ جزاء فاعل کا جزاء ہے جو فاعل پر تقدم کی لگا جب کہ اوپر گزرا اور اگر جزاء مذکور جائز التقدیم نہ ہو بلکہ سوائے فاعل کے اسے تقدیم

وَتَقْدِيرُ الْقِسْمِ كَالْفَتْحِ مِثْلُ لَيْسَ أَخْرَجُوا إِلَّا يَخْرُجُونَ

جواب القسم

وَأِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ وَأَمَّا لِلتَّفْصِيلِ وَالتَّزْمِ حَذْفُ

فَعَلَهَا وَعَوَضَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ فَا مَّا جَزَاءُ مِمَّا فِي حَيْثُهَا

مثلاً یوالی بن حرفی الشر والجزء

مُطْلَقًا وَقِيلَ هُوَ مَعْمُولُ الْمَحْذُوفِ مُطْلَقًا مِثْلُ أَمَّا

يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَقِيلَ إِنَّكَ جَاءَ التَّقْدِيمِ فِيمَنْ

فمما یوم الجمعة

الْأَوَّلُ الْاِثْنِ الثَّانِي حَرْفُ الرَّدِّ كَلَا قَدْ جَاءَ بِمَجْعَتِي حَقًّا

وہران یون متوسطاً جزاء شرط المحذوف ۱۲

لے قولہ و تقدیر القسم کا لفظاً الخ یعنی شروع کلام میں جب قسم مقدر جو تو اس کا حکم مثل لغو فاعل کے ہوگا بیان تک کہ جو شرط کلام میں اس کے بعد مذکور ہے وہ فعل ماضی ہوگی۔ اور جواب کے بعد شرط کے مذکور سے باعتبار لفظ کے جواب تک ہوگا۔ اور باعتبار معنی قسم اور شرط دونوں کا جواب ہوگا۔ جیسے قولہ تعالیٰ لَنْ أَخْرَجُوا إِلَّا يَخْرُجُونَ۔ پس مثال مذکور میں قسم مقدر ہے اور تقدیر عبارت و الشر لَنْ أَخْرَجُوا إِلَّا يَخْرُجُونَ اور ظاہر ہے کہ شرط مذکور ماضی ہے اور لا یخرجون جواب قسم ہے نہ جواب شرط ورنہ جواب شرط ہونے کی صورت میں لَنْ محذوف ہوجاتا ہے اور جیسے قولہ تعالیٰ وَاِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ انکم مشترکون میں ظاہر ہے

سے کوئی مانع ہو تو وہ قسم ثانی سے ہے جیسے ایوم الجمعة فانک مسافر۔ پس مثال مذکور میں یوم الجمعة فزید منطلق کی لگا جب کہ اوپر گزرا اور اگر جزاء مذکور جائز التقدیم نہ ہو بلکہ سوائے فاعل کے اسے تقدیم سے اس لئے کہ ماعدان کا اس کے قابل میں حال نہیں ہو سکتا۔ لہذا جزاء مذکور معنی شرط کا معمول ہے ۱۲۔ قولہ حرف الرد الخ یعنی حرف رد جزاء و منع کے لئے مستعمل ہوتا ہے کلا ہے اور یہ معنی بھی معنی کے بھی آتا ہے جیسے کلا ان الاثنین بیطنی ۱۱۔

(عشیت اللہ دیوبندی عفی لہ)

الحرف تاء التائین الساکنة الخ یعنی تاء تائین ساکنہ کو ماضی کے آخر میں لاحق کرتے ہیں تاکہ وہ تائینت مسند الیہ پر دلالت کرے جیسے غرت ہند اور ساکنہ کی قید اس لئے ہے کہ تاء تائینت سحر کہ اسماء مشتقہ کے ساتھ خاص ہے پھر اگر فعل کا مسند الیہ اسم ظہر موش فی حقیقی ہو تو اس وقت اعتبار ہوگا خواہ فعل میں علامت تائینت کی لائیں یا نہ لائیں جیسے طلوع الشمس اور طلعت الشمس لے قولہ داما الحاق ماضی التثنیۃ الخ یعنی یہ جو ادبیر مذکور ہوا الحاق تاء تائینت کا حال تھا باقی فعل کے ساتھ علامت تثنیۃ اور جمع کا الحاق جب کہ مسند الیہ اسم ظہر ہو مسند الیہ کی حالت پر تنبیہ کرنے کیلئے ضعیف ہے

جیسے فربا ارجوان اور ضرورا ارجال لے قولہ التثنیں الخ یہ تخوین کا بیان ہے کہ تخوین اصطلاح میں اس نون ساکنہ کو کہتے ہیں جو آخر کلمہ کی حرکت کے تابع ہو اور تاکید فعل کے لئے نہ ہو۔ تخوین کی پانچ قسمیں ہیں ایک تخوین ممکن جو اسم کے معرب اور مشعر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے قریہ۔ دوسرے تخوین منکر جو اسم کے منکر ہونے پر دلالت کرتی ہے مثلاً بے تمیزے تخوین غرض جو مضاف الیہ کے عوض میں آتی ہے۔ جیسے یوحنا کہ اس میں تخوین غرض میں مضاف الیہ اذکان کذا کے ہے جو تھے تخوین مقابلہ جو جمع موشن سالم میں جمع مذکر سالم کے وزن کے مقابلہ میں آتی ہے۔ جیسے سلامت کی تخوین یا تخوین تخوین نرم جو تخمین موت کے لئے آخر آیات میں آتی ہے

جیسے ۱۱ وقولی ان الصبت لقد اصابت لکھ قولہ ویخذ من العلم الخ یعنی اس علم سے جو لفظ ابن کی ساتھ موصوف ہے تخوین کو درجہ حذف کر دیتے ہیں لیکن لفظ ابن دوسرے علم کی طرف مضاف ہو پس اگر لفظ ابن دوسرے علم کی طرف مضاف نہ ہو یا موصوف علم نہ ہو تو تخوین محذوف نہ ہوگا لے قولہ وزن التکید الخ یہ وزن تاکید کا بیان ہے کہ وہ دو قسموں میں تقسیم ہے خفیفہ اور مشدہ۔ وزن خفیفہ نون ساکنہ ہوتا ہے اور یہ اپنی اصل پر ہے اسلئے کہ مثنیٰ میں سکون اصل ہے نون مشدہ متحرک ہوتا ہے۔ فقہر اس لئے کہ وہ اخف ہے اور متحرک ہونا اسلئے کہ انشاء ساکنین لازم نہ آئے اور جب وزن مشدہ کے ساتھ الف ہو تو اس پر کسرہ آتا ہے۔ جیسے اقلان اور اقلان وزن تاکید اس فعل مستقبل کے ساتھ تحقق ہے کہ

جو ضمن میں یا تو امر کے پایا جائے جیسے اقلن اور اقلن یا ضمن میں استعمال کے جیسے بل یقینن اور بل یقینن یا ضمن میں مثنیٰ کے جیسے لیکنا لکمن یا ضمن میں موشن کے جیسے لا تنزلن بنا یا ضمن میں قسم کے جیسے رابنہ لکمن اور دوجہ یہ ہے کہ امور مذکورہ میں طبیب ہوتی ہے اور وزن تاکید طلب حصول کی تاکید کے لئے آتا ہے پس اس فعل مستقبل میں وزن تاکید داخل ہوگا۔ جو ضمن میں امور مذکورہ کے پایا جاتا ہے اور ماضی اور حال پر داخل نہ ہوگا اس لئے کہ وہ مثنیٰ طلبت خالی میں باقی رہی نفی موشن تاکید کا اس کے ساتھ لاحق ہونا تاویل ہے اور وجہ لاحق ہونے کی یہ ہے کہ اسکی مشابہت مثنیٰ کے ساتھ ہے جیسے لا یقینن ۱۱

تاء التائین الساکنة تلحق الماضی لتائینت المسند بامرنہ صفتہ ۱۱

الْبِفَان كَانَ ظَاهراً غَيْرَ حَقِيقَةٍ فَمُخَيَّرَ وَأَمَّا الْحَاقُّ عَلَامَةٌ الْمُسَدِّ ۱۱

التثنية والجمعین فضعیف التثنوی نون ساکنة خبر ۱۱ مبتدأ ۱۱

تتبع حركة الآخر لتأكيد الفعل وهو للتمكن والتكثير صفت ۱۱

وَالْعُوضُ الْمَقَابِلَةُ وَالْتَرْدُ وَمُحْذَفٌ مِنَ الْعَلَمِ مَوْصُوفًا حَالٌ مِنَ اسْمٍ ۱۱

بَابِن مَصْنُوفًا إِلَى عَلَمٍ آخَرُونَ التَّكْدِيدُ خَفِيفَةٌ سَاكِنَةٌ حَالٌ مِنَ ابْنِ ۱۱ خبر ۱۱ صفت ۱۱

وَمَشْدَادَةٌ مَفْتُوحَةٌ مَعَ غَيْرِ الْاَلِفِ تَخْتَصُّ بِالْفِعْلِ الْمُسْتَقْبَلِ مشتق بالمفتوحه وبغير الالف وخواصها بانها مسكورة ۱۱

کرتا ہے۔ قولہ و فیما عدل ذلک الخ یعنی جمع مذکر اور مؤنث مخاطبہ کے مساویں ماقبل نون تاکید کا مفتوح ہوتا ہے کہ وہ مفرد مذکر مخاطب یا غائب ہوا دیا مفرد مؤنث غائب اور یا محکم کے دونوں میں سے جہن کہ تثنیہ اور جمع مؤنث کا یہ حکم نہ تھا اس نے مصنف کو یقیناً بقول فی التثنیۃ سے ان کا حکم عینہ بیان کرتا ہوا تاکہ قولہ و فیما عدل ذلک مفتوح سے کوئی ان کے ماقبل کو مفتوح نہ سمجھ سکے۔ بہر حال مصنف کہتے ہیں کہ تثنیہ اور جمع مؤنث میں اضران اور اضران کسب کے یعنی الف کو اول میں ثابت رکھیں گے اور جمع مؤنث میں نون جمع اور نون تاکید کے درمیان الف فاعل لایکے تاکہ نون نونات لازم نہ آئے نیز تثنیہ اور جمع مؤنث میں نون تخفیف لاحق نہ ہوگا اور اس سے التقاء ساکنین علی غیر عدہ لازم آتا ہے اور وہ ناہم از ہے۔ قولہ خلافاً لیس الخ یعنی ولس نحوی اس مسئلہ میں جمہور کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ التقاء ساکنین علی غیر عدہ خارج ہے لہذا تثنیہ اور جمع مؤنث میں نون تخفیف لاحق ہو سکتا ہے۔ قولہ و فیما عدل غیر جماع الخ یہاں سے مصنف ان افعال کا حال بیان کرتے ہیں کہ جو مثل الاول آخر ہیں کہ بعد محقق نون تاکید کے ان کا حکم کیا ہے مگر تثنیہ اور جمع مؤنث متعلق کا حکم بیان نہیں فرمایا چنانچہ کہا وہاں غیر جماع اور وجہ یہ ہے کہ تثنیہ اور جمع مؤنث متعلق کا حال جیسا کہ مجمع میں بیان ہوا دیکھا ہی ہے یہی ان کو تحقیر کر کے کہ نون تاکید تعلیل اور تخفیف تثنیہ اور جمع مؤنث کے غیر میں جب کہ ان کے ساتھ ضمیر باذنیہ واو جمع مذکر اور یا غ مخاطبہ متعلق ہو کر منفصل جیسا ہے یعنی حطرح پر کہ فعل متعلق کے آخر میں مگر منفصل لاحق ہونے وقت کہیں واو اور یا غ مفرد ہوتا ہے ہیں اور کہیں ان پر ضمیر

وَلَزِمَتْ فِي مَثَلِ الْقِسْمِ وَكَثُرَتْ فِي مِثْلِ مَا تَفْعَلْنَ
نون تاکید ۱۱

وَمَا قَبْلَهَا مَعَ ضَمِيرِ الْمَذْكُورِينَ مَضْمُومٌ وَمَعَ الْمُخَاطَبَةِ
ای نون تاکید ملحقاً ۱۲ المذکر علی الواو ۱۱ المجرور علی الساکنین ۱۲

مَكْسُورَةٌ وَفِي مَا عَدَا ذَلِكَ مَفْتُوحٌ وَتَقُولُ فِي التَّثْنِيَةِ
الذکر علی الواو ۱۱ بالمخففة ۱۲

وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ أَضْرِبَانِ وَأَضْرِبَانِ وَلَا تَدْخُلُهُمَا

الْخَفِيفَةُ خِلَافَ الْيَوْنِسِ وَهَاتِي غَيْرُهُمَا مَعَ الضَّمِيرِ
ای نون تاکید ای غیر التثنیہ و جمع الحرف ۱۱

الْبَارِزُ كَالْمَنْفَصِلِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَكَالْمُتَّصِلِ

لہ قولہ و لزمت فی ثبت القسم الخ یعنی جو جواب قسم کہ ثبت ہے اس میں نون تاکید کا ہونا لازم ہے جیسے واللہ لاکن اور اس فعل شرط میں کہ جس کے حرف شرط میں تاکید کے لئے لازماً لایا گیا ہے نون تاکید کثرت سے آتا ہے جیسے ما تفععلن کہ اس جگہ ان شرطیہ کے ساتھ تاکید کے واسطے لازماً ہے لہذا نون تاکید لایا گیا۔ قولہ و ما قبلہا الخ یہاں سے مصنف کہتے ہیں کہ نون تاکید کے ماقبل کا حال بیان کرتے ہیں کہ وہ ضمیر جمع مذکر یعنی واو کے ساتھ مضموم ہوتا ہے جیسے بل یا مکن اور تاکمن اور ضمیر مؤنث مخاطبہ کے ساتھ مکسور ہوتا ہے جیسے اتقن۔ اور وجہ یہ ہے کہ ضمیر اول میں حذف واو اور کسرہ ثانی میں حذف یا غ پر دلالت

اور کسرہ ہوتا ہے اسی طرح ان کے آخر میں جب نون تاکید لاحق ہوتا ہے کہیں واو اور یا غ گر جاتے ہیں اور کہیں ان پر ضمیر اور کسرہ ہوتا ہے جیسے اغزن اور اغشون اور جب ضمیر یا غ متصل نہ ہو بلکہ ستر ہو تو اس وقت نون تاکید مگر متصل کی طرح پر ہوگا۔ اور مراد کہ متصل سے الف ہے پس جیسا کہ متصل کے آخر میں الف تثنیہ لاحق ہونے سے واو اور یا غ کو مفتوح ذکر کرتے ہیں۔ جیسے اغزوا اور ارمیا۔ اسی طرح بعد محقق نون تاکید کے واو اور یا غ مفرد ذکر کرتے اور مفرد لیکے۔ جیسے اغزن اور ارمتن ۱

القصيدة

جَمَعَ فِيهَا الشَّيْخُ ابْنُ حَاجِبٍ

الْمُؤَنَّنَاتِ السَّمَاعِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِسَائِلٍ وَافَانِي
أَسْمَاءُ تَانِيثٍ بِخَيْرِ عِلَامَةٍ
قَدْ كَانَ مِنْهَا مَا تَوَنَّتْ ثُمَّ مَا
أَمَّا الَّتِي لَا بُدَّ مِنْ تَانِيثِهَا
وَالنَّفْسُ ثُمَّ الدَّارُ ثُمَّ الدَّلُومِ
وَجَهَنَّمُ ثُمَّ السَّعِيرُ وَعَقْرَبُ
ثُمَّ الْجَحِيمُ وَنَارُهَا ثُمَّ الْعَصَى
وَالْعَوْلُ وَالْفِرْدَوْسُ وَالْفُلُكُ الَّتِي
عَمُوضُ شِعْرِ وَالذَّارِعُ وَتَعْلَبُ
وَالْقَوْسُ ثُمَّ الْمُنْجَنِيْقُ وَارْتَبُ
وَكَذَاكَ فِي ذَهَبٍ وَيَبْرَحُكُمْ مَا

مَسَائِلَ فَاحْتِ كَعَصْنِ الْبَيَانِ
هِيَ يَاقَتِي فِي عَرَفِيهِمْ ضَرْبَانِ
هُوَ فِيهِ خَيْرُ اخْتِلَافٍ مَعَانِ
فَيَسْتَوْنَ مِنْهَا الْعَيْنُ وَالْأَذْنَانِ
أَعْدَادُهَا وَالسِّنُّ وَالْكَفَّانِ
وَالْأَرْضُ ثُمَّ الْإِسْتُ وَالْعُضْدَانِ
وَالرَّيْمُ مِنْهَا وَاللَّغِي وَيَدَانِ
فِي الْبَحْرِ تَجَرَّدِي وَهِيَ فِي الْقُرْآنِ
وَأَمْلَحُ ثُمَّ الْقَاسُ وَالْوَرْدَانِ
وَالْخَمْرُ ثُمَّ الْبَيْرُ وَالْخَدَّانِ
أَبَدًا وَفِي ضَرْبٍ يَكُلُّ مَكَانِ

الحمد لله الذي
جاء به في ميزان شعر
وادمونست
ونام كدوميه وافر
كرو بافتن غافله
ماخذ الحبيب
زرعنا في سر
ذوه الله تبارك
زرعنا في سر
السر
بالسر
السر
بكره وونث مكنه
في الصبح وندنا
ينا في ما في العظم
بيان الا سماع
للازمة الما تيرت
والسر ليس
سما كما عرفت
لم يثبت
عندنا علم الا بمرئنا
لا تها ١٢ فافهم

وَالْعَيْنُ وَالْيَنْبُوعُ وَالِدَارُغُ الَّتِي
وَكَذَاكَ فِي كَبِدٍ وَكَرْشٍ ثُمَّ فِي
وَكَذَاكَ فِي فَرْسٍ وَكَاسٍ ثُمَّ فِي
وَالْعُنْكَبُوتُ تَوَنَّتَ الْمَوْسَىٰ مَعَا
وَالرَّجُلُ مِنْهَا وَالسَّهْمُ أَوِيلُ الَّتِي
وَكَذَا الشِّمَالُ مِنَ الْإِنَانِ وَمِثْلُهَا
أَمَّا الَّتِي قَدْ كُنْتَ فِيهِ مُخَيَّرًا
السِّلْمُ ثُمَّ الْقَدَرُ ثُمَّ الْمُسْكُ فِي
وَالْبَيْتُ مِنْهَا وَالطَّرِيقُ وَكَالْثَرَى
وَكَذَا السَّمَاءُ وَالسَّبِيلُ مَعَ الْمَطْطِ
وَالْحُكْمُ هَذَا فِي الْقَفَا أَبَدًا وَفِي
وَقَصِيدَ فِي تَبْقَىٰ وَهَذَا أَنَا أَلْتَسِي

هِيَ مِنْ حَدِيدٍ قَطُّ وَالْقَدَمَانِ
أَفْعَىٰ وَمِنْهَا الشَّمْسُ وَالْعَقَبَانِ
سَقَرًا وَمِنْهَا الْحَرْبُ وَالتَّدْيَانِ
ثُمَّ الْيَمِينُ وَارْصَبُ الْإِنْسَانِ
فِي الرَّجُلِ كَانَتْ زِينَةُ الْعُرْيَانِ
ضُبْعٌ وَمِنْهَا الْكَتِفُ وَالسَّاقَانِ
هُوَ كَانَ سَبْعَةَ عَشَرَ فِي التَّبْيَانِ
لُغَةً وَمِنْهَا الْحَالُ كُلُّ أَوَانِ
وَيُقَالُ فِي عُنُقٍ كَذَا وَلِسَانِ
ثُمَّ الصَّلَاحُ مُقَابِلُ الطُّغْيَانِ
رَحِمَ وَفِي السِّكِّينِ وَالسَّرَطَانِ
ثَوْبُ الْفَتَاءِ وَكُلُّ شَيْءٍ فَإِنْ

نَهَتْ